قطب مشتری

تحسین و تخمین

م ن سعید

• باتلفظ • سوانح وجہی • محاذی فرہنگ • تنقیدی مطالعہ

ناشر: کرناٹک اردو اکادمی، بنگلورو

قُطبُ مشتَری[1]

تحسین و تخمین

[1] قُطب مُشتری میں جو بولیا کتاب ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب

سلطنتِ قطب شاہی کے ملک الشعرا اسد اللہ وجہی کی شاہ کار مثنوی

قطب مشتری

تحسین و تخمین

مصنف

مُلّا اسد اللہ وجہی

مُرتّب

م ن سعید

ڈائرکٹر، سنٹر فاروقی اسٹڈیز اینڈ ریسرچ

پروفیسر و سابق صدر، شعبہ اردو، بنگلور یونیورسٹی

کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور

QUTUB MUSHTARI

Tehseen o Takhmeen

Critical edition and pronounciation friendly text with commentary and glossary of the Dakhani Classic of Mulla Asadulla Wajhi (1565-1659 A.D.,Poet-Laureate of Golconda Sultanate of Deccan) by Prof. Meem Noon Sayeed, Former Chairman, Department of Studies in Urdu, Bangalore University, Bangalore. Pp 450. Published by Karnataka Urdu Academy, Bangalore.

Distributors

Centre for Daccani Studies & Research, L/13, II Floor, Sector 14, Near Water Tank, Jeevan Bima Nagar, Bangalore-560075. Phone: +91 9845281751. Email:dakhanicentre@gmail.com

Price: Rs. 399

ISBN 978-93-85413-12-4

ناشر : کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور

نام کتاب : قطب مشتری۔ تحسین وتخمین

ترتیب وتدوین : پروفیسر م ن سعید

سال اشاعت : 2017ء

صفحات : 450

تعداد : 500

قیمت : 399 روپے

طباعت : پرومیڈیا پرنٹ، بنگلور

تقسیم کار : سنٹر فار دکنی اسٹڈیز اینڈ ریسرچ

ایل/13، سکنڈ فلور، سیکٹر 14، نزد واٹر ٹینک،

جیون بیمہ نگر، بنگلور۔ 560075

فون : 080-25279342,+91 9845281751

عزیز اللہ بیگ، آئی۔اے۔ایس (ریٹائرڈ)
چیرمین، کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور

حرفِ اوّل

قدیم اردو یا دکنی کا مطالعہ تاریخِ ادبِ اردو کا ایک اہم حصّہ ہے۔ چودھویں صدی عیسوی سے اٹھارویں صدی تک دکنی عہدِ بہمنی، عادل شاہی، قطب شاہی اور عہدِ آصفیہ کے علاوہ میسور اور ارکاٹ کے وسیع رقبے میں تہذیب وتمدّن اور علم وادب کی مشترکہ زبان رہی ہے۔ تاریخ کے جبر نے دکنی زبان کو قلم سے محروم کر کے صرف زبانی اظہار تک محدود کر دیا ہے۔ لیکن تین صدیوں پر پھیلا ہوا اس کا کثیر ادبی سرمایہ اردو کی بہت بڑی وراثت ہے۔

بیسویں صدی کے پہلے نصف میں حیدرآباد میں اردو کی جیّد شخصیتوں جیسے بابائے اردو مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ، پروفیسر عبدالقادر سروری، نصیر الدین ہاشمی، اکبر الدین صدیقی، پروفیسر رفیعہ سلطانہ، پروفیسر سیّدہ جعفر، ڈاکٹر حسینی شاہد، ڈاکٹر غلام عمر خاں، سخاوت مرزا، ڈاکٹر زینت ساجدہ اور ڈاکٹر ثمینہ شوکت کے علاوہ دکنی کے دیگر ماہرین کی ایک پوری نسل نے دکنی ادب کی اشاعت اور فروغ کا کام بے پناہ لگن واستقامت کے ساتھ انجام دیا۔ اس سلسلے کو ڈاکٹر فہمیدہ بیگم، پروفیسر اشرف رفیع، ڈاکٹر حبیب نثار، پروفیسر نسیم الدین فریس، ڈاکٹر محمد علی اثر، پروفیسر م ن سعید، پروفیسر عبدالستار ساحر، ڈاکٹر محمد عطا اللہ خاں وغیرہ نے جاری رکھا اور اپنی تحقیق وتنقید کے ذریعے دکنی ادب کے تموّل میں ناقابلِ فراموش اضافہ کیا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عصری منظر نامے میں دکنیات کے مطالعات میں جیسی پیش رفت ہونی چاہئے تھی، ویسی نظر نہیں آ رہی ہے۔

اس کی ایک وجہ عرصۂ دراز سے دکنی کے اہم متون کی عدم دستیابی ہو سکتی ہے جس کے باعث دکنی ادب کی افہام وتفہیم اور اس کی تعبیر وترجمانی کے لئے مواد آسانی سے دستیاب نہیں۔ دکنی کے اہم

کارنامے جیسے گلشنِ عشق، علی نامہ، طوطی نامہ، سیف الملوک و بدیع الجمال، چندر بدن ماہیار وغیرہ جو مجلسِ اشاعتِ دکنی مخطوطات، حیدرآباد سے بیسویں صدی کے چوتھے دہے میں ایک منصوبے کے تحت شائع ہوئے تھے، آج یکسر ناپید ہیں۔ دیوانِ ہاشمی، مینا ستونتی، ارشاد نامہ، کلمۃ الحقائق وغیرہ بھی نایاب ہو چکے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں دکنی شاملِ نصاب ہے لیکن نصاب میں شامل کتابیں ہی دستیاب نہیں تو طالبِ علم دکنی کی ارزش و اہمیت سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔ کرناٹک اردو اکادمی نے اس تشویش ناک صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ایک منصوبے کے تحت دکنی کے اہم شاہکاروں کی از سرِ نو تدوین و اشاعت وقت کا اہم تقاضہ ہے جسے پورا کرنا لازم ہے۔ اس سلسلے میں اکادمی کی ایما پر سنٹر فار دکنی اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، بنگلور نے ایک پروجیکٹ تیار کیا جس کے تحت پہلے مرحلے میں قطب مشتری، مینا ستونتی، علی نامہ، دیوانِ ہاشمی، پھول بن اور مفرح القلوب کی با تلفظ تدوین و اشاعت کو منظوری دی گئی۔ سنٹر کے ڈائرکٹر پروفیسر م ن سعید کئی برس سے قطب مشتری کی با تلفظ تدوین پر کام کر رہے تھے۔ اُن کی رضامندی سے اس اہم کام کو بھی پروجیکٹ میں شامل کر لیا گیا جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔

''قطب مشتری'' کی یہ اشاعت اسی سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ اس کی تدوین میں ایسا طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے جو روایتی تدوین سے یکسر الگ ہے اور جس سے قاری دکنی متن کے پُر شوق مطالعے کی طرف راغب ہو سکتے ہیں۔ دکنی کے شائع شدہ قدیم متون میں قرأت کی رہنمائی کا کوئی اہتمام نہیں تھا جو ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ ''قطب مشتری'' کے اس متن میں دکنی کی قرأت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ تفہیم کے نقطۂ نظر سے مثنوی کی ابیات کے عین محاذی فرہنگ اور اشارے بھی فراہم کر دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مثنوی کا مطالعہ کئی نئی جہتوں سے کیا گیا ہے جس سے اس کی قدر و قیمت کا تعین از سرِ نو کرنے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ جہاں تک اس کے صوری حُسن کا تعلق ہے، یہ بات بلا تامّل کہی جا سکتی ہے کہ دکنی کا کوئی متن اس سے پہلے اس دلاویزی، خوش نمائی اور اہتمام سے شائع نہیں ہوا۔

امید ہے کہ قطب مشتری کی یہ تدوین دکنی شناسی کو ایک نئی جہت فراہم کرنے میں مددگار ثابت ہو گی۔

فہرست

تیسرا باب: قدر پیمائی

مثنوی قطب مشتری

فہرستِ عنوانات

عرضِ ناشر

کرناٹک اردو اکادمی نے دکنی کی چھ شاہکار مثنویوں کی باتلفظ تدوین نو کا کام سنٹر فار اسٹڈیز اینڈ ریسرچ اِن دکنی، بنگلور وکو تفویض کیا ہے، جس کے بانی اور سربراہ پروفیسر م۔ن۔ سعید ہیں جنکا دکنی ادب کے محققین کی صفِ اول میں شمار ہوتا ہے۔

اردو اکادمی کو یہ افتخار حاصل ہے کہ اس سلسلے کی پہلی کڑی "قطب مشتری، تحسین وتخمین" اشاعت کے مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

قطب مشتری کے اس نئے ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ باتلفظ ہے، چنانچہ دکنی سے ناواقف قارئین بھی اسے باآسانی پڑھ کر لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس ایڈیشن میں محاذی فرہنگ بھی شامل ہے جس کی مدد سے قارئین دکنی کے مشکل الفاظ کے معنی سے واقف ہو سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں ملا وجہی کی مکمل سوانح کے ساتھ ساتھ مثنوی کا تنقیدی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ دکنی ادب شناسی میں کرناٹک اردو اکادمی اور سنٹر فار اسٹڈیز اینڈ ریسرچ اِن دکنی کی اس مشترکہ کاوش کو سراہا جائے گا۔

سراج احمد خالد (کے سی ایس)

رجسٹرار، کرناٹک اردو اکادمی بنگلور

پروفیسر عبدالستار دلوی
ڈائرکٹر، انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی

قطب مشتری کی شاہکار تدوین

اردو زبان و ادب کی تاریخ میں دکنی اردو کی اہمیت بنیاد کے پتھر کی ہے۔ دکنی اردو ابتدا میں ایک پجن (pidgin) کی حیثیت سے ارتقا پذیر ہوئی جس میں دکن میں بولی جانے والی مختلف زبانوں کے اثرات ہیں جن میں مراٹھی، تیلگو، کنڑ زبانیں خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہی پجن اردو ارتقا کی بعد کی منزلوں میں کری یول (creole) کی حیثیت سے دکن کے اردو بولنے والوں کی مادری زبان بن جاتی ہے۔ یہ ایک سماج لسانی عمل ہے جس سے عموماً زبانیں گزرتی ہیں۔ جب اس زبان نے ارتقائی منزلیں طے کیں اور اس میں اظہار کی قوت پیدا ہوئی تو دکنی اردو ادب میں نثر و نظم کی ابتدائی شکلیں اُبھریں۔ اس سلسلے میں عہدِ محمد قلی قطب شاہ، سیاسی، لسانی اور ادبی اعتبار سے ایک زرخیز عہد رہا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کی شاعری کے ساتھ اس کے دربار کے ملک الشعرا مُلّا اسد اللہ وجہی نے نثر و نظم کو ادبی حُسن سے آراستہ کیا اور دو ادبی شاہکار یادگار چھوڑے۔ نثر میں اس کی ادبی تمثیل ''سب رس'' ہے اور شعری شاہکار مشہور مثنوی ''قطب مشتری'' کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔ سب رس، فارسی مثنوی قصہ حُسن و دل کا فصیح و بلیغ شاہکار ترجمہ ہے تو اس کی مثنوی قطب مشتری وہ پہلی مثنوی ہے جس نے کئی حیثیتوں سے اردوئے قدیم میں شاہکار کی حیثیت حاصل کی ہے۔ یہ مثنوی ادبی کارنامہ تو ہے ہی، لیکن اس سے قطب شاہی عہد کی تاریخ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ قطب شاہی سلطنت کا آغاز سلطان قلی قطب شاہ ((916ھ سے ہوا اور اس کا آخری

بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ تھا جو اورنگ زیب کے عہد میں 1098ھ تک حکومت کرتا رہا۔ یہ عہد اردو زبان و ادب کی تاریخ میں ایک یادگار عہد تھا، لیکن ادبی اعتبار سے اس کی حیثیت وجہی کی مذکورہ دو کتابوں سے دوچند ہو جاتی ہے۔

کسی بھی زبان کی قدیم کتابوں کی دریافت اور اُن کا علمی اور سائنسی مطالعہ ایک دشوار گذار کام ہوا ہے۔ جدید دور میں اُن کی قدامت کو سمجھنا اور لفظ و معنی کا صحیح تعین کرنا ایک مشکل امر ہوتا ہے اور ایک زبان جو آریائی اور دراوڑی اثرات سے پُر ہو، اس کا مطالعہ از حد دشوار ہو جاتا ہے۔ دکنی اردو کے مطالعے میں بھی منزل بہ منزل یہ مشکلات پیدا ہوتی رہیں۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور شمس اللہ قادری نے دکنی اردو کے مطالعے کا آغاز کیا اور بعد کے آنے والے ماہرین نے جن میں ڈاکٹر محی الدین قادری زور، پروفیسر عبدالقادر سروری، مبارز الدین رفعت، ڈاکٹر غلام عمر خاں، پروفیسر مسعود حسین خاں اور ایسے کئی نام ہیں جنھوں نے متنی تنقید کے حوالے سے دکنی اردو کے شہ پاروں کو مرتب کیا۔ تاہم ان شہ پاروں کو مرتب کرتے ہوئے لسانی مشکلات اڑچنیں پیدا کرتی رہیں اور متن کی صحیح تدوین اور تفہیم نہیں ہو سکی۔ بابائے اردو نے سب سے پہلی بار سب رس اور قطب مشتری دونوں کو انجمن ترقی اردو کے تحت مرتب کر کے شائع کیا۔ ان کی یہ کوشش اردو ادب کی متنی تنقید میں انقلابی کارنامے سے کم نہیں تھیں اور آج بھی دکنی اردو کے کسی ادبی شاہکار کو مرتب کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق نے اور قطب مشتری کے بعد کے مرتّبین نے لفظ و معنی کے مفہوم کو سمجھنے کے سلسلے میں جگہ جگہ ٹھوکریں کھائیں اور بعض اوقات مضحکہ خیز نتائج بھی اخذ کئے ہیں۔ متنی تنقید اور خاص طور سے دکنی متون کی تدوین بہ وجوہ مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم متون کی فرہنگوں میں سب سے آسان الفاظ کے معنی تو دیئے جاتے ہیں لیکن وہ مشکل الفاظ جن کا تعلق سنسکرت اور پالی پراکرت سے ہوتا ہے، ان کی تفہیم نہیں ہو پاتی۔ اس طرح صحیح تلفظ کی نشان دہی کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ابلقِ شوق کی وجہ سے متون تو محفوظ ہو گئے لیکن اُن کی صحتِ قرأت نہ ہو پائی۔ یہ کام دقّت طلب اور صبر آزما کام ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے دوست پروفیسر م ن سعید صاحب نے قطب مشتری کو متنی تنقید کے اصولوں کی بنیاد پر اور اپنے لسانی ادراک اور صبر و تحمل سے یہ ہفت خواں تسخیر کیا اور اپنی مرتّب کردہ قطب مشتری کے صحیح متن کو قارئین سے متعارف کیا۔ اس کام میں انہوں نے کئی سال صرف کیے۔ قطب مشتری کی ان کی یہ

جدید تدوین قطب مشتری ہی کی طرح ایک شاہکار تدوین ہے اور اسے ایک کارنامہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

اردو زبان کی تدریس میں عام طور سے اعراب کی رہنمائی حاصل نہیں ہوتی جس کی وجہ سے طالب علم کو معیاری زبان کی تفہیم میں دِقّتیں پیش آتی ہیں۔ قدیم متون کی تفہیم میں اعراب کی غیر موجودگی سے اور زیادہ دِقّتیں پیش آتی ہیں۔ زیرِ نظر تدوین میں بطورِ خاص اعراب کی مدد سے لفظوں کی ادائیگی اور تفہیم کو آسان سے آسان تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ بات علمی نقطۂ نظر سے لائقِ صد تحسین ہے۔ اس کوشش کے ذریعے پروفیسر سعید نے قطب مشتری کی قرأت اور تفہیم کے عمل کو سُبک، ہموار اور ثمر آور بنا دیا ہے جس سے مثنوی کی تحسین و تعبیر کی راہیں کھُل گئی ہیں۔ اس تدوین میں انہوں نے نامعلوم مخطوطات تک بھی رسائی حاصل کی ہے اور مولوی عبدالحق کی قطب مشتری کی ترتیب میں جو معلومات درج ہونے سے رہ گئی تھیں، ان کا ذکر پہلی بار شامل کر کے ایک جامع تدوین کا نمونہ پیش کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں قطب مشتری کی موجودہ تدوین کی علمی معنویت دوبالا ہو گئی ہے۔ دکنی اردو کے تحقیقی و لسانی مطالعے اور اس کی ادبی قدر و قیمت کے دلباز تو بہت دیکھے ہیں، جانبازوں کی کمی ہے۔ پروفیسر سعید کی یہ تدوین جانبازی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ شوق و صبر کے ساتھ لسانی شعور، مقامی زبانوں سے گہری وابستگی اور علمِ زبان اور اس کے مسائل سے واقفیت، اور ادبی متون کے مطالعے میں لسانی علوم، بطورِ خاص صوتیات اور اشتقاقیات سے واقفیت، تدوینِ متن کی ایک اہم ضرورت ہے اور فاضل مرتب نے اس جدید تدوین میں اس علمی ضرورت سے کماحقہٗ واقفیت کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ میں انہیں قطب مشتری کی اس جدید تدوین پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ قدیم متون کی تدوین کرنے والے اسکالروں کے لیے یہ ایک مثالی نمونہ یا ماڈل ثابت ہوگا۔

پیش لفظ

مثنوی قطب مشتری[1] اس سے پہلے چار بار مُرتب کی جا چکی ہے۔ اس کا اوّلین ایڈیشن بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 1939ء میں انجمن ترقی اردو ہند، دہلی سے شائع کیا۔ خاصی مدّت کے بعد دوسری مرتبہ 1977ء میں ڈاکٹر وہاب اشرفی نے یہی متن ''قطب مشتری اور اس کا تنقیدی جائزہ'' کے نام سے شائع کیا۔ تیسری بار ڈاکٹر طیب انصاری نے بابائے اردو کے اِسی متن کا عکسی ایڈیشن 1989ء میں گلبرگہ سے شائع کیا۔ چوتھی بار یہ مثنوی ڈاکٹر حمیرہ جلیلی کی نئی تدوین کے ساتھ 1992ء میں ترقی اردو بیورو، دہلی سے شائع ہوئی۔

اتنی اشاعتوں کے ہوتے ہوئے قطب مشتری کی اس اشاعت کا کیا جواز ہے؟

دکنی شاعری کے شاہکاروں میں بار بار شائع ہونے کا شرف صرف مثنوی قطب مشتری ہی کو حاصل ہے۔ اسی سے اس کی اہمیت اور ادبی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قطب مشتری قدیم اردو کے ایک نمائندہ ادب پارے کی حیثیت سے اکثر دانش گاہوں کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ادبی مرتبے کی وجہ سے اہلِ ذوق اور ناقدینِ ادب کو برابر متوجہ کرتی رہی ہے۔ اس پر وقتاً فوقتاً تنقیدی مضامین اور باقاعدہ مطالعے بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کاوشوں کی وجہ سے قطب

---

[1] مثنوی ''قطب مشتری'' کے نام میں ''ط'' عربی تلفظ کے مطابق ساکن نہیں بلکہ مضموم ہے جو درجِ ذیل بیت سے ظاہر ہے۔

قُطُب مشتری میں جو بولیا کتاب   ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب

اس بیت کی روشنی میں منشائے مصنف کے مطابق ''قُطُب مشتری'' کا تلفظ مضموم ''ط'' کے ساتھ درست تسلیم کرنا چاہیے۔

مشتری ایک معروف ادبی کارنامے کا مقام حاصل کر چکی ہے۔

قطب مشتری کا مصنف اسداللہ وجہیؔ دکن کے قطب شاہی دربار کا ملک الشعرا تھا۔ یہ مثنوی اس نے قطب شاہی فرماں روا اور اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں لکھی۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۱۸ھ م 1609ء ہے۔ یعنی اس کی تصنیف کو چار سو سال گزر چکے ہیں۔ قدیم اردو کے دوسرے کارناموں کی بہ نسبت قطب مشتری کی زبان عصری اردو سے کسی قدر قریب ہے۔ غالباً اس کی پذیرائی کی یہ بھی ایک وجہ ہے۔

قطب مشتری یوں تو کئی جامعات کے نصاب میں شامل ہے لیکن عام تاثر یہی ہے کہ اس کا متنی مطالعہ شاذ و نادر ہی کیا جاتا ہو۔ بظاہر اس کا سبب یہ ہے کہ زبان قدیم ہے اور اس کا قدرے نامانوس متن شاعری کے عصری معیاروں کی مدد سے پڑھنا مشکل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قطب مشتری کے بارے میں جو معلومات دستیاب ہیں، اُن سے امتحان کی ضرورتیں بخوبی پوری ہو جاتی ہیں، متن پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جامعات سے ہٹ کر مشتاقانِ ادب کے لئے بھی جو اردو کے ادبی اور تہذیبی ورثے کی قدر و قیمت سے آگاہ ہیں، قطب مشتری کا ہی نہیں، دکنی متون کا مطالعہ کسی آزمائش سے کم نہیں۔ دکنی متن اور عصری اردو کے متن کی ظاہری مشابہت کے باوجود الفاظ کی قدامت، جملوں یا مصرعوں کی ساخت، قواعد کے اصول، مُسلّمہ تلفظ سے انحراف، ایسی ناہمواریاں ہیں کہ شوق کی سانسیں پھولنے لگتی ہیں۔ اس کٹھن راستے میں تلفظ، لغت اور قرأت کی بیرونی دست گیری کے بغیر پُرشوق دلچسپی بھی دم توڑ دیتی ہے۔

گذشتہ ایک صدی کے دوران دکنی کے کئی شاہ کار یکے بعد دیگرے منظرِ عام پر آئے۔ دکنی ادب کی بازیافت سے تاریخِ ادبِ اردو میں تقریباً تین صدیوں کے وقیع ادب کا اضافہ ہوا۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ کسی ادبی گفتگو کے دوران دکنی کی ان تین صدیوں کے ادبی سرمائے سے کوئی برجستہ شعر یا حوالہ کسی کے لب پر نہیں آتا۔ بہت ہوا تو محمد قلی قطب شاہ کی غزل ”پیا باج پیالہ پیا جائے نا“ یا وجہی کی دو ایک ابیات جیسے ”جو بے ربط بولے توں بیتاں پچیس“ یا ”دکن سا نہیں ٹھار سنسار میں پورے دکنی دور کا حاصل سمجھ لئے جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دکنی ادب ہماری ادبی اور تہذیبی یادداشت کے حاشیۂ خیال

میں بھی کہیں مشکل سے جگہ پائے ہوئے ہے۔

اس صورتِ حال سے کیا یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ دکنی کا ادبی سرمایہ اس قابل نہیں کہ اردو کے ادبی کلچر کا حصہ بن سکے؟ دکنی ادب کا مطالعہ تاریخِ ادبِ اردو کا وقیع حصہ رہا ہے اور اس کی تہذیبی، لسانی اور ادبی ثروت مندی کا انکار ممکن ہی نہیں۔ دکنی سے صرفِ نظر کر کے اردو کی ادبی تاریخ نزادھار بھی ہو جائے گی اور نادار بھی۔ اس لئے دکنی ادب کی بے وقعتی قابلِ قبول وجہ نہیں ہو سکتی۔ دوسری تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ دکنی ادب کی تحسین و تفہیم اِس پائے کی نہیں ہوئی کہ وہ اردو کے تہذیبی مزاج میں سرایت کر سکے۔ میرے خیال میں یہ وجہ حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہے۔ دکنی ادب کے سرمائے پر نظر ڈالی جائے تو دکنی متن کو ادبی یادداشت کا حصہ بنانے کا خاص اہتمام نظر نہیں آتا۔ ادب پارے اُسی صورت میں یادداشت کا حصہ بنتے ہیں جب اُن کی بازخوانی کی جاتی رہے اور متن کی تفہیم و تحسین کی شرطِ اوّلین یہ ہے کہ متن قابلِ مطالعہ ہو اور اہلِ ذوق اُس کی طرف بار بار لپکتے رہیں۔ دکنی کے سیاق میں متن کے قابلِ مطالعہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی قرأت بغیر کسی رکاوٹ کے بے تکلّف کی جا سکے۔

ہماری ادبی تاریخ کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ قرأتِ متن کے معاملے میں دکنی ادب کی خشتِ اوّل ہی کج رکھی گئی۔ دکنی کے متون جب مرتّب کئے جانے لگے تو جوں کے توں چھاپے گئے اور اب تک اُسی طرح تہی اعراب و علائم چھپ رہے ہیں۔ دکنی متون کے بیشتر مرتّبین دکنی کے لسانی ماحول کے پروردہ تھے۔ دکنی اُن کے مزاج میں رچی بسی تھی اور وہ اُس کے مزاج و منہاج سے یوں واقف تھے جیسے مچھلی اپنے پانیوں سے واقف ہوتی ہے۔ اُن کے لسانی شعور میں دکنی اردو اور عصری اردو کے دو نظام ہائے تلفظ الگ الگ خانوں میں کارفرما تھے۔ اس خوش بختی کے باعث وہ دکنی اور اردو کی متبادل قرأت بیک وقت کر سکتے تھے۔ اُن کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ اردو کا جو متن وہ مرتّب کر رہے ہیں، بیرونِ دکن قاری صرف اردو کے نظامِ تلفظ کی مدد سے اُس کی صحیح قرأت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اُسے دکنی کی قرأت کے لئے تربیت، رہنمائی اور وسائلِ قرأت تینوں کی ضرورت ہے۔ لیکن شائع شدہ دکنی متون میں یہ سہولت دستیاب نہیں تھی۔

دکنی متن جب تک اُس کے خود مختار نظامِ تلفظ کے چوکھٹے میں رموز و علائمِ قرأت سے مزیّن نہ کیا جائے، دکنی سے ناواقف قاری کے لئے قابلِ مطالعہ نہیں ہو سکتا۔ اردو اور دکنی کے مشترک رسمِ خط اور

کثیر لفظی اشتراک نے ایسا بھرم قائم کیا کہ اردو اور دکنی کے ملفوظی اختلاف کو سائنسی طریقۂ کار کے ذریعے لسانی سطح پر سلجھانے کے بجائے قدامت کا نام دے کر گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی گاڑی میں جوت دیا گیا۔ اِس طرح دکنی متن کے مطالعے میں حقیقی قرأت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مانوس الفاظ سے اٹکل پچو مفہوم برآمد کر لینا مسلّمہ طریقِ کار قرار پایا۔

دکنی متون کی قرأت کے سلسلے میں یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ دکنی کی قرأت عصری اردو کی قرأت سے نمایاں طور پر گریزاں ہے۔ یہ گریز، نہ اُس کا "نقص" ہے اور نہ قدامت، جیسا کہ عام تاثر ہے بلکہ اس کی سرشت کا حصہ ہے۔ اردو کے عصری لب و لہجے کو معیار قرار دے کر دکنی کی اس سرشت کو خندہ جبینی کے ساتھ قبول کر لینے سے تفہیم کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ دکنی کا ایک خود مختار نظامِ تلفظ ہے جسے آمادگی کے ساتھ تسلیم کرتے ہوئے اس سے کماحقہٗ آگہی حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ دکنی کے نظامِ تلفظ سے صرفِ نظر کر کے اُس کے متون درست پڑھے نہیں جا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ دکنی کے شائع شدہ متون میں تلفظ کی رہنمائی نہ ہونے کے باعث قرأتِ متن اور متن فہمی دونوں کے امکانات موہوم سے رہ گئے۔ اس طرح دکنی کے سچّے قدردانوں کو بھی تفہیم کی راہ پُرخار محسوس ہونے لگی۔ دکنی تلفظ کی اس بدیہی صداقت کو تسلیم کیے بغیر دکنی کی صحیح قرأت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ جب قرأت ہی صحیح نہیں ہوئی تو قیاس و گمان سے برآمد کیا ہوا مفہوم حقیقی مفہوم سے متغائر ہوگا۔ اِس مزدوری کا صلہ نہ اطمینان بخش ہو سکتا ہے اور نہ قابلِ اعتبار۔

قیاس اساس قرأت سیاق اساس نہیں ہو سکتی۔ ایسی قرأت پر شک وشبہ اور تذبذب برابر سایہ فگن رہتے ہیں کہ معنی و مفہوم سے اس کا رشتہ حقیقی نہیں ہوتا۔ قرأت کی یہ بے ثمری بالآخر بے دلی پیدا کرتی ہے اور ترکِ قرأت کا باعث بن جاتی ہے۔ انجام کار ترکِ قرأت سے دکنی ادب میں دلچسپی گھٹتے گھٹتے معدوم کی سرحد میں داخل ہوتی جا رہی ہے۔ خصوصاً نصاب میں دکنی کا مطالعہ سانپ کے منہ کی ایسی چھچھوندر بن گیا ہے جسے نہ نگلتے بنتا ہے نہ اگلتے۔ دکنی ادب پاروں کا مطالعہ دستِ تہِ سنگ آمدہ کا سا ہو گیا ہے۔

اب اس بات کو رفت و گذشت کے کھاتے میں ڈال دینا بہتر ہے۔ اس کا اعادہ کرتے رہنے سے تلافی مافات نہیں ہو سکتی۔ ہاں نئی پیش رفت ممکن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اب تک جو نہ کیا گیا وہ اب کیا جائے۔ اسی خیال سے یہ ایڈیشن مرتب کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ یہ ایڈیشن

اُس ساز و سامان سے مزیّن ہو جائے جس کے نہ ہونے سے قطب مشتری کا متن بے سروساماں سا معلوم ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس ایڈیشن میں موزوں اعراب و علائم کی مدد سے قطب مشتری کا متن جو دریدہ لباس، بے زینت اور بدن چُراتا ہوا سا لگ رہا تھا، خوش لباس، سجا سنورا، بھرا بھرا، گداز اور نظر بھر کر دیکھنے کے قابل ہو گیا ہے۔ اس متن میں ایسے جلوے سما گئے ہیں کہ وہ تقاضائے نگہ کر سکتا ہے۔ اِسے پڑھنے والے وجہی کے الفاظ میں کہہ سکیں گے کہ

مجے معنی دِستے ہیں صورت بھتر
(مجھے صورت میں معنی نظر آتے ہیں)

اس موقع پر چند ایک معروضات ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ قطب مشتری کی موجودہ تدوین متن کی تفہیم و تحسین کے زاویۂ نظر سے کی گئی ہے۔ دکنی ادب کے مطالعات میں بالعموم کسی نسخے کی دریافت، اس کے اشعار کی تعداد، سنہ تصنیف کا قضیہ، عہد کا تعین، لسانی خصوصیات، نفسِ مضمون کے بارے میں چند عمومی باتیں وغیرہ مطالعے کا ماحصل سمجھ لی جاتی ہیں۔ میں نے اِس تدوین میں عمداً اس روش سے گریز کیا ہے کہ مطالعے کے اِن پہلوؤں کو تحسینِ ادب سے علاقہ نہیں ہے اور میرے تمام تر سروکار ادبی تحسین سے ہیں۔ میرا اوّلین بلکہ واحد سروکار مثنوی کے متن کو حتی الامکان قابلِ قرأت بنانا تھا، وہ میں نے بساط بھر کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ قارئین، قرأتِ متن کے دوران ایک ایسی مسرّت سے دوچار ہوں گے جو خلافِ توقع کسی متاعِ عزیز کے ہاتھ آجانے سے حاصل ہوتی ہے۔

مثنوی قطب مشتری کی اس تدوین میں میں نے برٹش لائبریری، لندن کے مخطوطہ نمبر 13W8617P کو بنیاد بنایا ہے۔ بابائے اردو اور محترمہ حمیرا جلیلی نے بھی اس نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن ایک اہم شہادت کا ذکر دونوں کے ہاں نہیں ہے۔ وہ شہادت قطب مشتری کے اس نسخے کا سنہ کتابت ہے۔ اس نسخے کے ترقیمے سے علم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۱۳۴ھ مطابق 1720ء کا مکتوبہ ہے۔ یعنی یہ وجہی کی وفات سے صرف 64 سال بعد لکھا گیا ہے۔ اس طرح یہ نسخہ مصنف کے قریبی عہد میں لکھے جانے کے باعث نہایت معتبر ٹھہرتا ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ ترقیمہ

شامل کر دیا گیا ہے۔

یہ نسخہ ایک ایرانی خوش نویس حاجی محمد رضا کا مکتوبہ ہے اور خطِ نسخ میں بہت خوب صورت لکھا گیا ہے۔ بابائے اردو نے بھی اسی نسخے کو اپنی مرتبہ قطب مشتری کا اساسی نسخہ قرار دیا تھا۔ میں نے پاکستان سے اُس نسخے کے حصول کی کوشش کی تھی جو قطب مشتری کی تدوین میں بابائے اردو کے پیشِ نظر رہا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ نسخے کے اوراق مخدوش حالت میں ہیں اور اُس کی نقل تیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ بابائے اردو نے اپنی مرتبہ ''قطب مشتری میں دونوں نسخوں کے جن اختلافاتِ نسخ کی نشان دہی کی ہے، میری ناقص رائے میں اُن سے مثنوی کے معنوی اختلاف کی کسی جہت کا انکشاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں نے نسخۂ برٹش لائبریری کے متن کو ہی بنیاد قرار دیا ہے۔ بابائے اردو نے دونوں نسخوں کے تقابل سے جو متن مرتب کیا تھا، اُس کا مسوّدہ انجمنِ ترقی اردو، دہلی میں محفوظ ہے۔ میں نے اُس مسوّدے سے بھی استفادہ کیا ہے۔ تدوین میں نے ازسرِ نو کی ہے جس کے نتیجے میں، بہت سی ایسی ابیات جن کی قرأت میں بابائے اردو سے تسامح ہو گیا تھا، انہیں میں نے اپنی تدوین کے دوران منشائے مصنف کے مطابق پیش کر دیا ہے۔ نمونتاً دو چار مثالیں حاضر ہیں۔

شمار	مطبوعہ نسخۂ عبدالحق	اصل صورت	فرہنگ
380	اپج تپج لیایا دوا پنے سنگات	اُپج تپج[1] لیایا دوا پنے سنگات	[1] پیدا ہوتے ہی
910	کھڑے سعد شہ دیک مہر ستی	گھڑی[1] سعد شہ دیک مہتر[2] ستی	[1] ساعت [2] جیوتشی سے مشورے کے بعد
927	لگیا پھر نے صحرا میں یارا ہو کر	لگیا پھر نے صحرا میں بارا[1] ہو کر	[1] صحرا میں باد گرد کی طرح چکرانے لگا
1828	یتا کچھ دھن شک دھرتی سُندر	یتا کچھ دہَن تنگ[1] دھرتی سُندر	[1] دہنِ تنگ رکھتی تھی

ان ابیات میں اپج تپج، کھڑے، مہر، یارا، دھن، شک کے بجائے اُپج تپج، گھڑی، مہتر، بارا، دہن اور تنگ صحیح الفاظ ہیں جن سے نہ صرف ابیات کا مفہوم آئینہ ہو گیا ہے بلکہ وزن کا سقم بھی دور ہو گیا ہے۔ محترمہ حمیرا جلیلی اور ڈاکٹر وہاب اشرفی کے ایڈیشنوں میں ایسے تسامحات کثرت سے راہ پا گئے ہیں جن کے باعث ابیات مہمل اور ساقط الوزن ہو گئی ہیں اور متن اعتبار کے درجے سے گر گیا ہے۔ لیکن اُن کی نشان دہی میرے سروکار میں شامل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بابائے اردو کے نسخے میں کسی اور مثنوی کے اجزا بھی شامل ہو گئے تھے جو انہوں نے مثنوی کے ضمیمے کی صورت میں شائع کر دیئے تھے۔ قطب مشتری سے اس ضمیمے کا نہ داستانی تعلق ہے اور نہ ہی معنیاتی۔ اس الحاقی مثنوی پر بہت پہلے ششماہی نوائے ادب، بمبئی کے شمارہ مئی 1970ء میں ''ضمیمۂ قطب مشتری۔ ضمیمہ ہے یا الگ مثنوی؟'' کے عنوان سے میرا تفصیلی مضمون شائع ہو چکا ہے۔ قطب مشتری کا موجودہ متن ہر پہلو سے مکمل ہے، اس لئے ضمیمہ جو دراصل ایک الگ ہی مثنوی ہے، اس تدوین میں شامل نہیں ہے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ قطب مشتری کی یہ تدوین حتی الامکان تمام متنی اسقام سے پاک اور قابلِ اعتبار ہو۔ میں نے مثنوی کے ہر لفظ کو پرکھ کر اور اس کے استناد کا یقین کر لینے کے بعد ہی اسے شامل کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ تمام تر احتیاط کے باوجود میری کم علمی یا بھول چوک کے شواہد متن میں موجود ہوں۔ فاضلانِ دکنی ادب سے میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ اگر انہیں کوئی سہو نظر آئے تو صحتِ متن کے مفاد میں اُس کی نشان دہی فرمائیں تا کہ تسامحات کے تدارک کی صورت نکل آئے۔ اس علمی تعاون کے لئے میں اُن کا شکر گزار رہوں گا۔

اس موقع پر یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ مثنوی کی کچھ ابیات میری امکانی کوشش کے باوجود حل طلب رہ گئی ہیں۔ موازنے کے لئے دوسرے کسی نسخے کی عدم دستیابی سے بھی یہ مجبوری دو چند ہو گئی۔ قدیم متون کی تفہیم میں ایسے دو چار سخت مقام آ ہی جاتے ہیں۔ اس کی وجہ املا کا نقص بھی ہو سکتا ہے، مزید نسخوں سے استفادے کی محرومی بھی اور میری کسرِ علمی بھی۔ ایسی ابیات پانچ سات سے زیادہ نہیں ہیں لیکن ایک کھٹک باقی رہی جاتی ہے۔ جن ابیات کا مفہوم صاف نہیں ہو سکا اُن پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔

اس تدوین کا اصل منشا مثنوی کی تحسین شناسی کی راہوں کو ہموار کرنا ہے اور اس کے حصول میں جو وسائل معاون ہو سکتے تھے میں نے ان سے مدد لی ہے۔ دکنی ادب نے اردو کی ادبی تاریخ کے تموّل میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ یہ ہمارا قیمتی ادبی ورثہ ہے۔ اس تموّل کی صحیح قدر و قیمت کو پہچاننے اور عام کرنے کی ضرورت ہے۔ قطب مشتری کی ادبی قدر و قیمت کا عرفان عام کرنے کی کوشش میں میں نے پیش رو محققین اور ناقدینِ ادب جیسے مولوی عبدالحق، پروفیسر احتشام حسین، پروفیسر اختر اورینوی، خاں رشید،

ڈاکٹر جمیل جالبی، پروفیسر وہاب اشرفی، پروفیسر سیّدہ جعفر، ڈاکٹر حمیرا جلیلی وغیرہ کے مطالعوں سے استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے مثنوی کی ادبی قدر و قیمت کے تعین میں داستانی تقاضوں کو بیش از بیش پیشِ نظر رکھا ہے ۔ میں نے اپنے مطالعے میں ایسے پہلوؤں پر بھی توجہ کی ہے جن میں مجھے مثنوی کی عصری ترجمانی وتعبیر کا جوہر نظر آیا ہے۔ میری یہ کاوش قطب مشتری کی ادبی قدر و قیمت کو ایک نئ نظر سے متعین کرنے کی کوشش ہے۔ پھر بھی اس بارے میں مجھے کوئی بھرم نہیں ہے۔ قطب مشتری کا ایک بار اہلِ نظر کی نگاہوں میں بس جانا شرط ہے، پھر اُس کی تعبیر وتشریح کے متعدد امکانات نکل آئیں گے۔

دکنی ادب کا تذکرہ اب صرف تاریخِ ادب کی کتابوں تک محدود رہ گیا ہے۔ پہلے کبھی کبھار اس پر گفتگو ہو جاتی تھی۔ اب یہ ادبی ترجیحات کے دائرے سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ رسمِ اذاں باقی رہ گئی ہے ، روحِ بلالی نہیں رہی۔ ان حالات میں یہ کام اس بات کا اشارہ ہے کہ انسان کس قدر غیر منطقی واقع ہوسکتا ہے۔ حالی بہت پہلے کہہ گئے ہیں کہ انہوں نے شہر میں سب سے الگ ایک دُکان کھول رکھی ہے جس کا مال نایاب ہے لیکن اکثر گاہک بے خبر ہیں۔ میرے اس کارِ زیاں کو پیروئ حالی کے زمرے میں رکھنا چاہئے جس میں بے ثمری کی بھرپور آگہی حوصلہ شکن نہیں ہوئی۔ گاہک کی باخبری یا بے خبری کا تو ذکر ہی کیا، دُکان بھی بے وقت کھولی ہے۔ لیکن ذہن کے نہاں خانے میں یہ اطمینان بھی ہے کہ بیش قیمت مال کی بہا اس کے اپنے جوہر سے قائم ہوتی ہے، گاہک یا وقت کے التفات سے نہیں۔ بیش بہا مال گاہک کی بے رُخی سے کھوٹا نہیں ہو جاتا، ہر حال میں کھرا رہتا ہے۔ بیش قیمت ہے تو دیر سویر اپنی قیمت وصول کر کے رہے گا۔ عیار پر کسنے کا مرحلہ تو پھر آتا رہے گا، پہلے طبعِ خریدار کو راغب کرنے کے لئے صدا لگانا ضروری ہے۔ یہ خاکسار اس عمل میں اپنا حصہ ادا کر رہا ہے۔ اُسے یہ بھرم ہے کہ قطب مشتری ایک بیش بہا اور زندہ ادب پارہ ہے۔ یہ ناچیز کوئی نصف صدی سے اِس کی رفاقت، اس کے ادبی حظ اور اس کے جمالیاتی کیف سے متمتع ہو رہا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اُس کے جمالِ جہاں سوز سے فیض یابی کا باب ہر صاحبِ توفیق پر کھول دینے کی بساط بھر کوشش کر لے۔ یہی خیال قطب مشتری کی اس تدوینِ نو کا اہم محرّک ہے اور یہی اس ایڈیشن کا جواز۔

میں نے اپنا یہ کام پروفیسر عبدالستار دلوی، ڈائرکٹر، انجمنِ اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی کی

خدمت میں حاضر کیا اور آں جناب کے وقیع تاثرات کے لئے درخواست کی۔ پروفیسر صاحب اردو زبان وادب، سماجی لسانیات، دکنیات، تراجم وتقابلی ادب اور تحقیق ونقد کے عالمِ متبحر ہیں اور بیک وقت علم وفضیلت کے جن مقامات پر فائز ہیں، اُس کی مثال مجھے کہیں اور نظر نہیں آتی۔ آپ نے میرے کام کو بنظرِ التفات وکرم دیکھنے کی عزت سے مجھے سرفراز کیا ہے۔ آپ کے تاثرات میرے لئے بمنزلِ سند ہیں اور اُن کی شمولیت سے اس کام کا اعتبار کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ اِس لُطفِ خاص کے لئے میں پروفیسر صاحب کا از حد شکر گزار ہوں۔

محبّی پروفیسر معین الدین جینا بڑے نے تبادلۂ خیال کے لئے اپنا قیمتی وقت دیا اور نئے زاویے سے کتاب کے کئی گوشوں کا جائزہ لینے میں رہنمائی کی۔ ان کا معاملہ حسابِ دوستاں در دل والا معاملہ ہے۔ لیکن احساسِ تشکّر حساب کتاب کا کب پابند ہوا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں رفیقۂ حیات ڈاکٹر اقبال النساء، صدر شعبۂ اردو، بنگلور یونیورسٹی نے مسوّدہ نویسی، تبادلۂ خیال، علمی وفکری دست گیری اور قطب مشتری پر اپنے مضامین کے ذریعے اس کتاب کے نکھار اور اس کی معنوی جہت میں اضافہ کیا۔ اُن کا شکریہ برسرِ عام کیسے ادا کروں کہ حیات کی اِس منزل میں ازدواجی شکریئے کے آداب افشا کرنے کے لئے نہیں ہوتے۔

یہ کتاب دراصل اُس پروجیکٹ کا حصہ بن گئی جس کا خیال پہلے پہل میرے عزیز دوست جناب عزیز اللہ بیگ کے ذہن میں آیا کہ دکنی ادب کی بازتخمین کا ایک کام ایسا ہونا چاہئے جو مستقل نوعیت کا ہو۔ انہوں نے اس کی صورت گری کی ذمہ داری سنٹر فار دکنی اسٹڈیز اینڈ ریسرچ کو سونپی۔ پروجیکٹ تیار ہوا تو انہوں نے کرناٹک اردو اکادمی کی طرف سے اسے منظوری عطا فرمائی۔ یہ پروجیکٹ کرناٹک اردو اکادمی کی چیر پرسن ڈاکٹر فوزیہ چودھری کے ان منصوبوں میں شامل ہو گیا جن کی تکمیل کی وہ بے حد مشتاق تھیں۔ مشیّتِ الٰہی کو کچھ اور منظور تھا لیکن یہ پروجیکٹ انشاءاللہ ہمیشہ مرحومہ سے منسوب رہے گا۔ لیکن تلافیِ مافات کا ایک پہلو یہ ہے کہ کرناٹک اردو اکادمی کے موجودہ چیرمین جناب عزیز اللہ بیگ، آئی۔ اے۔ ایس جن کا یہ خواب تھا، اپنی آنکھوں سے اس کی تعبیر دیکھ رہے ہیں۔ اللہ آپ کے حوصلوں کو بلند رکھے۔ اس پروجیکٹ کی سرپرستی کے لئے دکنی سنٹر عزیز اللہ بیگ صاحب کا سراپا سپاس ہے۔

وجہی نے اپنی مثنوی کے اختتام پر کہا تھا کہ

تمام اس کیا دیس بارا منے
سنہ یک ہزار ہور اٹھارا منے

یعنی میں نے یہ مثنوی بارہ دن میں سنہ ایک ہزار اور اٹھارہ ہجری میں تصنیف کی۔
مثنوی کی اس تدوین کے بارے میں مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ

تمام اس کیا سال بارہ منے
سنہ دو ہزار اور سولہ منے

اپنے اپنے حوصلے اور ظرف کی بات ہے۔ میری تہی ظرفی کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جنھوں نے ایسی تدوین کے دشت کی دشت نوردی کا سکھ اٹھایا ہو۔
امید ہے کہ اس مطالعے سے قطب مشتری اور دوسرے دکنی شہ پاروں کی ادبی قدر و قیمت کا نیا احساس پیدا کرنے میں مدد ملے گی اور دکنی ادب سے حظ و مسرّت اور دانش و بینش کشید کرنے والی اُمّت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

م ن سعید

24 جولائی 2016ء
بُرجِ سعید
L/13, Sector 14, JB Nagar
Bangalore-560075
09845281751
Email:profnooruddin@gmail.com

پہلا باب

قُطُب مُشتَری

تحسین و تخمین

• سوانح وجہی

بیسویں صدی کا نصف اول اردو ادب کی نشوونما کے پس منظر میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بیک وقت نئے ادبی رجحانات کو فروغ حاصل ہوا اور نئی تابناکیوں نے زبان و ادب کے اوجھل حصوں کو مُنوّر کیا۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کی کوششوں سے خصوصاً دکنی اردو ادب کی دریافت اور شاہ کار کلاسیکی ادب پاروں کی بازیافت نے امیر خسرو سے ولی تک کے عرصۂ ویران کو نہ صرف شاداب کیا بلکہ ادبی ارتقا کی کڑیوں کو مربوط بھی کیا اور مسلسل بھی۔ اس بازیافت کے نتیجے میں اردو کی ادبی تاریخ میں گزشتہ کئی صدیوں کا ادب شامل ہو گیا اور میراں جی شمس العشاق، برہان الدین جانم، امین الدین علی اعلیٰ، احمد گجراتی، وجہی، غواصی، ابن نشاطی، ہاشمی اور نصرتی کے علاوہ متعدد دوسرے مشاہیر کے کارناموں سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اس پورے عہد کی نہایت وقیع دریافت اور اس کا گلِ سرسبد اگر کسی کو کہا جا سکتا ہے تو وہ اسد اللہ وجہی ہے۔

وجہی اپنی شخصیت اور ادبی کارناموں، دونوں حیثیتوں سے دکنی اردو کے تمام ادیبوں میں خاص مرتبے کا مالک ہے۔ بہت سی باتیں اسے دوسرے ادیبوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس کا فنی شعور، ادب و فن کے بارے میں اس کا مادّی رویہ اور اس کی تخلیقی صلاحیتیں ان میں سے چند ہیں۔ پھر اُس کے نثری کارنامے ''سب رس'' کے مطالعے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی ادب کو تنقیدِ حیات سمجھتا تھا۔ اس نے اپنی قوتِ دانش، متنوع تجربات و مشاہدات اور سماجی شعور کی مدد سے حیاتِ عصر کی ہی نہیں بلکہ حیات کی بنیادی صداقتوں

کو سمجھنے اور سمجھانے کی ایسی کوشش کی جن تک اس کے معاصرین کی فکری رسائی نہیں تھی۔ بلکہ کئی صدیوں تک دوسرے فن کاروں کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

ادب میں ادیب کی شخصیت کی اہمیت ظاہر ہے اور دکنی اردو ادب میں جتنی توانا شخصیت وجہی کی ہے شاید ہی کسی اور ادیب کی ہو۔ اس کی شخصیت حقیقتاً ادبی ہے۔ وجہی کے کارناموں اور حالاتِ زندگی کے تناظر میں اس کی جو شخصیت ابھرتی ہے وہ اپنے اندر ایک غیر معمولی کشش رکھتی ہے۔ وہ ایک خدا رسیدہ صوفی بھی ہے اور بدنام زمانہ رند بھی۔ وہ دنیا کی رنگینیوں کا قتیل اور اس کی دلکشیوں پر فریفتہ بھی ہے اور معاملاتِ دنیا سے تنگ آیا ہوا بے زار آدمی بھی۔ وہ ایک اعلیٰ اور باشعور فن کار بھی ہے اور احتیاجات اور کم زوریوں کا شکار ایک عام آدمی بھی۔ اس کی شخصیت میں ہمواری اور سپاٹ پن نہیں بلکہ اس میں ایسے اتار چڑھاؤ اور ایسی انسانی خوبیاں اور کمزوریاں اکٹھی ہوگئی ہیں جو مل جل کر کسی کی ذات کو اوسط درجے سے بلند کر دیتی ہیں۔ وجہی کو بجا طور پر اردو ادب کی پہلی منفرد شخصیت کہا جا سکتا ہے۔

● جڑیں

وجہی ہندوستان میں پیدا ہوا لیکن اس کے آبا و اجداد خراساں کے متوطن تھے۔ اس کا اپنا بیان ہے۔

من ز ہند آشکار گشتم لیک
طبعِ پاکِ من از خراسان است

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بزرگوں نے ہندوستان کو ہجرت کی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دکن میں بہمنی حکومت کا قیام عمل میں آچکا تھا اور مسلکی یگانگت کی کشش ایران و ترکستان کے حوصلہ مند امراء کو دکن کی طرف کھینچ رہی تھی۔ یہ عین ممکن ہے کہ وجہی کے دادا یا باپ نے تابناک مستقبل کی امید میں ہندوستان کا رخ کیا ہو۔ وجہی کی تصانیف میں ترکستان کے خطۂ خراسان کا ذکر بار بار حسرت واشتیاق کے ساتھ آیا ہے اور اس ذکر میں والہانہ شیفتگی کے ساتھ غریب الوطنی کا درد اور کسک بھی موجود ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پیدا ہونے کے باوجود اس کے تمدنی اور ادبی رشتے خراسان کے ساتھ قائم تھے۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بزرگ اس کی موجودگی میں بچھڑے ہوئے

وطن کی یادوں کو اکثر تازہ کرتے رہتے تھے۔ اس کے فارسی دیوان میں جگہ جگہ خراسان کا ذکر ملتا ہے، جیسے

بیا دیوانِ پر فیض مرا سُوئے خراساں بر
کہ از گلبانگِ شعرِ خویش شہرت در دکن دارم

آیئے! ہمارا دیوانِ پُرفیض خراسان لے چلیں کہ سارے دکن میں ہمارے شعر کی دھوم مچی ہوئی ہے۔

شعرِ نادر معنی ام می رفت در شیراز اگر
ہم چو حافظ شہرۂ ملکِ خراساں می شدم

اپنے ندرت بھرے اشعار کے ساتھ اگر شیراز پہنچ جاؤں تو حافظ کی طرح ملکِ خراساں کو مشہور کردوں۔

چوں پری ہست چرا یادِ رخ حور کنم؟
من کہ در ہند نشتم بخراساں چہ غرض؟

مثنوی قطب مشتری کے علاوہ اس نے اپنی نثری تصنیف ''سب رس'' میں بھی ایک ضرب المثل کے ذکر میں خراسان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ ضرب المثل اہل دکن میں ''دہی والی دہی کو کھٹا نئیں بولتی'' کی شکل میں آج بھی رائج ہے۔ وجہی کہتا ہے۔

''بقول اہل خراسان، جنوں کو سب ملک میں دیتے مان
کس نگوید کہ دوغِ من ترش است

اور اپنی مثنوی ''قطب مشتری'' کے باب ''در شرحِ شعر گوید'' میں کہتا ہے۔

280 نہ پچھے نہ پچھے گا گُن گیان میں
سو طوطی مُنج ایسا ہندستان میں
281 کہ باتاں یوں کر مری گیان کیاں
رھیاں ٹھک ہو قُمریاں خراسان کیاں

خراسان کے اس تذکرے سے جو اس کی تصانیف میں والہانہ انداز میں آیا ہے، یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسے اپنے آبائی وطن سے حد درجہ محبت تھی۔

وجہی کی افتادِ طبع سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے آبا و اجداد ضرور ممتاز عہدوں پر فائز رہے ہوں گے یا سماج میں اعلیٰ حیثیت کے حامل رہے ہوں گے۔ بہر حال مذکورہ اشعار اور اقتباسات سے یہ بات ضرور ظاہر ہوتی ہے کہ وجہی کے آباء کی حیثیت ہندوستان میں تازہ وارداں کی تھی اور ان کے لئے اصل وطن سے جدائی پرانی بات نہیں تھی اور وجہی 'ہندوستان' میں پیدا ہوا۔ قطب مشتری کے غائر مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ شمالی ہند کا محاورہ بے تکلف استعمال کرتا ہے۔ اس معاملے میں دکنی کے دوسرے اہلِ قلم سے وجہی کا امتیاز بالکل واضح ہے۔ کسی زبان کا روزمرہ رچنے بسنے سے زبان پر چڑھتا ہے، کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے قطب مشتری کے متن میں جگہ جگہ اس کی نشان دہی بھی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وجہی پیدائش سے اوائلِ عمری تک شمالی ہندوستان میں رہا اور بعد میں مستقلاً دکن میں بس گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دکن میں اُس کی بود و باش شمالی ہند کے باشندوں کے حلقے میں زیادہ رہی ہو جنہوں نے اپنے اصل محاورے کو محفوظ رکھا ہو اور وہ وجہی کی زبان پر چڑھ گیا ہو۔

● سنہِ پیدائش

وجہی کے سنہِ پیدائش کے بارے میں حتمی معلومات نہیں ملتیں۔ لیکن بعض قرینے اس کی امکانی عمر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وجہی کی پہلی تصنیف مثنوی قطب مشتری سلطانِ وقت محمد قلی قطب شاہ اور اس کی گہری دوستی کا اشاریہ سمجھی جاسکتی ہے۔ یعنی وجہی اور محمد قلی قطب شاہ دونوں کی ہم سنی کا امکان بعید نہیں۔ مثنوی ''قطب مشتری'' کے آخری باب کے مطالعے سے اس قیاس کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس باب میں جیسی درون پردہ تفصیلات کا ذکر کیا گیا ہے وہ کوئی بے تکلف اور ہم سن رفیق ہی بیان کرسکتا تھا۔ نہ بڑی عمر کا شاعر یہ جسارت کرسکتا تھا اور نہ نسبتاً کم سن شاعر یہ جرأت کرسکتا تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کا سن پیدائش ۹۷۳ھ م 1565ء ہے۔ اس لحاظ سے وجہی کا سن پیدائش اگر قطعی طور سے ۹۷۳ھ م 1565ء نہ سہی، اس کے آس پاس ضرور قرار دیا جاسکتا ہے۔

حصول علم

وجہی کی ابتدائی تعلیم وتربیت میں روایتی تقاضوں کا پورا لحاظ رکھا گیا تھا۔لیکن شوق علم اس کی طبعیت کا خاصہ تھا اور یہ مرحلہ اس نے اپنے ذوق کی روشنی میں خود ہی طے کیا۔ کچھ وجہی کے زمانے کی علمی فضا، کچھ گھریلو ماحول اور اس کی فطری ذہانت، ان سب چیزوں نے اسے بچپن ہی سے ایک معین راستے پر ڈال دیا۔اس نے اپنے زمانے کی مروجہ درسیات پورے انہماک اور توجہ سے پڑھی تھیں۔ ''سب رس'' کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسے عربی اور فارسی زبان پر کامل عبور حاصل تھا۔قرآنی علوم اور احادیث اس کا جزو اظہار ہیں۔فارسی کے شعری ادب کا اس نے گہرا مطالعہ کیا تھا اور اس کے اثرات اس کی تصانیف میں ظاہر ہیں۔اس سلسلے میں اختر حسن کہتے ہیں۔

> ''فارسی زبان اور اس کے رموز ونکات سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہے۔فارسی کے ادب عالیہ پر اس کی گہری نظر ہے۔وہ اپنے کلام میں فارسی کے اساتذۂ سخن جیسے حافظ، خسرو، خاقانی ،حسن اور کمال وغیرہ کا بڑے ادب واحترام سے ذکر کرتا ہے''

اس نے ان باکمال شعراء کے کارناموں سے بھرپور استفادہ بھی کیا ہے۔کہتا ہے،

خیالاتِ کمال و نازکی ہائے حسن بندٗ است
کہ سوزِ خسرو و الفاظِ حافظ در سخن دارم

بعض مقامات پر اس نے اپنا مقابلہ دوسرے فن کاروں سے کیا ہے اور اکثر اپنی تعریف اور تعلّی کے پردے میں بالواسطہ ان کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

نے ہم چو حسن یافت وجیہی نے چو خسرو
نقشِ غزلِ تازۂ خود طرزِ دگر است
وجیہہ جائے تو بالائے دستِ خاقانی ست
کہ زیرِ حرف نوشتن خطا بود مد را
پختگی ہائے شعرِ خاقانی ست
در سخن ہائے نیم خامِ وجیہہ

قرآنی علوم کے بارے میں وجہی کا یہ بیان قابل توجہ ہے کہ قرآن کے جملہ معنی میرے ضمیر میں محفوظ ہیں۔ میرا ایک ایک حرف صد ہزار کتابوں کے اسرار کھول سکتا ہے۔

گفتہ ام معنیء ہمہ قرآن
حرفم اسرارِ صد ہزار کتاب

بہر حال مذہبیات کے علاوہ اس نے عربی اور فارسی ادب پر بھی کامل عبور حاصل کیا تھا۔ فقط یہی نہیں اپنے نثری شاہ کار ''سب رس'' میں عربی فارسی اور ہندوستانی اقوال اور ضرب المثال بے تکلف لکھتا جاتا ہے جو ان زبانوں پر اس کی قدرت کا بیّن ثبوت ہے۔

''سب رس'' ہی میں وہ زبانِ گوالیاری، زبان ہندوستان اور دکنی میں امتیاز کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یعنی اس کی صرف علمی اور ادبی حیثیت ہی مسلم نہیں، لسانی شعور بھی غیر متنازعہ فیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے تذکرہ نگاروں نے اسے ملا وجہی کے احترامی لقب سے یاد کیا ہے۔

وجہی کے فارسی دیوان کے مطالعے سے اُس کے مزاج کی بعض خصوصیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اُس کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی طبیعت میں انانیت اور غرور کا پرتو کچھ زیادہ ہی تھا۔ وہ اپنے سامنے دوسروں کو حتیٰ کہ سلطانِ وقت کو بھی ہیچ سمجھتا تھا۔ شاعری میں خصوصاً وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میرے خیال میں اس کی اصل وجہ یہی علمیت اور خاندانی تفوق کا احساس ہے۔ یہی احساس بالآخر اس کے مزاج کی تشکیل کا باعث بنا اور ایک طرح سے اس کی شخصیت کا غالب عنصر بن گیا۔ آئندہ زندگی میں اس تُند مزاجی کی وجہ سے وجہی کو کئی ناخوش گوار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

جس وقت وجہی شباب کے اولین مرحلوں میں تھا، اس وقت گولکنڈہ کے سلطان ابراہیم قلی قطب شاہ کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا محمد قلی قطب شاہ ۹۸۸ھ م 1580ء میں تخت پر بیٹھا۔ محمد قلی قطب شاہ کی عمر اس وقت صرف پندرہ برس تھی۔ لیکن ابراہیم قطب شاہ نے تالیکوٹ کی جنگ سے فارغ ہو کر ایک پُر امن سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی اور محمد قلی قطب شاہ اس سلطنت کا وارث بنا۔ چونکہ جنگ و جدل کا کوئی ماحول نہیں تھا، اس کی تمام تر توجہ تہذیبی اور تمدنی ترقیوں پر مرکوز ہو گئی۔ شعر و ادب، موسیقی و نغمہ، رقص و سرود اور دوسرے فنون کی ترقی کے لئے انتہائی سازگار ماحول اسی کے دور میں میسر آیا۔ فراغت کے اس ماحول نے

وجہی کی شخصیت پر بھی اثر ڈالا۔ طبقہء امراء کے ایک فرد کی حیثیت سے وہ بڑھ چڑھ کر اپنے طبقاتی مشاغل میں حصہ لینے لگا۔ زندگی کی مادی مظاہر سے اس کی محبت کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے جس کا اظہار اس کی تصانیف میں ایک نمایاں عنصر بن کر ظاہر ہوا ہے۔ معشوق، رقص و نغمہ، رنگینی حیات سے فیض یاب ہونے کا رویہ اس کی کل کائنات بن گئی۔ اس دور کی شاعری میں اس کے اسی میلان کی عکاسی ملتی ہے۔

● شعر گوئی

جب وجہی نے شعر گوئی کا آغاز کیا ہے تو اس نے پہلے پہلے فارسی زبان کا انتخاب کیا۔ فارسی اُس کی آبائی زبان تھی اور اُس کے ادب کا ذوق اُس کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ اُسے اپنے نسلی تفوق کا بھی احساس تھا اور اسی لئے شاید دکنی میں اس نے پہلے پہل شاعری نہیں کی۔ اس کے فارسی دیوان میں غرور اور تعلی سے بھرے ہوئے اشعار کی تعداد خاصی ہے اور جگہ جگہ اس کے حریفوں پر چوٹیں بھی ملتی ہیں۔ دکنی اردو کے ماحول میں رہنے بسنے کے باوجود دکنی اردو میں شعر گوئی کی طرف اعتناء نہ کرنا اُس کے حق میں سازگار ثابت نہ ہوا۔ اپنی فارسی دانی پر اظہار افتخار غالباً اُس کے ہم عصروں اور اس کے درمیان خلیج کا سبب بن گیا اور اس کے حریفوں کا ایک حلقہ اسی وقت پیدا ہو گیا۔

● مالی پریشانیاں

معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران اسے دربار سے وابستہ ہونے کی پیش کش بھی کی گئی۔ لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا۔ کہتا ہے۔ سلطان کی خدمت میں دلِ مختار کا خاتمہ نہ کردے۔ اُس کی شان و شوکت اور دبدبہ ہیچ ہے۔

در خدمتِ سلطاں مفگن شحنۂ دل را
کیں دبدبہ و شوکت و شانست ہمہ ہیچ

ایک اور جگہ کہتا ہے کہ وجہی، اگر کوئی شاہِ عالم بھی ہے تو اُس کے سامنے گردن نہ جھکا، اپنی آبرو رکھ لے۔

گر شہنشاہِ جہانست ہم وجہی، پیشِ او
آبروئے خویش را می دار، گردن خم مکن

مگر یہ سب باتیں اس کی بے فکری کے زمانے کی تھیں۔ کچھ ہی عرصہ بعد دربار سے وابستہ اس کے سرپرستوں کا سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا اور ان کی خدمات کے صلے میں اسے دربار سے کچھ وظیفہ ملنے لگا تھا۔ لیکن اس کی تند خو طبیعت کے پیشِ نظر وظیفہ کی ادائیگی کرنے والے اسے بہت ستانے لگے۔ اپنے ایک فارسی قطعے میں اس نے اس تکلیف دہ صورت حال پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ خاص طور پر میر جملہ یعنی وزیرِ اعظم سوری راؤ نے اسے بڑی تکلیفیں دیں جس کا ذکر اس نے ایک سے زیادہ بار اپنے کلام میں کیا ہے۔ وہ اپنے وظیفے کی ادائیگی کے سلسلے میں سوری راؤ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

سال رفت و ہنوز می گوید
''خوب ہے، کیا ہوتا ہے دیں گے جاؤ''

یعنی وظیفے کی ادائیگی کو پورے ایک سال گزر چکا ہے اور اب بھی ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے۔

اس زمانے میں وہ دربار سے ابھی وابستہ نہیں ہوا تھا۔ سوری راؤ کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی کہ فاقہ کشی کی نوبت آگئی۔ وجہی نے اس کی شکایت سلطان سے کی جس میں وہ کہتا ہے کہ مجھ پر ہر روز فاقے گزر رہے ہیں۔

فاقہ بر فاقہ می رود ہر روز

اور آگے چل کر کہتا ہے کہ اگر میں جان سے گیا تو اس خون کا ذمہ دار سوری راؤ ہوگا۔ جلد کے نیچے بس ہڈیاں باقی رہ گئی ہیں۔ میں تو اپنا حق طلب کرتا ہوں، جواب کیوں نہیں دیتا۔ اپنا حق طلب کرنا دیوار سے سر پھوڑنے کے برابر ہو گیا ہے۔

خونِ من صرفِ گردنِ راؤ است
زیرِ چرم است استخواں بارے
خواستم حقِ خود، جواب نہ داد
چہ بگوید کسے بہ دیوارے

• دربار سے وابستگی

۱۰۱۱ھ میں سوری راؤ اپنی بدعنوانیوں کے نتیجے میں عہدے سے برخاست ہوا اور اس کی جگہ ایران کا ایک ذہین نوجوان جس کا تخلص روح الامین اور نام مرزا محمد امین تھا، میر جملہ مقرر ہوا۔ وہ فارسی کا بڑا اچھا شاعر تھا۔ یہ وجہ وجہی اور روح الامین میں یگانگت کا باعث بن گئی اور روح الامین ہی کی سرپرستی میں وجہی دربار گولکنڈہ سے وابستہ ہوا اور سلطانِ وقت محمد قلی قطب شاہ سے بھی اس کے تعلقات استوار ہوئے۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے پرمسرت دور تھا اور اس زمانے میں اس نے سلطانِ وقت کے توجہ دلانے پر دکنی اردو شاعری کی طرف توجہ کی۔

یہ بات کسی قدر وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وجہی نے دربار سے وابستگی کے بعد سلطان محمد قلی قطب شاہ کی ترغیب پر دکنی میں شاعری شروع کی۔ محمد قلی قطب شاہ سے وجہی قریب نہ ہوتا تو شاید اپنی فارسی دانی اور اپنی انا کے مینار میں دفن ہو کر رہ جاتا۔

محمد قلی قطب شاہ سے رفاقت کا ہی نتیجہ تھا کہ وجہی نے اپنے کارنامے ''قطب مشتری'' میں سلطان وقت کو ہیرو کی حیثیت سے پیش کیا اور اس کی فرضی داستانِ عشق بیان کی۔ سلطان وقت سے وجہی کی یہ قربت اس کے حریفوں کی نظر میں کھٹکنے لگی۔ وہ کسی نہ کسی طرح اسے بادشاہ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ ۱۰۲۰ھ م 1611ء میں محمد قلی قطب شاہ ۴۸ برس کی عمر میں وفات پا گیا۔ وجہی کی حیات کا یہ بڑا سخت مرحلہ ثابت ہوا۔

• کڑی آزمائش کا دور

محمد قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا اور داماد محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ کٹر مذہبی شخص تھا۔ اس کے دور میں تمام شراب خانے بند کر دیے گئے۔ رقص و نغمہ پر بھی پابندی لگا دی گئی اور وجہی کے حریفوں کے کہنے سننے پر اس نے وجہی کے ساتھ بھی سختی برتنی شروع کی جس کا اظہار وجہی نے ایک غزل کے اشعار میں کیا ہے۔ کہتا ہے کہ دشمنوں نے ناحق مجھے میرے بادشاہ سے جدا کر دیا ہے۔ جس نے یہ بدی کی، وہی اصل مجرم ہے۔ اپنا جرم میرے سر تھوپ کر اس نے بادشاہ کے دامن میں پناہ لے لی ہے۔

عبث از من جدا کردہ است دشمن پادشاہم را
گنہ از اوست گو ناحق بشہ گفت این گناہم را
بگوش شہ رسانیدہ است جرمے راکہ لائق نیست
پناہ خویش می سازد بہ این حیلہ پناہم را

اس غزل کے آخری شعر میں وجہی کہتا ہے کہ بادشاہ کو بالآخر حقیقت معلوم ہوگی اور وہ میری سیاہ بختی کو سرخ روئی سے بدل دے گا۔ کہتا ہے۔

عیاں حق می کند پیش شہ حق گوئی حق ناحق
امید سرخ روئی ہاست بختِ روسیاہم را

لیکن وجہی کی یہ امید کبھی پوری نہیں ہوئی۔ ۱۰۳۵ھ میں محمد قطب شاہ کے انتقال تک وجہی کو پورے پندرہ برس ایک سخت اور صبر آزما دور سے گذرنا پڑا۔ اس پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی گئیں اور اُس کا جینا دوبھر کر دیا گیا۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے المناک دور تھا۔ انشاء اللہ خان انشاء ہی کی طرح اُسے گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑی۔

● دربار سے دوبارہ وابستگی

محمد قطب شاہ کی وفات کے بعد اس کا کمسن لڑکا عبداللہ مرزا عبداللہ قطب شاہ کے لقب کے ساتھ ۱۲ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اس کی ماں حیات بخشی بیگم جو محمد قلی قطب شاہ کی بیٹی تھی وجہی کو اپنے باپ کے زمانے سے جانتی تھی۔ بیٹے کی کم سنی کی وجہ سے حکومت کے اختیارات اسی کے ہاتھ میں تھے۔ اس نے وجہی کی دست گیری کی۔ اسے دربار میں باریاب کیا جس کا سب سے اچھا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۰۴۵ھ م 1636ء میں عبداللہ قطب شاہ نے اسے ''سب رس'' لکھنے کا حکم دیا جو اردو نثر کا کلاسیکی شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ وجہی کے بارے میں ملنے والی یہ آخری معلومات ہیں۔

وفات

اس کے بعد اس کا تذکرہ ۱۰۸۱ھ م 1671ء میں طبعی کی مثنوی ''بہرام وگل اندام'' میں ملتا

ہے جس میں وہ وجہی کے خواب میں آ کر اُس کی مثنوی کی تعریف کرنے کا ذکر کرتا ہے۔ یعنی ۱۰۸۱ھ تک وجہی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اسی طرح ۱۰۶۶ھ م 1656ء میں ابن نشاطی نے اپنی مثنوی ''پھول بن'' میں تمام مرحوم شعراء کا ذکر کیا ہے اور اس فہرست میں وجہی کا نام شامل نہیں ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شاید ۱۰۶۶ھ میں بقیدِ حیات تھا۔ ''سب رس'' کے ایک مخطوطے (نمبر ۹، ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد) کے آخر میں وجہی کے جائے تدفین کا ذکر کرتے ہوئے کاتب نے بتایا ہے اس کا مزار حضرت شاہ برہنہ صاحب، حیدرآباد کی درگاہ کے احاطے میں ہے۔

''تمام ہوئی کتاب ''سب رس'' تصنیفِ مقبول حضرت شاہ وجہی قدس سرۂ کی جن کی تربتِ پاک درگاہ میں حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرۂ کے ہے۔

یہ درگاہ ۱۰۷۰ھ م 1660ء میں تعمیر ہوئی جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وجہی کی وفات ۱۰۶۶ھ م 1656ء اور ۱۰۷۰ھ م 1660ء کے درمیان واقع ہوئی۔

● تصانیف

وجہی دکنی اردو ادب کا واحد ادیب ہے جس کے نثری و شعری کارنامے یکساں ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ اب تک اس کی چار تصانیف کا پتہ چلا ہے۔

● ۱۔ قطب مشتری

فارسی شاعری کے بعد دکنی میں یہ اس کی پہلی کوشش ہے۔ یہ مثنوی ۱۰۱۸ھ م 1609ء میں لکھی گئی۔ مثنوی کے اختتام پر اس نے تاریخ تصنیف دے دی ہے۔

تمام اس کیا دیس بارا منے

سنہ یک ہزار ہور اٹھارا منے

یہ مثنوی اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں اس نے بادشاہِ وقت کی فرضی داستانِ عشق قلم بند کی ہے۔ پھر اس کے مشمولات بھی عام مثنویوں سے الگ ہیں۔ آئندہ صفحات میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

● ۲۔ سب رس

وجہی کا نثری کارنامہ ہے اور دکنی اردو نثر کا سب سے بڑا کارنامہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب 1045ھ م 1636ء میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی فرمائش پر لکھی گئی۔ اسے مولوی عبدالحق نے سب سے پہلے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد سے شائع کیا۔

سب رس کئی پہلوؤں سے اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے دکنی اردو نثر کا اسلوب ملتا ہے۔ اس کی تمثیلی اہمیت بھی بہت سے نقادوں نے تسلیم کی ہے۔ عزیز احمد کا خیال ہے کہ اس میں ناول کے اولین خدوخال ملتے ہیں۔ اختر اورینوی کہتے ہیں ''میرا خیال ہے کہ علم النفس کے لحاظ سے بھی سب رس ایک معیاری کتاب ہے۔ میں تو یہاں تک سمجھا ہوں کہ سب رس فرائڈ کی نفسیات کی پیش رو ہے۔ متوازن شخصیت کا خوبصورت خاکہ ہمیں اس کتاب میں ملتا ہے۔ شخصیت کے جنسی، جمالی اور عقلی عناصر کو نہایت کامیابی کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔''

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کہتی ہیں۔ ''مواد اور اسلوب ہر اعتبار سے سب رس دور قدیم کا بے مثال کارنامہ ہے۔'' اس کی نثر یوں تو مسجع اور مقفیٰ ہے لیکن مقفیٰ نثر کے ساتھ انتہائی روانی اور بے ساختگی کی ایسی کوئی اور مثال پورے دکنی اردو ادب میں نہیں ملتی۔ پھر چوں کہ یہ دکنی کی معیاری نثر کا بسیط کارنامہ ہے اس لئے لسانی اہمیت کا بھی حامل ہے۔

● ۳۔ تاج الحقائق

یہ وجہی کا ایک اور نثری کارنامہ ہے اور میرے خیال میں یہ سب رس سے پہلے کی تصنیف ہے۔ یہ نثر لکھنے کا پہلا تجربہ تھا کیوں کہ اس میں وہ زورِ بیان نہیں ہے جو سب رس کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ کام اغلباً اُس کی گوشہ نشینی کے زمانے میں ظہور میں آیا۔ مولوی عبدالحق اس کے متعلق کہتے ہیں۔ ''یہ بھی نثر میں ہے اور اس میں اخلاق و تصوف پر بعض مباحث ہیں اور سب رس کے بعض مقامات سے جہاں اس نے اس قسم کی بحثیں چھیڑ دی ہیں، بہت ملتے جلتے ہیں۔'' تاج الحقائق کو ڈاکٹر نور السعید اختر مرتب کر چکے ہیں۔ اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"اگر تمنا خدا فرصت دے تو ہر مہینے کی چودویں رات کی چندنی میں ہمارے ستی سے سب دوستاں مل کر یک مجلس کرو۔ چاند کی رات کو چودویں رات ہے کہ اس رات کا چاند کمالیت کو انپڑتا ہے۔ چاند کی مبارک بادی اس رات کوں کرناں کہ بھوتیچہ روشن ہوکر چودہ کلا پر چڑتا ہے۔"

● ۴۔ دیوان فارسی

اب تک کی معلومات کے مطابق وجہی کے فارسی دیوان کا ایک ہی نسخہ دستیاب ہوا ہے جو کتب خانہ، سالار جنگ حیدر آباد میں محفوظ ہے اور دیوان وجیہہ کے نام سے موسوم ہے۔ ۲۵۳ صفحات کا یہ دیوان ناقص الطرفین ہے۔ اس میں قریب قریب چار ہزار اشعار ہیں۔ اس میں غزلیات کا حصہ بہت بڑا ہے۔ اس کے علاوہ ۵۲ رباعیات چند قطعات و معمات اور ایک قصیدہ بھی ملتا ہے۔ وجہی کے فارسی دیوان کی ایک اہمیت یہ ہے کہ وہ واحد ماخذ ہے جس سے اس کی حیات کے اکثر واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔

دکنی اردو کی طرح اس کی فارسی شعر گوئی بھی مسلم ہے۔ اس کی دکنی اردو تصانیف میں جس اعتماد اور یقین کا اظہار ملتا ہے، فارسی دیوان بھی اس سے خالی نہیں۔ اختر حسن کہتے ہیں۔ "وجہی کے فارسی کلام کا انتخاب کیا جائے تو ندرت فکر اور طرزِ ادا کے کچھ ایسے انمول موتی بھی ہاتھ آسکتے ہیں جنہیں فارسی شاعری کا ایک بیش قیمت خزانہ کہا جاسکتا ہے"۔

دوسرا باب

قُطُب مُشتَری

تحسین و تخمین

• فنّی و تہذیبی مطالعہ

مشمولاتِ قطب مشتری

مثنوی قطب مشتری دکن کے عہدِ قطب شاہی کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ یہ مثنوی ۱۰۱۸ھ مطابق 1609ء میں لکھی گئی۔ اس مثنوی نے نہ صرف اپنے عہد کے ادب کو اعتبار بخشا بلکہ مثنوی نگاری کا ایک نیا معیار قائم کیا۔ اسے قطب شاہی عہد کے ایک مستند تہذیبی مرقعے کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ ایک ایسے عہد میں جہاں دکنی شاعر فارسی داستانوں کی خوشہ چینی کر رہے تھے، وجہی نے روایت سے ہٹ کر ایک طبع زاد داستان تخلیق کی۔ وجہی نے دعویٰ کیا ہے کہ اُس نے یہ مثنوی صرف بارہ دن میں کہہ ڈالی۔ کہتا ہے۔

تمام اس کیا دیس بارہ منے

سنہ یک ہزار ہور اٹھارہ منے

اس بیت سے فنِ شعر پر وجہی کی بے مثال قدرت اور قوتِ اظہار دونوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے کہ اِدھر اُس نے لکھنے کا ارادہ کیا اور اُدھر بارہ دن میں مثنوی کہہ ڈالی۔ وقفے وقفے سے لکھی ہوگی لیکن جملہ بارہ دنوں میں لکھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس نے کسی تقریب سے یہ مثنوی لکھی ہوگی۔ زیادہ قرینہ اسی کا ہے ورنہ مختصر مدتِ تخلیق کے ذکر کی کیا ضرورت تھی۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ اُس نے لکھنے کا ڈول ڈالا، خاصے عرصے تک اس پر غور و خوض کرتا رہا اور جب پورا ہیولا تیار ہوگیا تب کہیں

طبیعت کو حاضر کر کے مثنوی قلم بند کی۔

مثنوی کے مشمولات دکنی اردو کی مثنویوں کی مروجہ قماش سے الگ ہیں۔ دکنی اردو کے شعراء اپنی مثنویوں میں عام طور پر حمد، نعت، منقبت اور بادشاہِ وقت کی مدح کے بعد اصل قصے کی طرف آتے ہیں۔ وجہی کے بعد نصرتی اور دوسرے شعراء نے ایک اور جدت کی۔ یعنی وہ ہر باب کی ابتداء میں بحر طویل میں ایک شعر درج کرتے اور ان تمام اشعار کو منسلک کرنے سے مثنوی کا خلاصہ نکل آتا تھا۔ پھر پوری مثنوی میں بحر اور آہنگ کے لحاظ سے کوئی روگردانی بھی نہیں کی جاتی تھی۔

وجہی کو ''نوِی بات کاڑنے'' کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی مثنوی کو قدیم نمونوں سے جس حد تک ہو سکتا تھا ممتاز اور منفرد بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس میں اُس کی اُپجی طبیعت کو بھی دخل ہے اور زمانہ سازی کو بھی۔ مثلاً نعت کے بعد ذکرِ معراج کا باب شامل کیا ہے۔ اس کی تان سلطانِ وقت محمد قلی قطب شاہ کے عقائد کے پاس ولحاظ میں حضرت علیؑ کی فضیلت پر ٹوٹی ہے۔ منقبت کے بعد ''در صفتِ عشق گوید'' کے عنوان سے عشق کی اہمیت واضح کی ہے۔ مثنوی کا قصہ بھی عشقیہ ہے تو گویا اس کا مقصد مثنوی کے مطالعے سے پہلے قاری کے ذہن کو ایک مخصوص سمت میں موڑنا ہے۔ خاں رشید اس باب کی شمولیت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

> اس معاشقے میں اصل ہیروئن بھاگ متی ایک بازاری طبقے کی عورت تھی۔ اس لئے سب سے پہلے وجہی نے عشق کی اہمیت کو واضح کر کے عشق پر زور نہیں کو ثابت کرنا چاہا اور اس طرح قلی قطب کے اعتذار کا ایک پہلو نکالا۔ مثنوی کے دوسرے حصوں میں بھی عشق کی زبردستی اور عاشق کی بے چارگی پر بار بار زور دیا گیا ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ محمد قلی قطب شاہ مطلق العنان سلطان تھا، کوئی جمہوری حکمران نہیں جس کے کسی اخلاقی اسکینڈل کی وجہ سے اقتدار سے ہاتھ دھونے کا خطرہ ہوتا یا اُسے عوامی عدالت میں باز پرس سے سابقہ پڑتا۔ اُسے 'اعتذار' کی ضرورت کہاں سے پیش آگئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ واقعہ پیش آیا بھی تھا تو عالمِ شہزادگی میں اور مثنوی کی تصنیف کے وقت اُس واقعے کو تیس پینتیس سال گزر چکے تھے۔ ملوکیت کے دور میں اقتدار کے لئے بیٹا باپ کا قتل کر دیتا ہے۔ رعایا دم نہیں مار سکتی۔

کاروبارِ جہاں بانی رُکتا نہیں، جاری رہتا ہے۔ایسے میں جوانی کا عشق کونسی ایسی قیامت تھی کہ محمد قلی قطب شاہ کو ادھیڑ عمری میں عُذر معذرت کی ضرورت پیش آگئی اور اپنے دفاع میں ایک پوری مثنوی لکھوانی پڑی! یہ خیال ہی بے بنیاد ہے۔میرے خیال میں عشق کے زور اور عاشق کی لاچاری کے تمام مرقعے قصے کی فضا کو نمایاں کرنے کے لئے شامل کئے گئے ہیں۔

اس کے بعد ''در شرح شعر گوید'' کے عنوان سے وجہی نے شاعری پر اپنے نظریات پیش کئے ہیں۔ہماری نظر میں یہ قطب مشتری کا سب سے اہم باب ہے۔اس باب سے اس دور کے نہ صرف ادبی رجحانات کا علم ہوتا ہے کہ بلکہ اردو تنقید کی قدامت اور تاریخی نوعیت پر روشنی پڑتی ہے۔اس باب پر آئندہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔اگلا باب ''وجہی تعریف شعر خود گوید'' ہے۔وجہی سے پہلے کسی شاعر نے اپنی شاعری کی تعریف کا الگ باب قائم نہیں کیا۔اس باب سے بھی وجہی کے معاصرین اور ادبی رجحانات سے واقفیت ہوتی ہے۔

بادشاہ کی مدح بھی قابل توجہ ہے۔وجہی نے مثنوی ۱۰۱۸ھ میں لکھی۔اس وقت محمد قلی قطب شاہ کو تخت نشین ہوئے تیس برس گزر چکے تھے۔مثنوی میں مدح ابراہیم قطب شہ کی گئی ہے جو تیس برس قبل وفات پا چکا تھا یعنی اصول کے خلاف بادشاہ وقت کی مدح نہیں ہے۔مولوی عبدالحق کے خیال میں ''اس مثنوی میں ابراہیم قطب شہ کی جو مدح ہے قصے کے تعلق سے ہے نہ کہ شاہ وقت ہونے کے لحاظ سے اور محمد قلی قطب شہ کی مدح اس لئے نہیں ہے کہ وہ خود قصے کے ہیرو ہیں۔''

اس کے بعد مختلف ابواب کے تحت قصہ بیان کیا گیا ہے۔

وجہی نے مثنوی میں اظہار عشق اور کیفیات عشق کے لئے مثنوی کے فارم سے انحراف کر کے موزوں مقامات پر کرداروں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کے لئے غزلیں شامل کی ہیں۔ان غزلوں کو مثنوی کے ربط و تسلسل کو متاثر کئے بغیر سیاق سے الگ بھی کیا جاسکتا ہے۔یعنی ان کی اپنی آزاد حیثیت ہے۔غزلوں کے ساتھ اس نے رباعیات بھی درج کی ہیں۔لیکن رباعیات مثنوی کے واقعات سے اس قدر جڑی ہوئی ہیں کہ انہیں سیاق سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔مثنوی کے ساتھ ان کی صوری اور معنوی دونوں قسم کا تعلق برقرار ہے۔

مثنوی کا اختتام آخری باب محمد قلی اور مشتری کی شبِ وصل کے ذکر پر ہوا ہے۔اس میں رمزو کنایہ اور استعارات کی زبان میں شبِ وصل کی واردات پیش کی گئی ہے۔

حالی کے اصولوں کی روشنی میں

حالی نے مقدمہ ءشعروشاعری میں مثنوی کی پرکھ کے بعض معیار مقرر کئے ہیں۔جس وقت حالی نے مقدمہ لکھا ادب کا ایک مخصوص نظریہ بن رہا تھا۔ادب میں افادیت، اصلاحی کوشش اور حقیقت نگاری کی اہمیت بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ ان کے مقرر کردہ معائیر میں ان چیزوں کا ہونا فطری بات تھی۔موجودہ ادبی سرمایہ سے ہی معیار بھی بنتے ہیں۔حالی کے سامنے دکنی اردو کی مثنویات نہیں تھیں۔ان کے پاس جو ادبی سرمایہ تھا وہ میرحسن، نسیم، قلق اور شوق کی مثنویوں کے علاوہ زیادہ تر لکھنوی مثنویوں پر مشتمل تھا۔حالی نے انہیں کے معائب اور محاسن سے اپنے معیار وضع کئے تھے۔

یہاں حالی کے اصولوں کے صائب ہونے یا نہیں ہونے سے بحث نہیں۔لیکن یہ ظاہر کرنا ضروری تھا کہ حالی کے اصولوں کی نوعیت کیا ہے تا کہ ان کے اصولوں کی روشنی میں قطب مشتری کا جائزہ لیتے ہوئے یہ پس منظر پیش نظر رہے۔حالی کے خیال میں پہلی شرط ربط کلام ہے۔وجہی خود بھی اس بات پر زور دیتا ہے کہ ''جسے بات کے ربط کا فام نیں، اسے شعر کہنے سوں کچھ کام نیں'' اس میں شک نہیں کہ قطب مشتری ایک مربوط نظم ہے اور حالی کے اس اصول پر پوری اترتی ہے۔حالی کے خیال میں دوسری شرط یہ ہے کہ فوق العادۃ اور ناممکن باتوں پر قصے کی بنیاد نہیں رکھنی چاہئے۔قطب مشتری میں ایک دیو اور اژدہے کو ہلاک کرنے کے واقعے اور پرستان کے ذکر کو چھوڑ کر باقی باتیں جانی پہچانی حقیقت ہی معلوم ہوتی ہیں۔یعنی یہ شرط کسی حد تک پوری ہوتی ہے۔تیسری شرط مبالغہ آرائی سے احتراز کرنا ہے۔پوری مثنوی میں دیو اور اژدہے کے سراپا اور قطب شاہ کے بچپن کے ذکر کو چھوڑ کر مبالغے سے احتراز کیا گیا ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مقتضائے حال کے موافق کلام ایراد کرنا چاہئے۔اس کی بھی اچھی مثالیں ملتی ہیں۔مثلاً دائی اور مشتری کی گفت گو یا مشتری اور عطارد کی بات چیت وغیرہ۔لیکن ابراہیم قطب شاہ کا اپنے فرزند محمد قلی سے پوچھنا کہ بیٹے بتا اتنی حسیناؤں میں سے تجھے کونسی پسند ہے یا شہزادے کا مشتری سے کہنا کہ مریخ بھی میری طرح تیری بہن کا عاشق ہے ان کی شادی کرادے ذرا عجیب سا معلوم ہوتا

ہے۔ پانچویں شرط کے مطابق ماحول اور صورت حال کے بیان میں حقیقت کا ہونا ضروری ہے۔قطب مشتری میں اس کی بھی اچھی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے مشتری کی فراق کی حالت۔ محمد قلی کا والدین سے جدائی کا منظر وغیرہ۔ چھٹی شرط کے مطابق قصے کا بیان یوں ہونا چاہئے کہ ایک بیان دوسرے کی تکذیب نہ کرے۔ قطب مشتری اس شرط پر پوری اترتی ہے۔اس میں تمام واقعات سلسلہ وار ہیں اور ان میں ترتیب اور تسلسل ہے۔صرف ایک مقام پر کچھ بے احتیاطی سی ہوگئی ہے۔شہزادہ خواب میں مشتری کو دیکھتا ہے۔اس کے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے وجہی کہتا ہے۔

509 اسی دھات دن رات رہتا اچھے
اپس میں اپے یوں وو کہتا اچھے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی رات کو گزرے کافی دن ہو گئے ہیں۔لیکن اگلے بیانات میں اسی محفل کا ذکر ہے۔

536 جو ویسے میں مطرب خوش آواز نام
انھیا شاہ کا ایک خاصا غلام
537 سورج سا جلا جل لے کر ہاتھ میں
لگیا زہرہ جیوں گانے اس رات میں

یعنی خواب سے بیداری کے بعد شہزادے کی بے چینی دور کرنے کے لئے ایک مطرب ساز بجانے لگا۔ یہ ایک چھوٹا سا تسامح ہے جو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

ساتویں شرط کے مطابق تجربے اور مشاہدے کے خلاف کوئی بات نہ بیان کی جائے۔اس شرط پر تو شاید ہی کوئی مثنوی پوری اترے۔ یہ فرق دراصل افادیت اور مسرت کا فرق ہے۔قدیم ادب میں فسانے کو حقیقت پر ترجیح حاصل تھی۔قطب مشتری میں بھی پریوں، دیوؤں، وغیرہ کا ذکر ہے۔لیکن ایسی صورت میں نہیں کہ مثنوی کی حقیقت نگاری کو مجروح کردے۔

حالی کی آخری شرط کے مطابق چھپائی جانے والی باتیں وضاحت سے نہ بیان کی جائیں۔اس باب میں درونِ پردہ باتیں تو ہیں لیکن رمز و کنائے کے پیرائے میں۔ وجہی نے تفصیلات کے ضمن میں تمام تر ادبی

اسلوب اختیار کیا ہے اور بعض تشبیہات بے حد معنی خیز ہیں۔حالی اگر یہ باب پڑھتے تو شاید اُن کے کانوں کی لوئیں گرم ہو جاتیں ورنہ ایک بالغ و باذوق قاری کے لیے اس میں ادبی حظ و مسرت کا وافر سامان موجود ہے۔

مقصدِ تصنیف

قدیم ادب پاروں میں مصنف، اپنی تصنیف کے آغاز میں یا آخر میں عموماً مقصدِ تصنیف پر روشنی ڈالتا ہے۔کبھی وہ کسی اندرونی تحریک سے تصنیف پر آمادہ ہو جاتا ہے، کبھی اپنے کسی دوست کی فرمائش کی تکمیل کے لئے اور کبھی زادِ آخرت فراہم کرنے کے لئے۔سعدی شیرازی نے بھی اپنے ایک دوست کی ایما پر گلستان لکھنے کا ذکر کیا ہے۔مغفرت کی معصومانہ خواہش بھی کئی تصانیف کے وجود میں آنے کا سبب بن گئی ہے۔بقائے دوام کی تمنا نے بھی بہتوں کو صاحب تصنیف بنا دیا ہے۔وجہی نے کس جذبے سے نڈھال ہو کر قطب مشتری تصنیف کی، اس کا جائزہ کچھ اُسی کے بیانات سے اور کچھ مثنوی کے تجزیئے سے لگایا جا سکتا ہے۔

قطب مشتری کے مطالعے سے اس کی تخلیق کے کسی ایک مقصد پر اتفاق کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔یوں وجہی نے خاتمہء کتاب پر خود کہا ہے۔

2069 کتا ہوں کہ یو کھول مقصود سب
یتا میں مشقت کیا اس سبب

2070 کہ پڑ کر اِسے مُنج کریں یاد سب
سدا کال مُنج تے اچھیں شاد سب

2071 جنے شعر بولیا ، اُسے کیا ہے غم
کہ جیتا اہے نانوں اُس جگ میں جم

میں اپنا مقصود کھول کھول کر کہنا چاہتا ہوں۔وہ یہ کہ یہ ساری مشقت میں نے اس سبب سے کی ہے کہ یہ مثنوی پڑھنے والے مجھے یاد کرتے رہیں اور سدا کے لئے مجھ سے خوش رہیں۔جس نے شعر کہہ لیا اُسے کوئی غم نہیں۔شاعری جگ میں اُس کا نام ہمیشہ ہمیشہ زندہ رکھے گی۔وہ یہ بھی کہتا ہے۔

2066 اَوَل ہور آخر کے کاماں پچھان
دُنیا میں رکھیا ہوں میں اپنا نشان
2067 نشانی رکھے باج چارہ نہیں
کہ دایم کوئی رہن ہارا نہیں

حیات جاوید کسی کو عطا نہیں ہوتی، اس لئے اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑے بغیر چارہ نہیں اور جس نے کوئی ادب پارہ تخلیق کر لیا اسے کوئی غم نہیں۔ اس کا نام ہمیشہ باقی رہے گا۔

وجہی کے اس بیان کو نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مصنف کا بیان ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ایسے مقاصد بھی اُس کے ذہن میں رہے ہوں جن کا اس نے اظہار نہیں کیا۔ خاں رشید اپنی کتاب "تین مثنویاں میں مثنوی کے باب در صفت عشق گوید کی شمولیت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

> "ہم جب اس کے اسباب پر غور کرتے ہیں تو مثنوی کے مقصد تصنیف پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ وجہی اس مثنوی کے لئے جس عشقیہ داستان کو نظم کرنا چاہتا تھا وہ فرضی اور روایتی نہ تھی بلکہ خود حکمران وقت کی داستان عشق تھی اور اس معاشقے میں اصل ہیروئن بھاگ متی ایک بازاری طبقے کی عورت تھی۔ اس لئے سب سے پہلے وجہی نے عشق کی اہمیت کو واضح کر کے عشق پر زور نہیں کو ثابت کرنا چاہا اور اس طرح قلی قطب کے اعتذار کا ایک پہلو نکالا۔ مثنوی کے دوسرے حصوں میں بھی عشق کی زبردستی اور عاشق کی بے چارگی پر بار بار زور دیا گیا ہے۔"

خاں رشید ایک اور مقام پر کہتے ہیں۔

"وجہی نے عام داستانوں کو نظر انداز کر کے قلی قطب شہ اور بھاگ متی کے معاشقے کو اپنا موضوع صرف اس لئے بنایا کہ اس طرح صلے اور انعام کے امکانات زیادہ تھے۔ یہی انعام کی توقع تھی جو مثنوی کا اصل سبب تصنیف ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے اس نے پوری کوشش کی اور اس لئے شروع ہی میں در صفت شعر گوید کے عنوان کے تحت شاعرانہ تعلّی سے اپنی شاعرانہ عظمت کی دھاک بٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز پوری مثنوی میں اس کے اپنے شاعرانہ

کمالات کے اظہار پر خصوصی توجہ دی ہے اور یقیناوہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہے۔"

یعنی اعتذار بھی مقصدِ تصنیف ہے اور صلے کا لالچ بھی۔ ان دو بدیہی مقاصد کے علاوہ ممکن ہے کہ مزید جستجو سے کچھ اور "مقاصدِ تصنیف" نکل آئیں۔ خاں رشید کو تفتیشِ مزید کا موقع دے کر، ہم اُن کی ہر دو آرا پر تھوڑی گفتگو کر سکتے ہیں۔

جہاں تک عشق کی زبردستی اور عاشق کی لاچاری کا تعلق ہے، یہ ایک آفاقی حقیقت ہے اور ہر زبان کا ادب اس بارے میں یک زبان ہے۔ محمد قلی اور بھاگ متی کا عشق کوئی ایسا انوکھا واقعہ نہیں تھا کہ جب تک سلطانِ وقت مثنوی لکھوا کر اُس کا جواز فراہم نہ کرے، اُس کا اقتدار خطرے میں پڑ سکتا ہو۔ محمد قلی کے اعتذار کو مثنوی قطب مشتری کا مقصدِ تصنیف قرار دینا ایک ادب پارے کے ادبی مرتبے کی صریحاً تحقیر ہے۔

صلے کے لالچ کا جہاں تک سوال ہے، خاں رشید کی نظر میں شاید عطارد کے وہ بیانات ہیں جن میں وہ اپنے کمالِ فن کا ثبوت پیش کرنے کے بعد دائی کے ذریعہ اپنی سفارش کراتا ہے۔

1424 ہر ایک کام ہوتا جو اُلاّس تے
سو شاہاں کی اُمید اور آس تے
1425 اگر شہ کی اَچھتی نہ اُمید آس
نہ ہوتا مُنجے یوں اُمس اور اُلاس
1426 بڑا شاہ وو ہے جو کچ دان دے
نوازے ہُنروند کوں مان دے

جب مشتری عطارد کو وعدے سے بڑھ کر نوازتی ہے تو وہ بھی زیادہ واضح انداز میں کہتا ہے کہ

1470 شہاں کا دل اِس دھات اَچھنا بھلا
دُرست بات اس دھات اَچھنا بھلا
1471 خدا جب جسے کچ دلاتا اہے
تو شاہاں کے بی دل میں لیاتا اہے

ملوکیت کے دور میں حُسنِ طلب ایک مقبول اور پسندیدہ رویہ رہا ہے۔ اس رویّے کو وقت کی منظوری حاصل تھی۔ نہ طالب اس میں عیب دیکھتا تھا اور نہ نوازنے والے پر طلب گراں گزرتی تھی۔ اگر وجہی نے مثنوی میں حُسنِ طلب کے مواقع نکال لئے تو کوئی غضب نہ ہوا۔ لیکن صرف انعام طلبی کو تصنیف کا مقصد ٹھہرانا اس ادبی شاہ کار پر خاک ڈالنے کے برابر ہوگا۔ خاں رشید کہتے ہیں کہ ''یہی انعام کی توقع تھی جو مثنوی کا اصل سبب تصنیف ہے۔'' وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وجہی نے ''عام داستانوں کو نظر انداز کر کے قلی قطب شہ اور بھاگ متی کے معاشقے کو اپنا موضوع صرف اس لئے بنایا کہ اس طرح صلے اور انعام کے امکانات زیادہ تھے۔'' وہ یہ بھول رہے ہیں کہ شخصی حکومتوں میں شاعر نہ اتنا آزاد ہوتا ہے نہ یہ جسارت کر سکتا ہے کہ بادشاہِ وقت کے اصلی نام و مقام کے ساتھ اس کی داستانِ معاشقہ نظم کر کے اُسی کے حضور پیش کرے اور طالبِ انعام ہو۔ ایسی صورت میں انعام اس ادائے شاہانہ کے ساتھ بھی دیا جا سکتا تھا کہ شاعر کا سر قلم کر کے اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا جاتا۔ چنانچہ انعام کی توقع میں قطب مشتری کی تصنیف کے مفروضے کو ایک خام تصور ہی کہا جا سکتا ہے۔ دنیائے شاعری کی یہ انوکھی مثال ہے کہ ایک فرماں روا کی حیاتِ معاشقہ اس کے اصلی نام کے ساتھ، اس کے حینِ حیات لکھی گئی ہو۔ اسی سے ظاہر ہے کہ قطب مشتری کی تصنیف وجہی کا شخصی فیصلہ نہیں تھا بلکہ شاید فرمانِ شاہی کی تعمیل تھی۔ شاہی رضامندی کے بغیر سلطانِ وقت کی داستانِ عشق حقیقی ناموں کے ساتھ لکھی ہی نہیں جا سکتی تھی۔ اگر قطب مشتری تعمیلِ فرمان میں لکھی گئی تو حسنِ طلب اس میں مضمر ہو سکتا ہے، مقصودِ تصنیف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حُسنِ طلب کے جو بیانات اوپر گزر چکے ہیں، اُن کا جائزہ دوسرے سیاق میں بھی لیا جا سکتا ہے۔

۱۔ حسنِ طلب کے تمام بیانات اوّل تا آخر عطارد کے کردار سے مخصوص ہیں۔ وہ ہر چھوٹی بڑی خدمت پر صلے کا دامن پھیلا دیتا ہے۔ نوازشات کی طلب عطارد کی سرشت میں داخل ہے۔ حسنِ طلب کے ان بیانات کو بالواسطہ وجہی کی ذات سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ اس فنی تدبیر کے ذریعے کس خوبی کے ساتھ سے عطارد کا ایک مخصوص پیکر تیار کر رہا ہے۔ کردار کی تعمیر کا یہ شعور وجہی کی فنی پختگی کو ظاہر کرتا ہے۔ خدمات کی عوضی کے طالب دوسرے کردار بھی ہو سکتے تھے جیسے سُلکھن پری، محمد قلی کے ندیم، دائی وغیرہ۔ لیکن ان میں کوئی کردار اپنی خدمات کا عوض طلب نہیں کرتا۔ چنانچہ یہ ممکن ہے کہ وجہی نے حسنِ طلب کے بیانات بالقصد عطارد کی سرشت کو نمایاں کرنے کے لئے شامل کئے۔

۲۔ حُسنِ طلب کے بیانات کو اس روایت سے بھی ملا کر دیکھا جا سکتا ہے جس کا سرا سعدی شیرازیؒ سے جا کر مل جاتا ہے۔ سعدی نے گلستان کے باب در سیرت پادشاہاں میں فرماں رواؤں کی کج ادائیوں کو ضرب لگانے کے مقصد سے حکایات کے پردے میں فرائضِ شاہی کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ وجہی نے اسی روایت کو بڑھاتے ہوئے ایسے بیانات عمداً شامل کئے جن سے ہُنر مندوں اور فنکاروں کی سچی قدردانی، حوصلہ افزائی اور دستگیری کے جذبات کو فروغ حاصل ہو۔ قطب مشتری چونکہ فرمانِ شاہی کی تعمیل میں تصنیف ہو رہی تھی، اس لئے یقین تھا کہ محمد قلی اس کا بالاستعیاب مطالعہ کرے گا۔ وجہی خود بھی تو ایک فن کار تھا۔ یہ موقع تھا کہ وہ اپنے قبیلے کی فلاح اور فائدوں کے بارے میں مثنوی میں ایسے بیانات شامل کر دے جو نہ صرف بادشاہِ وقت کو متاثر کریں بلکہ ہر صاحبِ ثروت کے دل میں ہنرمندوں کے تئیں سرپرستی اور قدردانی کے جذبات کو فروغ دیں تاکہ ہنرمندوں کی قدر افزائی سے بالواسطہ فن کے فروغ کے لئے سازگار ماحول بنانے میں مدد مل سکتی ہو۔ یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ حُسنِ طلب کے بیانات میں وجہی قصیدہ گو شعرا کی طرح شخصی مُراعات کا طالب نہیں ہے۔ تمام معروضات عطارد کی زبانی پیش کی گئی ہیں۔ عطارد کی طرزِ گفتار سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ تمام ہُنر مندوں کے احساسات کی ترجمانی کر رہا ہے۔

ملوکیت میں ہُنر مندوں کی قدردانی سلاطین و اُمرا پر منحصر تھی۔ ایک سچّے فن کار کا شعار صرف فن ہوتا تھا۔ وہ کسب یا ملازمت کے بکھیڑوں میں نہیں پڑتا تھا۔ اُس کی کفالت کا بار بادشاہ کو اُٹھانا پڑتا تھا یا اُمرا کو۔ فن کار کسی صاحبِ ثروت کی سرپرستی کو اپنا حق تصور کرتا تھا۔ گزر بسر کے لئے کسب کی جستجو، اُس کے شخصی وقار کے خلاف تھی۔ غالب کے اس شعر میں ان کے دلی کرب کو پہچانا جا سکتا ہے۔

غالب وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا
وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

وجہی بھی یہی محسوس کرتا ہے کہ ہُنر مند کی سرپرستی اور داد و دہش فرائضِ شاہی میں داخل ہونی چاہئے۔ یہ ثروت مند قدردانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی سرپرستی کے ذریعے فنکار کو احتیاجات سے آزاد رکھیں تا کہ وہ پوری یکسوئی کے ساتھ فن کو نکھارنے اور سنوارنے پر توجہ کر سکے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ سرپرستی فن کے برگ و بار

لائے کا سبب بنتی ہے۔ فن کار ہزار ذی فہم، عاقل اور گیانی ہو، جب تک نوازشات کے ذریعے اُس کی معاشی فراغت کے اسباب بہم نہیں کئے جاتے، اس کا فن فروغ نہیں پاتا۔ داد و دہش سے فن کو جلا ملتی ہے۔ کہتا ہے:

1426 بڑا شاہ وو ہے جو کچھ دان دے
نوازے ہُنر مند کوں دان دے
1427 ہُنر زیاست ہوتا اَہے دان تے
نہ اُس کی فہم، عقل ہَور گیان تے
1428 نکو کر توں تقصیر کچھ دان کوں
کہ ہوتا ہے بل دان تے گیان کوں

ہُنر مند کوئی تہی مایہ نہیں ہوتا۔ ہُنر خود ایسی متاعِ بے بہا ہے کہ کوئی داد و دہش فضیلت میں اُس سے برتر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہنرِ مند کو جتنا بھی نوازیں کم ہے۔ فن کار اُس خریدار پر ناز کرتا ہے، جو فن کی قدر و قیمت آنک کر اُس کا طلبگار بن جاتا ہے۔

1431 طلب ہے جو غالب خریدار پر
کرے ناز ہُنر وَند خریدار پر

وجہی کے اس خیال کی ہو بہو گونج مرزا غالب کے ہاں سنائی دیتی ہے۔

بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر

یہ خریدار پر موقوف ہے کہ وہ فن کی قدر کرے اور فن کار کو سرفراز کرتا رہے۔ فن ہر بار معراج پر نہیں پہنچتا۔ نوازشِ مسلسل ہی فن کو معراج پر پہنچا سکتی ہے۔

1433 یو موقوف ہے سب خریدار پر
سرافراز کرنا سگج کار پر
1434 ہُنر خوب ہر بار ہوتا نہیں
رتن پاک ہر بار ہوتا نہیں

لیکن وجہی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ کسی قدردان کو بے توقیری کا الزام دینا درست نہیں۔ بخت جب تک یاوری نہ کرے، محض فن سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ بختاوری اور فن جب یکجا ہو جاتے ہیں تو دولت غلام ہو جاتی ہے اور خدا دوست ہو جاتا ہے۔

1440 جو کچے سو دو بول کس نا دھرے
بخت خوب نیں تو ہنر کیا کرے

1441 ہنر ہور بخت جب ملے ایک ٹھار
تو دولت غلام ہور خدا ہوے یار

پھر وہ دل کو تسلی دیتا ہے کہ اگر فن کار کا بخت یاوری نہیں کرتا تو یہ کوئی غم کی بات نہیں ہے۔ ہنر بذاتِ خود ایک خوش بختی ہے۔ ہاں جس کی قسمت بلند ہے، اس کے لئے فن کی داد سونے اور مشک کی یکجائی سے کم نہیں۔ جس کی قسمت اچھی ہے لیکن فن کم عیار ہے تو اُسے تو کوئی غم ہی نہیں۔

1444 بخت نیں ہنر وند کوں تو غم نہیں
ہنر خوب کچ بخت تے کم نہیں

1445 ہنر خوب اُس پر جو بخت ہے بلند
یو دونو بی ہوویں سنا ہور سگند

1446 توں خوش حال اچ ہور بکر کچ غم
بخت خوب لئی ہے، ہنر خوب کم

وہی قدرداں عالم میں عارف کہلائے جانے کا مستحق ہے جو فن کار کے ناز اُٹھاتا ہے۔ فن کار کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔ اس قدر نازک کہ معشوق کی اداؤں کی تاب تک لا نہیں سکتا۔ ماہرِ فن ہنر مندوں پر شاہان ناز کرتے ہیں بلکہ ہنر وہ چیز ہے جسے محبوب پر ترجیح حاصل ہے۔ میں اُسی کو سچا شاہ ور کہوں گا جو ہنر مند کی ناز برداری کرے۔ ہر کسی کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوتی کہ وہ بیک وقت صاحب دل بھی ہو اور صاحب دانش بھی۔ مگر جس میں یہ صفات ہوں، وہی فن کا سچا قدردان ہے اور وہی عارف کہلانے کا مستحق ہے۔

1449 ہُنر خوب ہُنر وند جو دھرتے اہیں
سو شاہاں اُپر ناز کرتے اہیں
1452 ہر ایکس کوں دل فہم سوں جُفت نئیں
کہ عارف کھوانا یو کچھ مفت نئیں

وجہی کے یہ بیانات جہاں فن کی سچّی سرپرستی اور قدردانی کا احساس جگانے کے ساتھ فن کی سرپرستی کے جذبات کو تحریک دیتے ہیں وہیں بین السطور میں حُسنِ طلب کا اشتباہ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اس سے قطع نظر اردو شاعری میں فن، فنکار اور فن کی سرپرستی کے بارے میں اس قدر تفصیلی اظہارِ خیال وجہی سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ اس نے فن، فنکار اور سرپرستانِ فن کے باہمی رشتے پر گویا ایک بھرپور نظریاتی ڈسکورس قائم کیا ہے۔

۳۔ ملوکیت کے دور میں فن کار کُل وقتی فن کار ہوتا تھا۔ فن اُس کی جُز وقتی مشغولیت نہیں ہوتی تھی۔ وہ سرتاپا فنکار ہوتا تھا اور اس کی کفالت کا بار اُٹھانا اہلِ ثروت کے فرائض میں داخل تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وجہی حسنِ طلب کے ان بیانات سے فنکار کی قدردانی کے ساتھ ساتھ اس کی کفالت کے انتظام کی طرف توجہ دلا کر اہلِ ثروت کو ان کے فرائض سے آگاہ کر رہا ہے۔

۴۔ لیکن فنکاروں کی قدردانی وجہی کا واحد سروکار نہیں ہے۔ اس کے ذہن میں قطب مشتری کی تصنیف کے ادبی مقاصد بھی اُسی قدر اہم رہے ہیں۔ قطب مشتری کا باب ''در شرح شعر گوید'' صرف شاعرانہ دھاک بٹھانے کا ایک حربہ نہیں۔ یہ ایک فن کار کے ادبی خلوص کا نتیجہ ہے۔ یہ ادب و شعر کے لئے ایک نیا پیمانہ فراہم کرنے کی کوشش ہے۔ ادب کو فن کار کی صرف ایک یادگار کے علاوہ ایک وسیع مفہوم میں دیکھنے کی کوشش ہے۔ اور یہ یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اس کے خیالات نے شعراء پر کتنا گہرا اثر چھوڑا ہوگا۔ ناقدانہ خیالات کا اظہار وہ کسی اور صنفِ ادب میں کر نہیں سکتا تھا۔ مثنوی کا فارم جو تفصیل کا متحمل ہوسکتا تھا اس نے استعمال کیا اور بڑی وضاحت سے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ادب میں ایک خوش گوار تبدیلی لانے کی اس کی نیت نہ رہی ہوگی۔

۵۔ قدیم داستانوں اور خصوصاً لوک کہانیوں میں عام طور پر مابعد الطبعیات کردار ہوتے ہیں یا حیوان اور عموماً بدی پر نیکی کی فتح دکھائی جاتی ہے۔ ''قطب مشتری میں وجہی نے بے محابا اخلاقی تعلیم سے گریز کیا ہے مگر

بڑی ہنر مندی سے ایسی صورتِ حالات پیدا کی ہے جس سے غور وفکر کو تحریک ملتی ہے اور ذہن قدیم روایات، توہمات اور طرزِ فکر میں ترمیم کرنے کے لئے آمادہ سا ہو جاتا ہے۔ اژدہے اور دیو سے معرکوں کے واقعات لیجئے۔ ان میں شہزادہ محمد قلی کسی غیبی اور پر اسرار طاقت کی مدد نہیں لیتا۔ نہ چراغ گھس کر جن طلب کرتا ہے اور نہ بال جلا کر دیو کو حاضر کرتا ہے۔ ان میں وہ صرف اللہ کی مدد اور اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرتا ہے۔

محمد قلی مقابلے کی تیاری کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔

968 توکّل خدا پر جو کرتا اَہے
وو ہرگز نہیں کِس تے ڈرتا اَہے

اور مقابلے کے وقت ہمراہی خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتے ہیں تو وجہی کہتا ہے۔

974 علی ولی تھے مدد گار واں
خُدا بن نہ کوی شہ کوں تھا یار واں

اور ہیبت ناک دیو سے مقابلے کے موقع پر بھی دیو کے قلعے میں قدم رکھتا ہے تو وجہی کہتا ہے۔

1018 پتیارے کے لے سات بارہ نفر
چلے شاہ اُس پیچ رس کوٹ اُدھر

1019 خدا ہور محمد علیؓ کا لے ناتوں
رکھے کوٹ میں شاہ بے شک پانوں

اور اپنے زورِ بازو سے مقابلہ کر کے فتح یاب ہوتا ہے۔

وجہی بتانا چاہتا ہے کہ گوشت پوست کا انسان معجزوں یا غیبی طاقتوں کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے تدبر اور فراست سے خود معجزے دکھا سکتا ہے۔ ایک روایتی داستان میں انسان کی عظمت کو عام کرنے کی یہ کوشش قابلِ لحاظ ہے۔ کیا وجہی یہاں اپنی بصیرت عام نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس کائنات پر انسان ہی مالک اور حاکم ہے۔ وہی اپنے مقدر کا صورت گر ہے۔

ایک بسیط تخلیقی کام میں شاعر اپنے ذہن کی تمام کھڑکیوں کو کشادہ رکھتا ہے۔ تخلیق کے دوران کئی ایسی

چیزیں شامل ہوجاتی ہیں جن کے شمولیت کے بارے میں تخلیق کارنے پہلے سے کوئی منصوبہ نہیں بنایاہوتا۔اس کے تجربات ومشاہدات اوراس کاتفکر خاموشی سے اس کی تخلیق کے عمل میں جگہ بنالیتے ہیں اور کبھی کبھی خوداس کی ذات کے لئے انکشاف بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑے ادب پارے میں کسی مخصوص ''مقصد تصنیف'' کوکھوجتے رہنا کم نگہی کی دلیل کے سوا کیاہوسکتاہے کہ یہ منصب کم درجہ ادیبوں کا حصہ ہے۔

وجہی کا نظریۂ شعر و نقد

دکن کے شعری کارناموں میں شعر کے منصب اور اس کے تقاضوں کے بارے میں اظہارِ خیال کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لفظ و معنی کا رشتہ، صنائع بدائع، شعر کی تاثیر، علمِ بیان و معانی کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں شعراُ کے خیالات، دکنی ادب کی روایت کا حصہ رہے ہیں۔ مشرقی شعریات کے یہی پیمانے تھے جن سے شعر کو آنکا جاتا تھا اور شاعر اپنے کارنامے کے کسی نہ کسی سیاق میں اُن کی اہمیت کا احساس دلاتا تھا۔ شعراُ کی یہ آراُ عموماً عرصے سے رائج نظریات کی تکرار میں کبھی کبھی کسی چنگاری کا سُراغ دیتی تھیں۔ لیکن فنِ شعر کے بارے میں اُن کے بیانات کو اشارات ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ روایت فنِ شعر اور اس کے تقاضوں کے بارے میں ایک باقاعدہ اور منضبط نظریئے کی صورت اُبھر نہیں سکی۔

اس پس منظر میں مثنوی قطب مشتری کے دو باب ''در شرح شعر گوید'' اور ''وجہی تعریفِ شعرِ خود گوید'' نقدِ شعر کے منشور کی حیثیت سے بڑی ادبی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان ابواب کی حیثیت بات میں سے بات نکل آنے کی نہیں ہے بلکہ ان کی پشت پر ایک مربوط و منظم سوچ کی کارفرمائی دکھائی دیتی ہے۔ ایک داستانی مثنوی میں شعریات کے لئے الگ سے کوئی باب مختص کرنا مثنویوں کی ترجیحات میں کبھی شامل نہیں رہا۔ یہ وجہی ہے جس نے اس کا خاص اہتمام کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے ذہن میں نظامِ شعر کا

ایک واضح تصور موجود تھا اور وہ اُسے وقت کی ضرورت سمجھ کر ایک فکری جہت سے پیش کرنا چاہتا تھا۔

وجہی کے علاوہ بھی بعض دکنی شعراء فن شعر پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور و خوض کرتے رہے ہیں جیسے شیخ احمد گجراتی اپنی مثنوی یوسف زلیخا میں۔ لیکن شیخ احمد گجراتی نے زیادہ تر اپنے شعری موقف کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے جب کہ وجہی ایک نظریہ ساز کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اِن ابواب میں وجہی نے مشرقی شعریات کے لوازمات کا نہ صرف یہ کہ تفصیلی جائزہ لیا ہے بلکہ ہر دور کے بنیادی ادبی تقاضوں کا ایک پورا نظام پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

مشرقی شعریات میں نقدِ شعر کی بحث میں توجہ زیادہ تر شعر کے لوازمات کے بارے میں رہی ہے۔ لفظ و معنی کا رشتہ، کِذب و صداقت، صنائع بدائع، عروض و قافیہ، تاثیر وغیرہ کے حوالے سے شعر کے مقام کا تعین کیا گیا ہے۔ شاعر کے سلسلے میں یہ زور دیا گیا ہے کہ وہ پیش رو اساتذہ کے کلام کا معتدبہ حصہ اپنے حافظے میں محفوظ رکھے۔ اُن کے محاورے پر نظر رکھے اور الفاظ کے مُحلِ استعمال کا شعور پیدا کرے۔ مشرقی شعریات میں قاری عموماً نامطلوب رہا ہے۔

پیش رو شعراؔ کی طرح وجہی نے بھی شعر اور اس کے لوازمات کو اپنا عنوان بنایا ہے لیکن روشِ عام کے خلاف اُس کا امتیاز یہ ہے کہ وہ شعر کے تقاضوں پر بھی گفتگو کرتا ہے، شاعر کے فرائض بھی متعین کرتا ہے اور قاری کے ذوقِ نظر کا پیمانہ بھی مقرر کرتا ہے۔ وجہی کے نظامِ شعریات میں شعر، شاعر اور قاری تینوں مل کر نقدِ شعر کا دائرہ مکمل کرتے ہیں۔

مذکورہ دو ابواب میں وجہی کے تصوراتِ شعر کا بعض عنوانات کے تحت مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ شعر کے لوازمات کے ضمن میں ربطِ کلام، سلاست، لفظ و معنی کا باہمی تعلق، تزئینِ کلام اور جمالیاتی انبساط کا جائزہ۔

۲۔ شاعر کے فرائض کے زمرے میں انفرادیت، جدّتِ فکر، تقلید سے اجتناب، اساتذہ سے اکتسابِ فیض، سرقے سے پرہیز، بسیار گوئی اور وہبی صلاحیت کے تصورات۔

۳۔ قاری کے تعلق سے شعر گوئی اور شعر فہمی، اور شعر کی قدر اندازی کے نظریات۔

۱) ربطِ کلام اور سلاست

وجہی نقدِ شعر کے بارے میں اپنے نظریات کا آغاز باب "در شرح شعر گوید" سے کرتا ہے۔ اُس کی نظر میں شعر کی اولین ترجیح ربطِ کلام ہے۔ وہ شعر میں ربط کلام کو اساسی اہمیت دیتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ کلام جس میں معنوی ربط اور تسلسلِ خیال کا فقدان ہو، معیاری شعر کے رتبے سے گر جاتا ہے۔ اُس کی نظر میں ربط و تسلسل کی اہمیت کا اندازہ اُس کے اِس بیان سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس شاعر کو اپنے کلام میں ربط اور تسلسل کا لحاظ نہیں ہے، اسے شعر گوئی ترک کر دینی چاہئے۔ کہتا ہے۔

269 جسے بات کے ربط کا فام[1] نئیں [1] شعور
اُسے شعر کہنے سوں کچھ کام نئیں

پھر وہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ ربط و آہنگ سے بے نیاز ہو کر کثرت سے کہے ہوئے اشعار کے مقابلے میں ایک سلیس شعر بدرجہا بہتر ہے۔ اس کے الفاظ میں

267 جو بے ربط بولے توں بیتاں[1] پچیس [1] ابیات
بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس

اس ضمن میں وہ شعر میں سلاست پر بھی زور دیتا ہے۔ وجہی کا خیال ہے کہ جو کلام ابلاغ کی قوت سے محروم ہے وہ اپنے پڑھنے والوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اگر پڑھنے والے کو کلام کی روانی اور سلاست اپنا اسیر نہ کرلے تو پھر دوسری کوئی خوبی اسے مطالعہ پر مجبور نہیں کر سکتی۔ پڑھنے والا ایسے کلام کو ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتا جس میں سلاست نہ ہو۔ یعنی وجہی کی نظر میں سلاست اور ربط کلام شاعری کی نہ صرف یہ کہ بنیادی قدریں ہیں بلکہ فن کا تقاضا بھی ہیں۔ اس نے بہت صاف لفظوں میں کہا ہے کہ جس کتاب میں بیان کی سلاست نہیں، وہ کتاب ہاتھ میں لے کر پڑھی کیسے جائے۔

268 سلاست نہیں جس کیرے[1] بات میں [1] کی
پڑیا جائے کیوں جُو لے کر ہات میں

۲) لفظ و معنی کا باہمی تعلق

وجہی کی نظر میں اچھے شعر کی دوسری خوبی لفظ و معنی کی مکمل ہم آہنگی ہے۔ وہ لفظ کو شعر کی خارجی

خوبی کی طور پر استعمال کرنے کا قائل نہیں ہے۔ اس کا خیال ہے کہ لفظ و معنی کے باہم دگر پیوست ہونے سے ہی مفہوم پوری طرح ابھر کر سامنے آتا ہے۔ وہ لفظ کی قدر و قیمت سے آگاہ ہے اور اس کے برمحل استعمال کو فن کا لازمی تقاضہ تصور کرتا ہے۔ اسے یہ احساس بھی ہے کہ منتخب لفظ اور اس کا موزوں ترین محل استعمال ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ جس شاعر نے لفظ کے مزاج کو سمجھنے میں برسوں کا ریاض کیا ہو وہی اس کو نباہ بھی سکتا ہے۔ کہتا ہے کہ فنِ شعر میں سخت مرحلہ یہی ہے کہ لفظ اور معنی باہم پیوست ہوں۔

272　وہ کچھ شعر کے فن میں مشکل اچھے
　　کہ لفظ ہور معنی یو سب مل اچھے

یہی نہیں، شعر کی خوبی کفایتِ لفظی میں بھی مضمر ہے۔ وجہی کہتا ہے کہ اچھے شعر کی یہ پہچان ہے کہ وہ قلیل لفظی اور کثیر معنی ہو۔ شعر میں یہ خوبی پیدا کرنا شاعر کے لئے ایک سخت مرحلہ ہے اور آسانی سے ہاتھ نہیں آتا۔ لیکن اس مرحلے سے کامیاب گزر جانا ہی اصل فن ہے۔ وہ اس کو ہنر مندی گردانتا ہے کہ الفاظ کم ہوں لیکن معنی زیادہ۔ وہ قلیل الفاظ میں ایک جہانِ معنی آباد دیکھنا چاہتا ہے تاکہ پڑھنے والے حسبِ توفیق اُس تک رسائی حاصل کرسکیں۔ وہ کفایت لفظی اور سخاوت معنی کو شعر کی ایک اہم خوبی تصور کرتا ہے۔

278　ہُنر مشکل اِس شعر میں یوُ چ[1] ہے[1] یہی
　　کہ تھوڑے اُچھیں حرف، معنی سوئے[1] بہت

لفظوں کے مزاج کی پہچان اور اس کے موزوں استعمال پر قدرت کسی شاعر کو اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب وہ مسلمہ اساتذائے فن کے کلام کا غائر مطالعہ کرے اور اُن کے کلام کی فنی خوبیوں کو سمجھنے کی اہلیت پیدا کرے۔ یہی چیزیں اس کے ذوق کی تربیت کی ضامن بھی ہیں اور اس کے لئے مشعل راہ بھی۔ وہ الفاظ کے استعمال سے پہلے ان کے استعمال کی سند اساتذائے سخن کے کارناموں سے لینے کو مستحسن خیال کرتا ہے۔ اسی لئے وہ زور دے کر کہتا ہے کہ تو شعر میں وہی لفظ لا جس کے استعمال کی سند استاد شعرا کے کلام میں پہلے سے موجود ہے۔

273 اسی لفظ کوں شعر میں لیائے توں
کہ لیایا ہے استاد جس لفظ کوں

وجہی بسیار گوئی کا قائل نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ شعر اچھا ہے تو بس ایک کافی ہے۔ بسیار گوئی شاعر کا اعتبار قائم نہیں کر سکتی۔

270 نکو کر توں لئی[1] بولنے کا ہُوس [1] بہت
اگر خوب بولے تو یک بیت بس

شاعری نازک فن ہے۔ خیالات مجرد رنگوں کی طرح نازک ہوتے ہیں۔ فن کا تقاضہ ہے کہ انہیں نفاست، سلیقے اور احتیاط کے ساتھ ادراک واحساس میں اُتارا جائے۔ رنگوں کو گٹھڑیوں میں باندھا نہیں جا سکتا۔ خیالات بھی رنگوں کی طرح نازک ہوتے ہیں۔ اُن کے ساتھ نزاکت کا معاملہ کرنا چاہیے۔

271 ہُنر ہے تو چ نازکی برت یاں
کہ موٹاں نہیں باندتے رنگ کیاں [1] گٹھریاں

آگے چل کر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر شعر کی روح تیری گرفت میں آجائے تو اُس کی کیفیت کے مطابق الفاظ کا انتخاب کر اور معنیٰ بلند کا اہتمام کر۔

274 اگر فام ہے شعر کا تج کوں چھند [11] کیفیت
پچنے لفظ لیا ہور معنی بلند

۳) تزئین کلام

وجہی کے نظریات شعر میں تیسرا اہم عنصر تزئین کلام کا ہے۔ وہ رواداری اور سرسری انداز میں کہے گئے کلام کو کم درجہ تصور کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ شعر کے ظاہری اور باطنی حسن کو نکھارنے میں جس قدر محنت صرف کی جائے اسی قدر اس کا رتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ وہ تفننِ طبع کے لئے شعر کہنے کا قائل نہیں ہے۔ وہ شعر گوئی کو ایک سنجیدہ اور مقدس مشغلہ سمجھتا ہے جس کے لئے شاعر کو ایک رچے ہوئے احساس

ذمہ داری کا مالک ہونا چاہئے اور شعر کو سنوارنے اور سجانے کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں وہ صرف دو باتوں پر زور دیتا ہے۔ پہلا تو یہ کہ کوئی لفظ اکہرے معنی کا حامل ہے تب بھی اُسے پُرزور ہونا چاہئے۔ لیکن اگر شاعر لفظ کو معنوی امکانات سے مملو کرتا ہے تو شعر اپنی تہ داری کے باعث بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔ وجہی کے خیال میں شعر کے معنوی امکانات اس کی قدر و قیمت اور اس کے لطف کو دو چند کر دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ کہتا ہے کہ اگر شعر اکہرے معنی کا حامل ہے تب بھی اُسے پُرتاثیر ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کثیر معنی ہے تو بات کا مزہ دو چند ہو جاتا ہے۔

275 رکھیا ایک معنی اگر زور ہے
ولے بھی مزہ بات کا ہور ہے

وہ لفظ کے ظاہری حسن کو بھی نظر انداز نہیں کرتا بلکہ شعر میں الفاظ کی نشست، ان کی صوتی ہم آہنگی، ان کی موسیقیت اور حروف و حرکات کی ایسی ترکیب جو شعر کی نغمگی اور اس کی روانی میں اضافہ کر دے ضروری خیال کرتا ہے۔ اس کا یہ خیال ہے کہ الفاظ کی نغمگی کبھی کبھی شعر کی معنوی کمزوری پر غالب آکر محض اپنی صناعی کی وجہ سے شعر کا رتبہ بلند کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے شاعر کو شعر سجانے اور سنوارنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور وہ اپنی بات کو اس مثال سے واضح کرتا ہے کہ کسی عورت کے عیب اس کے ماہرانہ سنگار کی وجہ سے دل کشی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اگر محبوب حسین و جمیل ہے تب بھی سنگھار سے اُس کا نور دو چند ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے۔

276 اگر خوب محبوب جیوں سُور ہے
سنوارے تو نورٌ علیٰ نور ہے

277 اگر لاک عیباں اچھے نار میں
ہنر ہو دِسے خوب سنگار میں

اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ وہ تزئینِ کلام کا رشتہ معنی سے جوڑتا ہے، شعر کی ظاہری آرائش سے نہیں۔ نقدِ شعر کے نام وَر ماہر رشید الدین وطواط نے شعر کے حُسن کے لئے صنائع لفظی و صنائع معنوی کو لازم قرار دیا ہے۔ وجہی صنائع کا بر سبیلِ تذکرہ بھی ذکر نہیں کرتا۔ وہ نقدِ شعر کے سلسلے میں مغز کے حوالے سے

بات کرتا ہے۔ اپنے عہد کی ترجیحاتِ شعری سے گریز کرتے ہوئے پوست کی طرف اعتنا نہیں کرتا۔

۴) جمالیاتی انبساط

وجہی شاعری کے مطالعے سے حاصل ہونے والے جمالیاتی انبساط کو شعر کی چوتھی اہم خوبی تصور کرتا ہے۔ کسی سچائی کا نیا عرفان پڑھنے والے کو ایک عجیب سا احساسِ مسرت عطا کرتا ہے۔ کچھ پالینے اور کچھ حاصل کر لینے کا احساس اس کے اندر ایک گدگدی کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ وجہی کی نظر میں یہ جمالیاتی انبساط شعر سے برآمد ہو کر پڑھنے والے کے مزاج کا مستقل حصہ بن جاتا ہے۔ وجہی کہتا ہے کہ وہ نادر وانوکھی بات کہاں ہے جو محض اپنے اسلوبِ اظہار سے سُننے والے کے دل میں گدگدی پیدا کردے۔ شاعر کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ وہ اپنے طرزِ بیان سے سُننے والے کی طبیعت میں انشراح پیدا کرے اور اس کے دل کو پُر اہتزاز خوشیوں سے بھر دے۔ جمالیاتی انبساط کہی ہوئی بات کے لطف و لذّت سے بھی حاصل ہونا چاہئے اور اسلوبِ بیان کی ندرت سے بھی۔

311 کہاں بات وو چنچل ہور چلبلی
کہ دل کوں نھواں اسوں کرے گدگلی لسر انگشت

312 مری بات سُن بات اس دھات بول
کہ جیو کوں خوشی ہور دلکوں کلول

وجہی کے اس نظریئے سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ وہ شعر میں ادبی قدروں کے ساتھ اُس کی جمالیاتی قدر کو بھی ضروری خیال کرتا ہے۔ اُس کی نظر میں شاعری کی اور حصولیابیوں کے ساتھ ساتھ جمالیاتی کیف کا حصول بھی شعر کے لوازم میں شامل ہے اور حظ و مسرّت کا تجربہ بھی شعر کی قدر و قیمت بڑھانے کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

۵) انفرادیت

وجہی کلام کی انفرادیت کو اپنے نظریہء نقد میں پانچویں اہم خوبی شمار کرتا ہے۔ پیش رووں اور ہم

عصروں کے درمیان ایک شاعر اپنا امتیاز قائم نہ کر سکے اور کسی کے رنگ سخن کی پیروی کو منتہائے فن سمجھ بیٹھے تو وجہی کی نظر میں وہ حقیقی فن کار نہیں ہو سکتا۔ اگر شاعر خلق کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے اور پیش پا افتادہ راہ سے سرِ مو تجاوز نہ کرتے ہوئے اس پر چلنے میں فخر محسوس کرتا ہے تو ہنر مند یعنی حقیقی فن کار اسے فن تسلیم نہیں کریں گے۔ فن میں جب تک اُپج کا عنصر شامل نہ ہو، وہ فن کے درجے تک نہیں پہنچتا۔

297 جو کرتا یکس کا ہنر دیک کر
ہُنر وند اُسے نَیں کتے [1] ہے ہنر [1] کہتے

وجہی کی نظر میں انفرادیت کے دعوے دار شاعر میں یہ خوبیاں ہونی لازم ہیں کہ اُس کے اسلوب میں تازگی ہو۔ اس کی فکر نئے جہانوں کی خبر لائے۔ وہ انکشافِ حقیقت کرے یا نئے زاویۂ نگاہ سے حقائق کی تعبیرِ نو کرے۔ تب کہیں اسے ایک منفرد فن کار کا رُتبہ حاصل ہوگا۔ وجہی کا خیال ہے کہ نقالی یا پیروی یا چربہ اتارنا آسان کام ہے۔ جو شاعر کسی سے کسبِ ہنر کر کے اُسے صرف دُہرا سکتا ہے اور اُس پر اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، حقیقی فن کار ایسے شخص کو جینوئن فن کار تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اُس کے 'فن' کو فن کا درجہ دینے پر آمادہ ہوں گے۔

298 نَوا [1] دل تے لانا ہے مشکل کنا [2] [1] نیا [2] کہنا
کہ آسان ہے دیک کر بولنا
300 ہُنر وند اس کوں کھیا [1] جائے گا [1] کہا
جلکوی اپنے دل تے نوا لیائے گا

اپنے دل سے کوئی نئی بات لانا اور نئی بات کو فنی اظہار کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا، بہت مشکل کام ہے۔ کسی اور کے تجربے کو اپنا بنا کر پیش کر دینا آسان ہوتا ہے۔ جب تک کہ فن کار ذاتی مشاہدے اور ذاتی تفکّر کی غیر معمولی صلاحیتوں سے متصف نہ ہو، نئی صداقتوں کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اُسے اپنا ایک منفرد اسلوب بھی وضع کرنا چاہئے جو اس کے خیالات کی مؤثر ترسیل کر سکے۔ وجہی کے خیال میں سچا فن کار اُسی کو کہا جائے گا جو ذاتی تفکّر کے نتیجے میں ایسی صداقتوں کا

عرفان عطا کرے جو انکشاف کا درجہ رکھتی ہوں۔

اس معاملے میں وہ اساتذۂ سخن کی پیروی کو بھی کم عیار تصور کرتا ہے۔ اس کا زاویہ نظریہ ہے کہ کسی استاد کے فن کی ہو بہو پیروی، گویا استاد کی محنت کو چُرانے کے برابر ہے۔ ایک شاعر کے اس رویّے کو ذہنی تساہل کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو خُفتہ چھوڑ کر اساتذہ کے تیار سانچوں پر قانع ہے۔ یہ صلاحیتوں کی چوری نہیں تو اور کیا ہے؟

302 ہنر دیک سکنا[1] ہے اُستاد کا
فہم چور ہے آدمی زاد کا

[1] دیکھنا

پھر یہ بات بھی ہے کہ جو استاد ہے اُسے بعض مخصوص صلاحیتیں ودیعت کی گئی تھیں۔ وہ اس پر ختم ہیں۔ استاد کی ان ہی صلاحیتوں کو حرف آخر تسلیم کرتے ہوئے ان کو اختیار کرنے کی سعی کرنا اور اپنی ذاتی صلاحیتوں سے صرف نظر کر لینا فن کے امکانات کو محدود کر دینے کے برابر ہے۔ اس طرح فن ترقی نہیں کر سکتا۔ استاد کے فن پر تکیہ کر بیٹھنے سے فن جمود کا شکار ہو جائے گا اور اس میں پیش رفت رُک جائے گی۔ کہتا ہے کہ اس طرزِ عمل سے کوئی فن کو فروغ نہیں دے سکتا اور فن کی ترقی پذیری کی راہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔

303 اگر کِس سے تِل خاص کچھ جانتا
اُسے دل میں اُستاد[1] کر مانتا

304 نہ ہوسی ہنُر اِس وضا کِس سُتی
نہ کرسی [1]قدم کوئی اَنگے اِس سُتی

استادی شاگردی مشرقی شعری روایت کا ایک مقبول طریقہ رہا ہے۔ عہد حاضر کے روایتی شعرا تک اس روایت کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اس میں جہاں رطب و یابس میں تمیز اور ذوق کی تربیت جیسی خوبیاں ہیں وہیں ایک بنیادی خرابی یہ ہے کہ شاگرد اپنی خلقی اور اُپجی صلاحیتوں کو استاد کے ذہن کے تابع کر دیتا ہے۔ وجہی اُستادی شاگردی کا قائل نہیں ہے لیکن اساتذہ کے مرتبے کا منکر بھی نہیں ہے۔ زبان اور روزمرہ کے بارے میں وہ اساتذۂ سخن کی سند لینا عین مناسب سمجھتا ہے۔

273 اُسی لفظ کوں شعر میں لیائیں توں
کہ لیایا ہے اُستاد جس لفظ کوں

لیکن اساتذہ سے استفادے کی اس شق سے آگے باقی سب فنکار کا ہی ہونا چاہئے۔ اسلوب بیان خصوصاً، اس کا خلقی ہونا چاہئے۔ اس پر شاعر کی انفرادیت کی چھاپ ہونی ضروری ہے۔ یہاں تک کہ وہ پیروی استاد پر نہیں بلکہ نئی راہ نکالنے پر خود استاد کی داد و تحسین کا مستحق بن جائے اور استاد بے ساختہ کہہ اٹھے کہ

334 تو ایسی طرز دل تے پچیا[1] نوی
کہ دُسرے کریں سب تیری پیروی

[1] خلق کیا

یعنی تو نے اپنا ایک ایسا تازہ اسلوب وضع کیا ہے جس کی پیروی کو دوسرے اپنے لئے باعثِ فخر گردانیں گے۔ وجہی انفرادیت کو شاعر کا جوہرِ اصلی سمجھتا ہے۔

۵) جدّتِ فکر

وجہی شاعری میں جدتِ بیان کے ساتھ جدتِ فکر کو برابر کی اہمیت دیتا ہے۔ شعر کا خوبصورت ہونا کافی نہیں۔ اس میں انکشاف و آگہی کا عنصر ہونا بھی ضروری ہے جو پڑھنے والے کی فکر میں ہل چل مچادے۔ جو اسے مسرت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ غور و فکر پر بھی آمادہ کرے۔ اس سلسلۂ عمل کے نتیجے میں ہی وہ پڑھنے والے کے ذہن و دل میں مستقل جگہ بنا سکتا ہے اور وہ اس کے احساس و آگہی کا حصہ بن جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں اُس رنگی بات یعنی بصیرت کو روشن کرنے والی صداقت کا دیوانہ ہوں جو ہر دل میں گھر کرلے۔ یعنی اس بات میں آگہی کا وہ جوہر ہو جو بے محابا دلوں میں اُتر جائے۔

310 دیوانا ہوں میں اُس رنگی بات کا
کہ ہر دل میں جیو ہو کرے ٹھار آ

شعر میں حقائق کی تعبیر ایسی ہونی چاہئے کہ پڑھنے والے کا ذہن روشن ہو جائے اور وہ اس کا ادراک کرتے ہی چونک اٹھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی چونکتا اسی وقت ہے جب اُس پر ایسی حقیقت کا انکشاف ہو جس سے وہ لاعلم تھا۔ اور یہ چونکنا بھی ہنگامی نہ ہو، بلکہ علم و تجربے میں پائدار اضافے کا باعث بنا

ہو۔ وجہی شعر میں انکشاف و آگہی کو اس کی اہم قدروں میں شمار کرتا ہے۔

314 سخن گو وہی جس کی گفتار تھے
اچھل کر پڑے آدمی ٹھار تھے

سچا شاعر وہی کہا جا سکتا ہے جس کی گفتار سے سُننے والا پھڑک اُٹھے۔

۶) تقلید اور سرقے سے اجتناب

اس سلسلے میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شاعر کے تصورات و خیالات اس کی اصلی فکر پر استوار ہونے چاہئیں۔ وہ ذاتی غور و خوص سے جن نتائج پہ پہنچتا ہے وہی اس کی عزت و وقعت بڑھاتے ہیں۔ اپنے پیش روؤں کے افکار پر ڈاکہ ڈالنا اور انہیں اپنا بنا کر پیش کرنا باعثِ رسوائی ہے۔ اس لئے ایسی حرکتوں سے احتراز ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو صلاحیت سے کورے ہیں، وہی خوشہ چینی کرتے ہیں۔ جینوئن شاعر خود سرمایہ دار ہوتا ہے۔ نادار ہی خوشہ چینی کا مرتکب ہوتا ہے۔

353 جکوئی فہم میں ٹک بینا ں اہیں کھونے
سو دُسریاں کے و خوشہ چیناں اہیں

وہ تنبیہ کرتا ہے کہ جو مضمون پہلے کسی اور نے باندھ دیا ہو، وہ اُسی کا ہو گیا۔ اپنے شعر میں اسی مضمون کا اعادہ، وہ کس قدر بھی حُسن کے ساتھ کیا گیا ہو، چوری ہی کہلائے گا۔

325 نکو بول مضمون توں ہور کا
کہ کالا ہے دو جگ میں موں چور کا

کہتا ہے کہ کسی اور کا مضمون ہرگز ادا نہ کر کہ یہ چوری ہے اور روسیاہی دونوں جہاں میں چور کا مقدر ہے۔ وہ سرقے کا سخت مخالف ہے کیوں کہ مسروقہ مال اپنی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔ ایک چور چُرا چُرا کر دولت مند ضرور بن سکتا ہے لیکن دنیا کی نگاہوں میں بہر حال اپنے لئے عزت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یعنی شاعر اوروں کے خیالات اپنے اسلوب میں ادا کر کے داد سمیٹ لے تب بھی صاحب نظر اُس کی چوری کو پہچان جاتے ہیں اور وہ اُن کی نظروں میں گر جاتا ہے۔

326 جتا چوری کر چور اَپے ساؤ ہوئے
دغاباز اُچکّے کوں مانے نہ کوئے

وہ اشعار کی ایسی دولت اکٹھی کر لینے کے بعد چوری سے ہاتھ اٹھا لے تب بھی زمانہ اس کی اصلیت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ یہ بات وہی جانتے ہیں جو اہلِ نظر ہیں۔

327 چُرا کر چُراتا نہ کی چور کوئی؟
یو باتاں سمجھتے ہیں سو ہور کوئی

وجہی کی نظر میں بے صلاحیت شاعر کرتب بازی، نمائش اور ظاہری آن بان کے باوجود اپنی اصلیت پر پردہ ڈالنے سے قاصر رہتا ہے اور ہوس ناموری کے باوجود اسے عزت و توقیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۷) شعر گوئی اور شعر فہمی

وجہی شعر گوئی اور شعر فہمی کی الگ الگ کارفرمائی کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ شعر گوئی کو وہ ایک اہم تہذیبی سرگرمی تسلیم کرتا ہے۔ شعر گوئی کی صلاحیت ہر کسی کو ودیعت نہیں ہوتی۔ یہ قدرت کا خاص انعام ہے وہ کہتا ہے کہ شعر گوئی کی صلاحیت "اپروپ ہے۔ لیکن وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ ہر وہ باصلاحیت شخص جس کی طبیعت موزوں ہو اور قدرتِ اظہار کا مالک ہو، فشارِ تخلیق کے تحت شعر کہہ سکتا ہے۔ لیکن شعر فہمی کے تقاضے اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ شعر فہمی کے لئے خوش ذوقی کے ساتھ فن کے اسرار و رموز سے آگہی کی ضرورت بھی ہے اور نظر کی بھی۔ شعر گوئی اصلاً قدرت کا عطیہ ہے جسے شاعر ریاضت سے صیقل کرتا ہے۔ لیکن قاری تو سب کچھ کسب سے حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے وہ کہتا ہے کہ شعر فہمی کو شعر گوئی پر تفوق حاصل ہے۔ کہتا ہے کہ شعر کہنا اگرچہ اپروپ ہے، لیکن شعر فہمی، شعر گوئی سے بھی خوب ہے۔ وجہی کی نظر میں باذوق قاری کا رُتبہ ایک اچھے شاعر سے کہیں بڑھ کر ہے۔

338 شعر بولنا گرچہ اَپروپ ہے
ولے فامنا کہنے تے خوب ہے

۸) شعر کی قدر اندازی

جو قاری جوہری کی نظر سے بہرہ ور ہے، وہی ہیرے کو آنک کر اس کی قدر کر سکتا ہے۔ وجہی قاری سے تقاضہ کرتا ہے کہ اگر تو کاچ اور پاچ پرکھنے کی صلاحیت سے متصف ہے تو دودھ اور پانی کو ہم قدر نہ کر۔ دونوں کی بہا ایک نہیں ہو سکتی۔ چکھ کر دیکھنا چاہئے۔ تبھی کسی کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک تو وہ قاری کو اُس کے منصب سے آگاہ کرتا ہے، دوسری طرف یہ بھی کہتا ہے کہ ہر قاری شعر فہمی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جو شعر کی خوبیوں کا عارف ہے، وہی شعر کے مرتبے کا تعین کر سکتا ہے۔

292 پرکھ دیک توں کاچ ہور پاچ کوں
برابر نہ کر دود ہور چھاچ کوں
293 بہا ایک نیں کاچ ہور پاچ کوں
لذت دیک ٹک دود ہور چھاچ کوں
294 نہ یو بات ہر ایک کے سات ہے
جکوی عارف ہے اُس سوں یو بات ہے

آگے چل کر وہ قاری کو مشورہ دیتا ہے کہ تو ہر بات پر آمنا و صدقنا کہنے سے احتراز کر۔ یعنی شعر سُنتے ہی سوچے سمجھے بغیر داد دے بیٹھنا کسی سُلجھے ہوئے ذہن کا وطیرہ نہیں ہو سکتا۔ کسی نکتے کو گہرائی تک پہنچ کر گرفت میں لینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہر شعر بظاہر جیسا نظر آتا ہے، ویسا نہیں ہوتا۔ اس میں جو معنی مضمر ہیں ان تک ہر ایک کی رسائی نہیں ہوتی۔ ایک اچھے شعر فہم کی نظر، شعر میں ورائے شعر بھی کچھ ڈھونڈھتی ہے۔ تلاشِ معنی کا عمل شعر سُننے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ تمام کارفرمائی قاری کے ذہن میں ہل چل مچاتی رہتی ہے۔ جو شعر اس پیمانے پر پورا اُترے، وہی کھرا شعر ہے اور اس تلاش کا حاصل ہی قاری کا مقصود ہونا چاہئے۔

358 نہ کر بات توں نا سمجھ آمنا
بہت مشکل ہے بات کوں فامنا
359 ہر اک بچن کے دیکنے ہور زور
ہمیں اُس تے بھی دھنڈتے ہیں کچ اور

غور کیجئے کہ آخری مصرعہ داستانی دور کا شاعر کہہ رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ ہم شعر کی بدیہی خوبیوں کے علاوہ بین السطور ''کچھ اور'' بھی تلاش کرتے ہیں۔ اس ''کچھ اور'' کی بلاغت مبہوت سا کر دیتی ہے۔ کیا اس سے وجہی کا مطلب تکثیرِ معنی ہے یا شعر کی ایسی خوبی جو غور کی متقاضی ہے یا معنی کی کوئی جہت جو بظاہر عیاں نہیں ہے۔ وہ کچھ بھی سہی، ''کچھ اور'' کا تصور ہی وجہی کو اُس کے عہد سے کہیں آگے لے جاتا ہے۔ اس طرح وجہی شعر کی قدر اندازی کا پہلا حق قاری کو دے رہا ہے۔ یہ شعریات کے سلسلۂ عمل میں قاری کی اہمیت کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ نقدِ شعر کی اقلیم میں قاری کی حصے داری کو ایک مستقل مقام عطا کرنے کے برابر ہے

ظاہر ہے کہ یہ سارا سلسلۂ عمل ایک خاص ذہنی علویت کا متقاضی ہے۔ اسی لئے وجہی شعر فہمی کی تربیت یافتہ صلاحیت کو جو صرف قاری سے مختص ہے، شعر گوئی کی وہبی عطا سے کہیں زیادہ وقیع سمجھتا ہے۔

۹) وہبی صلاحیت

ایک اچھے شاعر کے لئے مذکورہ لائحہ عمل تجویز کرنے کے باوجود وجہی صلاحیت شعر گوئی کو عطیہ ہی سمجھتا ہے۔ جب تک خدا غیب سے القا نہ کرے، شاعر خود سے کچھ کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ شعر گوئی کی صلاحیت عطائے الٰہی ہے۔ شاعر کے ذہن کی تیزی، عروض کا شعور، جدتِ فکر، اسلوب کی انفرادیت سب اس صلاحیت کے تابع ہیں۔ اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اس کی شاعری اس کے زورِ بازو اور کسبِ ذاتی سے حاصل کی گئی ہے تو یہ دعویٰ درست نہ ہوگا۔ اس لئے وہ انکسار کے ساتھ کہتا ہے کہ

323 اپے ہو کے لیانا ہے سو جھوٹ سب
خدا غیب تے دیوے تو کیا عجب

یعنی اپنی قوتِ تخلیق کا دعویٰ جھوٹ ہے۔ فن کار کی خلّاقی بھی خدا کی دین ہے۔ شاعر کی نام نہاد خلّاقی دراصل خدا کا انعام ہے، ذاتی کسب نہیں۔ مرزا غالب بھی تو یہی کہہ گئے ہیں۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب، صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

شعر گوئی کی صلاحیت وہ موتی ہے جو محض غواصی سے کسی کے ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ کتنوں نے ان موتیوں کے حصول کے لئے شاعری کے سمندر میں غوطے لگائے لیکن موتی حاصل کرنا تو دور اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

321 یو موتی نہیں وہ جو غواص پائیں
یو موتی نہیں وہ جو کس ہاتھ آئیں

322 غواصاں کِتے غوطے کھا کھائے کر
موے ہیں سو اس سمد میں آئے کر

یعنی محض ریاضت و مشق کسی کو شاعر نہیں بنا سکتی۔ جب تک کہ خالق ازل نے اسے فطرتاً صلاحیت شعر سے متصف نہ کیا ہو۔

وجہی کے نظریاتِ نقد میں قدیم تصورات کی بازگشت کے ساتھ ساتھ اُس کے ذاتی افکار بھی شامل ہیں۔ ربطِ کلام، سلاست، پیش رو اساتذہ کے کلام کی سند، وہبی صلاحیت، مضمون آفرینی، معنی آفرینی اور نازک خیالی کے تصورات مشرقی شعریات سے ماخوذ ہیں۔ شعر کی تہ داری پر زور، حظ و انبساط اور جمالیاتی اقدار، تقلید سے گریز، انفرادیت کا اثبات، شعر میں انکشاف کی اہمیت اور ورائے شعر بھی معنی کی جستجو، وجہی کے اپنے مخصوص نظریات ہیں جن کا قدیم نقدِ شعر میں سُراغ نہیں ملتا۔ انہیں خصوصیات کی وجہ سے اردو نقدِ شعر کی روایت میں وجہی ایک امتیازی مقام پر فائز نظر آتا ہے۔ وجہی نے نقدِ شعر کی کلاسیکی روایات میں اپنے ذاتی غور و فکر کے نتائج شامل کر کے شاعری کو جانچنے کی ایک نئی نظر عطا کی اور ایک ایسا پیمانہ وضع کیا جو رائج پیمانوں پر اضافہ تھا جس کے باعث وہ اپنے عہد کی شعریات کا نظریہ ساز قرار دیا جا سکتا ہے۔

زماں و مکاں

ہماری مثنویاں قدیم داستانوں کی طرز پر لکھی جاتی رہی ہیں جس کا آغاز ''ایک دفعہ کا ذکر ہے'' سے ہوتا ہے۔ اردو کی مشہور مثنویاں گلزار نسیم اور سحر البیان میں بھی زمانے کا تعین نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان مثنویوں میں مصنف کے دَور کی جھلکیاں مل جاتی ہیں اور یہ بات ناگزیر تھی۔

وجہی نے قطب مشتری میں زمانے کا تعین خود کر دیا ہے کیوں کہ اس نے اپنے بادشاہ کی داستانِ عشق لکھی ہے۔ یہاں تک کہ مثنوی میں سلطانِ وقت کا اصل نام بھی برقرار رکھا ہے۔ زمانے کے اس تعین کی وجہ سے اس میں گیارھویں صدی کی قطب شاہی معاشرت کی تصویر کشی بھی خوبی سے کی گئی ہے۔ غالباً یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ مابعد الطبعیاتی واقعات کے ساتھ انصاف نہیں کر سکا ہے۔

مثنوی کے مطالعے کے دوران قاری ذہنی طور پر قطب شاہی دور میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اُس دَور کے تصورات، آداب، طرزِ معاشرت، عقائد و نظریات، رسومات و توہمات، جذبات و احساسات وغیرہ میں خود کو شریک پاتا ہے۔ درباداری، اس کے آداب، مجالس طرب، رہن سہن، رسومات، توہمات اور تصورات، فنونِ لطیفہ سے حکمرانوں کی گہری دلچسپی، ایک عام خوشحالی، مہمان نوازی، یہ تمام باتیں مل کر ایک ایسی فضا کی تعمیر کرتی ہیں جہاں قاری محسوس کرتا ہے کہ قطب شاہی مملکت میں پہنچ کر وہ بذاتِ خود تمام چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

وجہی نے کہانی کی زمانی مدت بھی بہت کم رکھی ہے۔ شہزادے کی پیدائش اور نوجوانی کے مراحل کا سرسری سا لیکن اہم ذکر کرنے کے بعد اس کی داستانِ عشق بیان کی ہے اور مافوق الفطرت واقعات کی کمی کی وجہ سے زمانی مدت حقیقت کے قریب اور کم ہوگئی ہے۔ اس معاملے میں اس نے قطعی کوئی مبالغہ نہیں کیا اور کہانی کو قریب قریب ایک حقیقت سمجھ کر قبول کرنے میں تامل نہیں ہوتا۔

تشبیہات اور استعارات

دکنی شاعری کے مطالعے کا ایک پہلو جو بار بار توجہ کھینچتا ہے وہ ہے تشبیہات و استعارات پر شعراء کی خصوصی نظر۔ معمولی سی معمولی ادبی تخلیق میں بلکہ غیر ادبی یا صوفیانہ اور مذہبی رسائل میں بھی ایسی

ایسی خوبصورت تشبیہیں مل جاتی ہیں کہ مطالعے کے کیف کو بڑھا دیتی ہیں۔ کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیا شعراء اور کیا صوفیائے کرام اپنے پڑھنے والوں کے ذہنوں کو انہوں نے تشبیہوں سے ہی تسخیر کر رکھا تھا۔ تشبیہوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وجہی جیسا شاعر بھی کائنات کے سارے حسن کو اپنی تشبیہوں میں سمودیتا ہے۔ دکنی شاعروں کا آوارہ تخیل تشبیہوں کی تلاش میں کبھی تھکتا نہیں تھا۔

دکنی مثنویوں کے ذخیرے میں میرا خیال ہے کہ ابن نشاطی کو تشبیہوں میں تمام شعرا پر فوقیت حاصل ہے۔ ایک تو اس کے لہجے کا سوز و گداز، پھر وہ ایسے مشبہ بہ کا انتخاب کرتا ہے جس کی کیفیات اور مشبہ کی کیفیات میں حد درجہ مماثلت ہوتی ہے۔ نصرتی کی تشبیہات کے نادر ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کی زبان تشبیہ کے فوری جذب و لطف میں رکاوٹ سی آتی ہے۔ وجہی کی تشبیہات کا سب سے بڑا سحر شاید یہی ہے کہ وہ قاری کو اپنی خوبصورتی کا گرویدہ کر لیتی ہیں۔

وجہی کی تشبیہات میں تشبیہ کی غرض و غایت تو بہر حال حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ وہ تشبیہ میں اپنی فن کاری اور صناعی کا بھرپور اظہار کرتا ہے۔ یعنی اس کی تشبیہات اپنا مقصد پورا کر کے محو نہیں ہو جاتیں۔ اپنی صناعی کی وجہ سے تادیر ذہن پر اپنی ندرت کا نقش قائم رکھتی ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ دکنی شعراء زندگی کے کریہہ اور منفی پہلوؤں کی طرف اعتناء نہیں کرتے۔ انہیں زندگی کے حسن سے بے انتہا پیار ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تشبیہوں کے ذریعہ قاری کے احساس حسن کو گہرا اور بالیدہ بنانے میں بھرپور مدد کرتے ہیں۔

یہاں وجہی کی بعض تشبیہیں اور استعارے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اس کے فن کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔

محمد قلی کی افسردگی دور کرنے کے لئے کئی نازنینوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دل و دماغ پر مشتری چھائی ہوئی ہے۔ نازنینوں کی طرف اس کی بے اعتنائی اور اس کی وجہ کا ذکر یوں ہے۔

639 جو پنکھی دیکھے چاند کارن جفا
ستارے جھمکنے تے اس کیا نفا

640 کہ عاشق اہے شمع کا جو پتنگ
نہ بھاوے اسے پھول کا کوچ سنگ

641 کمل پھول طالب جو ہے سور کا
وہ محتاج نیں چاند کے نور کا

643 سودھن باج شہ کس پوجیو نیں دھرے
کہ ہنس موتی کھاتا ہے نا کنکرے

(جو پنچھی چاند کی طرف سے جفا دیکھے، ستاروں کی چمک اس کا کیا مداوا کرسکتی ہے؟ جو پروانہ شمع کا عاشق ہے پھول کا سنگ اسے کیا پسند آسکتا ہے؟ کنول کا پھول جو سورج کا طلب گار ہے، وہ چاند کے مدھم نور کا محتاج نہیں ہوسکتا۔ قطب شاہ نے مشتری کے سوائے کسی سے دل نہیں لگایا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہنس موتی چگتا ہے کنکر نہیں)

حقیر اور بلند کے التزام کے لئے اس نے جن مشبہ بہ کا انتخاب کیا ہے ان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ قطب شاہ کو اپنے سے جدا کرنے کے خیال سے باپ کا دل ڈوبا جارہا ہے۔ وہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔

836 توں سور ہے نکو دور ہو اسمان تے
توں ہیرا اہے نا بچھڑ کھان تے

837 توں پھل ہور تج ٹھاؤں ہے پھول بن
توں سرو ہور جاگا ہے تیرا چمن

838 توں شاہی کیرے بزم کا شمع ہے
توں جم جیو تج تے مرا جمع ہے

839 نکو کر پریشان دل جمع کوں
نکو توں بجھا جھمکتی شمع کوں

(توسورج ہے، آسمان سے دور نہ ہو۔ تو ہیرا ہے، کان سے نہ بچھڑ۔ تو پھول ہے اور تیرا مقام گلستان میں ہے۔ تو سرو ہے اور تیری جگہ چمن ہے۔ تو بزم شہنشی کی شمع ہے، میری زندگی اور صبر وقرار ہے۔ اس صبر وقرار کو پریشان نہ کر۔ اس جھمکتی شمع کو گل نہ کر۔)

شہزادہ جب محبوب کی تلاش میں سفر کا عزم کر لیتا ہے تو اس کی جدائی کے خیال سے ماں باپ کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے دکھ کا اظہار کھل کر کر بھی نہیں سکتے۔ ان کی دکھ بھری حالت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ۔

912 پنم چاند جیوں دونوں گھٹنے لگے
ستارے انکھیاں میں تے ٹٹنے لگے

(دونوں پونم کے چاند کی طرح گھٹنے لگے۔ دونوں کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے)

قطب مشتری کی تشبیہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی نے قدرت کے حقیر سے حقیر مظہر میں بھی حسن کا سراغ لگایا ہے۔ مظاہرِ فطرت کے گہرے مشاہدے میں شاید ہی کوئی اس کی ٹکر لے سکتا ہے۔ اس کی چند مثالیں دیکھئے۔

1098 فرنگ میاں تے کاڑے شہ جان یوں
نکلتا ہے کینچلی میں تے سانپ جیوں

(شہ نے میان میں سے تلوار یوں نکالی جیسے کینچلی میں سے سانپ باہر نکلتا ہے)

1067 ترا ہور میرا سو یک حال ہے
دو مچھلیاں بچاریاں کوں یک جال ہے

(تیرا اور میرا حال یکساں ہے جیسے دو مچھلیاں ایک ہی جال میں پھنس گئی ہوں)

مہتاب پری کے حسین چہرے پر سیاہ زلفیں بکھر گئیں ہیں۔ یہاں دیکھئے وجہی کا تخیل کن بلندیوں کی خبر لاتا ہے۔

1219 اچھیں نین اس کیس کالے منے
کہ مچھلیاں دو سپڑیاں ہیں جالے منے

1220 اچھلتیاں ہیں بجلیاں ابھالاں تلیں
کہ نیناں جھمکتے ہیں بالاں تلیں

(اس کے سیاہ بالوں میں آنکھیں یوں نظر آرہی ہیں جیسے جال میں دو مچھلیاں "سپڑ" (پھنس) گئی ہوں۔ اس کے بالوں میں آنکھیں یوں جھمک (چمک) رہی تھیں جیسے سیاہ بادلوں کے پیچھے بجلیاں چمکتی ہیں!)

ان تشبیہات کے حسن کا ادراک تشریح سے نہیں جذب ہی سے ہوسکتا ہے۔ وجہی کی مندرجہ بالا تشبیہات فطرت کے حسن سے اخذ کی گئی ہیں اور جب وجہی قدرتی حسن کے استعارے لاتا ہے تو وہ پھر پوری فن کاری کے ساتھ محاکات اور پیکریت کو بھی ان میں سمو دیتا ہے۔ یوں تو اردو شاعری میں آنکھ کو نرگس سے تشبیہ دی گئی ہے اور آنکھ شاید انسان کے نازک اور گہرے جذبات کے اظہار کا سب سے مکمل ذریعہ اظہار ہے۔ بے زبان، مجہول، خفتہ کتنے جذبات اور کیفیات آنکھ ادا کر دیتی ہے۔ ان چیزوں کو ذہن میں رکھ کر نرگس کا تصور کیجیے تو اس کی سخت شکل اور بے کیفیت بلکہ جامد ہیئت حسن یا اظہارِ جذبات کا کوئی پیکر تیار کرنے سے قاصر ہے۔ اب وجہی کی تشبیہات دیکھیے۔ وہ ایک دوشیزہ کی شوخی، چنچل پن، آنکھوں کی چمک، سریع حرکت، تڑپ تمام جذبات کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس کا مشاہدہ اور تخیل اسے چاندی کی سی چمک رکھنے والی مچھلیوں کی طرف لے جاتا ہے جو جال میں تڑپ رہی ہیں۔ آنکھ اور مچھلی کی شکل، ان کے رنگ کی یکسانیت اور ان کی تڑپ، اس کیفیت کا ایک خوبصورت پیکر تیار کر دیتی ہے۔ پھر مہتاب پری کی آنکھوں کی توانا چمک کو سیاہ بادلوں میں چمکتی ہوئی بجلیوں سے ظاہر کرنا جہاں کائنات کے حسن کے نئے معنی پیدا کرتا ہے وہیں پھر ایک متحرک پیکر تیار کر دیتا ہے۔

تشبیہ اور استعارے میں حرکت اور رفتار ہو تو اس کی دل کشی بے انتہا بڑھ جاتی ہے۔ وجہی کو اس برتاؤ کا اچھا شعور ہے۔ اس لئے بھی اس کے استعارے قابلِ تحسین ہیں۔ لیکن خاموش حسن کی پراسرار اور گہری اور نرم و نازک کیفیات کا بھی وہ اتنا ہی حسن کارانہ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً دیکھیے:

1244 سو دھن مکھ دسے شرم کے آب میں
ستے ہیں مگر پھول گلاب میں

(مہتاب کے گلاب جیسے چہرے پر حجاب کا عرق یوں آگیا تھا جیسے عرق میں گلاب رکھ دیا گیا ہو)

1850 زر تار تار کے رچ یوں گال پر سہاتے

یا چاند کے کنارے خوش رنگ چندنی ہے

(مشتری کے چہرے کے گرد، زر کے تاریوں بکھر گئے ہیں جیسے چاند کے اطراف چاندنی نے ہالہ بنالیا ہو)

1820 انچل سیام تل یوں جھمکتے گہر

کہ شبرات ہے آج دھن کے اُپر

(مشتری کے سیاہ آنچل تلے موتی یوں دمک رہے ہیں جیسے اس کے بدن پر شب برات اُتر آئی ہو)

1821 دسیں تن رتن دھن کے مکھ نور انگے

کہ روشن کئے ہیں دیوے سور انگے

(اس کے چہرے کے نور کے سامنے ہیرے یوں لگ رہے ہیں جیسے سورج کے سامنے کسی نے دیے روشن کردئے ہوں)

816 کیا بات ظاہر وہ اس بات میں

کتا کوئی رکھے آگ کوں بات میں

(آخرکار اس نے بات ظاہر کردی کوئی آگ کو ہاتھ پر کتنی دیر تک رکھے)

2046 سہاتے تھے شہ دھن سوں اُس وقت یوں

کہ ہرنی کوں لے بیٹھتا باگ جیوں

(شہ اس وقت مشتری کو آغوش میں لئے یوں نظر آرہے تھے جیسے شیر ہرنی کو گود میں لئے بیٹھا ہے)

1983 بسیا شہ کے انصاف تے یوں دکھن

کہ بستا ہے پانی سے جیوں پھول بن

(شہ کے انصاف سے دکن یوں آباد ہوا جیسے پانی کی فراوانی سے چمن لہلہا اٹھتا ہے)

ایسی تشبیہات بھی ہیں جو دل کش نہیں لیکن ان کی ندرت وجہی کے گہرے مشاہدے کا ثبوت ضرور فراہم کرتی ہے۔ جیسے

694 دِسے پتلی یوں نار کی آنک میں
کہ بیٹھا بھونر آم کی پھانک میں
(اس کی آنکھ میں سیاہ پتلی یوں نظر آتی تھی جیسے آم کی قاش میں بھونرا بیٹھا ہو)

992 کنگورے بُلند جو دِسے دیس کوں
کنگوی کرتے تھے سوُر کے کیس کوں
محل کے کنگورے جو بلند نظر آرہے تھے، سورج کے بالوں کو کنگھی کر رہے تھے۔

کچھ اور تشبیہات دیکھئے۔

1103 لھُوا لھُو سوں ہے لال شہ جان کا
کہ یا ہت میں ہے شاخ مرجان کا
شاہ کے ہاتھ کی تلوار لہو سے لت پت تھی یا اس کے ہاتھ میں مرجان کی شاخ تھی

1223 سو دھن کے تن اوپر دّسے یوں گہر
کہ بیٹھے ہیں جگنو مگر سرو پر
معشوق کے تن پر موتی یوں چمک رہے تھے گویا سرو کے درخت پر جگنو بیٹھے ہوئے ہیں

1234 دِسے یوں تِل اُس مکھ میدان میں
کہ حبشی بچے ہے گلستان میں
محبوب کے رخسار کے میدان میں سیاہ تِل یوں معلوم ہوتا تھا جیسے حبشی بچّہ گلستان میں کھیل رہا ہے۔

386 یو نادان بالک نھنا لاڑ کا
نوا پھول ہے شاہ کے جھاڑ کا
لاڈوں کا پالا نادان طفلک شاہ کے درخت کا نیا پھول ہے

397 سو پکھوے میں شہ دائی کے یوں اچھے
کچا موتی سیپی منے جیوں اچھے
دائی کی گود میں شہ یوں لگ رہے تھے جیسے سپی میں کچا موتی نظر آتا ہے

417 کلنک چاند میں ہے سو دِستا ہے یوں
کہ سُنّے کی پیالی میں ہے مُشک جیوں

چاند میں کلنک ایسا نظر آرہا تھا جیسے سونے کی پیالی میں مُشک رکھ دیا گیا ہو

736 دِییں دھن مکھ بیچ نیناں کہ موتی تھال میں ڈھلتے
لٹاں چھٹ تن اُپر یوں ہے بھونگ جیوں نہر پر جھلتے

محبوب کے چہرہ پر آنکھیں ہیں یا تھال میں موتی ڈھل رہے ہیں۔ شفاف تن پر لٹیں یوں آپڑی ہیں جیسے پانی پر ناگنیں لہرارہی ہوں۔

دکنی شعرا زندگی اور اس کے مظاہر سے بلاواسطہ تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے ان کے فن میں تخیل یا تصور کے بجائے مادی حقائق زیادہ ہیں۔ وجہی کی تشبیہات بھی عقلی نہیں حسی اور مادی ہیں اس لئے زیادہ کامیاب ہیں۔

جب نام خدا جواں ہوا وہ
مانند نظر رواں ہوا وہ
ہیبت سا زمیں کے دل میں آیا
اندیشے کی طرح سے سمایا

کی سی تشبیہات وجہی کے ہاں بالکل نہیں ملتیں۔

شاعری کا ترجمہ مشکل ہے۔ استعارے اور تشبیہ کی ترجمانی کچھ مکتبی سی معلوم ہوتی ہے۔ تشبیہ اور استعارہ سمجھانے کی نہیں سمجھنے کی اور جذب کرنے کی چیزیں ہیں۔ دکنی کی قدامت میری اس کوشش کا جواز ہے۔ اس کوشش سے احساسِ جمال کی سرشاری کی صورت پیدا ہوئی ہو تو پھر عذر معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔

صنائع بدائع

مشرقی شعریات میں تزئینِ کلام یا صنائع بدائع کا ایک خاص مقام رہا ہے۔ رشید الدین وطواط صنائع بدائع کے بغیر شعر کا تصور بھی نہیں کرتے۔ دکنی شاعری فارسی روایات سے متاثر رہی ہے

۔اس لئے دکنی شعراؑ کے ہاں بھی صنائع بدائع پر خاص توجہ ملتی ہے۔ابنِ نشاطی اپنی مثنوی ''پھول بن'' میں بڑی مسرت سے کہتا ہے کہ اس نے مثنوی میں ایک کم چالیس صنعتیں استعمال کی ہیں۔

لیکن وجہی صنائع بدائع پر کوئی قابلِ ذکر التفات کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔نقدِ شعر کے بیان میں وہ تزئین کلام کی طرف اشارہ تو کرتا ہے لیکن کھل کر کہیں نہیں کہتا کہ صنائع بدائع اُس کے نظریاتِ شعری میں ضروری مقام رکھتے ہیں۔قطب مشتری میں صنائع بدائع کا وافر استعمال ہوا ہے لیکن اس انداز سے جیسے اُن کی حیثیت آمد کی سی ہے اور اس کے پیچھے کوئی شعوری کوشش کارفرما نہیں ہے۔لیکن جس اہتمام سے وجہی نے صنائع بدائع پر خاص توجہ صرف کی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کلام کے ظاہری حُسن کو دو چند کرنے کے لئے خصوصی کاوش کر رہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی صنعتوں میں روزمرہ کی روانی اور ایک ایسی سلاست موجود ہے جو قاری سے بے ساختہ دادوصول کرتی رہتی ہے اور وہ اس لفظی بازی گری سے محظوظ ہوتا رہتا ہے۔یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ وجہی کو صنائع لفظی زیادہ لبھاتی ہیں اور وہ صنائع معنوی کی طرف زیادہ اعتنا کرتا ہوا نہیں دکھائی دیتا۔

مبالغے نے مثنوی کے ادبی حُسن میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔وجہی کا مبالغہ غلو سے کم پر راضی نہیں۔چونکہ غلو کی صورتیں عام طور پر ہمارے مشاہدے یا تصور میں نہیں ہوتیں، اس لئے اپنی مضحک انگیزی اور ندرت سے جہاں وہ ہماری عقلِ سلیم کو مجوب سی کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، وہیں ایک معصومانہ اور شرمسارانہ لطف و مسرت کا سامان مہیا کرتی رہتی ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مبالغہ آرائی، قطب مشتری کے مطالعے کو فرحت انگیز بنانے کا ایک اہم سبب بن گئی ہے۔مبالغے اور صنعتوں کی چند مثالیں درجِ ذیل ہیں۔

حُسنِ تعلیل

432	بخشنے لگے شاہ یوں ہم ستی تو پیلا ہوا سُنا سب غم ستی	شاہ فیاضانہ شان سے یوں داد و دہش کرنے لگے کہ اپنی بے وقعتی کے غم سے سونا پیلا پڑ گیا
226	دندیاں پر جوتوں کھڑگ چک کھینچ دھائے چھٹے جَل کوں تھنڈ، آگ کوں تاپ آئے	دشمنوں پر تیری تلوار کی تیزی دیکھ کر، مارے خوف کے پانی کو سردی لگ جائے اور آگ کو بخار چڑھ جائے

242	اسی دھاک تے شاہِ مردان کے پڑیا لھو کلیجے میں اسمان کے	شاہ مردان کی اسی دھاک سے آسمان کے کلیجے میں لہو پڑ گیا
289	بچن موتی یو دیک نپٹ لاج تے سمد، پانی گل کر ہوا لاج تے	میرے اشعار کے موتیوں کو دیکھ کر لاج آئی اور سمندر شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا
370	یتا بل ہے اس عدل کے فن منے کہ بجلیاں کھڑیاں کاپتیاں گھن منے	اُس کے عدل میں وہ طاقت ہے کہ بجلیاں آسمان میں کھڑی کانپتی ہیں

اشتقاق

21	اَہے توں، اَتھا توں، اچھے گا تُہیں رَچے توں، رَچیا توں، رچے گا تہیں	تو ہے، تو تھا اور تو رہے گا تو خلق کر سکتا ہے، تو نے خلق کیا اور تو خلق کرے گا
26	تُجے فا منے فام کا کام نَیں ترے کام، کچھ فام کوں فام نَیں	تجھے سمجھنا، سمجھ سے بعید ہے ترے کام سمجھ کی سمجھ سے باہر ہیں
161	نوَ دنو ہیں تُج نا نو، یک نا نو نیں توں رب چھانو ہے چھانو کوں چھانو نَیں	تیرے ننانوے نام ہیں، ایک نام نہیں تو رب کی چھاؤں ہے، چھاؤں کو چھاؤں نہیں
1397	نپٹ دھیان یک دل سوں دھرنے لگیا بچتّر چتّر دو چتّرنے لگیا	پورے دھیان سے اس نے دل لگایا اور انوکھی تصویریں بنانے لگا
1400	کہیں بُت، بُت خانے ہَور بُت پرست کہیں نار ہَور پُرش یک ٹھار مست	کہیں بت، بت خانے اور بت پرست کہیں عورت اور مرد کسی جگہ مست پڑے ہوئے
104	بُری باوَ تے یک گُدھن رک اِسے جتن رکھ، جتن رکھ، جتن رکھ اِسے	مسموم ہواؤں سے اسے محفوظ رکھ اسے جتن رکھ، جتن رکھ، جتن رکھ

عکس وتبدیل

1934	مگے اِن دونو اُن دونو کن وِدا کئے اُن دونو، اِن دونو کوں دعا	اِن دونوں نے اُن دونوں کو وداع کیا اُن دونوں نے اِن دونوں کو دُعا دی

	دکنی	اردو
44	کرے آگ کوں پانی، پانی کوں آگ کوے کوں سو ہنس، ہور ہنس کوں سو کاگ	آگ کو پانی کرے اور پانی کو آگ کوّے کو ہنس بنادے اور ہنس کو کوّا کردے
165	اُجالا ہے جاں، واں اندھارا نہیں اندھارا ہے جاں، واں اُجالا نہیں	جہاں اُجالا ہے، وہاں اندھیرا نہیں ہے جہاں اندھیرا ہے، وہاں اُجالا نہیں ہے

ذوقافتین

	دکنی	اردو
203	کسے فام خلوت میں واں کیا ہوا خدا ہور حضرتؐ میں واں کیا ہوا	کون جانے کہ وہاں خلوت میں کیا ہوا خدا اور حضرتؐ کے درمیان کیا کیا ہوا
459	مہابت کے کاماں میں جم جم ہے جیوں شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جیوں	بزم آرائی میں ہمیشہ جمشید جیسا ہے رزم آرائی میں رستم پہلوان جیسا ہے
1070	ہمیں دونو پنکھی ہیں یک باغ کے ہمیں دونو شعلے ہیں یک داغ کے	ہم دونوں ایک باغ کے پنچھی ہیں ہم دونوں ایک داغ کے شعلے ہیں
1073	ہمیں دونو شوقی ہیں یک شوق کے ہم دونوں ایک شوق کے شوقی ہیں	ہمیں دونو ذوقی ہیں یک ذوق کے ہم دونوں ایک ذوق کے ذوقی ہیں

مبالغہ

	دکنی	اردو
947	بکٹ پھاڑ اس پھاڑ کا ناؤں ہے یو اسمان اِس پھاڑ کا چھاؤں ہے	اس پہاڑ کا نام بکٹ پہاڑ ہے آسمان اس پہاڑ کی چھاؤں ہے
948	کہ ٹک فہم اس پر جو چڑتا اہے تو ماندا ہو اس ٹھار پڑتا اہے	قوتِ فہم جو اسے زیر کرنے چڑھتی ہے تو تھکی ماندی اس مقام پر گر پڑتی ہے
949	اندیشا نہ چڑ لنگ پکڑے کمر نظر ٹھینس کھا کھا پڑے اس اُپر	اندیشا چڑھتے چڑھتے لنگڑا ہوکر کمر پکڑ لیتا ہے نظر ٹھیس کھا کر گر پڑتی ہے
951	جو اس پھاڑ پر جانے اَچتا محال تو ٹکڑے ہو پڑتا فلک پر اُبھال	اس پہاڑ پر جانے میں ناکام ہو کر آسمان میں بادل ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑتے ہیں

952 جو ہلتی نہیں ہے زمیں ٹھار تے
سو اِس پہاڑ سنگین کے بھار تے

زمیں جو اپنی جگہ سے ہلنے سے عاجز ہے
اس کی وجہ دراصل اس سنگین پہاڑ کا بوجھ ہے

422 یتا کچ دیئے شہ فرشتیاں کوں دان
کہ باندے سُنے کا نیا آسمان

شاہ نے فرشتوں کو سونے کا اتنا دان دیا
کہ انہوں نے اس سے سونے کا نیا آسمان بنادیا

427 یتا کچھ شہنشاہ بخشے ہیں دھن
زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان کن

شہنشاہ نے اتنا دھن بخشا کہ رکھنے کے لئے
زمین آسمان کے پاس جگہ اُدھار مانگتی ہے

431 جگت اب گہر یوں بکھرنے لگیا
کہ خشکی میں ہنس آکے چرنے لگیا

شاہ کی فیاضی سے میں دنیا موتیوں سے اس قدر بھر گئی
کہ ہنس خشکی میں آکر چگنے لگ گیا

1107 عَرَق سوں غَرَق کر سَپَٹ فرش کوں
کہ بھیں ہو لگی موج جا فرش سوں

سارے فرش کو پانی میں غرق کر کے
زمین موج بن کر آسمان سے جا لگی

تجنیسِ خطی

217 نو اَسمان کی سارے ہت ہے ترے
زبردست سب، زیردست ہے ترے

نو آسمان تمام کے تمام تیرے اختیار میں ہیں
سارے زبردست، تیرے زیر دست ہیں

1107 عَرَق سوں غَرَق کر سَپَٹ فرش کوں
کہ بھیں ہو لگی موج جا فرش سوں

سارے فرش کو پانی میں غرق کر کے
زمین موج بن کر آسمان سے جا لگی

ضرب الامثال اور محاورے

قطب مشتری میں وجہی نے ضرب الامثال اور محاوروں کو اپنے اسلوب کا ایک اہم حصہ بنایا ہے۔ ضرب الامثال اور محاوروں کی وجہ سے عہدِ قطب شاہی کے دکنی روز مرے اور تہذیبی رجحانات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ان سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ شمال وجنوب کے فاصلوں کے باوجود پورا ملک ایک لسانی اور تہذیبی وحدت میں بندھا ہوا ہے۔ ان میں کچھ ضرب الامثال مقامی رنگ روپ کے حامل بھی ہیں لیکن مشترکہ انسانی تجربات کی وجہ سے اردو کی تہذیبی وراثت کا حصہ بن گئے ہیں۔ کچھ مثالیں پیش ہیں۔

557	یو یاری میں کس دھات کا قہر اچھے جو مو میں شکّر دل منے زہر اچھے	دوستی میں یہ کیسا قہر ہے کہ زبان سے توشیرینی ٹپکتی ہے لیکن دل میں زہر بھرا ہوا ہے
779	بڈھیاں کوں کہاں عقل سنپور ہے کہ ساٹھے و بُد نھاٹے مشہور ہے	بوڑھوں کو پوری عقل کہاں ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ ساٹھ سال ہوئے اور عقل ساتھ چھوڑ گئی
783	بڈھاں میں سوجھ گیان کا بل نہیں دُرست ہے بڈھے جھاڑ کوں پھل نہیں	بوڑھوں میں سوجھ بوجھ کی صلاحیت نہیں ہوتی مشہور ہے کہ بڈھا درخت پھل نہیں دیتا
786	یو قِصّا دو مسلا ہوا دکھنی بھروسے کیری بھینس کٹڑا جنی	یہ قصہ گویا دکھنی کی وہی مثل ہوئی کہ بھروسے کی بھینس نے بچھڑے کے بجائے بچھیا کو جن دیا
811	انگے بانبی ہے ہور پچھیں کُوا اندیشا نکو کر ہوا سو ہوا	آگے سانپ کی بانبی ہے اور پیچھے کنواں ہے اب گھبرانے سے کیا ہوگا، جو ہوا سو ہو گیا
821	پڑی خلق مکھ بات یو پھانک کر رکھیا جائے اسمان کیوں ڈھانک کر	خلقِ خدا میں ہر کسی کی زبان پر یہی بات ہے کہیں آسمان کو بھی ڈھانک کر رکھا جا سکتا ہے
841	کہ کامل مثل کہہ گئے یوں انگے منگوں دیِد میں، دیِد دھنک کوں منگے	کہ اگلے کاملین مثل کہہ گئے ہیں مجھے دید کی طلب ہے اور دید کو دھنک کی
1003	کہ کوئی دیو سوں دند بسایا نہیں ہتیاں سوں کِنے گانڈے کھایا نہیں	کہ کسی طاقت ور سے کوئی دشمنی نہیں بساتا کون ہاتھیوں سے گنّا چھین کر کھا سکا ہے
1210	چل اے شہ، دِکھیں جاکے اُس نار کوں نکو کھینچ توٹے تلک تار کوں	چل اے شہ چل کر اس محبوب کو دیکھیں تار کو اتنا نہ کھینچ کہ ٹوٹ جائے
1213	پھتر تل جو ہات آئے اوکل ستی تو واں تے اُسے کاڑنا کل ستی	جلد بازی میں اگر پتھر تلے ہاتھ آگیا تو اسے تدبیر سے باہر نکالنا چاہئے
1359	یو باتاں تجے کون سکھلائے ہیں وو قصّہ جو مسکے کوں دانت آئے ہیں	یہ باتیں تجھے کس نے سکھائی ہیں یہ تو وہی قصہ ہوا کہ مکھن کو دانت آگئے

1555	چھیَن جو لگی اُس نہ جھنجھولنا یو دُکھ پر ہے ڈنبل تیرا بولنا	جہاں ڈنک لگی ہے، وہاں چھیڑنا نہیں چاہئے تیری باتیں گویا دُکھ پر ڈنبل کی طرح ہیں
1556	کہ غُصّے سوں مُنج پر اپٹتی ہے توں کہ جلتے اُپر تیل سٹتی ہے توں	تو مجھ پر غصّے سے بگڑ رہی ہے یہ تو گویا جلتے پر تیل ڈالنے کے برابر ہے
1682	نہ ہوئے کام اس کام پر ہوے بن کہ ما دود دیتی نہیں روئے بن	یہ کام کئے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ سنا نہیں کہ ماں بھی بچے کو روئے بنا دودھ نہیں دیتی
1711	نہیں خوبی اُس جو بُرائی کرے کُوا کھودے پر کاج اَپے ڈُب مرے	بُرائی کرنے والے میں یہ کوئی خوبی نہیں ہے کسی کے لئے کنواں کھودے، لیکن خود ڈوب مرے
1878	کہ جگ میں چلی ہے یو بات ہر کہیں غرض وَند کوں عقل اچھتی نہیں	کہ دنیا میں ہر ایک یہی کہتا ہے کہ غرض مند عقل سے کورا ہوتا ہے
1784	یتا شہ سوں ملنے کوں خوش حال تھی کہ خوشیاں سوں آپس میں ماتی نہ تھی	شہ سے ملاقات کے لئے اتنی خوش ہو رہی تھی کہ خوشی سے اپنے آپ میں سما نہیں رہی رہی تھی
1881	چمن میانے آکر چُنیا پھول کِن سو کانٹے کیرا زخم ٹک کھائے بن	چمن میں آکر کون اس طرح پھول چُن سکا ہے کہ اُسے کانٹے کا زخم نہ لگا ہو
1883	صبوری تے خوبی ہے آخر نہ ڈر کہ لوگاں کہتے ہیں، صبوری ظفر	صبر کا انجام اچھا ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ صبر سے ظفر مندی ہے
1503	جو توں نا کہی مُنج کن اپنا یو حال تُجے دود ہر گز نہ کرسوں حلال	تو جو مجھ سے اگر اپنا حال نہ کہے تو تجھے دودھ ہر گز حلال نہیں کروں گی
1370	دیکھیں کام اُس ہور تُج بات آج کہ مثلا اہے ایک پنت ہور دو کاج	آج اُس کا کام اور تیری بات دونوں دیکھتے ہیں کہ مثل ہے کہ ایک پنت اور دو کاج

غزلیں

قطب مشتری میں وجہی نے کرداروں کی جذباتی کیفیات کی ترجمانی کے لئے غزلوں کا استعمال کیا ہے۔۔غزلوں کو مثنوی سے نکال دینے پر مثنوی کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں پڑتا مگر ان کی موجودگی اس کی قدر بڑھاتی ہے۔وجہی نے غزلوں کو بہت مناسب مقامات پر استعمال کیا ہے۔غزلیہ شاعری میں بعض جذبات واحساسات کے لئے ایک مخصوص زبان وضع ہو چکی ہے۔عشق ومحبت کے لطیف اور نازک کیفیات کا فن کارانہ اظہار غزل کے سانچے ہی میں ممکن ہے۔وجہی چاہتا تو ان جذبات کا اظہار مثنوی کے فارم میں بھی کر سکتا تھا لیکن اسے اس کے فنی شعور کا ثبوت سمجھنا چاہئے کہ اس نے اپنے کرداروں کے جذبات کے شایان شان زبان اور اسلوب استعمال کرنا مناسب سمجھا۔ حالانکہ اسے روایات سے انحراف کرنا پڑا۔

اس کی غزل کی لفظیات وہی ہیں جو ہندوستانی گیت سے مخصوص ہیں۔اس کے علاوہ فراق،انتظار اور بے تابی کے جذبات کے لئے اس نے جذبات کا اظہار عورت کی طرف سے کیا ہے۔لیکن جب وہ حسن کی تعریف کو موضوع قرار دیتا ہے تو فارسی غزل کی طرح اظہارِ جذبات مرد کی طرف سے کرتا ہے۔دکنی شعراء کی حیرت انگیز ذہنی آزادی نے انہیں ادبی اثرات وروایات کو قبول کرنے لیکن اپنے طور سے برتنے کا گر سکھا دیا تھا۔وہ شاعری کو ذریعہ سمجھتے تھے،اٹل اصول نہیں۔

غزلوں کے استعمال کی ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ہندی کی عشقیہ شاعری کا ایک مخصوص ذہنی پس منظر قائم ہو چکا تھا۔وجہی نے اپنے کرداروں کی صورت حال کی صحیح کیفیت کا احساس دلانے کے لئے اس مخصوص پس منظر کا استعمال ضروری سمجھا۔اس نے جس انداز میں غزلیں شامل کی ہیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غزلیں اس دور میں ایک معاشری ضرورت بن چکی تھیں۔ان غزلوں کی ایک اور خصوصیت بھی اہم ہے۔قدیم قصہ نگاری میں مصنف ہی اپنے کرداروں کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔خود کردار قصہ کے اسلوب وآہنگ سے ہٹ کر کسی اور صنف میں اظہار کرتا نہیں نظر آتا۔پہلی بار ڈراموں میں نظمیں،گیت اور غزلیں استعمال کی گئیں۔لیکن وجہی نے کرداروں کے برتاؤ میں (خواہ عشقیہ جذبات کے اظہار کی حد تک سہی) اس فطری ضرورت کا احساس کر لیا تھا۔

اس کی غزلوں میں شاعری کا سارا حسن موجود ہے۔ دکنی غزل کا مرکزی موضوع نسوانی حسن کی تعریف ہے۔ شعراء نے نسوانی حسن کے بیان میں کائنات کے سارے حسن کو وسیلے کی حیثیت سے استعمال کیا ہے۔ وجہی کے پاس بھی اس کی بہترین مثالیں موجود ہیں۔

740 نین مست چنچل کے اچھیں بچہ مکھ زل کے
کنول پر بند جیوں جل کے سورہ رہ باؤ تے ہلتے

(اس کے حسین چہرے پر آنکھیں یوں نظر آتی ہیں جیسے کنول کے پتوں پر پانی کی بوندیں لرز رہی ہوں)

1859 زر تار تار کے رچ پر گال پر سہاتے
یا چاند کے کنارے خوش رنگ چندنی ہے

(زر کے تار اس کے رخساروں کے گرد یوں چمک رہے ہیں جیسے چاند کے گرد خوش رنگ چاندنی نے ہالہ بنالیا ہو)

چاہنے والی کی بے تابی کا اظہار دیکھئے:

1625 جس یار کوں میں منگتی ہوں وہ یار کہاں ہے
سرسوں سکی چل جاتی ولے ٹھار کہاں ہے

540 نشاں نیں بےنشاں ہے وہ نشاں اس کا نہ کوچ کوں
سکی اڑ جائیں پنکھی ہوا گر اُس کہیں نشاں اچتا

اس کی غزلوں میں غضب کا سوز و گداز ہے۔ فراق اور بے تابی سے ہٹ کر ملن کی گہری طمانیت کا اظہار بھی ملتا ہے۔

1794 برہ کی آگ تے تن پر ہر ایک یاقوت کا دانہ
لگیا ہولے تے ٹھنڈا منج رہیا تھا جو انگارا ہو

1799 ستارہ بخت کا میرا سورج کے برج میں آیا
کہ جھمکیا آج میرے گھر قطب شاہ چاند سلا ہو

قطب مشتری کی غزلیں یقیناً اس کی ادبی قدر و قیمت میں اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

قطب شاہی معاشرت

دکن میں لکھی جانے والی مثنویوں میں قطب مشتری شاہی تہذیب و معاشرت کا نہایت تفصیلی مرقع پیش کرتی ہے۔ اس میں دَورِ قطب شاہی کے رہن سہن، رسوم و عقائد، شاہی زندگی، تہذیبی سرگرمیوں، آداب و تمدن، اخلاقی نظریات اور عام تصورات کے بارے میں خاصی معلومات ملتی ہیں۔ چوں کہ مثنوی ایک شہزادے کی داستانِ عشق پر مبنی ہے اس لئے دربارداری اور شاہی طرزِ زندگی کی تفصیلات زیادہ ہیں لیکن عوامی معاشرت کے مرقعے بھی قابلِ لحاظ ہیں۔

شاہی طرزِ حیات و آدابِ شاہی

شاہی طرزِ حیات کے بارے میں شہزادوں کی پیدائش، تعلیم و تربیت، شاہی بزم آرائی، مہمان نوازی، فن کاروں اور ہنر مندوں کی سرپرستی اور سلاطین کی ذاتی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ شہزادے کی پیدائش پر قدیم رُسوم کی پیروی میں اس کا زائچہ کھینچ کر تقدیر کا حال معلوم کیا جاتا تھا اور رمال فال نکالتے تھے۔ پیدائش کے بعد شہزادوں کو کسی اونچے نسب کی دایہ کے حوالے کر دیا جاتا تھا اور بچے کی ابتدائی پرورش وہی کرتی تھی۔ دایہ کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ شہزادوں کے بڑے ہو جانے کے باوجود دایہ کا مقام و مرتبہ برقرار رہتا تھا۔

دایہ شہزادوں اور شہزادیوں کی نجی زندگی میں دخیل ہو سکتی تھی۔ ملکہ کی وفات کی صورت میں دایہ کا رتبہ ماں کے برابر ہوتا تھا۔ وہ شہزادے شہزادیوں یہاں تک کہ ملکہ کے بھی رہن سہن، طور اطوار اور دوسرے امور کی نگراں ہوتی تھی اور ان کی کسی بھول پر انہیں سرزنش کرنے کا حق محفوظ رکھتی تھی۔ ملکہ مشتری اپنی دائی سے ایک نازیبا مذاق کر بیٹھتی ہے تو دائی اس پر بگڑ جاتی ہے۔

1356 تو میرے اُنگے کی نھنی ہو کے یوں
جھٹاتی میری بات لوگاں میں یوں

1357 تجے جھوٹ ہور سچ برابر ہے سب
نہ تُج میں ملاذا نہ تج میں ادب

1358 اصیل ہے توں یک باپ یک مائی کی
نکو توڑ توں یوں ادب دائی کی

اور مشتری بھی اپنے رعب و جلال کا مظاہرہ کرنے کے بجائے خندہ پیشانی کے ساتھ معذرت کرتی ہے کہ میں تو صرف مذاق کر رہی تھی۔ اگر تو اسے بے ادبی سمجھتی ہے تو میں معافی چاہتی ہوں۔

1360 کہی ، دائی میں تجھ سوں ہنستی اتھی
توں نیں جانتی کی خبر مُج نہ تھی
1361 "تری بات نا سُن ، سُنوں کس کی بات؟
اری دائی میں نیں ہوں ایسی کجات
1362 گنہ گر اچھے گا تو منج بخش توں
نہ کر چُن جھٹے یوں میرے نخش توں
1363 کہ دائی سو جیوں مائی کی ٹھار ہے
تجھے کچ کنا بھوت بزکار ہے"

عیش و طرب کی محفلیں اکثر آراستہ کی جاتی تھیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ ان محفلوں میں صرف شہزادے، وزیر زادے، امراء اور طبقۂ اشراف کے لوگ ہوں اور خوش طبع، سمجھدار ، خوش فہم اور فاضل بھی ہوں۔ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ میزبان کے مزاج داں بھی ہوں۔ شہزادہ جب مجلسِ طرب منعقد کرتا ہے تو اپنے مقربین کو خاص طور پر مدعو کرتا ہے۔ انہیں ندیم کہتے تھے۔ ندیم شہزادے کے مزاج میں دخیل اور اس کے رازدار ہوتے تھے۔ ان کا مقام کافی اونچا تھا۔ شہزادے اپنی کوئی بات بادشاہ تک پہنچانا چاہتے تو ندیم کا ہی وسیلہ استعمال کرتے تھے اور بادشاہ بھی ندیم کے ذریعے شہزادے تک اپنی بات پہنچاتا تھا۔ محمد قلی قطب شاہ مشتری کی تلاش کا ارادہ کر کے بادشاہ سے سفر کی اجازت کا طالب ہے۔ یہ اجازت طلبی اور بادشاہ کا فرمان دونوں ندیم کے ذریعہ طے پاتے ہیں۔

831 ندیم اپنے کوں شہ بلا بھیج کر
یو قصا کھیا اُس گنے سر بسر

832 کھیا میں کھیا جیوں تجے تیونچ توں
کہو بات بھو دھات اس شاہ سوں

833 رضا منگ بھیجا شہ شہنشاہ کن
کہ جاتا ہوں اب میں بنگالے کدھن

834 کھیا جب ندیم اُس کوں جاکر یو بات
اندیشا لگیا کرنے شہ مکھ دے بات

835 کھیا ''کوی کہو میرے فرزند کوں
کہ سن کان دھر باپ کی پند کوں''

بادشاہ طرح طرح سے شہزادے کوسفر سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ندیم تمام باتیں سن کر بادشاہ کا پیغام شہزادے تک پہنچاتا ہے۔

854 ندیم اس جنس کی خبر لیا ئے کر
کھیا شاہ کوں تیونچ سمجاے کر

مجلسِ طرب میں مے نوشی اور ناچ گانا،لوازمات میں شامل تھے۔مے نوشی سے مجلس طرب کا آغاز ہوتا تھا۔ ہر ایک کے روبرو صراحی اور پیالے رکھے جاتے۔کچھ دیر مے نوشی کا دور چلتا اور فہم دار اور سگھڑ مطرب سرور کی کیفیت کے طاری ہوتے ہی موقع دیکھ کر ساز چھیڑتے اور اپنی آواز ملا کر دلکش نغمے یا غزلیں سنانے لگتے۔گویا تفریحی محفلوں میں غزلوں سے لطف اندوز ہونا اُسی وقت ایک تہذیبی ضرورت بن چکی تھی۔

536 جو ویسے میں مطرب خوش آواز نام
اتھا شاہ کا ایک خاصا غلام

537 سورج سا جلاجل لے کر ہات میں
لگیا زہرہ جیوں گانے اُس رات میں

538 دُعا کر، ثنا کر، منا کر اوّل
پڑیا شہ کے آنگے پچھیں یو غزل

قت گزرنے کے ساتھ ساتھ ندیم اپنی دلچسپ باتوں اور شیریں بیانی سے شہزادے کو محظوظ کرتے۔ان کے لطفِ گفتار کا یہ عالم ہوتا کہ تمام محفل کو پل بھر میں ہنسا دیں۔لیکن کبھی کبھی پوری محفل اس طرح موج میں آجاتی کہ ندیم تک اپنی طرزِ گفتگو بھول جاتے۔مطرب مدہوش ہو جاتے،بدمستی میں ایک دوسرے کو آڑے ناموں سے پکارنے لگتے،یہاں تک کہ ساقی سے پیالہ طلب کیا جاتا تو صراحی پیش کرتا تھا۔
مطربوں کے انتخاب کا معیار بہت بلند تھا۔تھکے ہوئے ذہنوں کو تازہ کرنا اور مرجھائی طبیعتوں کو شگفتہ کرنا ان کا کام تھا۔وہ حاکموں کے پژمردہ مزاج کو تازہ کرنے کے لئے مسحور کن غزلیں چھیڑتے تھے اور غزل چھیڑنے سے پہلے عموماً حمد اور نعت سے ابتدا کرتے تھے۔

شہزادوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی عمر کے مطابق ضرورتوں کی تکمیل کے بارے میں حیرت انگیز باتیں ملتی ہیں۔ابتدائی تعلیم روایت کے مطابق ہوتی تھی۔مکتب میں شہزادے کو عالم،شاعر اور خوش نویس بنانے پر زور دیا جاتا تھا۔یعنی شاہزادوں کو دینی علوم کے ساتھ فنونِ لطیفہ سے بھی بہرہ ور کیا جاتا تھا۔بیرون مکتب بہادری اور جنگ جوئی کی تربیت دی جاتی تھی۔پہلوانی سیکھنا لازمی تھا۔یہ بات ناقابل یقین سہی لیکن وجہی کہتا ہے کہ شہزادے کی نوجوانی میں صنفی تقاضوں کی تکمیل کے لئے شاہی انتظام کیا جاتا تھا۔شہزادے کی سب سے بڑھ کر دل جوئی کرنے والیوں کو زیادہ سے زیادہ نوازا جاتا تھا۔

610 قطب شہ کوں جیکوئی ریجھائے گی
بڑا مرتبا سب میں وو پائے گی
611 بڑی نار وو ہے جو بھاوے اسے
کسے بخت ہیں جو رجھاوے اسے

سلطان،شہزادے کو حسین عورتوں کے انتخاب اور ان کو اپنے تصرف میں رکھنے کا موقع دیتا تھا۔

630 کھیا پیار سوں شاہزادے کوں شہ
ترا جیو ، اتنیاں میں کس پر ہے کہہ

یہ حقیقت ہے کہ قطب شاہی بادشاہوں کی بیگمات کے علاوہ ان کے تصرف میں دل بہلانے کے لئے کئی حسین عورتیں رہتی تھیں جنہیں پاترائیں کہا جاتا تھا بلکہ یہ مُراعات عموماً سلاطین کا حق سمجھی جاتی تھیں۔

ہنر مندوں اور فنکاروں کی بڑی عزت و تکریم کی جاتی تھی۔ اچھے فنکاروں کو بادشاہ کی ہم نشینی کا شرف حاصل رہتا تھا۔ بادشاہ کسی فن کار کی شہرت سنتے تو آپ ہی اسے بُلا کر نوازتے تھے۔ اس کی سر پرستی کرتے اور انعام و اکرام سے اس کے فن کی نشو و نما کیلئے ساز گار ماحول فراہم کرتے تھے۔

شاہی آداب کے تعلق سے یہ باتیں ملتی ہیں۔ ادنیٰ غلام حاکم سے بات کرنے سے پہلے اس کی توصیف کرتے تھے۔

1199 مبارک ترا شہ یو آنا اچھو
بندا ہو تیرے گھر زمانا اچھو

1344 کہی وو کہ، ''اے مشتری شہ سُجان
غلام ہو اچھو تُج گھر آسمان''

بادشاہ کو سجدہ کرنا جائز تھا۔ جب کسی کو بادشاہ کی طرف سے کوئی بڑا کام تفویض کیا جاتا تو بادشاہ کو سجدہ کر کے اس کی مہربانیوں کا طالب ہوتا تھا۔

1324 رکھیا شاہ کے پانوں پر سر اُنے
سراپا پتنگ ہو کے پھر پھر اُنے

''آوردن مشتری محمد قلی را بہ محل'' میں قطب شاہیوں کے استقبال اور خیر مقدم کے طریقوں کی تفصیل ملتی ہے۔ شاہی رتبے کا مہمان آتا تو محل کو سجایا اور سنوارا جاتا۔ رشکِ حور شوخ لڑکیوں کو مہمانوں کے استقبال کی خاطر شراب کی صراحیاں اور پیالے ہاتھ میں دے کر دو رویہ مامور کیا جاتا تھا۔ استقبال کے راستوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پتوں اور پھولوں سے سجایا جاتا۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ سجاوٹ میں اطلس و کمخواب اور زربفت کا استعمال کیا جاتا۔ شہر کے راستوں اور کوچوں پر مشک، زعفران اور عنبر کی خوشبوؤں کا چھڑکاؤ کیا جاتا۔ سارے شہر اور محلات کو یوں آراستہ کرنے کے بعد حاکم وقت اپنے مقربوں، وزیروں اور امراء کے جلو میں مہمان کے استقبال کے لئے گھوڑے پر سوار نکلتا تھا۔ مہمان کا استقبال اسے گلے لگا کر کیا جاتا تھا۔ اکثر پسندیدہ اور معزز مہمان سے گلے ملتے وقت لعل، ہیرے اور جواہرات نثار کئے

جاتے تھے۔ پھر میزبان مہمان کو اپنے پہلو میں بٹھا کر محل لے جاتا اور اسے محل کی سیر کرائی جاتی تھی۔

سیر کرنے کے بعد دونوں ایک ہی نشست پر بیٹھتے تھے۔ ایک دوسرے کا حال پوچھا جاتا اور ضروری امور پر تبادلۂ خیال ہوتا تھا۔ مہمان کی عزت افزائی کے لئے میزبان اسے اپنے ہاتھوں سے شراب پیش کرتا تھا۔

مہمان نوازی قطب شاہی تمدن کا ایک نہایت قوی پہلو ہے۔ مہمان کی فراخ دلی سے خاطر تواضع کرنا شائستگی اور تہذیب کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ شہزادہ قلی جب مہتاب کی مملکت میں پہنچتا ہے یا پھر بنگالہ پہنچتا ہے تو مہتاب پری اور مشتری مہمان نوازی کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔

خیر مقدم کے آداب کی طرح قطب مشتری میں شاہی مراتب کے حامل لوگوں کے آدابِ وداع سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ شہزادہ محمد قلی اور مشتری بنگالہ کی حکومت مریخ خاں اور زہرہ کو سونپ کر جب عازمِ دکن ہوتے ہیں تو نیا بادشاہ مریخ شاہ اور اُس کی ملکہ، شہزادہ قلی اور مشتری کو وداع کرنے کے لئے پہلی منزل تک آنا چاہتے ہیں تو وہ حسب دستور انہیں زحمت کرنے سے روک دیتے ہیں اور بزرگانہ انداز میں کہتے ہیں کہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں۔ سلیقے سے راج کرتے رہو، یہی محبت باقی رکھو۔ اپنی خبر بھیجتے رہنا کہ ہم مشتاق رہیں گے۔ کبھی ہماری ضرورت پڑ جائے تو آتے جاتے کے ہاتھ کہلا بھیجنا۔ مریخ اور ملکہ سپاس گزاری اور تشکّر کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اخلاقاً کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اقتدار بخشا ہے تو ضرورتاً یہاں رہیں گے ورنہ اجازت ہو تو آپ کے ہمراہ چلنے میں ہماری بڑی سعادت ہے۔ ہمارے لئے اس سے بڑا سکھ کیا ہو سکتا ہے کہ صبح صبح آپ کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ آپ کے سائے میں رہنا ہمارے لئے دین و دنیا کی دولت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

شہر کے باہر پہنچ کر مہمانوں یا اپنوں کا استقبال کرنا اور بوقتِ وداع بھی پہلی منزل تک پہنچانا آدابِ شاہی میں شامل تھا۔ شہزادہ قلی جب بنگالہ کی مہم پر نکلتا ہے تب ماں باپ اُسے پہلی منزل تک پہنچا کر رخصت کرتے ہیں۔ وہ واپس پہنچتا ہے تب بھی وہ شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کرتے ہیں۔

سلطان یا شہزادے کی کسی مہم سے واپسی پر شہر کو سجایا جاتا اور کئی دنوں تک چراغاں کیا جاتا تھا۔

بادشاہ سفر پر نکلتے تھے تو سفری ضرورت کی ہر شے پاس رکھتے تھے۔ کھانے پینے کی کئی نعمتیں ساتھ ہوتی تھیں۔ سفر کی تکان دور کرنے اور پھر آسائش سفر کے خیال سے غلام، باندیاں، قوال ہمراہ ہوتے تھے۔

بے شمار زرو جواہر اور روپیہ بھی ساتھ لیا جاتا تھا تا کہ پردیس میں محتاجی کی نوبت نہ پیدا ہو۔ عام طور پر رات کے تیسرے پہر سفر کا آغاز کیا جاتا تھا۔ قافلے کے ہراول میں شاہی علم ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ ہولی کے موقعوں پر رنگینی پیدا کرنے کے لئے رنگ نہیں بلکہ مختلف رنگوں کے جواہر اچھالتے تھے جس سے دان کا مقصد بھی پورا ہوتا تھا۔ وجہی نے ایک سے زیادہ بار قطب شاہی بادشاہوں کی بے پناہ سخاوت اور بخشش کا ذکر کیا ہے۔

قلعوں کے گرد حفاظت کے لئے خندق ضرور کھودی جاتی تھی۔ برج اور کنگوروں کی بلندی محل کی رفعت میں اضافے کا باعث سمجھی جاتی تھی۔ محل کی بلندی افتخار کا باعث تھی۔

1332 دِسیا محل اُنچا سو اس دھات واں
انپڑتا نہ تھا عرش کا ہات واں

قطب مشتری کے باب آراستنِ محلِ مشتری سے قطب شاہی دور کے محلات کی آرائش اور زیبائش کی نہایت تفصیلی اور روشن تصویر ابھرتی ہے۔ محلوں کی ہر دیوار مصوری کے شاہ کاروں سے آراستہ کی جاتی تھی۔ کہیں دلکش باغوں اور گلشنوں کی تصویریں ہوتیں تو کہیں گھنے جنگلات کا منظر۔ کسی دیوار پر شیر شرزے اور ہاتھی گھوڑے کا نقش ہوتا تو کہیں باز بجری اور قلنگ کی تصویریں۔ کہیں پوجا پاٹ میں مصروف یاتریوں کے ساتھ کوئی مشہور مندر دکھایا جاتا تو کہیں وعظ کہتے ہوئے مُلاّؤں کی تصویریں ہوتیں۔ کہیں ایک مرد اور عورت بے سدھ اور مست پڑے ہوئے دکھائی دیتے اور کہیں شراب خوری میں مصروف رندوں کی محفل کا منظر ہوتا۔ کہیں بدمستی کے عالم میں لیٹی ہوئی کوئی پر شباب عورت اور کہیں دو معشوق ہم آغوش۔ کہیں شعر کہتے ہوئے شاعر ہوتے اور کہیں پیر، پیغمبر اور شہیدوں کے خاکے کھینچے جاتے۔ کسی گوشے میں ہیبت ناک دیو جن اور مافوق الفطرت عفریتوں کی تصویریں ہوتیں۔ کہیں کہیں مشہور روایات کی تصویر کشی کی جاتی جیسے خسرو اور شیریں کی داستاں یا لیلیٰ مجنوں کو مختلف کیفیتوں سے گذرتے ہوئے دکھایا جاتا۔ کہیں کسی مغنیہ کو گاتے ہوئے اور کہیں سازندوں کی آواز پر رقص کرتی ہوئی رقاصائیں دکھائی جاتیں۔ کہیں چاندنی راتوں کا حسین منظر اور کہیں شفاف چشموں کو بہتے ہوئے دکھایا جاتا تھا۔

اس تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قطب شاہ ذات پات، مذہب اور دھرم اور دیگر حد بندیوں سے بلند ہو کر اپنے اردگرد حیات کے تمام تر حسن سے اس کی انتہائی کیفیت میں محظوظ اور لطف اندوز ہونا اپنا

ایمان سمجھتے تھے۔اس سے قطب شاہی عہد کے تمدن اور نکھرے ہوئے ذوق پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

عوامی معاشرت اور تہذیبی زندگی

عوامی معاشرت کے تعلق سے روزمرہ زندگی اور تمدنی سرگرمیوں کی خاصی جھلکیاں ملتی ہیں۔ برہمن جوتشیوں سے زندگی کی الجھنوں کا حل دریافت کیا جاتا تھا۔محبوب سے ملاقات کے امکانات بھی پوچھے جاتے تھے۔ پان بڑے شوق سے کھائے جاتے تھے۔ عورت کا اپنے ہاتھوں سے پان کھلانا ادائے محبوبی تھی۔ کسی اعلیٰ حاکم کا پان پیش کرنا اسی قدر عزت بڑھانے کا موجب تھا جس قدر غالب کے زمانے میں کرسی دینا باعث افتخار سمجھا جاتا تھا۔عورت کا گڑ کھلانا بھی ایک ادائے معشوقانہ تھی۔

خوش طبع، مسکین اور ادب دار، شیریں زبان اور ہنس مکھ ہونا پسندیدہ صفات تھیں۔ صبح صبح شیو پرمیشور کی حمد وثناء کی جاتی تھی، اظہار تشکر کی صورت میں قدم چومے جاتے تھے۔

اجنبی مقامات پر جنگل کے جانوروں سے شگن حاصل کر کے راستے کا انتخاب کیا جاتا تھا۔داہنے راستے کا انتخاب صحیح سمجھا جاتا تھا۔ ملک میں پر فضا باغات اور گلستانوں کی بہتات تھی جن میں خوش نما پھول اور پرندے قدرتی حسن میں اضافہ کرتے تھے۔

اونچے گھرانوں میں خواتین اپنی کوئی مقرب خاص ضرور رکھتی تھیں۔اس سے کوئی بات چھپائی نہیں جاتی تھی۔اس مقرب خاص کی رائے اور مشورے پر اکثر آنکھ بند کر کے عمل کیا جاتا تھا۔

1152 ہر ایک بات میں اس سوں محرم اچھے
سوجم جیو جیوں دھن وو ہمدم اچھے

1155 جکچہ بات بولے یو مہتاب سات
سو سنتی تھی مہتاب سب اس کی بات

1156 محبت سے دونو منے یوں اتھا
کہ باندی بی بی کا فرق کچ نہ تھا

اعلیٰ گھرانوں میں یا بادشاہ کے ہاں جب کسی ملازم کے ہاتھ پیغام بھیجا جاتا تو ملازم پہلے مالک کی طرف سے قدمبوسی کر کے سلام سناتا پھر پیغام پیش کرتا۔

1187 مرا پانوں پڑنا توں کہہ ہور سلام

ماں باپ بچیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ اُن کا ڈر محبت میں کھل کھیلنے سے روکتا تھا۔

1720 سنگات آتی اپڑاتی شہ توج گھر
جو اچتا نہ ما باپ کا مُنج کوں ڈر

1189 چھپائی ہوں میں اس سبب آپ کوں
مبادا خبر کوئی کرے باپ کوں

لیکن چوری چھپے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا سبیل بہر حال نکال لی جاتی تھی۔

1190 توں بیگ اب رنجھا کر مٹھی بات سوں
بلا لیا یہاں لگ ہر یک دھات سوں

مہمان نوازی عام تھی۔ میزبانی تہذیبی زندگی کا ایک اہم عنصر تھی۔ مہمان میزبان کو تحفے تحائف پیش کرتے تھے۔ میزبان بھی مہمان کی جی کھول کر خاصر تواضع کرتا تھا۔ سُلگھن پری قطب شاہ سے کہتی ہے۔

1203 توں بیگانگی یوں نکو دیکھ شہ
کرم کر وہاں لگ سو آ بیگ شہ

1204 کہ سکتا ہے شہ تج توں کیا ڈر اہے
ہمارا وو نیں گھر تیرا گھر اہے

معزز مہمان کا استقبال پھولوں کے ہار پہنا کر کیا جاتا تھا۔ صنفی طلب کے اظہار میں تکلفات حائل نہ تھے۔ مہتاب پری قطب شہ سے ملاقات کے فوراً ہی بعد خواہش کرنے لگتی ہے۔ یہی حال قطب شہ اور مشتری کی پہلی ملاقات کا ہے۔ دونوں اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ

1849 ہوئے شاہ جب مست اپے ہور دھن
گئے من اُسے کوچ کا کچھ کرن

دونوں عطارد کی تنبیہ پر ہوش میں آتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ عام صورتِ حال نہ رہی ہو۔ وجہی صرف جوانی کی بے قابو خواہشات کی ترجمانی کرر ہا ہو جو انسانی معاشرے کی ایک فطری حقیقت ہے۔

لوگوں کو فنون لطیفہ سے عام دلچسپی تھی۔ جب عطارد اپنا نگار خانہ قائم کرتا ہے تو بہت سے آدمی اس کے شاگرد بن جاتے ہیں۔ اس کی بنائی ہوئی تصویریں دیکھنے کے لئے عوام جوق در جوق آنے لگتے ہیں۔

1338 اڑی یو خبر شہر میں پھوٹ کر
تماشے کو جگ سب پڑیا ٹوٹ کر

معاملات عشق میں ہندوستانی روایات کی پیروی ملتی ہے۔ غزلیں عورت کی طرف سے اظہار عشق کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ جذبات عشق کے مرقعے عورت کی طرف سے ہی زیادہ پراثر پیش ہوئے ہیں۔ رخصت کے وقت کوئی یادگار یا تحفہ دینے کا رواج تھا۔ یہ دستور دکن میں آج بھی باقی ہے۔ محمد قلی مہتاب کو اپنی انگوٹھی نشانی کے طور پر دیتا ہے۔ مہتاب اپنی طرف سے اپنی انگوٹھی کے علاوہ ایک نہایت قیمتی گھوڑا ترنگ باد پا تحفے میں پیش کرتی ہے۔

قطب مشتری میں وطن پرستی کے جذبات جس قدر گرمی، صداقت اور غرور کے ساتھ پیش ہوئے ہیں، ان سے اردو شاعری کی آبرو و وقعت بڑھتی ہے۔ شہزادہ محمد قلی مشتری سے کہتا ہے کہ تمام عالم میں دکن جیسا مقام نہیں ہے۔ یہاں ہر شخص عالم فاضل ہے۔ اگر دنیا انگوٹھی ہے تو دکن اس کا نگینہ ہے۔ دکن کو تمام ملکوں میں عجیب عزت حاصل ہے کہ سب ممالک سر ہیں تو دکن ان کا تاج ہے۔ اے میری محبوب! تو جو دکن کو ایک مرتبہ دیکھ لے تو پھر زندگی بھر بنگال کو یاد نہ کرے۔ اگر تو میرے ساتھ دائمی رفاقت خواہش مند ہے تو اس شہر سے رخصت ہو۔ یہ شہر کیا ہے، میں تجھے اس جیسے ہزاروں شہر پیش کروں گا۔ ویسے بھی دکن کا ایک ایک گاؤں یہاں کے شہروں سے زیادہ بارونق ہے۔

1913 تجے میں وہاں دیوں گا ہاں اے نار
سو اِس دھات کے شہر ہزاراں ہزار

جب محمد قلی اپنی محبوبہ مشتری سے یہ باتیں کر رہا تھا تو غالباً بھاگ نگر کا تصور اس کے تخیل میں جھل مِل کر رہا تھا۔

توہمات، مذہبی اور دیو مالائی عقائد

قطب مشتری میں دکنی کی ملی جلی ہندو مسلم تہذیب کے واضح نشانات ملتے ہیں۔ وجہی نے اسلامی روایت و عقائد کو ہندو دیو مالا کے ساتھ اس طرح شیر و شکر کر دیا ہے کہ دونوں یک رنگ سے ہو گئے ہیں۔

آدم کو خدا نے بنایا اور اس کے عناصر ترکیبی میں آگ، ہوا، پانی اور مٹی کا استعمال کیا۔ سورج چاند ستارے دائم گردش میں ہیں۔ دنیا مچھلی پر قائم ہے اور خدا کی بادشاہی مہ تا بہ ماہی ہے۔ دوسری دنیا میں یہاں سے دگنا، تین گنا سکھ ملے گا۔ اس لئے دن رات عبادت میں مصروف ہو جانا چاہئے۔ حضرت محمدؐ چودہ ملک کے سلطان ہیں اور حضرت علیؓ ان کے پردھان ہیں۔ آنحضورؐ سے پہلے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبر آئے تھے۔ حضرت مسیحؑ آنحضورؐ کے رازدار ہیں۔ جہاں رسولِ خداؐ پہنچے وہاں نہ عیسیٰؑ پہنچ سکتے ہیں اور نہ جبرئیلؑ۔ عرش کی کرسی آپؐ کا گھر ہے اور آسمان دروازہ۔ بادل آپؐ پر سایہ کئے رہتا تھا۔ آپؐ کے ننانوے نام ہیں اور آپؐ خدا کا سایہ ہیں۔ آپؐ کا نور کوہ طور پر سورج سے زیادہ آب تاب سے چمکا اور آپؐ کا نور دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بیہوش ہو گئے۔ آپؐ سب کی شفاعت کرانے والے ہیں۔ آپؐ براق پر سوار ہو کر معراج کے لئے روانہ ہوئے تو صرف حضرت علیؓ ہمراہ تھے۔ وجہی کہتا ہے کہ معراج کا راز محض انہی تینوں کو معلوم ہے۔ اگر کوئی حضرت علیؓ کا چاہنے والا نہیں تو وہ اس کے نطفۂ ناتحقیق ہونے کی نشانی ہے۔

256 علی کا محب نیں جکوی سچ توں جان
حرامی پنے کا وہی ہے نشان

حضرت سلیمان سے بڑھ کر کوئی قابل نہ تھا۔ راکشس، پری، دیو اور جنات کے وجود پر یقین کیا جاتا تھا۔ سانپوں کا شمار بھی اسی مخلوق میں ہوتا تھا۔ مافوق الفطرت اژدھے کی تصویر یہ ہے کہ آنکھیں مشعل کی طرح

جلتی ہوئیں، ناک سے شعلے نکلتے ہوئے۔ جسم ایک بڑی چٹان جیسا۔ مصیبت کے وقت حضرت علیؓ تائید کو پہنچتے ہیں۔ راکشس کی تصویر یہ ہے کہ آنکھیں کنوئیں جیسی گہری، سر تین اور ہاتھ چار۔ راکشس کے بال بل کھاتی ہوئی ناگنیں ہیں۔ نو ہاتھیوں کا فقط ناشتہ ہی کرتا ہے۔ مہم سر کرنے سے پہلے خدا اور رسول کے بعد حضرت علیؓ کا نام ضرور لیا جاتا تھا۔ مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی پڑھی جاتی تھی۔ فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔

راون جنگ میں نہایت شان و شوکت سے رہتا تھا۔ کرشن جی اپنی گوپیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے تھے۔

عام تصورات اور اخلاقی نظریات

قطب مشتری سے حیات و کائنات کے بارے میں قطب شاہی دور کے عام تصورات اور اخلاقی نظریات کے بارے میں بھی اچھی خاصی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وجہی کے خیال میں سورج چاند ستارے دائمی گردش میں ہیں لیکن زمین ساکت اور ٹھہری ہوئی ہے۔ زمینیں سات ہیں لیکن آسمان کہیں سات ہیں کہیں نو۔ اس کے علاوہ آسمان اور زمین دونوں معلق ہیں۔

عدم اور بقا حیات کی دو کیفیتیں ہیں۔ پاپ اور پُن انسانی عمل کے دو پہلو ہیں۔ دنیا دغا باز ہے اور بے وفا بھی۔ اس سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ البتہ خدا اور رسول سے دل لگانا ٹھیک ہے۔ نوکر صاحب کی خدمت سے پیارا ہوتا ہے۔ اسے خدمت میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ زندگی قدرت کا ایک قرضہ ہے۔ محبت کی شراب پینے والا ہمیشہ جیتا ہے۔ وجہی کے خیال میں ستارے اور چاند وقت صبح ڈوب نہیں جاتے بلکہ موجود ہوتے ہیں لیکن سورج کی چمک میں دکھائی نہیں دیتے۔ نویں آسمان سے اُدھر لامکاں ہے۔ پاتال زمین کا سب سے نچلا حصہ ہے۔ عدل کا تصور یہ ہے کہ باگ اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پئیں، مرغابی باز سے نہ ڈرے۔ سکندر کی قسمت اور خضرؑ کی حیات ضرب المثل ہیں۔ یوسفؑ کا حسن و جمال مشہور ہے۔ ہنس موتیاں کھاتا ہے۔ حکمت میں لقمان بے مثل تھا۔ شجاعت اور بہادری کا تصور یہ تھا کہ کوئی شخص باگ سے پنجے ملائے۔ جب ذرا زور کر کے چلے تو زمین کو اتنا دبائے کہ وہ گھٹنوں تک دب جائے۔ ایک ہاتھ سے مست ہاتھی کو پچھاڑ دے۔ دوستوں کی بے اعتباری کے تصوارت عام تھے۔

554 جتے اس زمانے منے یار ہیں
دغا باز عیباں چُنن ہار ہیں

حسن و جمال میں کرناٹک اور گجرات کا حسن بہت مشہور تھا۔ چین ما چین کے بتوں کے علاوہ بت فارسی بھی کافی مرغوب تھے۔ ایسی آنکھیں جن میں سرخ ڈورے ہوں زیادہ پسند کی جاتی تھیں۔ بنگال کا جادو اور مشک مشہور تھا۔ عورت کی پاکبازی کی علامت یہ تھی کہ اسے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو۔ حضرت داؤدؑ کی خوش الحانی ضرب المثل تھی۔ جبرئیلؑ کا مصلےٰ اور اسرافیلؑ کا سبحہ مشہور تھا۔ بوڑھوں کی سوجھ بوجھ اور تجربہ کاری کا احترام کیا جاتا تھا۔ مجاز اور حقیقت کے تصورات ملتے ہیں۔ خدا پر توکل کرنے والا کسی سے نہیں ڈرتا۔ بہادری میں رستم ضرب المثل ہے۔ مہدی اور دجال کا ذکر ملتا ہے۔ پریوں کے جال میں پھنس جانے کے بعد آدم زاد سلامت نہیں نکل سکتا۔ وجہی کے خیال میں انسان تمام مخلوقات میں افضل ہے۔

1214 ہمیں آدمی ہور پری ہے وو راست
پری تے مُرَوّت ہے ادمی میں زیاست

عورت میں شرم و حیا کا ہونا اس کی قدر بڑھاتا تھا۔ شرم و حیا عورت کا سنگھار سمجھا جاتا تھا۔ مومن مسلمان کے ایمان کا نشان بھی شرم تھی۔ کسی بات کا بھرپور یقین دلانے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارا جاتا تھا۔ اچانک بے ہوشی کو پری کی نظر کا باعث سمجھا جاتا تھا۔ بے ہوشی سے ہوش میں لانے کے لئے منتر کاری کے عمل کو مجرب سمجھا جاتا تھا۔

قطب مشتری قدیم اردو کا ایک ادبی شاہ کار ہی نہیں بلکہ قطب شاہی تہذیب و معاشرت کی ایک مستند دستاویز بھی ہے۔ اس کی قدر و قیمت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ وجہی نے اپنی مثنوی کو کہیں بھی ایک فرضی کارنامہ نہیں کہا۔ اسے حقیقی تصور کیا ہے اور اس طرح اس کے مندرجات کو حقیقت کا اعتبار دینے کی سعی کی ہے۔ قطب مشتری اپنے مندرجات کی روشنی میں قطب شاہی تہذیب و معاشرت کی نمائندہ ترجمان کہی جاسکتی ہے۔

قطب شاہی معاشرت میں عورت کا مقام

قطب مشتری کے تہذیبی مطالعے میں معاشرت کا ایک پہلو خصوصیت کے ساتھ توجہ طلب ہے۔ اس پہلو کا تعلق صرف قطب شاہیہ سے ہی نہیں بلکہ سرزمین کے اُس خطے سے ہے جو دکن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سرزمین کا یہ جغرافیائی حصہ وندھیا چل سے ورے کی تہذیب سے خاصا مختلف ہے۔ دکن کے باشندے ہندوستان کے اصل باشندے تھے جنہیں آریاؤں نے اپنی آمد کے نتیجے میں جنوب کو دھکیل دیا تھا اور اُن کے قبضہ جات اور دکن کے درمیان ایک غیر مُرئی تہذیبی خطِ فاصل قائم ہو گیا تھا۔ محمد بن تغلق نے 1325ء میں دیوگیر کو پائے تخت کی تبدیلی کے دو ہی برسوں بعد جب دہلی کو مراجعت کر لی تو اس کے اسباب صرف سیاسی ہی نہیں تھے بلکہ تہذیبی بھی تھے۔ وہ جس تہذیب کا پروردہ تھا، اُس کا تسلط دکن کی صدیوں سے قائم اور مستحکم تہذیب میں ممکن نہیں ہو سکا تھا۔ دونوں تہذیبوں میں ایک خلیج سی تھی کیوں کہ صدیوں سے استوار دکنی تمدّن کمزور نہیں تھا جو آریائی تمدّن کے سامنے سرنگوں ہو جاتا۔ اِس سچائی کا عرفان اُن امیرانِ صدّہ نے کر لیا تھا جو مقامی ماحول میں کئی دہوں سے بس گئے تھے اور اس کے تقاضوں کا بالمشافہ مشاہدہ کر سکتے تھے۔ وہ دہلی کی سلطنت کے نائب ضرور تھے لیکن یہ محسوس کرتے تھے کہ اُن کا اقتدار اُسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جب وہ تسلّط و اکراہ کے بجائے انضمام و امتزاج کی حکمتِ عملی اپنائیں۔ دہلی کا اقتدار اس پر کبھی راضی نہ ہو سکتا تھا، اس لئے انہوں نے اپنا سردار خود چُنا اور خود مختاری کا اعلان کرتے ہوئے 1347ء میں بہمنی سلطنت قائم کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے جنوبی ہند کے ہی تہذیبی عناصر کے امتزاج سے دکنی تمدّن کی تشکیل کی جس کی رواداری، کشادہ دلی اور بقائے باہمی کے رویّے کی مثبت قوت سے کوئی چار صدیوں تک بھرپور سکون و عافیت کے ساتھ حکومت کرتے رہے۔ مغلوں، مرہٹوں اور انگریزوں کی ریشہ دوانیوں نے اس سیاسی استحکام کا خاتمہ تو کر دیا لیکن دکنی تمدّن اس وقت بھی اپنے آپ کو ثابت و سالم رکھنے میں کامیاب رہا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم شمالی ہند کی اردو مثنویوں اور دکنی مثنویوں میں ایک بالکل ہی مختلف تہذیبی فضا دیکھتے ہیں۔ عورتوں کے سماجی مقام میں آفاقی امتیازی تفریق کے باوجود جنوبی ہند کا معاشرہ بہت کچھ عورت مرد کی مساوات کے تانے بانے سے بُنا گیا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دراوڑی سماج میں

متعدد فرقے مادر اساس تھے جس کی وجہ سے عورت نہ صرف یہ کہ مختار تھی بلکہ مرد کے شانہ بہ شانہ کاروبارِ حیات میں شریک تھی۔ فاتحین کا مذہب اس آزادی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ لیکن وہ یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ صنفی اختلاط کے اس معاشرے میں عورت کہیں زیادہ محفوظ ہے۔ اس لئے انہوں نے روشن خیالی کے ساتھ اپنی روایاتی ترجیحات بدل دیں اور سماج میں عورت کے مساوی درجے کو بسروچشم قبول کرلیا۔

یہ ہے وہ پس منظر جس میں دکنی داستانوں اور مثنویوں کی عورت خودمختار، مساوات کی فیض یافتہ اور معاشرے میں آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ محفوظ بھی ہے۔

قطب مشتری میں عورت کی یہ حیثیت نہایت فطری انداز میں پیش کی گئی ہے۔ مثنوی کی داستان میں عورت، ماں، اپنی مرضی کی مالک مہتاب پری، مہتاب پری کی بااختیار سہیلی سُلکھن، ایک خودمختار ملکۂ سلطنت شہزادی مشتری اور اس کی بااختیار دائی کے روپ میں نظر آتی ہے۔

جب محمد قلی محبت میں مبتلا ہوکر گوشہ نشین ہوجاتا ہے تو سلطانِ وقت ابراہیم قطب شاہ کے خیر خواہ نائبین اُسے اطلاع کردیتے ہیں کہ شہزادہ محمد قلی کی کیفیت مخدوش ہے۔ یہ بات سُن کر ابراہیم قلی قطب شاہ پہلے اپنی ملکہ کے پاس پہنچ کر اُسے اطلاع کرتا ہے اور اُسے ہمراہ لے کر شہزادے کی مزاج پُرسی کے لئے نکلتا ہے۔ وہ تنہا بھی جاسکتا تھا لیکن اُس نے خیریت طلبی سے پہلے بہ نفسِ نفیس ملکہ کو آگاہ کرنا اور پھر اُسے اپنے ہمراہ لے جانا ضروری سمجھا۔ اس سے شاہی آداب میں نہ صرف عورت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ عورت کی مساوی حیثیت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ بالآخر وہی شاہ کو راضی کرتی ہے کہ شہزادے کو مہم پر جانے دیا جائے۔

دورانِ سفر محمد قلی کے قافلے کا پہلا پڑاؤ مہتاب پری کی مملکت میں ہوتا ہے۔ شہزادی مہتاب پری ناکتخدا ہے اور اس کا باپ پریوں کی مملکت کا حاکم ہے۔ اپنے باپ کی فرماں بردار ہونے کے ساتھ ساتھ اُسے کسی اجنبی کو اپنا مہمان بنائے رکھنے کی آزادی حاصل ہے۔ چنانچہ وہ اپنی عزیز سہیلی کے ذریعے محمد قلی کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اس کے محل میں قیام کرے۔ شہزادے کی خوب آؤ بھگت کرتی ہے۔ اور کئی دنوں تک وہ اُس کی میزبانی کا لطف اُٹھاتا ہے۔ اس کا باپ اُس کے فیصلے میں مزاحم نہیں ہوتا۔ لیکن مہتاب بے مہار آزادی کی مالک نہیں ہے اور نہ اس کا ناجائز فائدہ اُٹھاتی ہے۔ وہ اپنی آزادی کی حدود پہچانتی ہے اور ان کا احترام کرتی ہے۔ محمد قلی رخصت ہونے لگتا ہے تو صاف کہتی ہے کہ تجھے دور تک پہنچانے آتی لیکن اپنے باپ کا پاس و لحاظ مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مُشتری ایک خود مختار ملکہ ہے اور اپنے فیصلوں کے لئے کسی کی محتاج نہیں۔ محبت کے پہلے حملے میں کچھ ڈگمگا سی جاتی ہے اور جذبے کی یلغار میں بے بس سی نظر آتی ہے جو یقیناً اس کی بشریت کا تقاضہ ہے۔ لیکن پھر وہ جلد ہی سنبھل جاتی ہے اور اس صورتِ حال کو قابو میں لانے کی تدبیر کرنے لگتی ہے۔ بظاہر اپنی دائی کی محتاج نظر آتی ہے لیکن جب شہزادہ قلی کی تصویر کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے عطارد کو بلا بھیجتی ہے تو دائی کو اپنے ساتھ نہیں رکھتی، آزادانہ فیصلے لیتی ہے۔ جب عطارد آتا ہے تو پہلے اس کے کمالِ فن کی تعریف کرتی ہے، پھر تجاہلِ عارفانہ کے انداز میں محمد قلی کے بارے میں معلومات حاصل کرتی ہے اور عطارد کو یہ اختیار سونپتی ہے کہ وہ اس مسئلے کا حل نکالے۔ اسی طرح جب محمد قلی اس کے سامنے یہ تجویز رکھتا ہے کہ وہ اُس کی رفیقۂ حیات بننے کی خواہشمند ہے تو مریخ سے اپنی بہن زہرہ کا بیاہ کر کے اُسے اپنی حکومت سونپ دے اور اُس کے ساتھ دکن چلی آئے تو پورے ہوش وحواس میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں یہی بہترین حل ہو سکتا ہے اور اُسے روبہ عمل لے آتی ہے۔ حکومت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ آسان نہیں تھا۔ لیکن وہ اپنی محبت کی خاطر یہ قربانی دینے پر تیار ہو جاتی ہے۔

''قطبِ مُشتری'' میں عورت کی حیثیت کہیں بھی انفعالی نہیں ہے۔ کسی مخصوص صورتِ حال میں وہ جذبات سے مغلوب ہو جاتی ہے لیکن بہکتی نہیں، اور جلد ہی اپنے جذبات پر قابو پا کر سوجھ بوجھ اور تدبّر کے ساتھ ایک صحیح فیصلے پر پہنچنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اُس کی سوچ شفاف ہے۔ وہ کسی آزمائشی صورتِ حال میں تذبذب اور غیر یقینی کی شکار نہیں ہوتی اور ایک نتیجے پر پہنچ جانے کے بعد اُس پر قائم رہتی ہے۔ اس کے عمل میں ایک واضح اعتماد جھلکتا ہے۔ باب ''تدبیرِ تسکینِ شہزادہ'' میں محمد قلی کو رجھانے کے لئے طلب کی گئی عورتیں پست اخلاقی کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ وہ اُن کا پیشہ ہے۔ لیکن اسے پورے معاشرے کے نسوانی اخلاق کا پیمانہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ معاشرہ صنعتی ہو یا جاگیرداری، عورت کا یہ رُخ ہر بھر پور معاشرے کی ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے اور اس سیاہ نقطے کے بغیر سماج کا سفید پردہ مکمل نہیں ہوتا۔

مجموعی طور پر ''قطبِ مُشتری'' میں عورت کے مرقعے ظاہر کرتے ہیں کہ قطب شاہی معاشرے میں عورت کی حیثیت انفعالی نہیں تھی۔ وہ اختیارات کی مالک تھی۔ اُسے سماج میں مساوی درجہ حاصل تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آزادی کی حدود بھی پہچانتی تھی اور ان کا احترام بھی کرتی تھی۔ قطب شاہی معاشرے نے عورت کو کمزور سمجھ کر اُسے رعایتوں اور تحفظات کے سُنہری حصار میں نہیں رکھا تھا بلکہ عورت کو

اس کی صلاحیتوں اور احساسِ ذمّہ داری کے سچّے عرفان کے ساتھ کارزارِ حیات میں کارفرمائی کے مساوی مواقع فراہم کردیئے تھے۔ قطب شاہی معاشرے نے عورت کو اس کا آبرومندانہ مقام عطا کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ عورت کا فعال کردار ایک متوازن اور صحت مند معاشرے کے قیام کے لئے ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

حب الوطنی

قطب مشتری میں حب الوطنی کے جو مرقع ہیں بڑی قدر و قیمت کے حاصل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ قدیم اردو ادب میں حب الوطنی کی اولین مثال وجہی کی قطب مشتری میں ملتی ہے اور اپنے جذبے کی صداقت، زورِ بیان اور خوبصورت ادبی اظہار کے باعث بے مثل کہی جاسکتی ہے۔ اس مرقع میں مٹی کی بوباس ہے اور سرزمین کو ہم سے اور ہم کو سرزمین سے ماں اور بچے کی طرح قریب اور عزیز کردیتی ہے۔ ہماری ادبی تاریخ کی اس روایت کا آغاز کس قدر فطری اور سچا تھا لیکن ولی کے جانشینوں نے اصلاحِ زبان کے پردے میں ہماری ادبی اور وطنی وفاداریوں کو بالالتزام عرب و ایران کے تابع کردیا اور انہیں اس قدر قوت عطا کردی کہ نظیر اکبرآبادی...... جیسے عاشق وطن کو بھی عرصہ دراز تک وطن میں اجنبی کردیا۔ لیکن دیکھنا ہے کہ وجہی حب الوطنی کا ترانہ کیسے گارہا ہے۔

مشتری سے ملاقات کے بعد محمد قلی اسے دکھن چلنے کی تجویز پیش کرتا ہے اور اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ

"اے محبوب! اب تیار ہوجا کہ دکھن کو چلیں گے...........!

"سارے جہاں میں دکھن جیسا دیار نہیں ہے۔ عالموں فاضلوں کا مرزبوم ہے۔ اگر سارے جہاں کو انگوٹھی فرض کرلیا جائے تو دکھن اس کا نگینہ ہے۔ اور یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ انگوٹھی کو حرمت اس میں جڑے ہوئے نگینے سے ملتی ہے۔ بلکہ ملک دکھن کو عجیب شان حاصل ہے کہ دنیا کے تمام ملک اگر سر ہیں تو دکھن تاج ہے۔ میری محبوب! اگر تو دکھن کو ایک بار دیکھ لے تو اپنے بنگالے کو فراموش کردے گی۔ یوں تو دکھن کا علاقہ بے حد وسیع ہیں لیکن اس کا خلاصہ اگر کسی کو کہا جاسکتا ہے تو وہ تلنگانہ ہے۔

1905 دکھن ملک بھو تیچ خاصا اہے
تلنگانہ اُس کا خلاصہ اہے

اگر تو میرے ساتھ آنے پر راضی ہے تو بنگالے سے رخصت ہونے کا ارادہ کر لے۔ میری محبوب! یہ کیا ملک ہے جس کی تو گرویدہ ہے۔ تو اگر دکھن آنے پر رضامند ہو جائے تو بنگالے جیسے ہزاروں شہر تیری نذر کردوں گا! ملک دکھن کی خوبی کیا کہوں! وہاں کا تو گاؤں گاؤں اس شہر سے کہیں زیادہ بارونق اور خوبصورت ہے۔

حب الوطنی کا یہ والہانہ اظہار خود محمد قلی کی زبانی سنئے۔

1901 دکھن سا نہیں ٹھار سینسار میں
پنچ فاضلاں کا ہے اُس ٹھار میں
1902 دکھن ہے نگینا انگوٹھی ہے جگ
انگوٹھی کوں حرمت نگینا ہے لگ
1903 دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے
کہ سب ملک سر، ہور دکھن تاج ہے
1904 دکھن کوں جو دیکھے گی اے نار توں
نہ کرسی کدھیں یاد بنگالے کوں
1905 دکھن ملک بھوتیچ خاصا اہے
تِلنگانہ اُس کا خلاصہ اہے
1911 اگر آنے منگتی ہے توں میرے سات
تو یو شہر سٹ، ہور سُن میری بات
1912 یو کیا ہے مُلک جو تجے بھاوتا
یو کیا ہے جو خاطر تیری آوتا

1913 تجھ میں وہاں دیوں گا ہاں، اے نار
سو اِس دھات کے شہر ہزاراں ہزار
1914 دکھن مُلک وو کچھ عجب ٹھانوں ہے
دکھن میں سو ایسا ہر ایک گانوں ہے

اس بے پناہ حبِ وطن کے چند پہلو خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔

ا) وجہی کی نظر میں ایک وطن کی قدر و قیمت اس کے باشندوں سے متعین ہوتی ہے۔ محض اس کے قدرتی وسائل اور آب و ہوا سے نہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ سارے جہاں میں دکن جیسی جگہ نہیں ہے تو اس خصوص میں وہ خاص طور پر اُسے 'فاضلاں' کا مرز بوم بتاتا ہے جن میں فن کار، ہنر مند، شاعر وادیب، عالم وفاضل، دینی عالم، صوفیا، معاشرے کی خوشحالی میں مصروف و منہمک ماہرین بھی شامل ہیں۔ فاضلوں کا وہ گروہ جو وطن کی تمدنی اور معاشرتی ترقیوں اور استحکام کی صورت گری کر رہا ہے اور جس کی توجہ و کارگزاری کے نتیجے میں ملک دکھن انگوٹھی کا نگینہ اور سر کا تاج بن کر ایک خصوصی تہذیبی پہچان حاصل کر چکا ہے۔

۲) وطن پرستی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وطن اپنی تمام تر آسائشوں اور تکلیفوں کے باوجود ہمیں عزیز ہے۔ خاکِ وطن سے بے پناہ محبت اس کے تکلیف دہ پہلوؤں پر غالب آجاتی ہے۔ لیکن بیرون وطن لوگ ممکن ہے کہ اہل وطن کے انہیں احساسات میں شریک نہ ہوں۔ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دیکھیں گے۔ لیکن اگر وطن میں ایسی خوشحالی ہو کہ بیرونِ وطن باشندے بھی اس کی خوشحالی میں حصہ پالیں تو پھر ان کے اور اہل وطن کے احساسات میں فرق نہ ہوگا اور وہ غالباً اپنے اصلی وطن سے اس وطن کو کہیں بہتر سمجھیں۔

محمد قلی جب مشتری کے سامنے اپنے وطن کی تعریف کر رہا ہے تو اسے یقین ہے کہ مشتری قطب شاہیہ کی خوشحالی کے باعث اس کی حب الوطنی میں شریک ہو جائے گی۔ اس کی طرف بلیغ اشارہ یہی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ تو اگر دکھن کو دیکھ لے گی تو اس کی رونق، خوشحالی اور خوبصورتی کی وجہ سے اپنے وطن کو کبھی یاد نہیں کرے گی۔

۳) داستانوں میں شہزادے کا کسی شہزادی کو پالینے کے بعد "ہنسی خوشی" رہنے لگنا اتنا عام واقعہ ہے کہ شہزادی کو رجھانے کے لئے شہزادے کو کبھی اپنے ملک کی تعریف کرنا ضروری نہیں محسوس ہوا۔ مشتری تو ویسے ہی بے تاب تھی اور اپنے محبوب کے وطن جانے کے لئے اسے کسی ترغیب کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر

حب الوطنی کا ایک باب شامل مثنوی کرنے کا جواز کیا ہے؟ یہ وجہی کی اپنی اُپج ہے یا وہ کسی کی فرمائش کی تعمیل کر رہا تھا؟ رقاصہ بھاگ متی سے محمد قلی قطب شاہ کی داستانِ محبت کی روایت خاصی عام ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے قطب مشتری کے مقدمے میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ ''کتاب سے اس کا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا۔'' اس ضمن میں ابوالقاسم فرشتہ کے اس بیان کو ملحوظ رکھئے کہ محمد قلی قطب شاہ نے حیدر آباد شہر بسایا تو اس کا پہلا نام ''بھاگ نگر'' رکھا تھا۔ بھاگ متی چوں کہ ادنیٰ طبقے سے تعلق رکھتی تھی، اس لئے شہر کے نام کے بارے میں عوامی ردِّ عمل ناخوش گوار ثابت ہوا۔ اور محمد قلی نے پشیمان ہوکر یہ حل نکالا کہ بھاگ متی کو حیدر محل کا خطاب عطا کیا اور شہر کا نام بھاگ نگر سے بدل کر حیدر آباد رکھ دیا۔ اس پس منظر میں محمد قلی کے اس وعدے کی معنویت کس قدر روشن ہو جاتی ہے جب وہ کہتا ہے کہ

1913 تجے میں دہاں دیوں گا ہاں ! اے نار!
سو اس دھات کے شہر ہزاراں ہزار

یعنی حب الوطنی کی تان اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ وہ محبوب کے نام پر بسائے ہوئے شہر کے جواز کے لئے پس منظر فراہم کرے۔ میرا خیال ہے کہ محمد قلی اور بھاگ متی کی داستان عشق کا اس سے زیادہ واضح قرینہ اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ [1]

---

[1] عالمِ بے بدل، گرامی قدر مورخ، ماہر دکنیات و ماہر آثار قدیمہ، پروفیسر محمد ضیاء الدین شکیب صاحب، پروفیسر تاریخ، لندن یونیورسٹی سے اس مشہور روایت کے بارے میں وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ بھاگ نگر کا بوجوہ حیدر آباد بن جانا محلِ نظر ہے۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ بھاگ نگر ایک الگ ہی بستی تھی جو حیدر آباد کے موجودہ علاقے 'یاقوت پورہ' کے آس پاس بسائی گئی تھی۔ ملکیت کی ایک قدیم دستاویز آپ کی دیکھی ہوئی ہے جس پر قاضی ظہیر الدین، قاضی معسکر، بھاگ نگر کی مہر ثبت ہے۔ یہ دستاویز سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد کی ہے جس سے بھاگ نگر کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اس وقت تک چار مینار کو بنے ہوئے عرصہ گزر چکا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شہر حیدر آباد اس بستی کے کئی سال بعد بسایا گیا۔ مجھے آپ کا نظریہ معقولیت پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ 988ھ میں تخت نشین ہوا۔ اب وہ خود مختار تھا۔ اُس نے اپنی محبوب کی اصلی قیام گاہ کو ترقی دی یا اُس کے قریب ایک نئی بستی بسائی اور اُسے 'بھاگ نگر' موسوم کر کے اپنی محبت کا تحفہ دیا۔ شکیب صاحب کا یہ بیان بھی ہے کہ ابوالفضل نے جالنہ میں اپنے قیام کے دوران جو خطوط لکھے تھے وہ ''طباشیر صبح'' کے نام سے مرتب ہو چکے ہیں اور وہ ان میں نام کے ساتھ بھاگ متی اور شہزادہ قلی کے عشق کا حوالہ دیتا ہے۔ اس سے بھی بھاگ متی کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ یہ خیال رہے کہ شہر حیدر آباد کی تاسیس محمد قلی قطب شاہ کی تخت نشینی کے کوئی

بارہ سال بعد عمل میں آئی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ پائے تخت گولکنڈہ میں مکانیت کی گنجائش ختم سی ہوگئی تھی اور ایک نئے شہر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ وجہیؔ نے اپنے دیوان میں ایک جگہ اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

تنگ آمدہ از خانہ ہمہ شہر وجہی

جوں جانوراں کلبہ بہ صحرائے زخس بست

غیر آباد جگہ جب تک بستی نہ بن جائے، صحرا ہی تو ہوتی ہے۔ چنانچہ حیدرآباد کی تاسیس کے اسباب الگ تھے اور بھاگ نگر کے بسائے جانے کے اسباب الگ۔ حیدرآباد کی وجہ تسمیہ، میرے خیال میں محمد قلی کی حضرت علیؓ سے عقیدت کی وجہ سے ہے نہ کہ بھاگ متی کو دیئے جانے والے خطاب کی وجہ سے جس کی کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں۔ دکن کی خودمختار سلطنتیں مغل اقتدار کی نظر میں بری طرح کھٹکتی تھیں۔ چنانچہ حریفان عیب جو کو بہانہ ہاتھ آیا۔ انہوں نے جان بوجھ کر دو الگ الگ حقیقتوں کو گڈمڈ کیا اور محمد قلی کی رسوائی کے درپے ہوئے۔ مورخ ابوالقاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس افواہ بازی کو اور ہوا دی۔

تیسرا باب

قُطُب مُشتری

تحسین و تخمین

• قدر پیمائی

مثنوی قطب مشتری ایک داستان ہے۔ اردو میں داستانوں کا ایک متعین تصور رہا ہے اور کسی بھی داستان کا مطالعہ اسی مخصوص چوکھٹے میں کیا جاتا رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ داستان میں فوق فطری عناصر ہوں، مقامات غیر معروف ہوں، اور واقعات محیّر العقول ہوں۔ کردار یک رُخے اور فوق انسانی ہوں، پلاٹ ڈھیلا ڈھالا ہو وغیرہ۔ داستانوں کی قدر و قیمت کا تعین بھی انہی پیمانوں سے کیا جاتا رہا ہے۔ داستانوں کی ادبی قدر و قیمت میں اس کے اسلوب اور کہیں کہیں عہد کی عکاسی کو بھی پیمانہ بنایا گیا ہے۔ داستانوں کی عصری معنویت ایک دوراز کار مفروضے سے زیادہ نہیں رہی ہے۔

مثنوی قطب مشتری مذکورہ پیمانوں میں سے اکثر کو قبول نہیں کرتی۔ اس میں عام داستانی تقاضوں سے اکثر جگہ گریز ملتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر داستانوں کے تناظر میں، اس میں آفاقیت کے عناصر اور عصری معنویت کے پہلو بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ قطب مشتری کی قدر و قیمت کے تعین میں بعض نئے پیمانوں کا اضافہ ناگزیر ہے۔

اس باب میں تازہ نگاہی کے ساتھ قطب مشتری کی قدر و قیمت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ اس کے وہ پہلو نمایاں ہوسکیں جن کے لیے رائج پیمانے ناکافی سے معلوم ہوتے ہیں۔

قطب مشتری کا پلاٹ

مثنوی قطب مشتری کے پلاٹ کا مطالعہ کرنے سے پہلے دکن میں مثنوی نگاری کا پس منظر نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ دکن میں مثنوی نگاری کی مقبول روایت یہ تھی کہ دکنی کے شعرا عام طور پر فارسی کی مشہور مثنویوں کی طرف رجوع ہوتے اور ان کی باز گوئی دکنی میں کر دیا کرتے تھے۔ وجہی سے پہلے احمد گجراتی نے دکنی میں مثنوی یوسف زلیخا اور لیلیٰ مجنوں پیش کردی تھی۔ اس کے بعد بھی سیف الملوک و بدیع الجمال، قصہ ء بے نظیر، طوطی نامہ، بہرام و حسن بانو، پھول بن وغیرہ مثنویاں فارسی مثنویوں سے ہی اخذ کی جاتی رہیں۔ کبھی مشہور ہندوستانی قصوں کو بھی دکنی روپ میں پیش کیا جاتا رہا جیسے کدم راؤ پدم راؤ، گلشنِ عشق، چندر بدن ماہیار، مینا ستونتی وغیرہ۔ لیکن وجہی نے اپنی مثنوی کا جوتانا بانا تیار کیا وہ کسی مشہور فارسی یا ہندوستانی قصے سے مستعار نہیں تھا۔ یعنی اس نے قطب مشتری کے لئے کسی اور مثنوی یا باقاعدہ قصے کو اپنا ماخذ نہیں بنایا۔ یہ دکن کی پہلی طبع زاد مثنوی تھی۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وجہی نے مثنوی قطب مشتری میں جو قصہ بیان کیا ہے وہ یکسر اُس کی اُپج ہے۔ عام قیاس یہ ہے کہ اس کے اپنے عہد کے ایک عشقیہ واقعے سے اسے تحریک ملی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے تحریک دلائی گئی ہو۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے جب یہ مثنوی شائع کی تو اس کے دیباچہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

> ''ایک قیاس اس مثنوی کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس میں در پردہ سلطان محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کے مشہور عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ وہ واقعہ بھی عالمِ شہزادگی کا ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو۔ لیکن کتاب سے اس کا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا۔''

یہ معلوم نہیں کہ جب کوئی شاعر یا ادیب کسی واقعے سے تحریک پا کر اپنی کوئی تخلیق پیش کرتا ہے تو اس کے ''قرینے'' کی نوعیت کیا ہونی چاہئے اور وہ اس کا اعلان کیسے کرے۔ یہ مثنوی اس اعتبار سے ایک نادر حیثیت کی حامل ہے کہ وجہی سلطانِ وقت محمد قلی قطب شاہ کو اس کے حقیقی نام کے ساتھ ایک عشقیہ قصے کا ہیرو بنا کر پیش کر رہا ہے۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ معنی خیز قرینہ تو اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ سے منسوب قصے کی شہرت کو نظر میں رکھا جائے اور یہ بھی کہ

مثنوی کی تصنیف کے وقت سلطان بقیدِ حیات تھا اور اس کے بعد دو سال تک زندہ رہا تو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا کہ مثنوی غالباً سلطان محمد قلی کی خواہش کی تعمیل میں لکھی گئی کیوں کہ وہ اپنے سہانے دنوں کو بصورتِ یادگار محفوظ کر لینا چاہتا تھا۔ ملوکیت کے دور میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی شاعر اتنا خود مختار ہو کہ سلطانِ وقت کی مرضی کے بغیر اُس کے اصل نام کے ساتھ اُس کی داستانِ عشق لکھنے کی جسارت کرے۔

مشہور واقعہ فقط اتنا ہے کہ شہزادہ محمد قلی نے شہر حیدر آباد کے مضافات میں واقع موضع چچلم کی رقاصہ بھاگ متی کے عشق میں رودِ موسی کی طغیانی کی بھی پرواہ نہیں کی اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈال کر صاف نکال لے گیا۔ مؤرخ فرشتہ کی روایت ہے کہ حیدر آباد شہر اسی رقاصہ بھاگ متی کے خطاب حیدر محل کے نام پر بسایا گیا۔[1]

یوں دیکھئے تو وجہی کے سامنے کوئی قصہ تھا ہی نہیں۔ چنانچہ اس کے لئے اسے اپنے زمانے کی داستانوں کے مروج و معروف چوکھٹے میں شہزادہ محمد قلی کے علاوہ بہت سے کردار گھڑنے پڑے اور پلاٹ بھی بنانا پڑا۔ داستانی تقاضوں کے مطابق اس نے محمد قلی کے کردار کو ابھارنے کے لئے اس کی بہادری کے کارناموں، رکاوٹوں اور تدبیروں کی گنجائش نکال لی۔ داستانی تقاضوں ہی کے ضمن میں مریخ کے عشق کا ایک ذیلی قصہ بھی شامل کر دیا۔

مثنوی کا پلاٹ یہ ہے۔

بڑی آرزوؤں کے بعد ابراہیم قطب شاہ کے ہاں شہزادہ محمد قلی پیدا ہوتا ہے۔ نوجوانی میں ایک مجلس طرب کے دوران خواب میں ایک شہزادی کو دیکھ کر دل دے بیٹھتا ہے۔ پھر والدین سے اجازت لے کر عطارد نامی ایک مشیر کے ساتھ جو مصوِر ہے، اس کی تلاش میں نکلتا ہے۔ راستے میں ایک اژدہے

---

[1] شہزادہ محمد قلی کے رودِ موسیٰ کی طغیانی میں گھوڑا ڈال دینے کی مشہور روایت خاصی کم زور ہے کیوں کہ شہزادے کی اس مہم جوئی کے نتیجے میں جس پُل کی تعمیر کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ پُل منتخب التواریخ کے مصنف ملا عبدالقادر بدایونی کے بیان کے مطابق ۹۷۳ھ م 1565ء میں نظام الدین گیلانی نے تعمیر کیا تھا اور یہی سال محمد قلی کی پیدائش کا سال ہے۔ لیکن اس سے محمد قلی اور بھاگ متی کے عشق کی نفی نہیں ہوتی۔

کا مقابلہ کرتا ہے۔ پھر ایک قلعہ میں ایک دیو کو پچھاڑتا ہے۔ یہاں ایک ہم پیشہ مریخ خاں سے ملاقات ہو جاتی ہے جو مشتری کی بہن زہرہ کو حاصل کرنے نکلا ہے۔ راستے میں مہتاب پری کے ہاں کچھ عرصہ قیام کرتا ہے۔ اس موقعے کا فائدہ اُٹھا کر اُس کا مشیر عطارد بنگالہ کو روانہ ہو جاتا ہے۔ بنگالہ میں مشتری کے دربار میں مصوری کے ذریعے رسائی حاصل کرتا ہے اور ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ مشتری شہزادہ محمد قلی کی محبت میں مبتلا ہو جائے۔ اس مقصد میں کامیابی کے بعد محمد قلی کو مژدہ بھیجتا ہے کہ مشتری مطلوب سے طالب بن گئی ہے۔ وہ جلد از جلد بنگالہ پہنچے۔ محمد قلی مہتاب پری سے رخصت ہو کر بنگالہ پہنچتا ہے۔ محمد قلی اور مشتری دونوں اپنا اپنا مقصود حاصل کر لیتے ہیں۔ مریخ بھی زہرہ کو پالیتا ہے۔ دونوں کو بنگالہ کی حکومت سونپ کر شہزادہ محمد قلی اور مشتری دکن آتے ہیں۔ تخت و تاج سنبھالتے ہیں اور ہنسی خوشی بسر کرتے ہیں۔

قطب مشتری کے پلاٹ میں آغاز، عروج اور انجام کے ضروری اجزاء کے علاوہ مکمل ربط بھی نظر آتا ہے۔ پلاٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وجہی نے پہلے بڑی توجہ سے پلاٹ تیار کیا اور پلاٹ کی تیاری کے بعد ہی داستان لکھنی شروع کی۔

وجہی کی پلاٹ سازی کی بازیافت کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے۔

۱۔ منتوں مرادوں کے بعد شہزادہ محمد قلی کی پیدائش۔ اُٹھتی جوانی میں خواب میں ایک حسینہ کا دیدار۔ اُسے دل دے بیٹھنا۔

۲۔ جستجو کرنا کہ خواب کی حسینہ کا وجود حقیقت میں ہے یا وہ محض خیالی پیکر ہے۔

۳۔ مصور عطارد کے ذریعے علم ہونا کہ حسینہ کا وجود حقیقی ہے۔ نام مشتری ہے اور بنگالہ کی فرماں روا ہے۔ اس کی ایک بہن زہرہ ہے۔

۴۔ مشتری کے حصول کا عزم۔ عطارد کی قیادت میں مہم پر روانگی۔ دورانِ سفر اژدہے اور دیو کا معرکہ۔ ہم پیشہ مریخ کو دیو کی قید سے رہائی دلانا۔

۵۔ مہتاب پری کا محمد قلی کو روک لینا۔

۶۔ موقع دیکھ کر عطارد کا بنگالہ پہنچنا۔ ایک اعلیٰ مصوِر کی حیثیت سے مشتری تک رسائی حاصل کرنا۔ محل کی نقاشی کا کام قبول کرنا اور ایک موزوں مقام پر محمد قلی کی تصویر بنا دینا

۷۔ تصویر کو دیکھ کر مشتری کا دل دے بیٹھنا۔ عطارد سے احوال دریافت کرنا۔ محمد قلی کو بلانے کی تجویز

۷۔ اطلاع ملنے پر محمد قلی کا بنگالہ پہنچنا۔ ملاقاتِ عاشق و معشوق۔ نقطۂ عروج۔

۸۔ زہرہ کا مریخ سے بیاہ۔ مریخ کو بنگالہ کی حکومت تفویض

۹۔ محمد قلی اور مشتری کا دکن پہنچنا۔ بعد از بیاہ تخت نشینی۔ انجام بخیر۔

یہ ایک باقاعدہ پلاٹ ہے جس میں تمام واقعات فطری ترتیب کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ واقعات کی ترتیب، مناسب وقت پر کرداروں کا داخلہ، ایک واقعے کا دوسرے واقعے سے ربط و تسلسل، اسباب و علل کے نتیجے میں واقعات کا نقطۂ عروج پر پہنچنا اور پورے ٹھہراؤ اور فطری رفتار کے ساتھ انجام پر پہنچنا، یہ سب اجزا ایک خاص سلیقے کے ساتھ مرتب ہوئے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس پلاٹ میں قصے کی تعمیر کس نہج پر عمل میں آئی ہے۔

محمد قلی کی پیدائش، تربیت، مجلسِ طرب، خواب میں محبوب کا دیدار، ماں باپ کی ایما پر حسینانِ عالم کا اجتماع، عطارد کے ساتھ گفتگو، ماں باپ سے سفر کی اجازت اور سفر پر نکلنے تک کے واقعات ایک خاص فنی تہذیب کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی تعمیر میں کسی افراط و تفریط کا احساس نہیں ہوتا۔ بیجا طول بیانی یا موضوع سے گریز کی صورت بھی نظر نہیں آتی۔

قصے میں عطارد کا داخلہ کئی جہتوں کا حامل ہے۔ اس کی جگہ اگر کوئی سیاح، درویش یا تاجر ہوتا تو مشتری کی نشان دہی کرنے کے بعد اس کی ضرورت ختم ہو جاتی۔ عطارد کے انتخاب میں یہ حکمت تھی کہ وہ جہاں گرد ہے اور مُصوِّر رہے۔ اس سے قصے کی دو ضرورتیں پوری ہوئیں۔ پہلا، مُصوِّری کے فن کی وجہ سے مشتری کی شناخت کا ذریعہ بنے پھر اسی مصوِّری کے وسیلے سے مشتری تک رسائی حاصل کرے۔ دوسرا، صحیح مشورے دے سکے اور جہاں بانی کے تجربات کی وجہ سے حصول محبوب کے سفر میں قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے۔ وجہی کے ذہن میں قصے کی جو ترتیب تھی اس میں اس کارکردگی کے لئے عطارد کا متبادل کوئی دوسرا کردار ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ وجہی نے بہت سوچ سمجھ کر قصے کی ضرورتوں کے مطابق اس کا کردار تجویز کیا۔

پلاٹ میں دو موڑ بہت اہم تھے۔ پہلا موڑ یہ تھا کہ محمد قلی اپنے وقار اور مرتبے کو قائم رکھتے ہوئے مشتری کو حاصل کرے۔ اگر وہ براہِ راست مشتری کے منہ پر اُس سے اظہارِ عشق کرتا تو کیا یقین تھا کہ مشتری اُسے منظور کر ہی لیتی۔ مشتری کے حصول کے لئے ایسی تدبیر کرنی تھی جس کی کامیابی کا سو فیصد یقین ہو۔ اس کے لئے وجہی نے عطارد کے کردار کو فرض شناسی، حُسنِ تدبیر، فراست، دور اندیشی، منصوبہ سازی اور طلاقتِ لسانی جیسی صفات سے متصف کیا کہ نتیجہ خیز لائحۂ عمل تیار کرے اور اپنی تدبیر سے طالب کو مطلوب بنا

دے۔ دوسرا موڑ یہ تھا کہ مشتری کوئی شہزادی نہیں بلکہ خود فرماں روا تھی۔ محمد قلی کے ساتھ دکن چلے آنے کی صورت میں اُس کی ناکتخدا بہن زہرہ وارث ہوتی جو حکومت کا بوجھ سنبھالنے کی اہل نہیں تھی۔ وجہی نے اسی موقع کے لئے مریخ کا کردار خلق کیا جو دورانِ سفر محض اتفاق سے شہزادہ محمد قلی سے ملتا ہے اور اس کا ہم سفر بن کر بنگالہ پہنچتا ہے۔ اس کے بعد اس کا بیاہ زہرہ سے کرادیتا ہے تا کہ بنگالہ کی فرماں روائی بدستور باقی رہے۔

یہ حکمت سے بعید تھا کہ محمد قلی خود بنگالہ پہنچ جائے اور مشتری کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بنگالہ میں محمد قلی کی آمد سے پہلے، اُس کے حق میں فضا سازگار کرنا ضروری تھا۔ سو وجہی نے اس کے لئے مہتاب پری سے مڈبھیڑ اور اس کے ہاں محمد قلی کے قیام کی گنجائش نکالی تا کہ اس عرصے میں عطارد کو سکون و اطمینان کے ساتھ مشتری کو ہموار کرنے کا وقت میسر آ سکے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی نے قطب مشتری کا پلاٹ نہایت سوجھ بوجھ کے ساتھ تیار کیا اور پھر داستان رقم کرنی شروع کی۔

داستانوں میں پلاٹ عموماً ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے۔ داستان کے قصے کی پیشگی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔ داستان، داستان گو کی طبعی اُپج اور جودتِ طبع کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ بروقت جو سوجھ جائے سو سوجھ جائے۔ واقعات میں اسباب و علل کا رشتہ موہوم سا ہوتا ہے اور داستان کے سامع کو حیرت زا واقعات سے سروکار۔ اُسے داستان گو سے ایسے کوئی فنی تقاضے بھی نہیں ہوتے۔ داستان گو قلم برداشتہ لکھتا ہے، بلکہ کلام برداشتہ قصہ سناتا ہے۔ اس لئے پلاٹ کی تدبیر سازی کی طرف اس کا دھیان نہیں جاتا۔ داستان گو کا اصل سروکار قصہ گوئی ہے۔ قصے میں نظم وضبط اور فنی منصوبہ بندی سے اُسے بہت کم علاقہ ہوتا ہے۔ اس پس منظر میں وجہی نے جس توجہ اور دروبست کے ساتھ قطب مشتری کے پلاٹ کی تعمیر کی ہے اور اسباب و علل کے فطری بہاؤ کے ساتھ اُن کے تلازمات قائم کئے ہیں، وہ اس کے شعورِ فن کا ثبوت ہیں اور اس کے ادبی مرتبے کو بلند کر دیتے ہیں۔

پلاٹ میں دو تین موقعے ایسے ہیں جن پر وجہی نے مزید توجہ دی ہوتی تو اُس کی قوتِ تدبیر کا اور گہرا نقش قائم ہو سکتا تھا۔ پہلا موقع وہ ہے جب محمد قلی کے پاس مہتاب کی میزبانی کا پیغام پہنچتا ہے۔ وہ کچھ پس و پیش کے بعد اسے قبول کر لیتا ہے۔ دونوں ملتے ہیں تو اس انداز میں جس انداز میں بلقیس اور سلیمان کی ملاقات ہوئی تھی۔

1229 سو اُس ساتھ مل یوں وو شہ جان اچھے
کہ بلقیس سوں جیوں سلیمان اچھے

باتیں ہونے لگتی ہیں۔ مہتاب کا ہوش رُبا حُسن سامنے ہے۔ محمد قلی آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے پئے جا رہے ہیں۔

1246 شفق رنگ رکسوت سو اُس مہ کوں تھا
بڑا حظ اُسے دیکھنا شہ کوں تھا

اور وہ مرحلہ آ پہنچتا ہے کہ

1250 محبت لگی دونوں میں آئے کر
رہے دونوں یک ٹھار جیو لائے کر

اس مرحلے پر وجہی کو خیال آتا ہے کہ شہزادہ تو مشتری کو حاصل کرنے نکلا ہے۔ مہتاب سے اس کا لگاؤ قصے کے مقصد ہی کو فوت کر دے گا۔ چنانچہ فوراً ہی اگلی بیت میں کہتا ہے:

1251 پری ماہتاب ہور قطب شہ سجان
اَپس میں اَپے کہہ لئے بھائی بھان

حقیقت یہ ہے کہ وجہی رَو میں محمد قلی کے حقیقی عاشقانہ مزاج کی سچّی ترجمانی کر بیٹھا تھا۔ اپنے آقا کے شب و روز اس کے دیکھے ہوئے تھے۔ پھر اچانک اُسے یہ احساس ہو گیا کہ اس طرح محمد قلی کی وفا شعاری پر حرف آئے گا۔ اس لئے فوراً دونوں کو بھائی بہن بنا بیٹھا۔ لیکن یہ تلافی جس بھونڈے انداز میں ہوئی ہے، اُس سے وہ محمد قلی کے اصل کردار پر پردہ ڈالنے میں ناکام رہا ہے۔

محمد قلی اور مہتاب کے بھائی بہن بن جانے کا کوئی سیاق ہی نہیں تھا۔ اتفاق سے ایسا ہو جاتا تو پلاٹ کا کتنا اہم موڑ ہوتا۔ دونوں کرداروں میں اچانک کوئی جذباتی تغیر ہوتا۔ کوئی احساس محرومی کے کرب سے دو چار ہوتا اور کوئی ضمیر کی ملامت کا نشانہ بنتا۔ بہر حال کسی ذہنی جھٹکے کا مقام تھا۔ لیکن ایسا نہیں

ہوتا۔اس طرح پلاٹ میں دلچسپی بھرنے کا ایک اچھا موقع ہاتھ سے نکل گیا۔[1]

اس کے علاوہ پری مہتاب اور شہزادہ محمد قلی کے درمیان تعلقات کے دوسرے زاویے بھی پیدا کئے جاسکتے تھے جن سے مثنوی کی تہ داری میں اضافہ ممکن تھا۔محمد قلی نے عطارد کو زمین ہموار کرنے کے لئے بنگالہ روانہ کر دیا ہے اور خود مہتاب کے پاس ٹھہر گیا ہے۔کم از کم مہتاب کے دل میں کسک پیدا ہو چلی ہے۔لیکن محمد قلی کے دل و دماغ پر مشتری چھائی ہوئی ہے۔عطارد سے خبر ملتے ہی محمد قلی اچانک رخصت ہو جاتا ہے۔مہتاب پری ہے۔بااختیار ہے۔کچھ بھی کر سکتی ہے۔لیکن کچھ بھی نہیں کرتی۔وجہی کا مقصد یہ تھا کہ مشتری کے پاس کسی طرح شہزادہ محمد قلی سے پہلے عطارد کو بھیج دے۔اس کے لئے اس نے مہتاب کے پاس محمد قلی کے قیام کی گنجائش تو نکال لی مگر اس سچویشن میں دل چسپی کے جو امکانات بھرے ہوئے تھے وہ ان کا فن کارانہ استعمال نہیں کر سکا۔

مہتاب، زندہ وجود رکھنے کے باوجود ایک فاضل پرزہ بن کر رہ گئی ہے۔اس موقع پر مہتاب ہوتی یا محمد قلی کو کوئی دیو قید کر لیتا، اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔وجہی کا مقصد بہر حال پورا ہو جاتا۔لیکن جب اس نے مہتاب کو فوقیت دی تھی تو کش مکش کی کوئی ایسی صورت حال پیدا کرتا کہ مہتاب کا کردار چمک جاتا۔

دوسرا موقع وہ ہے جس میں راکشس کے قیدی مریخ سے محمد قلی کی ملاقات ہوتی ہے۔محمد قلی جب مریخ سے اس کا احوال پوچھتا ہے تو وہ بتاتا ہے کہ وہ حلب کے شاہ سرطان کے وزیر اسد خان کا فرزند ہے۔خواب میں ایک معشوق کو دیکھ کر دل دے بیٹھا ہے۔ایک دوست نے تعبیر نکالی کہ وہ معشوق بنگالہ کی شہزادی ہے۔سو اسے حاصل کرنے کے ارادے سے نکلا تھا کہ راکھشس کا قیدی بن گیا۔مریخ کہتا ہے۔

1044 کہ دو شہزادیاں ہیں بنگالے میں
سو استاد ہے ناز ہور چالے میں

1041 یکس زہرہ ہے دوسری مشتری
یکس سے اہے خوب یک سندری

1042 منجے جو بھلائی سو زہرہ اہے
کہ اس نار کوں حسن دہریا اہے

[1] مجھے اجازت دی جائے تو میں بیت نمبر 1251 کو الحاق شعر کے زمرے میں رکھوں گا۔اس جملۂ معترضہ کے ساتھ کہ یہ الحاق کسی اور کا کیا ہوا نہیں، خود وجہی کا کیا ہوا ہے۔

مریخ کا سروکار تو زہرہ سے تھا۔ اُسے اپنے خواب میں مشتری کو کھینچ لانے کی کیا ضرورت تھی۔ خیر مشتری آبھی گئی تو مریخ سے کس نے کہا تھا کہ "منجے جو بھلائی سو زہرہ اَہے" کا اعلان کرتا پھرے؟ گویا وہ محمد قلی کو صفائی دے رہا ہے کہ مشتری سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہے، وہ اس کے بارے میں کسی شک و شبہ میں مبتلا نہ ہو۔ اس فنی سُقم نے مثنوی میں ڈراما کی گنجائش پر پانی پھیر دیا۔ جس طرح شاہ نامہ میں رستم و سہراب کی آپسی رشتے سے ناواقفیت، معرکے کے ڈرامائی اثر کو بڑھانے کا باعث بن گئی ہے، اسی طرح مریخ کا داخلہ مثنوی میں ایک زبردست ڈرامائی موڑ لا سکتا تھا۔ دونوں ہی اپنے اپنے معشوق کی تلاش میں نکلے تھے۔ دونوں کی معشوق بنگالہ کی شہزادی تھی۔ یہ شہزادی کون ہے اس کا علم نہ ہوتا تو دونوں کے بنگال پہنچنے تک اسرار، کش مکش، بدگمانی اور رقابت کی ایک سنسنی خیز فضا برقرار رہ سکتی تھی جس سے مثنوی کی دلچسپی دو چند ہو جاتی۔ لیکن وجہی نے اس صورتِ حال سے بھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔

وجہی کے ذہن میں پلاٹ کی جو ترتیب تھی اس میں مریخ کا رول طے شدہ تھا۔ یعنی محمد قلی کے ساتھ مشتری کے دکن کو رخصت ہو جانے کے بعد اُسے مشتری کی جگہ بنگالہ کی حکومت سنبھالنی تھی۔ اُس کے ذہن میں یہ مقصد اس قدر حاوی تھا کہ اُسے مریخ کو دوسرے زاویوں سے استعمال کرنے کا خیال بھی نہیں گزرا۔

یہ وہ مقامات ہیں جہاں ڈرامائی امکانات کو بروئے کار لا کر پلاٹ کو کچھ پیچیدہ اور دلچسپ بنایا جا سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ جن امکانات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں وہ عصری شعور کے زائیدہ ہیں اور مغربی تصورات سے آگاہی کے بعد ہمارے فکشن کا حصہ بنے۔ وجہی داستان لکھ رہا تھا، فکشن نہیں۔ اِس لئے وجہی سے اِس شعور کا تقاضہ کرنا اُس کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو پلاٹ اُس نے تعمیر کیا ہے وہ فکشنی پلاٹ کے بیشتر تقاضوں پر پورا اُترتا ہے اور کسی باقاعدہ نمونے کی غیر موجودگی میں اُس نے جس ترتیب و تناسب اور نظم و سلیقے کے ساتھ پلاٹ کی تعمیر کی ہے، وہ اس کے شعورِ فن کا قابلِ قدر ثبوت ہے۔

کردار نگاری

مثنوی قطب مشتری ایک عشقیہ داستان ہے۔ وجہی نے اس داستان کا ہیرو ایک زندہ شخص یعنی دکن کی قطب شاہی سلطنت کے فرماں روا محمد قلی قطب شاہ کو بنایا ہے۔ یہ دکنی مثنوی نگاری میں ایک انوکھا تجربہ تھا۔ ایک جیتے جاگتے شخص کو اُس کے اصلی نام کے ساتھ داستانوں کے چوکھٹے میں بٹھانا ادبی چیلنج سے کم نہیں تھا۔ اپنے جیتے جاگتے آقا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے شب و روز اس کی آنکھوں کے سامنے گزرتے تھے۔ داستانی پس منظر میں، محمد قلی قطب شاہ کو مثنوی قطب مشتری کا ایک کردار بنانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ آزادانہ فکر و عمل کے ایک زندہ پیکر کو کردار چہ (caricature) بنا کر اُسے جمود صفت کر دے۔ یہ وجہی کے لئے آزمائش سے کم نہیں تھا۔

محمد قلی قطب شاہ کو ہیرو بنانے کی وجہ سے مثنوی قطب مشتری کی پوری فضا متاثر ہوئی ہے۔ محمد قلی کی شمولیت سے قطب مشتری روایتی مثنوی کے تعینات سے باہر نکل گئی۔ جب مثنوی میں محمد قلی جیسا زندہ کردار موجود ہو تو معاون کردار جامد کیسے رہ سکتے تھے۔ واقعات صرف تخئیل اساس کیسے رہ سکتے تھے۔ کرداروں کی رفتار و گفتار داستانی کیسے رہ سکتی تھی؟ یعنی ایک حقیقی کردار کی شمولیت سے مثنوی قطب مشتری کے رگ و پے میں حرکت و حرارت ناگزیر ہو گئی اور وہ داستانی سطح سے اُٹھ کر حقیقت سے بہت قریب ہو گئی ہے۔ سوائے اژدہے اور دیو کے معرکوں اور نام نہاد پرستان کے، جن کی شمولیت غالباً عصری

تقاضوں کی مجبوری تھی، مثنوی کے تمام سروکار، وہ جذبات و احساسات ہوں، واقعات ہوں، مکالمے ہوں یا روزمرّہ زندگی کے سروکار ہوں، حقیقی انسانی مشاہدات سے، بہت قریب ہو گئے ہیں۔

وجہی کی صلابتِ ذہنی نے مثنوی کے کرداروں کو حقیقت سے قریب رکھنے کا قابلِ لحاظ اہتمام کیا ہے۔ یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس کے کردار اپنے عمل دخل میں کٹھ پتلیوں کی طرح اس کی مرضی کے تابع ہیں۔ اس نے اپنے کرداروں کو فوق فطری قوّتوں سے بھی متصف نہیں کیا ہے۔ ان کے جذبات واحساسات انسانی ہیں۔ اُن کے قول و فعل اسی دھرتی کے باسیوں کے قول و فعل جیسے ہیں۔ وہ داستانی مبالغہ آرائی اور تخئیل کی بے مہار اڑان سے پاک ہیں۔

قطب مشتری کی کردار نگاری کا امتیازی وصف یہ ہے کہ اُس کے کردار اپنے ذہن سے سوچ سکتے ہیں۔ اُن کا قول و عمل پہلے سے متعین نہیں بلکہ اسباب و علل کا زائیدہ ہے۔ کردار نگاری کا دوسرا وصف یہ ہے کہ یہ کردار اپنے ظاہری افعال و اعمال کے ساتھ اپنے باطن کے احوال سے بھی آگاہ کرتے رہتے ہیں جو عام داستانوں کے سروکار سے باہر ہے۔ عام داستانی کردار ان صلاحیتوں سے بہرہ ور نہیں ہوتے کیوں کہ داستان نگار ان کی سرشت متعین کر دیتا ہے۔ عام داستانوں میں راوی کرداروں کا آقا ہوتا ہے۔ قطب مشتری میں راوی کرداروں کا آقا نہیں، ترجمان ہے۔ کردار نگاری کی یہ خصوصیات وجہی کے پختہ فنّی شعور کا اشاریہ ہیں اور قطب مشتری کو داستانوں کے زُمرے سے نکال کر فکشن کے مضافات میں پہنچا دیتی ہیں۔ کردار نگاری کے اِن امتیازات نے قطب مشتری کا ادبی مرتبہ دوسری مثنویوں سے بدر جہا بلند کر دیا ہے۔

قطب مشتری کے کرداروں میں مرکزی کردار شہزادہ محمد قلی کا کردار ہے۔ اس کا وجود ایک تاریخی حقیقت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مثنوی میں اس کی حیثیت افسانوی کردار کی ہے۔ مشتری بھی کسی حد تک مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔ دوسرے کرداروں میں مہتاب پری، عطارد، محمد قلی قطب شاہ کے ماں باپ اور ضمنی کرداروں میں سُلکھن پری، مریخ خاں، مشتری کی دائی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

شہزادہ محمد قلی

شہزادہ محمد قلی مثنوی قطب مشتری کا مرکزی کردار ہے۔ وہ ایک بڑی حکومت کا شہزادہ ہے۔ مثنوی کے قصے کا تانا بانا اُسی کے گرد بُنا گیا ہے۔ محمد قلی مثنوی میں دل کی طرح دھڑکتا ہے اور اُس کی

رگ و پے میں خون بن کر دوڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

وجہی نے محمد قلی کے بچپن کے ذکر میں داستانی روایات کو روا رکھا ہے۔ بچپن ہی سے اس کی ذہانت اور جودتِ طبع ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اپنی ذہانت کی وجہ سے کم عمری میں عالم، شاعر اور خوشنویس بن جاتا ہے۔ جوانی میں اس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ مست ہاتھی کو ایک ہاتھ سے پچھاڑ دیتا ہے اور ناخن کے بل پیڑوں کو اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے تو ہم منصب و ہم مشرب دوستوں کے ساتھ بزم آرائیاں اُس کے پسندیدہ مشاغل ہیں۔ ایک شب ایسی ہی ایک محفل میں بہ حالتِ خواب مشتری کو دیکھ کر دل دے بیٹھتا ہے۔

خواب دیکھ کر مبہوت ہے اور اس نئی جذباتی کیفیت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ خود جھوجھنے کی کش مکش میں مبتلا ہے۔ جذبات کے فشار میں کبھی آنسو نکل آتے ہیں، کبھی لاچاری ہنسی ہنس دیتا ہے۔ کبھی سُدھ کھو دیتا ہے اور کبھی سنبھلنے کی کوشش کرتا ہے۔

508 کدھیں چکہ ہنسے ہور کدھیں چکہ روئے
کدھیں سُد پاوے کدھیں سُد کھوئے

محمد قلی کے باطن میں ایک طوفان سا اُٹھا ہوا ہے۔ یار دوست پوچھتے ہیں تو سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ تو خیال و خواب کی بات ہے، اور شاید میرا وہم ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ جس بات کے بارے میں میں خود کشمکش کا شکار ہوں، وہ بتاؤں تو کیسے بتاؤں۔

527 کہ یو خیال ہور خواب ہور وہم ہے
خدا کوں مرا حال سب فہم ہے

کسی کو اس راز میں شریک نہیں کر سکتا۔ اور اس راز کو ضبط کئے رکھنا، مستقل عذاب ہے۔ محمد قلی کی "کہوں یا نہ کہوں" کی کش مکش اور تذبذب کی ترجمانی ان ابیات میں بڑے مؤثر انداز میں کی گئی ہے۔

551 کہ دھرتا ہوں دل میں ہچّ بات ئیں
کروں جا کے وو بات کس سات ئیں
552 نہ کوئی یار دل سوز محرم ہے مُنج
نہ کوئی ہم نفس ہَور ہمدم ہے مُنج

553 اَپس سوں اَپچ آج محرم ہوں میں
اَپس سوں اَپچ آج ہمدم ہوں میں

یعنی میرے دل میں جو بات ہے، وہ میں کسے بتاؤں؟ میرا کوئی دوست ایسا نہیں ہے جو دل سوزی سے میری بات سُن سکے اور نہ ہی کوئی ہم نفس اور ہمدم ہے جسے میں اپنا حالِ دل سُنا سکوں۔ آج میں ہی اپنا محرم ہوں۔ آج میں ہی اپنا ہمدم ہوں۔

آخر دوست احباب سے منہ موڑ کر گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔

550 اَپس میں اُپے فکر کچھ گوند کر
رھیا غُنچے کے نمنے مُکھ موند کر

اُس کی گوشہ نشینی اور جذباتی ابتری کا احوال سُن کر ماں باپ پُرسش کے لئے پہنچتے ہیں اور شفقت ومحبت سے دریافتِ حال کرتے ہیں کہ بیٹے، تیرا یہ کیا حال ہو گیا ہے؟ اپنے دل کی گانٹھ کھول اور ہمیں بتا۔ کہنے کی کوشش کرتا ہے مگر زبان یاری نہیں کرتی۔

593 کدھیں دل میں راکھے، کدھیں موں میں لیایے
کدھیں کوُچ بولے، کدھیں کچ چھپایے

جہاندیدہ ماں باپ یہ معنی نکالتے ہیں کہ صنفی تقاضوں نے زور کیا ہے، اس کی راحت رسانی کی تدبیر کرنی چاہیے۔ شاہی روایات کے مطابق دنیا جہاں کی حسیناؤں کا انتظام کر دیتے ہیں کہ کسی کو پسند کرلے۔ وہ انہیں آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ وہ اپنی محبت میں اتنا صادق ہے کہ صاف صاف کہہ دیتا ہے کہ

638 انو میں کسی پر میرا دل نہیں
انو سے مُنجے کوُچ حاصل نہیں
639 جو پنکھی دیکھے چاند کارن جفا
ستارے جھمکنے تے اُس کیا نفا؟

یعنی اِن میں سے کسی پر میرا دل نہیں، نہ ان سے مجھے کچھ حاصل ہے۔ جو پنچھی چاند سے جفا دیکھے، ستاروں کی وفا اس کی کیا تلافی کر سکتی ہے؟

اِسی دوران ایک جہاں گرد مصوّر عطارد کے بارے میں خبر ملتی ہے۔ پوچھ تاچھ کے نتیجے میں انکشاف ہوتا ہے کہ خواب میں آئی ہوئی حسینہ واقعی موجود ہے اور بنگالہ کی فرماں روا ہے۔ حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اس کے لئے دوبھر ہو جاتا ہے۔ وہ اُسے حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہوئے سفر کی تیاری شروع کرتا ہے۔ ندیم کے ذریعے سارا احوال باپ تک پہنچا کر سفر کے لئے اِجازت طلب کرتا ہے۔ والدین پر اُس کی جدائی کا خیال شاق گزرتا ہے۔ وہ اُسے ہر طرح سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا ادب واحترام بجا۔ لیکن مقاصد کے حصول کے لئے اس کا ارادہ، فیصلہ اور عزم اٹل ہے۔ والدین سے بغاوت نہیں کرتا بلکہ بڑی منّتوں سے انہیں سمجھا کر راضی کر لیتا ہے۔ وہ عشق کے زور کے سامنے اپنی لاچاری کا اظہار کرتا ہے کہ میں دل کو جتنا بھی قابو کرنے کی کوشش کروں، مانتا نہیں۔ یہ کیا اسرار ہے، میری سمجھ سے باہر ہے۔ میں تو رام ہو گیا، لیکن اپنے دل کو رام نہیں کر سکا۔ یہ آگے آگے کیا گُل کھلائے گا، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

915 کیتا میں رکھوں دل کوں رہتا نہیں
یو کیا بھید ہے کوئی کہتا نہیں

918 ہوا رام میں، دل مرا رام نہیں
یو دل کیا کرے گا مجھے فام نیں

آخر ماں باپ دل پر پتھر رکھ کر اجازت دے دیتے ہیں۔ ماں باپ سے جدا ہوتے ہوئے اور گھر چھوڑتے ہوئے اسے صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنے ارادے کو بدلنے کے لئے کسی صورت رضامند نہیں ہوتا۔

وہ راہِ عشق کی بڑی سے بڑی رکاوٹ کا سامنا کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے اپنی زندگی اپنے محبوب کے دھیان میں جینے دو۔ اس کانٹوں بھری راہ میں جو کچھ گزرنی ہے، اُسے مجھ پر گزرنے دو۔ میں اپنے مقدر سے راضی ہو چکا ہوں۔ سمندر کو آگ سے کیا خوف ہو سکتا ہے؟

866 مُنجے اُس چنچل دھن کے تئیں جیون دیو
جو ہوتا ہے میرے اوپر ہون دیو

869 میں راضی ہوں اپنے اِسی بھاگ تے
سَمندر کو نئیں خوف کچھ آگ تے

وہ اِسے مردانگی سمجھتا ہے کہ حوصلہ مندی کے ساتھ مصیبت کا مقابلہ کرے۔ کہتا ہے کہ دردِ عشق کے سامنے ہر خوشی ہیچ ہے۔ وہ مرد ہی نہیں جو اس درد کو انگیز نہ کر سکے۔

871 خوشی ہے ولے عشق کا درد کاں؟
جسے درد یو نیں سو دو مرد کاں؟

حصولِ محبوب کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کوئی دلیل اُسے اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ عطارد راستے کی مشکلات کا نقشہ کھینچ کر اُسے سفر سے باز رکھنا چاہتا ہے لیکن اس کا فیصلہ اٹل ہے۔ کہتا ہے۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ تیرے سِکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

777 نیت میں کیا ہوں اُدھر جانے کا
نہیں حاجت اب تیرے سِکلانے کا

وہ راہِ عشق کے مصائب کا شکوہ کرنا عاشقی کے وقار کے خلاف سمجھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اگر کوئی اپنے محبوب کو راحتِ جاں تصور کرتا ہے تو اُس کی خاطر سختی برداشت کرنا اُس پر فرض ہے۔

861 کہ جس یار کوں یار سوں غرض ہے
یو دکھ سوسنا اس اُپر فرض ہے

وہ عشق کی تمام مصیبتوں کو سینہ سپر ہو کر برداشت کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے غموں میں دوسروں کی شرکت بھی گوارا نہیں کرتا اور کس حوصلے سے کہتا ہے۔

866 جو ہوتا ہے میرے اُپر ہون دیو

وہ سفر کے لئے عطارد کی رہنمائی اور ماں باپ کی دعاؤں کے سائے میں اِس اہتمام کے ساتھ

روانہ ہوتا ہے کہ لشکر کا ایک حصہ، آسائش کا پورا ساز و سامان، نوکر چاکر، ضروریات کی ہر شئے اور وافر روپیہ پیسہ ساتھ ہے۔ وہ ایسے لاؤ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتا ہے جیسے مشتری کی تسخیر اس کی ذاتی مہم جوئی نہیں، ملکی وقار کا مسئلہ ہے۔

جب وہ سمجھتا ہے کہ کسی صورتِ حال کے تمام نشیب و فراز اُس کی نظر میں ہیں تو کسی سے رائے مشورہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا اور خود اعتمادی کے ساتھ فیصلے لیتا ہے۔ پھر اپنے عمل سے ثابت بھی کر دیتا ہے کہ اس کی فکر کس قدر مستقیم تھی۔

سفر پر روانہ ہونے کے بعد اژدہے اور دیو سے مقابلے کے دونوں واقعات محمد قلی کے کردار کے اس پہلو کو نمایاں کرتے ہیں۔ اژدہے سے مقابلے سے پہلے عطارد اپنے اندیشے ظاہر کرتا ہے کہ مقابلہ کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ بہتر ہے کہ ارادۂ سفر ترک کر کے لوٹ چلیں۔ کہتا ہے۔ اے شاہ! چل اس گھاٹ سے پلٹ جائیں۔ اس راستے سے کوئی سلامت نہیں گیا۔

963 چل اے شہ پھریں اب ہم اِس گھاٹ تے
سلامت گیا نئیں کوئی اس باٹ تے

اس کا جواب محمد قلی یہ دیتا ہے کہ جو مردوں کا مرد ہے، وہ بڑھا ہوا قدم کبھی پیچھے نہیں رکھتا۔ مرد جو بھی کام کرے، اپنی مردانگی کی ناموس کے لئے کرے۔ لُوٹنا ہے تو خزانے سے کم نہ لوٹے، شکار کرنا ہے تو ہاتھی سے کم کسی کا شکار نہ کرے۔

965 کہے شہ کہ مردانے مرداں کہیں
اَنگے کا پچھیں پاؤں رکھتے نہیں
969 مَرد نے پکڑنا بڑا کام دست
کہ لُوٹے تو بھنڈار، مارے تو ہت

اور لشکر کی مدد لئے بغیر تنِ تنہا اژدہے کا خاتمہ کر کے اپنے قول کو ثابت کر دیتا ہے۔

جب دیو سے مقابلے کی ٹھن جاتی ہے تو ایک بار پھر عطارد اُسے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ابھی یہاں سے لوٹ جائیں تو اچھا ہے۔ بعد از موت افسوس سے پیشگی احتیاط بہتر ہے۔

1002 اُجھوں یاں تے پھر جائیں تو خوب ہے
کہ حیفی اُنگے کھائیں تو خوب ہے

اس پر وہ عطارد کو ڈانٹ کر کہتا ہے۔

تو عجیب آدمی ہے۔ تیرے خوف کھانے سے تمام ہمراہی ڈرے ہوئے ہیں اور بھاگ نکلنے کی فکر کر رہے ہیں۔ تیری بزدلی کی باتوں سے سنگاتی لوگ ایک دن ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ کسی سے ڈرنے کے بجائے دلیر ہونا چاہئے۔ اگر خوف محسوس ہو تب بھی کہے جانا چاہئے کہ کوئی خوف نہیں ہے۔

1006 تیرے ڈرنے تے سب یوٗ ڈرتے اہیں
فکر نھاسنے کی یوٗ کرتے اہیں
1007 سنگاتی کے لوگاں تری بات تے
نکل جائیں گے ایک دن ہات تے
1008 نہ ڈر کر کسی تے نڈر ہو رہنا
اگر ڈر اچھے بھی تو ڈر نٔہیں کنا

اور بالآخر دیو سے معرکے میں بھی سُرخرو ہوتا ہے۔

یہ وہی عطارد ہے جسے وہ منت سماجت سے سفر کے لئے راضی کرتا ہے۔ سفر کی قیادت اُسے سونپ دیتا ہے۔ سفر کی سالاری بے شک عطارد کے سُپرد سہی، لیکن سفر کی رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے کے کُل اختیارات کا مالک وہ ہے۔ وہ موقع کی مناسبت سے سوچ سمجھ کر قدم اُٹھاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اُسے اپنے ماتحتوں کی بات بھی، اگر وہ معقول ہو تو تسلیم کر لینے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔

محمد قلی کا یہ وصف دو تین موقعوں پر بڑی خوبی سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اژدہے اور دیو کے معرکوں کے بعد قافلہ آگے بڑھتا ہے تو ایک دوراہے پر پہنچتا ہے۔ محمد قلی عطارد سے جاننا چاہتا ہے کہ کون سا راستہ اختیار کریں۔ اس پر عطارد محمد قلی کو بتاتا ہے کہ اے شہ، کسی راستے سے فرق نہیں پڑتا کہ دراصل ہم پریوں کی مملکت میں داخل ہو گئے ہیں اور یہ علاقہ مہتاب پری کے دائرۂ اختیار میں آتا ہے۔ تب وہ فیصلہ کرتا ہے کہ داہنی سمت مناسب رہے گی۔ چلتے چلتے ایک فرحت بخش باغ میں داخل ہوتے ہیں۔ اس دوران مہتاب کی

رازدار سہیلی سُلگھن قافلے کے بارے میں مہتاب کو خبر کر دیتی ہے۔ اور محمد قلی کی مردانہ وجاہت کا ذکر اس انداز میں کرتی ہے کہ اشتیاق کی ماری مہتاب اُسے میزبانی کی دعوت بھیج دیتی ہے۔ سفر کے دوران کہیں قیام اصلی منصوبے کا حصہ نہیں۔ اب محمد قلی تذبذب میں ہے کہ اسے مہتاب کی دعوت قبول کرنی چاہیے یا نہیں۔ اس موقع پر عطارد سے مشورہ کرتا ہے۔

1207 عطارد کوں کَہے "کیا ہے تدبیر اب؟"
کہ ہے کام یاں کا تجے فام سب"

یعنی عطارد سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہے؟ یہ معاملات تو بہتر سمجھتا ہے۔
عطارد اسے مشورہ دیتا ہے کہ

1211 ضرور ہے رہنا اس کے فرمان میں
ہمارا ہے کون اس بیابان میں

1215 بُلاتی وو اِس چاؤ سوں پر دُنبال
تو واجب ہے ہمنا کوں جانا اِتال

1213 پتھر تَل جو ہات آئے اُوکل ستی
تو واں تے اُسے کاڑنا کل سَتی

یعنی ہم اس بیابان میں بے یار و مددگار ہیں۔ دعوت حقیقت میں پری کا فرمان ہے۔ جب وہ اس چاؤ سے بلا رہی ہے تو جانا واجب ہے۔ پتھر کے نیچے ناسمجھی سے ہاتھ آجائے تو اُسے باہر کھینچ نکالنے میں جلد بازی نہیں کرنا چاہئے بلکہ حکمت سے باہر نکالنا چاہئے۔
محمد قلی عطارد کے اس مشورے سے اتفاق کر لیتا ہے۔
دوسرا موقع وہ ہے جب عطارد محمد قلی کو مہتاب پری کے ہاں چھوڑ کر اکیلا بنگالہ جانے کا فیصلہ کرتا ہے اور محمد قلی کو سمجھاتا ہے کہ اے شہ! میری بات دھیان سے سُن۔ مجھے بنگالہ جانے کی اجازت دے اور تب تک تو یہیں قیام کر۔ میں وہاں پہنچ کر تیرے مقصود یعنی مشتری کے حصول کی کوئی تدبیر کروں گا۔

1295 مری بات سُن اے چنچل قطب شہ
مُنجے دے رضا ہور توں یانچہ رہ

1296 کہ میں جا کے واں کام کر آوں گا
سو تجھ تائیں اُس نار کوں لیاوں گا"

جب محمد قلی اصرار کرتا ہے کہ میں بھی ساتھ چلوں گا تو اُسے سمجھاتا ہے کہ جلد بازی نہ کر۔ تو عاقل ہے، ناسمجھی نہ کر۔ منہ پھیر کر ناراضی نہ دِکھا، سُکھ چھوڑ کر دُکھ اُٹھانا کون چاہتا ہے۔

1298 عطارد کھیا، شہ اُتاوَل نہ کر
توں عاقل اَہے اَپسے باوَل نہ کر
1303 غضب میں نکو آ تو مکھ موڑ کر
کہ دُکھ نئیں منگیا کوئی سُکھ چھوڑ کر

پھر ایک چٹکی لیتا ہے۔

1305 تُجے خوب ہے شہ رہنے کوں یُوں ٹھار
کہ وو شہ پری ہوئی ہے تُج سیتی یار

محمد قلی اس چوٹ کا برجستہ جواب دیتا ہے کہ یہ تمام تکلیف جو میں نے جھیلی ہے، وہ اپنے محبوب کے لئے ہے نہ کہ اِس پری کے لئے اور جہاں تک پری کا تعلق ہے، اِس پری سے میرا محبوب کہیں بہتر ہے۔ اگر یہ آسودگی ہے تو اِس آسودگی سے وہ خواری بھلی ہے۔

1312 یَتا میں جو سوسیا سو اُس دھَن بدل
نہ اس شہ پری تھیں نہ اِس دھَن بدل
1314 پری یُوں؟ پری تے وو ناری بھلی
اِس آسودگی تے وو خواری بھلی

وہ تسلیم و رضا کی کیفیت میں کہتا ہے کہ میں نے اپنے دلی اضطراب کا حال تیرے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس پر بھی تو کہتا ہے تو یہاں ٹھہر جاتا ہوں۔ یعنی وہ بادلِ ناخواستہ ہی سہی، عطارد کا مشورہ مان لیتا ہے۔

1315 میرا حال جو ہے سو کہتا ہوں میں
توں اتنا گتا ہے تو رہتا ہوں میں

بنگالہ سے عطارد کی روانگی سے پہلے محمد قلی اور عطارد کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ محمد قلی ذہنی انفعال کے زیرِ اثر عطارد کی مرضی کے تابع ہو گیا ہے۔ دونوں ایک خاص ذہنی پختگی کی سطح پر مکالمہ کر رہے ہیں جہاں تعقل اور معقولیت کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ ایک قدیم ادبی کارنامے میں سوجھ بوجھ کا یہ عمل دخل مثنوی کا ایک خوش گوار پہلو ہے۔ محمد قلی اور عطارد کی آپسی مشاورت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد قلی کا ذہن جاگ رہا ہے اور اس کی ذاتی صلاحیتیں بدستور توانا اور سرگرم ہیں۔ روایتی داستانوں میں اس مکالمے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ داستان گو صرف یہ بتا دیتا کہ عطارد بنگالہ روانہ ہوا اور محمد قلی آہ سرد کھینچ کر رہ گیا۔

اسی طرح جب عطارد کامیابی کی خوش خبری سنا کر محمد قلی کو بلا بھیجتا ہے تو بنگالہ پہنچنے کے بعد محمد قلی مشتری سے ملاقات کے دوران وفورِ جذبات میں بہکنے لگتا ہے۔ عطارد کی حیثیت صرف اُس کے مشیر کی ہے لیکن اس موقع پر وہ اپنی بزرگی کا حق استعمال کرتے ہوئے اُس کی فہمائش کرتا ہے۔ محمد قلی سنبھل جاتا ہے۔ وہ بہر حال شہزادہ تھا۔ اپنے ذاتی معاملات میں عطارد کی دخل اندازی کا برا مان سکتا تھا۔ لیکن اخلاقی تقاضوں سے اپنے گریز کو محسوس کرتے ہوئے عطارد کی بزرگی کا نہ صرف احترام کرتا ہے بلکہ بروقت اُسے ہوش میں لانے کے لیے اپنی شکرگزاری کا اظہار بھی کرتا ہے۔

1856 کہے شہ عطارد کوں شاباش تُج
کہ اس مستی میں توں دیا پند مُج [1]

یہ تین موقع ایسے ہیں جب محمد قلی اپنے احساسِ برتری سے بلند ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ کے

---

[1] قطب مشتری جب تصنیف ہوئی ہے تو محمد قلی قطب شاہ کو حکومت کرتے ہوئے 28 سال گزر چکے تھے۔ وہ دکن کی عظیم قطب شاہی سلطنت کا باوقار بادشاہ تھا۔ ایسی صورت میں مثنوی میں اُس کی جذباتی بہک کے واقعے کی شمولیت سے اُس کے شاہانہ اور سیاسی وقار کو دھکا لگ سکتا تھا۔ وہ وجہی کو حکم دے سکتا تھا کہ اس واقعے کو مثنوی سے خارج کر دے۔ لیکن بااختیار ہوتے ہوئے بھی اُس نے اس واقعے کو مثنوی میں رہنے دیا۔ مثنوی میں اس واقعے کے تذکرے سے محمد قلی کے افسانوی کردار کی بڑائی تو ظاہر ہوتی ہی ہے، ساتھ میں حقیقی حکمران محمد قلی قطب شاہ کے کشادہ ذہن اور عالی ظرفی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

ساتھ سوجھ بوجھ کا ثبوت دیتا ہے اور اپنے رُتبے سے کمتر شخص کی بات قبول کر لینے میں ذہنی تحفظات کو آڑے آنے نہیں دیتا۔ محمد قلی کی یہ صفت جہاں اُس کے کردار کو بلندی عطا کرتی ہے وہیں فنّی زاویے سے وجہی کی کردار نگاری کا کمال ظاہر کرتی ہے۔ یہ عصری کردار نگاری کا وصف ہے کہ کسی کردار کے خوب وزشت دونوں کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ عام داستان گو ان نفسیاتی نزاکتوں سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔ اس لئے وجہی کی کردار نگاری کی قدر و قیمت

محمد قلی کے کردار کو اکثر ناقدین نے مجہول بتاتے ہوئے عطارد کے سیاق میں اُس کی انفعالیت کو نشانہ بنایا ہے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ داستانوں کے بارے میں غالباً ہمارا طے شدہ رویہ ہے کہ داستانی کردار داستان گو کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں اور اپنے قول و عمل میں آزاد نہیں ہوتے۔ یہ رویہ اکثر داستانوں کے بارے میں صحیح بھی ہے۔ لیکن اس مطالعے سے ظاہر ہے کہ قطب مشتری اس کُلیے سے مستثنیٰ نظر آتی ہے۔

محمد قلی کے کردار کی خوبی یہ ہے کہ وہ صورتِ حال کے مطابق اپنے رویئے میں حیرت انگیز لچک پیدا کر سکتا ہے۔ وہ خلافِ مزاج باتوں کو انگیز کرنے کی صلاحیت کا مالک ہے۔ یہ خصوصیت اُسے دوسرے داستانی کرداروں سے الگ کرتی ہے کہ وہ ہر دم غور کرنے اور سوچنے پر آمادہ رہتا ہے اور بدلے ہوئے حالات کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔

محمد قلی انسانی نفسیات کا بھی اچھا خاصہ نبّاض ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ دیو سے معرکے کے وقت جب عطارد ہمراہیوں میں خوف پھیلا رہا تھا تو وہ کیسے اُسے سمجھاتا ہے کہ اُس کے رویئے سے تمام ہمراہی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس نازک موقع پر تدبّر کا تقاضہ ہے کہ ڈر پر قابو پا کر نِڈر رہنا چاہئے۔ اگر دل میں خوف ہو تب بھی بے خوفی ظاہر کرنا چاہئے۔

محمد قلی کا کردار انسانی ہمدردی اور دردمندی کے جوہر سے مالا مال ہے۔ مریخ جیسے اجنبی سے ناسازگار حالات میں ملاقات ہوتی ہے تو بڑے صبر سے اس کی پوری روداد سُنتا ہے، اُسے تسلّی دیتا ہے کہ تو اور میں دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، فکر نہ کر، تیرا برا وقت گزر گیا۔ دراصل ہم دونوں ایک ہی جال میں پھنسی ہوئی مچھلیوں کی مثال ہیں۔

1067 ترا ہور میرا سو یک حال ہے
دو مچھلیاں بچاریاں کوں یک جال ہے

1068 کہ میں خستہ دل ہور توں دل فگار
ہمیں دونو مل اب اچھیں ایک ٹھار

وہ مریخ کے درد میں یہ کہہ کر شریک ہو جاتا ہے کہ مجھ سے بہتر تیرا دُکھ کون سمجھ سکتا ہے۔ ایک عاشق کا دُکھ سوائے دوسرے عاشق کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔

1077 دُنیا میں نہیں کوئی عاشق بغر
جو دُکھ کوئی کس کا سُنے کان دھر
1078 کہ عاشق دُکھی، دُکھ بھاتا ہے اُس
دُکھی ہے وو بچ، دُکھ سُہاتا ہے اُس
1080 دُکھیا، تیرے دُکھ کا سنگاتی اہے
تیرے دُکھ کی بات اُس کوں بھاتی اہے

وہ مریخ کو دیو کی قید سے رہائی دلاتا ہے، اپنے ہمراہ بنگالہ لاتا ہے اور آخر وقت تک اس کا خیال رکھتا ہے۔ وہ جلد بازی میں کوئی قدم نہیں اُٹھاتا۔ کچھ کرنے سے پہلے نتائج و عواقب پر غور کرتا ہے۔ مریخ جب اُس سے گزارش کرتا ہے کہ زہرہ کے بارے میں مشتری سے اُس کی سفارش کر دے تو اُسے سمجھاتا ہے کہ جلد بازی نہ کر۔ صبر سے کام دُرست ہوتا ہے۔ ہر رنج کے بعد راحت ہے اور ہر دُکھ کے بعد سُکھ ہے۔

1879 اُتاوَل توں کرتا اہے کیا سبب
صبوری ستی کام ہوتا ہے سب
1880 ہر یک رنج پچھیں راحت ہے سچ توں جان
ہر یک دُکھ پچھیں سُکھ ہے مریخ خان

اُسے تسلّی دیتا ہے لیکن زہرہ کو اُس سے ملانے میں عجلت نہیں کرتا۔ اس کی عقل و دانش اُسے بتاتی ہے کہ کارگاہِ حیات میں محض عاشق و معشوق کو ملا دینا کافی نہیں ہے۔ عشق کتنا ہی صادق سہی، اپنی قوتِ نمو اور بقا کے لیے مادّی اسباب کا مرہونِ منّت ہوتا ہے۔ مریخ سچّا عاشق سہی، سماجی رُتبے کے لحاظ سے بے

نشان ہے۔ زہرہ شہزادی ہے، اُسے کس برتے پر مریخ کے حوالے کیا جاسکتا ہے؟ اسی لئے وہ پہلے مریخ کے سماجی مرتبے اور منصب کی فکر کرتا ہے۔ مریخ اور زہرہ کو ملانے کی سفارش کرنے کے ساتھ ساتھ مشتری کو صلاح دیتا ہے کہ پہلے مریخ کو بنگالہ کی بادشاہی سونپے، اُس کا رُتبہ بڑھائے اور تب کہیں زہرہ سے اُس کے شایانِ شان بیاہ کرے۔ وہ ایسے سیاق میں مریخ کی سفارش کرتا ہے کہ مشتری انکار کر ہی نہ سکے۔ اس طرح وہ نہ صرف زہرہ کے حصول کے بعد مریخ کی واپسی کا سدِّ باب کر دیتا ہے بلکہ مشتری کے دکن چلے آنے کی صورت میں اپنے تدبّر سے حکومتِ بنگالہ کی جانشینی کا مسئلہ بھی حل کر دیتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ محمد قلی صرف ایک عاشق ہی نہیں ایک مُدبّر شہزادہ بھی ہے۔

میرے خیال میں اردو ادب میں جذبہ وطن پرستی کے اظہار کی اوّلین مثال محمد قلی قطب شاہ سے قائم ہوتی ہے۔ میرے ناقص علم میں سرزمینِ وطن سے والہانہ محبت کا باقاعدہ اظہار قطب مشتری سے پہلے اردو کی کسی صنفِ ادب میں نہیں نظر آتا۔ محمد قلی کو اپنی سرزمین سے بے حد پیار ہے اور وہ دکن سے اپنی نسبت پر فخر کر رہا ہے۔ حُب الوطنی محمد قلی کے کردار کا قوی پہلو ہے۔ وہ غالی مُحِبِ وطن ہے۔ کہتا ہے کہ دکن سا دیار ساری دنیا میں نہیں ہے۔ یہ فاضلوں کا مرز بوم ہے۔ (یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ محمد قلی دکن کی سرزمین کی فضیلت کے بیان میں اُس کی شان و شوکت، دولت، اقتدار اور خوش حالی کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اُس کا امتیاز فاضلوں کے جائے پیدائش ہونے سے قائم کر رہا ہے)۔ اگر جگ انگوٹھی ہے تو دکن اس کا نگینہ ہے۔ اور انگوٹھی کی حرمت اسی وقت تک ہے جب تک اس میں نگینہ جڑا ہوا ہو۔ دکن کو عجب رونق حاصل ہے کہ تمام ملک سر ہے تو دکن کی حیثیت سر کے تاج کی ہے۔

1901 دَکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں
پنچ فاضلاں کا ہے اِس ٹھار میں

1902 دکھن ہے نگینہ، انگوٹھی ہے جگ
انگوٹھی کوں حُرمت نگینہ ہے لگ

1903 دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے
کہ سب ملک سر، ہور دکھن تاج ہے

محبوب کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دے لینا اور اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینا ایک جذباتی نوجوان شہزادے کا مقصدِ حیات ہو سکتا ہے۔ محبوب کے حصول کے بعد داستانی ہیرو کے لئے آخری مرحلہ ''ہنسی خوشی بسر کرنے لگے'' کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن حصولِ محبوب کا مقصد پورا ہوتے ہی محمد قلی کے مزاج میں ٹھہراؤ، تدبّر اور دور اندیشی کی صفات اُبھر آتی ہیں۔ احساسِ ذمہ داری، فرض شناسی اور وطن پرستی کے جذبات سرگرم ہو جاتے ہیں۔ جہاں وہ حکومتِ بنگالہ کے مستقبل کی فکر کرتا ہے، وہیں اُسے اپنے وطن کی یاد شدّت سے ستانے لگتی ہے۔ اُسے یاد آتا ہے کہ وہ اپنے ضعیف باپ کو چھوڑ آیا ہے۔ ایسی حالت میں جلد سے جلد حکومت کی ذمّے داریاں سنبھالنا اُس کے فرائض میں داخل ہو گیا ہے۔ سرزمینِ وطن اُس کی عادلانہ حکومت کا انتظار کر رہی ہے۔ اس لئے بنگالہ کی بادشاہی کا مسئلہ حل ہوتے ہی وہ مشتری کے ہمراہ دکن کا رُخ کرتا ہے۔ اس کی رعایا جوش و خروش اور خوشیوں کے ساتھ اُس کا استقبال کرتی ہے۔

1970 شہر میں سو عید آج لوگاں کِئے
گھرے گھر انند آج لوگاں کِئے

ملک کی سرحد سے محل تک ہیرے جواہرات اُچھالتے ہوئے اور دان پُن اور بخشش کے ذریعے واپسی کا جشن منایا جاتا ہے۔ اور پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ ابراہیم قطب شاہ اُسے واقعی اقتدار یہ کہہ کر سونپ دیتا ہے کہ اب میں بوڑھا ہو گیا، تو حکومت سنبھال۔

1980 دیا شاہی اپنی قطب شاہ کوں
کہ ڈوسا ہوا میں کر اب راج توں

قطب مشتری میں محمد قلی کا کردار محض ایک عاشق کا کردار نہیں ہے۔ وہ ایک خود آگاہ، ذہین وفطین، دور اندیش نوجوان اور مدبّر شہزادہ ہے۔ (عطارد کو قیادت سونپ دینے کے بعد اُس کے اختیارات میں دخل نہیں دیتا۔ مریخ کو زہرہ سے ملانے سے پہلے مشتری کو سمجھاتا ہے کہ مریخ کو بادشاہی دے کر اُس کا رُتبہ بڑھا دے۔ پھر اپنی بہن زہرہ کے شایانِ شان مریخ سے اُس کا بیاہ کرے) یقین و اعتماد کا پیکر اور قوتِ فیصلہ کا مالک ہے (معشوق کو حاصل کرنے کی مہم کا فیصلہ اور

اس پر عمل)۔ حصولِ مقاصد کی راہ میں ہر رکاوٹ سے لوہا لینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ بہادر ہے اور قوی سے قوی دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکتا ہے۔ (اژدہے اور دیو کے معرکے)۔ ترغیبات پر قابو پانے کی قدرت رکھتا ہے (حسینانِ جہاں کے اجتماع کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا)۔ جوانی کے لذائذ کا قتیل ہونے کے باوجود تہذیب کی حدود کا پاس دار ہے (مہتاب پری کی رفاقت کا عرصہ) جوانی ہی کے وفورِ جذبات سے مغلوب ہو کر بہکنے لگتا ہے لیکن باخبر کئے جانے پر فوراً سنبھل بھی جاتا ہے (مشتری سے ملاقات کی ساعت)۔ مناظرے کی زبردست صلاحیت کا مالک ہے (عطارد سے جوانی اور بڑھاپے پر مناظرہ)۔ وہ دور اندیش بھی ہے اور وقت کا تقاضہ ہو تو اپنے موقف میں ترمیم کرنے اور اپنی عزّتِ نفس کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ (عطارد کو بنگالہ بھیج کر اپنے ارادے کے خلاف دیارِ مہتاب میں قیام)۔ عاشقِ صادق ہے اور راہِ وفا کی آزمائشوں سے سینہ سپر ہوتا رہتا ہے۔ خیالِ محبوب سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ داستانی کردار عموماً ذاتی ارادے اور عمل سے عاری اور داستان گو کے ارادے کے تابع ہوتے ہیں۔ محمد قلی اپنے ارادے اور عمل میں خود مختار ہے۔ وجہی کی کردار نگاری کا کمال یہ ہے کہ وہ مرحلہ بہ مرحلہ محمد قلی کے کردار کی پرتیں کھولتا ہوا اُسے نمو پذیر ہوتا ہوا دکھاتا ہے۔

محمد قلی کے کردار کے اتنے پہلوؤں کے ہوتے ہوئے قطب مشتری کے بارے میں پروفیسر وہاب اشرفی کی یہ رائے محلِ نظر ہے کہ "وجہی کو کردار نگاری پر دسترس نہیں ہے۔ مثنوی کے اکثر کردار آئیڈیل ہیں اور ہر جگہ ہر حال میں یکساں رہتے ہیں۔ ماحول کے تغیّر و تبدّل کا اُن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے یہ جامد و ساکت معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کی شخصیت لچک دار نہیں ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ صفحات پر محمد قلی کے کردار کی جن خوبیوں اور کمزوریوں کو حوالوں کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے اُن کی روشنی میں اُس کی کردار نگاری داستانی عہد سے بلند ہو کر عصری معیاروں تک پہنچ گئی ہے۔ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ محمد قلی اردو ادب کے چند بے حد توانا، زندہ اور ہمہ صفت کرداروں میں سے ایک ہے اور ذہن و دل پر اپنے قول و عمل اور اپنی عقل و دانش سے ایک خوشگوار اور مستقل نقش قائم کرتا ہے۔

مہتاب

مہتاب کا کردار عجیب سا ہے۔ صرف وجہی کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پریوں کی شہزادی ہے ورنہ وہ صرف ایک مشرقی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ ایسی الہڑ لڑکی جسے جبلّی اور جذباتی شدتیں مضطرب رکھتی ہیں۔ دورانِ سفر محمد قلی ایک ایسے خطے سے گزرتا ہے جو پریوں کی مملکت میں شامل ہے۔ سُلکھن پری جو مہتاب کی راز دار ہے، اُسے دیکھ لیتی ہے اور مہتاب کو خبر کر دیتی ہے اور اُس کی مردانہ وجاہت کا ذکر اس انداز میں کرتی ہے کہ مہتاب کی آتشِ شوق بھڑک اُٹھتی ہے۔

1164 سو یک آدمی زاد آیا ہے یاں
سو لئی لوگ سنگات لیایا ہے یاں

1167 کہ میں دیک کر تاب لیا نیں سکی
یو بات اپنے دل میں چھپا نیں سکی

1168 جو ٹک دیکتی زیاست دیدار میں
نہ آسکتی پھر واں تے اس ٹھار میں

یہاں ایک آدم زاد آیا ہے۔ بہت سے ساتھی سنگاتی بھی ہیں۔ رعبِ حُسن کیا کہوں، دیکھنے کی تاب لا نہیں سکی، نہ یہ بات اپنے دل میں چھپا سکی۔ کچھ دیر اور دیکھتی رہتی تو وہیں کی ہو رہتی، واپس شاید یہاں آ نہ سکتی۔

یہ روداد سُن کر مہتاب کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے اور دونوں چل کر محمد قلی کو چوری چھپے دیکھتی ہیں تو اُس کی مردانہ وجاہت سے مہتاب کی حالت غیر ہونے لگتی ہے۔

1173 پڑی مست ہو یوں وو یک ڈگ منے
کہ اُٹھنے کی طاقت نہ تھی اُس منے

1178 کہی، شہ عجب خوب محبوب ہے
اچھے دل جو مُنجہ پر تو کیا خوب ہے

واپس پہنچ کر سُلکھن پری سے التماس کرتی ہے۔

1184 کہ "شہ کوں بلا لیا توں جا اب شتاب"

اور یہ تنبیہ بھی کرتی ہے کہ تو تو جانتی ہے کہ میں بہ نفسِ نفیس اُسے بُلا نہیں سکتی کہ کوئی میرے باپ سے مخبری نہ کر دے! بالکل ایک اوسط حیثیت کے ہندوستانی گھرانے کا نقشہ ہے۔

1189 چھپائی ہوں میں اِس سبب آپ کوں
مبادا خبر کوئی کرے باپ کوں

1190 توں بیگ اب ریجھا کر مِٹھی بات سوں
بُلا لیا یہاں تک ہر ایک دھات سوں

اِس احوال کو مہتاب کی شخصی ترجیحات کے سیاق میں دیکھا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تازہ بلوغت کے صنفی فشار کے سامنے یکسر بے بس ہے اور تسکین طلبی کے لئے ہر قدم اُٹھانے کے لئے تیار ہے۔ اگر مہتاب کا رویّہ وسیع تناظر میں وجہی کے معاشرے کا رویّہ سمجھا جائے تو یہ صداقت سامنے آتی ہے کہ لڑکیاں عنفوانِ شباب یا عہدِ تازہ بلوغت میں اُن پر عائد کردہ پابندیوں کو کسی نہ کسی حیلے سے توڑ کر اپنی بے مہار خواہشات کی تکمیل کی سبیل نکال لیتی تھیں۔ اگر وجہی کے مشاہدے میں یہ بات نہ ہوتی تو وہ اُسے مہتاب سے متعلق نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اس بات کو ایک پری سے متعلق کرنے میں ایسی قباحت بھی نہیں تھی۔ انسانی معاشرے میں پابندیوں کے تئیں مزاحمت ایک آفاقی رویّہ ہے۔ مجھے یہ بات بے حد دلچسپ معلوم ہوئی کہ تازہ بلوغت کا صنفی فشار ایک داستان گو کی توجہ کا باعث بن گیا ہے[1]

---

[1] میری ناقص معلومات میں اردو ادب میں عنفوانِ شباب یا تازہ بلوغت (adolescence) کے اس رجحان کا اوّلین تذکرہ محمد ہادی رُسوا کے ناول امراؤ جان ادا میں ملتا ہے۔ اُمراؤ جان اور گوہر مرزا کے درمیان اس صنفی اُبال کا بیان اُمراؤ جان ادا کی زبانی ہے اور اس تجربے کے باطنی ارتعاشات کی طرف اشارے بھی ملتے ہیں۔ عرصہ بعد سعادت حسن منٹو نے اپنے افسانے "پھاہا" میں عہدِ تازہ بلوغت میں صنفی بیداری کے احساسات کی بے حد فنکارانہ مُصوّری کی۔ عالمی ادب میں تازہ بلوغی صنفی بیداری پر باقاعدہ توجہ بیسویں صدی میں ہوئی۔ خاص اسی موضوع پر اطالوی ناول نگار البرٹو موراویا کا ناول اگبر محو 1944ء میں منظرِ عام پر آیا جو انگریزی میں ٹو اڈولیسنٹس (Two Adolescents) کے نام سے غالباً 1967ء میں شائع ہوا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تازہ بلوغت کے ہیجان کو ہمارا داستان نگار وجہی چار صدی پہلے 1609ء میں ادبی اظہار کے قابل سمجھتا ہے اور مہتاب پری کے کردار میں تازہ بلوغت کے صنفی اُبال کی تصویر کشی کرتا ہے۔ جنسی سیانے پن میں سحر البیان کی بدرِ منیر اور مہتاب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ لیکن مہتاب عزتِ نفس کے لئے صنفی فشار کی تہذیب پر قادر نظر آتی ہے۔

سُلکھن پری مہتاب کا پیغام محمد قلی کو پہنچاتی ہے۔ محمد قلی کچھ تامّل کے بعد مہتاب کی دعوت قبول کر لیتا ہے۔ وہ محمد قلی سے ملاقات کا خاص اہتمام کرتی ہے۔ بہت مہمان نواز ہے۔ اُس کی بڑی خاطر تواضع کرتی ہے۔ اس کے دل میں محمد قلی کے لئے کسک پیدا ہو چلی ہے بلکہ وہ محمد قلی کے تئیں خود سُپردگی کے لئے تیار ہے۔ ادھر محمد قلی بھی مہتاب کے بے مثال حُسن کے سامنے فرشِ راہ ہو چکا ہے لیکن مشتری کے خیال سے خود کو قابو میں رکھے ہوئے ہے۔

1231 پری تو پھرائی تھی ملنے کوں خیال
ولے شہ رکھے تھے اُپس کوں سنبھال

لیکن جب اُسے محسوس ہوتا ہے کہ محمد قلی اُس کی پیش رفت کا مثبت جواب نہیں دے سکتا تو اپنی عزتِ نفس کا پاس کر کے بڑے وقار کے ساتھ اس اُمید سے دستبردار ہو جاتی ہے اور دوبارہ اس کا اشارہ بھی نہیں کرتی۔ لیکن عالی ظرف ہے، اس لئے بلاتردد محمد قلی کے ساتھ ایک خوبصورت سا رشتہ قائم رکھتی ہے۔ محمد قلی بھی بے غرض دوستی کی اس ارفع سطح کو نباہتا ہے۔ دونوں راکھشس کے ظلم و ستم کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ مہتاب راکھشس کی ہلاکت پر بیحد خوشی اور طمانیت کا اظہار کرتی ہے کیوں کہ وہ پریوں پر بھی بہت ظلم ڈھاتا تھا۔ اب اس کے ظلم سے نجات مل گئی۔ ادھر محمد قلی مہمان نوازی کی شکر گزاری میں راکھشس کا قلعہ مہتاب پری کو بخش دیتا ہے۔ دونوں میں محبت نہ سہی، ایک خاص ذہنی بلوغت کی سطح پر محبت نما ایک تعلق قائم ہو گیا ہے جس میں دونوں ہم نشیں ایک دوسرے کے جمال سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

1246 شفق رنگ کسوت سو اُس مہ کوں تھا
بڑا حظ اُسے دیکھنا شہ کوں تھا

وجہی محمد قلی کے جذبۂ عشق کی پاکیزگی کے خیال سے اُسے زبردستی اُس کی بہن بنا دیتا ہے ورنہ اپنے مراسم میں وہ دور دور تک نہ بھائی بہن دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی اس رشتے کا ڈھونگ کرتے ہیں۔ وجہی دونوں کی ملاقات کے ضمن میں کہتا ہے کہ ماہتاب پری اور پیارے قطب شاہ نے آپس میں ایک

دوسرے کو بھائی بہن بنالیا۔

1251 پری ماہتاب ہور قُطب شہ سُجان
اپَس میں اَپے کہہ لئے بھائی بھان

یہ دراصل راوی یعنی وجہی کی دخل اندازی ہے جس کی محمد قلی اور مہتاب کو کوئی پرواہ نہیں۔ مثنوی میں یہی ایک مقام ہے جہاں وجہی کرداروں کا ہاتھ مروڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ وجہی کے منشا کے خلاف دونوں کردار اپنے قول وفعل سے یہی ظاہر کرتے ہیں کہ وہ دونوں کچھ بھی ہو سکتے ہیں لیکن بھائی بہن ہرگز نہیں۔ محمد قلی کافی عرصے تک مہتاب کے پاس قیام کرتا ہے اور اس کی مہمان نوازی کا لطف اٹھاتا ہے۔

بنگالہ پہنچنے کے لئے عطارد کا پیغام ملتا ہے تو شہزادہ محمد قلی، مہتاب سے کہتا ہے کہ میں کئی دنوں تک تیری ہم نشینی میں رہا۔ ایسا رہا جیسے ایک دوست دوسرے دوست کے ساتھ رہتا ہے۔ اگر میرا دل اُس محبوب پر نہ آ گیا ہوتا تو تجھے یہاں چھوڑ کر ہرگز نہ جاتا۔ ایک جذباتی قربت کے باوجود احوالِ واقعی کو رواداری کے ساتھ قبول کر لینے کا یہ رویہ کرداروں کی ایک خاص ذہنی بلوغت کا پتہ دیتا ہے۔ محمد قلی بڑی صاف گوئی کے ساتھ اعتراف کرتا ہے کہ میں نے کئی دن تیری رفاقت میں گزارے اور یوں گزارے جیسے ایک عاشق اپنے معشوق کا ہم نشیں ہوا کرتا ہے۔ اگر میں پہلے سے اپنے محبوب کے عشق میں مبتلا نہ ہوتا تو تجھے یوں چھوڑ کر ہرگز نہ جاتا۔

1700 رھیا تُج سوں لئی دیس یک ٹھار مِل
سو جیوں یار سیتی اُچھے یار مِل
1701 جو اُس نار کے تائیں آتا نہ میں
تجے چھوڑ کریاں تے جاتا نہ میں

پھر رخصت ہوتے ہوئے صاف صاف کہتا ہے۔ میں جس قدر اس آشنائی سے خوش تھا، اسی قدر اس جدائی سے ناخوش ہوں۔

1726 جتا خوش اُتھا آشنائی تے میں
وَتا ناخوش ہوں اِس جدائی تے میں

یہ تمام مکالمہ ایک داستانی کردار کا ہے، جدید فکشن کے کسی کردار کا نہیں۔ رشتوں کی ان نزاکتوں پر کامل گرفت اور اس کے بیان کی قدرت، وجہی کے فن کی بلندیوں کی خبر دیتی ہے۔

مغربی تہذیب کے اثر میں آنے سے پہلے ہندوستانی معاشرے میں بیرونِ خانہ عورت مرد کے آزادانہ یا دوستانہ اختلاط کا تصور بھی محال تھا۔ ہندوستانی معاشرے نے صدیوں کے آپسی تعامل سے ایسا نظامِ اقدار وضع کر لیا تھا جس میں اس نوع کے رشتے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ لیکن اسے ہندوستان بھر کی تعمیمی صورتِ حال خیال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ شمالی ہند کے آریائی ہندوؤں میں گھونگھٹ کاڑنے کا چلن عام تھا اور مقامی اور بیرونی مسلمان پردے کے پابند تھے۔ ایسے میں مرد عورت کے آزادانہ اختلاط کے امکانات یکسر ناپید تھے۔ لیکن دکن کے دراوڑی ماحول میں نسبتاً کشادگی تھی اور معاشرے کے اخلاقی حدود کے اندر مرد عورت کا آزادانہ اختلاط معیوب بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ محمد قلی اور مہتاب کے درمیان جو ایک فطری بے تکلفی سی نظر آتی ہے، اُسے دکنی تمدّن کے اسی سیاق میں دیکھنا چاہئے۔ پھر یہ بھی کہ دونوں طبقۂ اشرافیہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی بعض قدریں عوام کی معاشرتی قدروں سے الگ ہوتی ہیں۔ قطب مشتری کے علاوہ بھی چندر بدن ماہیار، مینا ستونتی، پھول بن وغیرہ مثنویوں میں صنفی اعتبار سے ایک کھلے معاشرے اور آزادانہ میل جول کی فضا دیکھی جا سکتی ہے۔

جب محمد قلی سے جدائی کا موقع آتا ہے تو مہتاب بے چین ہو جاتی ہے۔ اب اُسے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ مشتری کو حاصل کرنے جا رہا ہے۔ لیکن اپنے دل کو قابو میں رکھنا بھی اس کے بس سے باہر ہے۔ ایک طرف وہ شہزادہ قلی کے احساسات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی اور دوسری طرف اپنی محرومیوں کو دبا بھی نہیں سکتی۔ محمد قلی روانگی کی اجازت طلب کرتا ہے تو اپنے اضطراب کو چھپا نہیں سکتی اور کہتی ہے کہ میں تجھے جانے سے کیسے منع کر سکتی ہوں۔ لیکن اگر تو یہیں ٹھہر جائے تو تجھے پلکوں پر سجا کر رکھوں گی۔ میں اپنے منہ کیسے کہوں کہ تو چلا جا۔ اگر تو جانا ہی چاہتا ہے تو پھر تیری مرضی۔

1715 مَنا (منع) کرنے نیں تُج کوں سکتی ہوں میں
جو رُہے گا تو مِنّت سوں رکتی ہوں میں

1716 اُپے ہو تجے کیوں کہوں میں کہ ''جا''
اگر جائے گا شہ تو تیرا رضا

اپنی بے بسی اور مجبوری، پھر التجا کو کس پُر سوزی کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔

پھر وہ چاہتی ہے کہ محمد قلی قطب شاہ تو اب ہمیشہ کے لئے بچھڑ جائے گا۔ اس لئے اس سے ہم نشینی کے لمحات کو فطری طور پر طویل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن معاشرتی رکاوٹیں اس خواہش کا بھی گلا گھونٹ دیتی ہیں۔

سنگات آتی شہ توج اُنپڑاتی گھر 1720

جو اُچتا نہ ماں باپ کا مُنج کوں ڈر

اس کے بعد خواہش ظاہر کرتی ہے کہ محمد قلی اُسے اپنی انگوٹھی بطور یادگار دے۔ محمد قلی بھی ایک یادگار طلب کرتا ہے کہ اس تقریب سے وہ اُسے اور اس کی محبت کو یاد کرتا رہے۔ اس کے جواب میں وہ اُسے اپنی پُر تاثیر انگوٹھی اور ایک قیمتی گھوڑا ''ترنگِ بادپا'' کا تحفہ دیتی ہے۔

محمد قلی سے مہتاب پری کا رشتہ خطِ مستقیم کا رشتہ نہیں ہے۔ اُس رشتے کی حقیقت پوری طرح گرفت میں نہیں آتی۔ مہتاب پری کو اپنی محبت کا انجام معلوم ہے۔ لیکن وہ اپنے بے قابو دل سے محبت کو نکال نہیں سکتی۔ حقیقت کا عرفان اور نا قابلِ حصول طلب کی زور آزمائی اور کش مکش مہتاب کے کردار کو اوسط درجے سے بلند کر دیتی ہے۔ قاری اس کے لئے ایک خاص درد محسوس کرتا ہے۔ اس ہمدردی سے ہی ہمیں اس کردار کی صداقت کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی محرومی کا درد دیر تک دل کو افسردگی سے دوچار رکھتا ہے۔

مشتری

مشتری مثنوی کی ہیروئن ہے۔ وہ بنگالہ کی شہزادی ہے۔ اس کی ایک بہن زہرہ ہے جس کے ساتھ وہ حکومت کرتی ہے۔ مشتری ہی کے ذریعہ سے ہم اس کی دائی سے بھی متعارف ہوتے ہیں جس کا رشتہ اس کے ساتھ تقریباً ماں جیسا ہے۔

مشتری ایک بڑی سلطنت بنگالہ کی حکمران ہے۔ لیکن وجہی نے کوئی ایسی صورت حال پیش نہیں کی جس سے یہ تاثر ملے کہ وہ ایک پُر شوکت حکمران ہے۔ جب عطارد اس کے محل کے بغل میں تصویروں کی نمائش لگاتا ہے تو عوام کے ہجوم کو دیکھ کر دریافت حال کرتی ہے اور دائی ہی کے ذریعے اُسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشہور مصور اس کے شہر آیا ہوا ہے۔ وہ عطارد کو بلا بھیجتی ہے اور اپنے محل کی نقاشی کا کام سونپتی ہے۔ اس

موقع پر اُس کے شاہانہ وقار کا تھوڑا تاثر ملتا ہے۔ نقاشی کا کام پورا ہو جانے کے بعد وہ اس کا معائنہ کرنے کے لئے آتی ہے۔ تب بھی صرف دائی اس کے ساتھ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے محل میں صرف دو روحیں بھٹک رہی ہیں۔ درباری، غلام، کنیز، سپاہی، وزیر، خادم، ارکانِ مملکت، مشیر، کسی کی موجودگی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ جب وہ محمد قلی کی تصویر دیکھ کر بے ہوش ہو جاتی ہے تب بھی کوئی اس کا پرسانِ حال دکھائی نہیں دیتا اور دائی اس کی حالت دیکھ کر ایسی مضطرب دکھائی دیتی ہے جیسے کسی انتہائی مفلس گھرانے کی ضعیفہ اپنی لاچاری کے صدمے سے نڈھال ہو گئی ہو۔

مشتری ایک صاحب اقتدار حکمراں ہونے کا تاثر پیش نہیں کرتی لیکن ایک خوش ذوق فرماں روا ہونے کا ثبوت ضرور پیش کرتی ہے۔ وہ مصوری کے نکھرے ہوئے ذوق کی مالک ہے۔ عطارد کو اپنے نئے محل کی آرائش کا کام سونپنے سے پہلے اُسے پورا محل دکھاتی ہے۔ آرائش کا مکمل منصوبہ پیش کرتی ہے اور سمجھا دیتی ہے کہ محل کی نقاشی عین اس منصوبے کے مطابق ہونی چاہئے۔

1387 دکھائی اُسے محل وو ٹھار ٹھار
"کہ اس محل کوں اس وضا توں سنوار

اس کے بعد یہ بھی واضح کر دیتی ہے کہ اُس کے فرمان کے مطابق نقاشی کا کام ہوا تو وہ اُسے اُس کی امیدوں سے بڑھ کر نوازے گی۔

1388 کہ میں گی ہوں، تیوں توں کرے گا جو راس

بکھیروں گی سُنا تیرے آس پاس

اور حسبِ وعدہ عطارد کو جی کھول کر نوازتی بھی ہے۔

مشتری صاحبِ فراست بھی ہے۔ شہزادے کی تصویر کو دل دے بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے بھی وہی سوال ہے جس نے محمد قلی کو پریشان کیا تھا۔ یعنی یہ کہ تصویر ہے کس کی؟ اس کا شاہانہ وقار اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ بے صبری کے ساتھ اس کا حل نکالے۔ وہ جانتی ہے کہ عطارد کے سوا کوئی اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتا۔ عطارد کو طلب کرتی ہے لیکن چھوٹتے ہی سوال کرنے کے بجائے اُس کے فن کی تعریف وتوصیف کرتی ہے۔ سراہتی ہے کہ تو مانی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پھر تجاہلِ عارفانہ کے ساتھ تصویر

کا ذکر چھیڑتی ہے کہ غضب کی تصویر ہے۔ مقناطیس کی طرح توجہ کھینچ لیتی ہے۔ میں تو نہیں سمجھتی کہ دنیا میں کوئی ایسا حسین آدمی ہوگا۔ کیا تو نے یہ تصویر تخیل سے اُتاری ہے یا کسی ایسے شخص کو دیکھا بھی ہے؟ ذرا یہ بھید تو کھول کہ یہ تصویر کیسی ہے۔ مجھے تجھ سے اور بھی کئی کام لینے ہیں۔

اس طرح بڑی غیر وابستگی کے ساتھ معلوم کر لیتی ہے کہ تصویر کس کی ہے۔ اس کے بعد عطارد کو رازدار بنائے بغیر چارہ نہیں۔ اُسی کو یہ کام سونپتی ہے کہ وہ محمد قلی سے ملاقات کی کوئی سبیل نکالے۔

1614 دکھایا صورت جیوں توں تصویر کر
تو تو ہنچ ملنے کی تدبیر کر

تو نے جس طرح تصویر کھینچ کر اُس کی صورت دکھائی، اُسی طرح اُس سے ملنے کی تدبیر بھی تو ہی کر۔

وہ جذباتی بلیک میلنگ بھی کر سکتی ہے۔ عطارد سے کہتی ہے کہ میرے غم کو تجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ میری غم خواری کر کہ تو میرے باپ کے برابر ہے اور میں تیری بیٹی کے برابر ہوں۔

1616 تمہیں میرے غم کا سو غم خوار ہو
کہ میں بیٹی توں باپ کے ٹھار ہو

عشق میں مبتلا عورت کی حیثیت سے اس کے کردار میں بڑی جان ہے۔ وجہی نے محبت میں مبتلا ایک عورت کی حیثیت سے اُس کے اضطراب اور فراق کے درد کی تصویر کشی خوبصورتی کے ساتھ کی ہے۔ ہندوستانی گیتوں میں فراق زدہ عورت کا جو تصور پیش کیا گیا ہے، مشتری اُس تصور پر پوری اُترتی ہے۔ اس کی دلی کیفیات اُس کی زبانی بھی پیش کی گئی ہیں اور غزلوں کی صورت بھی۔

وہ شوخ اور چلبلی بھی ہے۔ اپنی دائی سے چھیڑ چھاڑ کرتے نہیں چوکتی اور اس کے خفا ہو جانے پر ایک بچی کی طرح اسے منانے کے جتن بھی کرتی ہے۔ اس کی محبت کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ محبت کی خاطر اپنی حکومت بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

محمد قلی کے استقبال کی تیاریوں کے دوران محل کی چہل پہل سے اس کے صاحبِ اقتدار ہونے کا ہلکا سا تاثر ملتا ہے۔ محمد قلی کی آمد کی اطلاع ملتی ہے تو ملاقات کے لئے بے تاب ہو جاتی ہے۔ کہہ اُٹھتی ہے کہ رہ گزرِ محبوب تک میں سر کے بل جاؤں گی اور بہ نفسِ نفیس اُس کا استقبال کر کے محل لاؤں گی۔

1765 کہ میں سر سوں چل واں تلک جاؤں گی
آپے میں یہاں شاہ کوں لاؤں گی

اس کے بعد محل سنوارنے لگ جاتی ہے۔ جن سڑکوں سے مہمان گزرنے والا ہے، اُن سڑکوں پر خوشبوؤں کا چھڑکاؤ کراتی ہے۔ استقبال کے راستوں پر دورویہ جام بکف چنچل سکھیوں کو مامور کرتی ہے۔ گھوڑے پر سوار اپنی محرم سکھیوں کے جلو میں عطارد کو ساتھ لئے استقبال کے لئے نکلتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشتری کے ملک میں کسی مرد کا گزر نہیں صرف عورتیں بستی ہیں۔ وجہی کہتا ہے کہ شہزادے سے ملاقات کے خیال سے مارے خوشی کے اپنے آپ میں سمانہیں رہی تھی۔ اس کا یہ فعل ایک الہڑ دوشیزہ کے جذبات کو تو ظاہر کرتا ہے، ایک فرماں روا کے شایانِ شان نہیں معلوم ہوتا۔

1784 یتا شہ سوں ملنے کوں خوشحال تھی
کہ خوشیاں سوں آپس میں ماتی نہ تھی

جب محمد قلی آپہنچتا ہے تو ہیرے موتی وار کر اس کا استقبال کرتی ہے۔

مشتری اپنی محبت کے لئے کچھ بھی کرنے تیار ہے۔ بلا تامّل اپنی عزیز سے عزیز ترین شئے تک نثار کرنے تیار ہو جاتی ہے۔ محمد قلی کی خوشنودی اس کا ایمان ہے۔ جب محمد قلی مشتری کی بہن زہرہ کے لئے مریخ خاں کی محبت کا واسطہ دے کر دونوں کو ملا دینے کی سفارش کرتا ہے تو محمد قلی کی خوشی کے لئے بے تامّل تیار ہو جاتی ہے۔ محمد قلی سے محبت آمیز شکایت کرتی ہے کہ اتنی سی بات کے لئے میری اتنی منت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تمہارا اشارہ کافی تھا۔ لو! ابھی دونوں کو بیاہ دیتی ہوں۔

1896 یتی میری منت کی کرتا ہے توں؟
یدی دیتی ہوں بھیاو کر دونوں کو

اس کی بے لوث محبت کی آزمائش اُس وقت ہوتی ہے جب محمد قلی اس کے محبوب وطن بنگالہ کو ترک کر کے دکھن چلنے کی تجویز رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں مشتری کا بے ساختہ ردعمل نہ صرف محمد قلی سے اس کی بے پناہ محبت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس کی نگاہ میں سچی محبت کی قدر و قیمت کا احساس بھی دلاتا ہے۔ مشتری کہتی ہے۔

1900 کہی، "شاہ جو بی تماری خوشی
تماری خوشی سو ہماری خوشی"
1716 توں مُنج سات اِس دھات چالے نہ کر
مُلک واروں لگ تیری یک بات پر
1717 کیتا مال ہور ملک دکھلائے گا
مُلک مال تے کیا مُنجے آئے گا
1918 غرض ہے میرا تج سوں اے شہ فہیم
نکر ایسی باتاں سوں توں دل دو نیم
1929 تہیں مُنج مُلک ہور تُہیں مال ہے
تہیں مُنج لالن تہیں لال ہے"

مشتری نے کہا "اے شہ جوتمہاری خوشی ہو! تمہاری خوشی میں میری خوشی ہے۔ میرے ساتھ اس مکر کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ میں ایسے لاکھوں ملک تیرے ایک اشارے پر قربان کردوں۔ کس قدر مال اور کتنے ملکوں کا لالچ دے گا؟۔ ملک اور مال سے مجھے حاصل بھی کیا؟ اے شہِ فہیم! مجھے تو تجھ سے غرض ہے۔ تو ایسی باتوں سے دل نہ توڑ۔ میرے لئے تو تو ہی ملک ہے اور تو ہی مال۔ تو ہی میرا معشوق ہے اور تو ہی میرا لال"۔

مشتری کا یہ جذبہ اور سچی محبت کی قدر شناسی اس کے کردار کو بلند کرتی ہے اور اسے ہمارے دلوں کے قریب کردیتی ہے۔ اس کے دل کی دھڑکنوں کو ہم اپنے دل میں دھڑکتا ہوا پاتے ہیں۔ وہ شروع سے محبوب کے روپ میں آتی ہے اور آخر تک محبوب ہی رہتی ہے۔ اور سلطنت تیاگ کر اپنے محبوب کے ساتھ دکن چلی جاتی ہے۔

عطارد

ان تین کرداروں کے علاوہ عطارد کا کردار بھی جاندار ہے۔ وہ ایک جہاں دیدہ، سوجھ بوجھ والا تجربہ کار انسان ہے۔ مصلحت پسند ہے۔ موقع پرست بھی ہے۔ موقع کا فائدہ اٹھانا جانتا ہے۔ اپنی تعریف کے مواقع خود پیدا کرتا ہے اور ان کے ذریعہ مالی اور مادی فائدے اٹھانے کے لئے کوشاں

دکھائی دیتا ہے۔ اس میں چت بھی میری پٹ بھی میری والی بات ہے۔ مشورے دیتا ہے لیکن مشورہ نامنظور کردیا گیا تو دل وجان سے حریف کا مشورہ یوں قبول کرلیتا ہے جیسے وہ مشورہ اُسی نے دیا ہو۔ وہ پہلے شہزادہ محمد قلی کو راہ عشق کے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے محبوب کا خیال دل سے نکال دینے کا مشورہ دیتا ہے لیکن اس کا ارادہ اٹل دیکھ کر فوراً پینترا بدل دیتا ہے۔

793 تجے عشق میں آزماتا اَتھا
ستم بات اِس دھات لاتا اَتھا

794 سدا راج کر اور جی جگ میں جم
سچا پاک عاشق توں ثابت قدم

یعنی اے شاہ! میں تو تیرے عشق کو آزمارہا تھا۔ ستم رانی کی باتوں سے تیرے دل کو ٹٹول رہا تھا۔ تو ہمیشہ ہمیشہ راج کر اور قیامت تک جیتا رہ۔ مجھے یقین ہوگیا کہ تو سچا عاشق اور محبت میں ثابت قدم ہے۔

وہ ہر دم دوسروں کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اپنی ضعیفی کے باوجود ایک صبر آزما اور تھکا دینے والے سفر کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ اپنی دنیاداری کے باعث عطارد ایک زندہ کردار بن کر سامنے آتا ہے۔ وہ اپنے فائدے کے لئے حالات کو اپنے حق میں سازگار بنانے کا ہنر جانتا ہے۔ اس میں سیلز مین شپ کی ساری خوبیاں موجود ہیں۔ شہزادہ محمد قلی کو مشتری کی تصویر دکھانے سے پہلے وہ اُس کے حسن و جمال، نازوادا، اس کی معشوقی ومحبوبی کی مبالغہ آمیز تعریف کرکے اُس کے اشتیاق اور اس کی آتش شوق کو ایسا بھڑکاتا ہے کہ اگر وہ اسے خواب میں نہ دیکھ چکا ہوتا تب بھی اس کا سراپا سن کر ہی عاشق ہوجاتا۔ وہ تلاشِ محبوب کی مہم میں رہبری کی خدمات ہوں یا اپنی تصویریں بیچنی ہوں، مشتری کے دل میں شہزادہ محمد قلی کی محبت بھرنے کی تدبیر کرنی ہو یا اپنی جہاں بانی کا اور جہاں دیدہ ہونے کا نقش بٹھانا ہو، وہ اپنی لچھے دار گفتگو اور لفاظی سے اپنے مخاطب کے حواس پر چھاجانے کا ہنر جانتا ہے۔

عطارد پیشے سے مصور ہے۔ دنیا بھر کی سیاحت کرچکا ہے۔ جس ملک میں جاتا ہے، وہاں کے حسینوں کو ڈھونڈھ نکال کر اُن کی تصویریں بنالیتا ہے۔ ساری دنیا کے حسینوں کی تصویریں مع احوال اُس کے مرقعے میں موجود ہیں۔ لیکن عمر بھر کی سیاحی کے نتیجے میں کسی کے اندر مہم جوئی اور حوصلہ مندی کی جو

صفات پیدا ہو جاتی ہیں، اُس میں اُن کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ تلاشِ محبوب کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اور سفر کے دوران وہ اندیشوں سے لرزتا رہتا ہے اور دوسروں کی حوصلہ شکنی بھی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس کے باعث بار بار محمد قلی کی سرزنش کا نشانہ بنتا رہتا ہے۔ ایک مرتبہ تو محمد قلی اس سے پوچھ ہی بیٹھتا ہے کہ اس قدر ڈرپوک، تو نے دنیا بھر کی سیاحت کس جگر سے کر لی؟

787 تو اتیچ میں یوں ہوا سہم سوں
یتے ٹلک دیکھیا سو کس فہم سوں؟

لالچی بے حد ہے۔ کام کرنے سے پہلے، کام کے دوران اور کام کر دینے کے بعد بھی معاوضے اور صلے کی رٹ لگائے رہتا ہے۔ وجہی نے اُس کی زرطلبی کی صفت کو موقع موقع سے نمایاں کیا ہے۔ خاں رشید نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ زرطلبی کی یہ ہوس عطارد کے پردے میں دراصل وجہی کے طلبِ زر کی چغلی کھا رہی ہے۔ لیکن اگر وجہی نے قطب مشتری محمد قلی قطب شاہ کی فرمائش پر لکھی ہے، جس کا تمام تر قرینہ ہے، تو خاں رشید کے اس خیال سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ یہی سمجھنا چاہیے کہ وجہی نے عطارد کی زرطلبی کو اُس کی سرشت کا حصہ بتانے کا اہتمام کیا ہے۔

بہت اچھا منصوبہ ساز ہے۔ بنگالہ کے سفر میں اُسے اندازہ نہیں تھا کہ مشتری کے حصول کا کیا طریقہ ہوگا۔ لیکن مہتاب پری کے ہاں قیام کا موڑ آتے ہی اُس کی ذہانت جاگ اُٹھتی ہے اور وہ وہیں بیٹھے بیٹھے مشتری کی تسخیر کا منصوبہ تیار کر لیتا ہے۔ وہ اپنے منصوبے کو محمد قلی پر بھی ظاہر نہیں کرتا۔ یہی کہے جاتا ہے کہ میں بنگالہ پہنچ کر مشتری کو تجھ سے ملانے کی تدبیر کروں گا۔ بنگالہ پہنچ کر پہلے دو چار دن حالات کا جائزہ لیتا ہے۔ اُس کے بعد سوچ سمجھ کر مشتری کے محل کے عین نیچے اپنا نگارخانہ اس زاویئے سے قائم کرتا ہے کہ مشتری کی توجہ کھینچنے میں کامیاب رہے۔ اس دوران معلوم کر لیتا ہے کہ مشتری سب سے زیادہ اپنی دائی سے قریب ہے۔ دائی کو ہموار کر لیتا ہے اور بالآخر وہی اُسے مشتری تک پہنچانے کا سبب بنتی ہے۔ وہ معشوقوں کی نفسیات سے واقف ہے۔ مشتری، محمد قلی کی تصویر کے بارے میں دریافت کرتی ہے تو وہ پوری معلومات فراہم کرتا ہے لیکن یہ بات عمداً ظاہر نہیں کرتا کہ وہ اُس کا عاشق ہے۔ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ عاشق نیازمندی دکھاتا ہے تو معشوق ٹیڑھے ناز پر اُتر آتا ہے۔ اس لئے معشوق کو زیر کرنے کا

مجرب نسخہ یہ ہے کہ معشوق کو ہی عاشق بنا دیا جائے۔

1610 جو عاجز ہو دکھلائے عاشق نیاز
تو معشوق کرتا ہے ٹیڑ ہچ ناز

وہ اسی ترکیب سے مشتری کو قطب شاہ کا عاشق بنا کر قطب شاہ کے عشق کو کامیابی سے ہم کنار کرتا ہے۔ وہ بڑی اخلاقی جرأت کا بھی مالک ہے۔ مشتری سے ملاقات کے بعد محمد قلی جذبات کے زور میں بے قابو سا ہونے لگتا ہے تو وہ غیر معمولی جسارت لیکن شائستگی کے ساتھ اُسے سنبھل جانے کی نصیحت کرتا ہے اور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

عطارد کے کردار کی ایک قابلِ تحسین خوبی یہ ہے کہ وہ کوئی ذمے داری قبول کر لینے کے بعد اُسے دل و جان سے پورا کرنے میں جُٹ جاتا ہے اور اُسے انجام پر پہنچا کر ہی دم لیتا ہے۔ تلاشِ محبوب کے سفر پر نکلنے کے بعد وہ محمد قلی کے لئے مشتری کے حصول کو اپنی ذاتی ذمہ داری فرض کر لیتا ہے۔ وہ اس کے لئے طویل منصوبہ سازی کرتا ہے۔ مشتری تک پہنچنے کے لئے اس کے محل کے عین نیچے اپنا اسٹوڈیو قائم کرتا ہے۔ اپنی شہرت کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ مشتری کی دائی سے مراسم بڑھا کر اُسے اپنا راز دار بنا لیتا ہے۔ اسی کے توسط سے مشتری تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ محل کی نقاشی کا ریاضت طلب کام تدبیر سے خود کو تفویض کرا لیتا ہے۔ محل کی نقاشی کے دوران ایسے موقع سے محمد قلی کی تصویر بنا دیتا ہے کہ مشتری اس کی زد سے بچ ہی نہ سکے۔ پھر مشتری کا خیر خواہ بن کر اُسے محمد قلی سے ملانے کا انتظام اس سلیقے کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ اس کی زیر بارِ احسان رہے۔

قدیم ادب میں ایسا کردار نوادرات میں سے ہے۔ داستانی ادب میں کردار عموماً سادہ صفت ہوتے ہیں اور ان کا عمل متعین ہوتا ہے۔ لیکن عطارد اپنی کثیر صفتی اور بدلتی ہوئی صورتحال کے مطابق اپنے قول و عمل میں موزوں تبدیلی کر لینے کی صلاحیت کی وجہ سے ایک جیتے جاگتے کردار کی صورت میں سامنے آتا ہے اور ذہن پر ایک پائدار نقش چھوڑ جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو وجہی نے عطارد کے کردار میں حرص و آز، ہمدردی اور بے نفسی، حاضر دماغی و طباعی، طراری اور موقع پرستی، بزرگی اور مصلحت اندیشی، خود غرضی اور بے نفسی جیسی متضاد و متنوع صفات کا رنگ بھر کر اسے مثنوی کا سب سے حقیقی اور زندہ کردار بنا دیا ہے۔

ضمنی کردار

عطارد کے علاوہ جو کردار ہیں وہ سب ضمنی حیثیت رکھتے ہیں جیسے شہزادہ محمد قلی کے ماں باپ جو شفقت ومحبت کا پیکر ہیں اور بیٹے کی خوشی کے لئے نہ صرف ملک ملک کی حسیناؤں کا انتظام کردیتے ہیں بلکہ تلاشِ محبوب کے لئے فرزند کو پورے ساز وسامان کے ساتھ رخصت بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کے ساتھ ایسی دوستانہ رفاقت کا اظہار کرتے ہیں جو ہمارے عہد میں بھی صرف بعض انتہائی کشادہ ذہن اور روشن خیال خاندانوں میں دکھائی دیتی ہے۔ جیسے شہزادہ محمد قلی کے بتلائے محبت ہونے کو تاڑ جانا اور والدین کے احترام میں بات زبان پر نہ لانے کو سمجھ جانا اور زیرِ لب یہ کہنا کہ

596 محبت تو لئی گرم دھرتا اہے
ولے کہنے کوں شرم کرتا اہے

فرزند سے پیار اُن کی سب سے بڑی متاع ہے۔ اس کے بغیر ان کی زندگی ویران ہے۔ جب محمد قلی اُن سے رخصت کی اجازت طلب کرتا ہے تو اُس سے جدائی کے خیال سے وہ مُرجھا سے جاتے ہیں۔ بیٹے سے جدائی کے کرب کو کس قدر پُراثر اسلوب میں بیان کیا ہے۔

836 توں سوٗر ہے، نکو دور ہوا سمان تے
توں ہیرا اہے نا بچھڑ کھان تے

839 نکو کر پریشان دل جمع کوں
نکو توں بجھا جھمکتی شمع کوں

852 نکو نھاس جا توں میرے پاس تے
نکر مُنج نراس اِس اُمید آس تے

853 کیا باپ شہ تُج سوں کہہ کیا بُرا؟
کہ توں آج ہوتا ہے اُس سے جدا

توسورج ہے، آسمان سے دور نہ ہو۔ تو ہیرا ہے، کان سے نہ بچھڑ۔ پُرسکون دل کو پریشان نہ کر، روشن شمع کو بجھا نہ دے۔ مجھے چھوڑ کر نہ جا۔ تو میری اُمیدوں کا مرکز ہے، نا اُمید نہ کر۔

بیٹے! تیرے باپ نے تیرا کیا بگاڑا ہے کہ تو آج اُس سے جدا ہو رہا ہے؟

لیکن فرزند کی ضد کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کی روانگی کے تمام انتظامات کرتے ہیں اور اُسے خوشی خوشی رخصت کرتے ہیں۔ اب اُن کا دُکھ بے زبان ہو جاتا ہے۔ صرف آنسو اُن کے رنج کی زبان بن جاتے ہیں۔

912 پُنم چاند جیوں دونوں گھٹنے لگے
ستارے انکھیاں میں تے ٹٹنے لگے

دونوں پونم کے چاند کی طرح گھٹنے لگے۔ اُن کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے۔

مختصر ہونے کے باوجود محمد قلی کے والدین کے مرقعے اولاد کی محبت، سوجھ بوجھ، اور ایک خاص ذہنی بلوغت کی وجہ سے زندہ اور حقیقت سے بہت قریب معلوم ہوتے ہیں۔

مشتری کی دائی جو مامتا کا پیکر ہے، مشتری کی نظر میں ماں کا رتبہ رکھتی ہے۔ مشتری پر اس کی شفقت بے پناہ ہے۔ جب مشتری چھیڑ چھاڑ میں اسے عطارد سے آشنائی کا طعنہ دیتی ہے (اور صحیح طعنہ دیتی ہے) تو اس پر بگڑ جاتی ہے اور اسے یاد دلاتی ہے کہ وہ اس کے سامنے کی بچی ہے، مہذب ماں باپ کی اولاد ہے، ایسی چھچھوری باتیں اسے زیب نہیں دیتیں۔ اسے دائی سے بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔

1356 تو میرے اَنگے کی نھنی ہو کے یوں
جھٹاتی میری بات لوگاں میں یوں

1357 تجے جھوٹ ہور سچ برابر ہے سب
نہ تج میں ملاذا نہ تج میں ادب

1358 اصیل ہے توں یک باپ یک مائی کی
نکو توڑ توں یوں ادب دائی کی

تو میرے سامنے کی بچّی ہو کر لوگوں میں میری بات جھٹلاتی ہے؟ تجھے تو جھوٹ اور سچ کی تمیز ہی نہیں رہی۔ بڑوں کا ادب، لحاظ کچھ باقی نہیں رہا۔ تو عالی نسب ہے، یوں اپنی دائی کی بے ادبی نہ کر۔

لیکن مشتری کے معافی مانگنے پر فوراً مان بھی جاتی ہے۔ وہ ہر اہم موقع پر مشتری کی رفاقت کا حق ادا کرتی ہے۔ وہ موقع پڑنے پر دودھ حلال نہ کرنے کی دھمکی تک دے سکتی ہے۔ جب مشتری، اُسے اپنے دل کا حال بتانے میں پس وپیش کرتی ہے تو وہ بڑی دلسوزی کے ساتھ کہتی ہے۔

1500 چھپاتی توں اس بات کوں کی اے نار؟
تجے کون ہے منج تے بھی دوست دار؟
1501 توں بیگانی منج جانی اس دھات کی ؟
نہیں بولتی کھول یو بات کی ؟
1502 کہ ماباپ ہور یک بڑے بھائی سوں
چھپاتے نہیں بات کوئی دائی سوں
1503 جو تو نا کہہ سی منج کن اپنا یو حال
تجے دود ہرگز نہ کر سوں حلال

اے لاڈلی! تو یہ بات کیوں چھپا رہی ہے؟ آخر مجھ سے زیادہ تیرا دوست اور کون ہے؟ تو نے مجھے ایسا بیگانہ کیسے سمجھ لیا؟ بات کھول کر مجھ سے کہتی کیوں نہیں؟ باپ اور بڑے بھائی کے علاوہ دائی سے کوئی بات چھپایا نہیں کرتے۔ تو نے اپنا حال صاف صاف مجھ کو نہیں بتایا تو سُن لے! تجھے دودھ ہرگز حلال نہیں کروں گی۔
مشتری جب شہزادہ محمد قلی کی تصویر دیکھ کر بے ہوش ہو جاتی ہے تو دائی کی تڑپ، اضطراب اور پریشانی کی کیفیت دل پر اس کی بے لوث ممتا کا انتہائی پر اثر نقش چھوڑتی ہے۔ اس کی بے تابی کی کیفیت ان اشعار سے ظاہر ہے۔

1480 سو وو دائی پکڑی دُکھوں جھورنے
لگی ہات آپس میں آپے پچھورنے
1481 کہ وا اس نھنی کوں یہاں کیا ہوا
مری چندنی کوں یہاں کیا ہوا

1482 کہاں جاؤں؟ کس کو کہوں؟ کیا کروں؟
اتال اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں
1484 مُنجے آج دِستا نہیں کچ کہیں
منتر کاری بھی کوئی حاضر نہیں
1485 نوا محل ہے کیا ہوا یاں اسے
لے کر جاؤں یاں تے اتا کاں اسے

اور جب مشتری سچ سچ بتادیتی ہے تو وہ ایک جہاں دیدہ بزرگ کی طرح اسے ڈانٹ بھی پلاتی ہے۔

1525 توں چنچل چتر نار اتنی سی ہے
بڑی چھند بھری بھوت فتنی سی ہے
1526 یو کیسا اہے عشق جو توں کری؟
بھلی ہے جو شاباش توں نیں ڈری

دائی کے کردار میں ایک حقیقی ماں کی مامتا، اولاد کے تئیں فکر مندی، شفقت اور خفگی، سرپرستی اور احساس تحفظ بھی کچھ نہایت فطری انداز میں سامنے آتا ہے اور پڑھنے والے کے ذہن پر ایک خوش گوار اثر چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ دنیادار بھی ہے۔ وہ عطارد کے ساتھ ساز باز کر کے اُسے مشتری کے حضور باریاب کرتی ہے۔ مشتری نے جو اُسے چھیڑا تھا کہ کیا تو مصور سے آشنائی دھرتی ہے تو کچھ ایسا غلط بھی نہیں تھا۔ مشتری کے کہنے کی دیر، وہ عطارد کے پاس پہنچ جاتی ہے اور کہتی ہے۔

1379 سُتے بخت جاگے ترے سر تے آج
کہ تُج آوو گی مشتری نار آج
1380 خوشی خُرمی ہے تُجے سخت آج
کہ یاری دیئے ہیں ترے بخت آج

اس سے ظاہر ہے کہ عطارد اُسے کئی دنوں سے پرچا رہا تھا اور دائی بھی برابر مناسب موقع کی تلاش میں لگی ہوئی تھی۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ اُس کی مدد محض ایک ضرورت مند کی حاجت روائی کے طور پر

کرتی ہے یا اُس میں ذاتی منفعت کا کوئی پہلو بھی شامل تھا۔ لیکن اس سے دورِ ملوکیت میں ریشہ دوانیوں کا پہلو ضرور سامنے آتا ہے۔

صرف مریخ خاں کو محض ایک پرچھائیں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ مریخ خاں مثنوی میں ایک خاص مقصد کے لئے لایا گیا ہے، یعنی مشتری کے دکن روانہ ہو جانے کے نتیجے میں بنگالہ کی حکومت سنبھالنے کے لئے۔ وجہی نے اسی لئے اسے اس سے زیادہ اہمیت بھی نہیں دی ہے۔ ورنہ قطب مشتری کے تمام کرداروں میں ایک خاص ٹھہراؤ، ذہنی پختگی اور سوجھ بوجھ نظر آتی ہے اور ایک داستان کے کرداروں کی یہ فن کارانہ سطح قطب مشتری کو عام داستانوں کے معیار سے بہتر مرتبے کا حامل بنا دیتی ہے۔

قطب مشتری کے تمام کردار فعال ہیں اور متحرک اور زندہ معلوم ہوتے ہیں۔ صورت حال سے ان کا تعامل برابر جاری رہتا ہے۔ ان میں حوصلہ مندی ہے، مصلحت کوشی ہے، کسی بھی کام کو کر گزرنے کا حوصلہ ہے اور خود کچھ حاصل کرنے کی امنگ بھی ہے۔

ان کے ارادے مضبوط ہیں۔ مقابلہ کرنے کا حوصلہ ہے۔ وجہی کا معاشرہ ایک توانا، سرگرم اور متحرک معاشرہ تھا۔ ۱۵۶۳ء میں تالی کوٹ کی جنگ میں طاقتور وجے نگر حکومت کی پسپائی کی بنیادوں پر قطب شاہی سلطنت کا استحکام عمل میں آیا تھا اور تعمیر نو اور خوشحالی کے دور کا آغاز ہوا تھا۔ عوام جنگوں میں شریک نہ ہوئے ہوں لیکن ان کے سلطان کی طاقت ان کی طاقت بن گئی تھی۔ وہ ان کا نصب العین تھا اور وہ اس کے افعال و اعمال سے نمو حاصل کرتے تھے۔ محمد قلی کی مہم جوئی اور ایک بظاہر ناممکن الحصول مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹنا گویا اس پورے معاشرے کی سائیکی کا اعلان کرتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ بات داستان کے چوکھٹے میں کہی گئی ہے، پوری مثنوی میں اعلیٰ انسانی اقدار کی اشاعت نہایت فن کارانہ انداز میں کی گئی ہے۔ عطارد کا بڑھاپے کے باوجود محمد قلی کی مہم جوئی کی قیادت قبول کر لینا، شہزادے کے نصب العین کے حصول میں اپنی پوری توانائیاں، سوجھ بوجھ، منصوبہ بندی، عواقب و نتائج پر گہری نظر، نہ صرف اس کے احساس ذمہ داری کا خاص اثر مرتب کرتے ہیں بلکہ اس کی انسانیت اور مدد کے جذبے کا خوش گوار تاثر چھوڑتے ہیں۔ محمد قلی میں ارادے کی پختگی، عزمِ مصمم، ہمت مردانہ کے ساتھ ساتھ مہتاب کے ساتھ اس کی عارضی رفاقت اور اس کی شکر گزاری، مریخ کو قید سے آزاد کرانا، پھر مشتری سے کہہ کر اُسے بنگالہ کی بادشاہی سونپنا، اپنی سرزمین سے محبت کا اعلان کرنا، مریخ اور زہرہ پر محمد قلی اور مشتری کی شفقت اور فیاضیاں، دائی کا

احترام، عطارد کی بزرگی کی اعتراف اور اپنے معاملات اس پر یہ کہہ کر چھوڑ دینا کہ آپ میرے باپ کے برابر ہیں، آپ ہی میرے مسئلے کا حل نکالیے، مثنوی کے نہایت مثبت پہلو ہیں۔ پوری مثنوی میں آپسی رفاقت کا احساس ایک دوسرے کے دکھ درد اور مسرتوں میں شرکت ایک دوسرے کو نوازنے کی کوشش، ایک عجیب، مانوس سی یگانگت اور اپنائیت کی فضا سی بکھیر دیتی ہے۔

جذبات نگاری

قطب مشتری میں جذبات نگاری کے مرقعے ایک خاص توازن کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ یہ مرقعے مبالغہ آرائی سے پاک ہیں۔ وجہی کرداروں کے جذبات اپنی زبان میں بیان نہیں کرتا بلکہ جذباتی صورتِ حال پیدا کرنے کے بعد کرداروں کے عمل، ردِ عمل اور مکالموں کے ذریعے جذباتی کیفیات کو نمایاں کرتا جاتا ہے۔ جذبات نگاری کے نمونوں میں سب سے پہلے اس صورت حال کا ذکر ضروری ہے جب محمد قلی خواب میں مشتری کو دیکھ کر پریشان ہے۔ عشق کا پہلا حملہ ہوا ہے اور وہ اپنی جذباتی کیفیت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ کسی کو راز دار نہیں بنا سکتا۔ اس احساسِ تنہائی کی ترجمانی یوں کرتا ہے۔

551 کہ دھرتا ہوں دل میں جو کچ بات میں
کروں جا کے وو بات، کس سات میں

552 نکوی یار دل سوز محرم ہے منج
نکوی ہم نفس ہور ہم دم ہے منج

553 اپس سوں اَپچ آج محرم ہوں میں
اپس سوں اپچ آج ہمدم ہوں میں

(میں اپنا حال دل کس سے کہوں؟ میرا کوئی ہمدرد و دوست نہیں ہے۔ کوئی محرم نہیں ہے۔ میرا کوئی ہم نفس اور ہمدم نہیں ہے۔ آج میں اپنا محرم آپ ہوں۔ آج میں اپنا ہمدم آپ ہوں)

جب شہزادے کے ماں باپ اس کا حال پوچھنے آتے ہیں تو اسے اداس دیکھ کر فکر مندی سے پوچھتے ہیں۔

584 کہے شہ نہ غم کر توں خوش حال اَچ
سدا سرخ رو جیوں تو گلّال اَچ

586 دونو مل کے لاک آرزو ہور چاؤ
کہے شہ ترا درد ہمنا کوں آؤ

587 اپس دل کی توں گانٹھ اب کھول شہ
ترا حال یوں کی ہوا بول شہ؟

(ماں باپ نے بڑی محبت سے کہا کہ بیٹے غم نہ کر تو خوش رہ۔ خدا کرے ترا درد ہم کو لگ جائے۔ اب اپنے دل کی گانٹھ کھول دے بیٹے۔ کس لئے تیرا یہ حال ہوا ہے ہم کو بتا دے)

شہزادہ محمد قلی کی عجیب حالت ہے۔ نیا نیا درد ہے۔ بتائے تو کس طرح! اور چھپانے کے لئے ضبط کہاں سے لائے۔ پھر واقعہ بھی تو نہیں۔ صرف خواب دیکھا ہے۔ اس کے کہے پر کوئی یقین کرے گا؟ اس تذبذب اور بے چارگی کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

592 جو دیکھا اتھا خواب اس رات کوں
سو اس خواب کے راز کی بات کوں

593 کدھیں دل میں راکھے کدھیں مکھ میں لیائے
کدھیں کوچ بولے کدھیں کچ چھپائے

(اس خواب کی بات قطب شہ کبھی دل میں رکھے، کبھی زبان پر لائے۔ کبھی کچھ کہنے کی کوشش کرے، کبھی کچھ چھپالے)

جذبات نگاری کا ایک اور موقع وہ ہے جب شہزادہ مشتری کی تلاش میں جانے کے لئے اجازت طلب کرتا ہے تو سلطان اور اس کی ملکہ کو فرزند کی جدائی کے خیال سے بہت صدمہ پہنچتا ہے۔ باپ کہتا ہے۔

836 توں سور ہے نکو دور ہو اسمان تے
توں ہیرا اہے نا بچھڑ کھان سے

837 توں پھل ہور تج ٹھاؤں ہے پھول بن
توں سرو ہور جاگا ہے تیرا چمن

838 توں شاہی کیرے بزم کا شمع ہے
توں جم جیو تج تے مرا جمع ہے

839 نکو کر پریشان دل جمع کوں
نکو توں بجھا جھمکتی شمع کوں

(تو سورج ہے، آسمان سے دور نہ ہو۔ تو ہیرا ہے، کان سے نہ بچھڑ۔ تو پھول ہے اور تیری جگہ پھول بن ہے۔ تو سرو اور تیرا مقام چمن میں ہے۔ تو بزم شاہی کی شمع ہے۔ تو ہمارے دلوں کا سکون ہے۔ اسے پریشان نہ کر۔ ہماری زندگی کی روشن شمع کو نہ بجھا)۔

شہزادہ رخصت ہو رہا ہے۔ والدین کی اطاعت گزاری کا اسے بہت پاس ہے۔ لیکن دل کی حکمرانی اس سے قوی تر ہے۔ اس صورت حال کی ترجمانی یوں کرتا ہے۔

914 نکلنا کسے گھر تے بھاتا اہے
منجے دل یوں ستی لے جاتا اہے

915 کتا میں رکھوں دل کوں رہتا نہیں
یو کیا بھید ہے کوئی کہتا نہیں

917 منجے یاں رہنا بھوت مشکل اہے
کہ اتنا کیا سب سو یو دل اہے

مشتری اور دائی کے مرقعے اور بہتر ہیں۔ مشتری اپنے نئے محل میں قطب شہ کی تصویر دیکھ کر بے ہوش ہو چکی ہے۔ اس وقت پورے محل میں صرف دائی اس کے قریب ہے۔ دوسرا کوئی موجود نہیں۔ اس اچانک واقعے سے وہ گھبرا جاتی ہے۔ اس کی گھبراہٹ، اُمڈتی ہوئی مامتا، اندیشوں کا خوف، یہ سارے جذبات نہایت فطری روزمرہ میں پیش کیے ہیں۔ پڑھنے والا دائی کی بے پناہ محبت اور اس کی تڑپ میں خود کو شریک پاتا ہے۔

1480 سو وو دائی پکڑی دکھوں جھورنے
لگی بات اپس میں اپے چورنے
1481 کہ وا! اس نھنی کو یہاں کیا ہوا
مری چندنی کوں یہاں کیا ہوا
1482 کہاں جاؤں؟ کس کو کہوں؟ کیا کروں؟
اتال اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں؟
1483 مبادا پری کی اچھے اس نظر
کہ یو ہوئی یکائیک یوں بے خبر
1484 منجے آج دستا نہیں کچ کہیں
منتر کاری بھی کوئی حاضر نہیں
1485 نوا محل ہے کیا ہوا یاں اسے
لے کر جاؤں یاں تے اِتا کاں اسے
1486 اٹھاتی تو اُٹھتی نہیں نار یو
نہ جانے کہ کیا دیکھی اس ٹھار یو

مشتری بیدار ہوتی ہے۔ محبت کا حملہ اچانک ہوا ہے۔ اپنی کیفیت کو خود ابھی سمجھ نہیں سکی ہے۔ اس حالت کا بیان یوں کیا ہے۔

1488 صورت شہ کی تل تل نجھانے لگی
کھڑے قد پہ بلہار جانے لگی
1489 دیک اس نقش کو نار حیران تھی
سو سدبد گنوا سب پریشان تھی
1490 نہ اَن بھاؤ تا تھا نہ پانی اسے
ہوئی تلخ سب زندگانی اسے

1491 پکڑ رہی تھی واں نار اس ٹھار کوں
کہ بھاتی وہی ٹھار اس نار کوں

1492 وہی نقش تن تھا وہی نقش من
وہی نقش پانی، وہی نقش ان

(شاہزادے کی تصویر کو پاگلوں کی طرح دیکھے جارہی تھی۔ وہ سدھ بدھ گنوا بیٹھی تھی۔ نہ اسے کھانا اچھا لگتا تھا اور نہ پانی۔ اس کے لئے زندگانی تلخ ہوگئی تھی۔ وہ اسی گوشے کی ہوکر رہ گئی تھی جہاں وہ تصویر تھی۔ وہی تصویر اس کے لئے تن بھی تھی اور من بھی۔ وہی پانی تھی اور وہی اَن)

دائی اس کی کیفیت دیکھ کر مضطرب ہے۔ دریافت حال کرتی ہے۔ اس کے ہر لفظ سے محبت پھوٹی پڑتی ہے۔ پوچھتی ہے۔

1498 ترا دل نہیں کی انند سکھ اُپر؟
کہ قربان گئی دائی تج مکھ اُپر

1500 چھپاتی توں اس بات کوں کی اے نار؟
تجے کون ہے منج تے بھی دوست دار؟

1502 کہ ماں باپ ہور ایک بڑے بھائی سوں
چھپاتے نہیں بات کوئی دائی سوں

1503 جو تو نا کہے سی منج کن اپنا یوں حال
تجے دود ہرگز نہ کر سوں حلال

جو باتیں کہنی ہیں لیکن جن کے کہنے کی تاب نہیں ہوتی، وجہی نے ان جذبات کا بیان بھی خوب کیا ہے۔ اوپر ایک مثال گزر چکی ہے۔ یہاں بھی وہی کیفیت ہے۔ مشتری دائی سے کہنا چاہتی ہے لیکن زبان ساتھ نہیں دیتی۔

1510 زبان من منے لٹ پٹاتی اہے
نہیں بات یکایک آتی اہے

اسی طرح شہزادہ جب مہتاب پری سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے تو مہتاب کا دل تو چاہتا ہے کہ اسے روک لے، لیکن اظہارِ جذبات کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ صرف اتنا ہی کہہ سکتی ہے۔

1715 منا کرنے نیں تج کو سکتی ہوں میں
جو رہے گا تو منت سوں رکھتی ہوں میں
1716 اپے ہو تجے کیوں کہوں میں کہ جا
اگر جائے گا شہ تو تیرا رضا

(اگر جانے میں آپ کی مرضی ہے تو میں آپ کو کیسے منع کر سکتی ہوں۔ آپ رہ جاتے ہیں تو دل و جان سے آپ کو اپنے پاس رکھوں گی۔ مجھ سے یہ کیسے کہا جائے گا کہ آپ چلے جایئے۔)
مشتری کے فراق کی حالت بھی جذبات نگاری کی ایک عمدہ مثال ہے۔

1641 رتن تھے سو تن پہ انگارے ہوئے
کہ مکھ چاند انجھو سو تارے ہوئے
1642 ہر یک روں مرے تن پہ جیوں ناگ ہے
سنا تھا اول سو اتال آگ ہے
1645 مجے تیرے ملنے کی لئی آس ہے
کہ تن منج کنے جیو تج پاس ہے
1646 میرا حال کیا ہے سو اے شاہ نیک
توں اس جیو میرے کوں ٹک پوچ دیک
1662 میرے پاس میرا قطب شہ نہیں
مرے حال تے کوئی آگاہ نہیں
1663 کدھر دیکھوں شہ میں کدھر دیکھوں تج
نہیں منج توں وستا جدھر دیکھوں تج

1664 نہ وعدے کی منج آس نا درس ہے
ہر ایک دیس تج باج سو برس ہے

وجہی کی جذبات نگاری اور وہ بھی ایک داستانی عہد کی بڑی موثر کہی جاسکتی ہے۔ اس میں دل سوزی بھی ہے اور دردناکی بھی۔ جذبات کے اظہار کے لئے اس نے روزمرہ کا نہایت فن کارانہ استعمال کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جذباتی کیفیات کے بیان میں ایک خاص قسم کا ٹھہراؤ، سوجھ بوجھ اور توازن بھی ہے۔

مکالمہ نگاری

مثنویوں میں اگر کوئی داستان بیان ہوئی ہے تو کرداروں کے مابین مکالمے کے مواقع نکل آتے ہیں۔ مثنویوں میں مکالمے کی ایک صورت یہ ہے کہ مثنوی نگار راوی بن کر کرداروں کی گفتار اپنے الفاظ میں پیش کردے۔ دوسری صورت میں مثنوی نگار اپنے کرداروں کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنا مافی الضمیر اپنے ہی الفاظ میں ظاہر کریں۔ قطب مشتری کا شمار دوسرے زمرے میں ہوتا ہے۔ اس میں وجہی نے کرداروں کی زبان سے مکالمے کہلوائے ہیں۔ پوری مثنوی میں راست مخاطبت کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

مثنوی میں تمام مکالمے فکشن کے اسلوب میں واوین میں دیئے گئے ہیں۔ مکالموں کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اُن کی پیش کش میں مکالموں کے تقریباً تمام شابے آگئے ہیں۔ ان میں خود کلامی ہے، سوال و جواب ہے، روزمرہ کا تبادلۂ خیال ہے، مناظرہ ہے اور باطنی احوال کو بھی مکالماتی اسلوب میں زبان دی گئی ہے۔ صورتِ حالات اور جذباتی کیفیات کے مطابق لب و لہجے کا اُتار چڑھاؤ، شاہی آداب کی پاسداری، نسوانی طرزِ مخاطبت، بزرگی و خوردی کا فرق، دلسوزی و دردمندی کی کیفیات، سبھی کچھ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ فکشن کے انداز میں دو فریقین کے مکالموں کے درمیان راوی، قاری سے الگ سے مخاطب بھی ہوتا رہتا ہے۔

خود کلامی

قطب مشتری میں ترقی یافتہ فکشن کی نہج پر کرداروں کی خود کلامی ملتی ہے۔

ہماری داستانوں میں عام طور پر داستان گو داستان کے کسی کردار کی نشوونما کے بجائے قصہ کہانی پر زور دیتا ہے جس کی وجہ سے کردار یک رُخے رہ جاتے ہیں اور انہیں کردار چے کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ داستانیں قاری یا سامع کے تجسس و اشتیاق کی تسکین کے مقصد سے خلق کی جاتی ہیں۔ ان میں سُننے والے کی فکر یا تجزیئے کی صلاحیتوں کو اُکسانے یا اُبھارنے کی کوشش شاذ ہی ہوتی ہے۔ قصے پر زور ہی کی وجہ سے عام داستانوں میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی کردار کے باطن میں کیا گزر رہی ہے۔ داستانی فضا میں یہ جاننے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی کہ کرداروں کی تعمیر اُس زاویئے سے کی ہی نہیں جاتی۔ کہیں ضرورت پڑ بھی گئی تو کرداروں کے جذبات و کیفیات کی ترجمانی داستان گو خود ہی کرتا جاتا ہے۔ چنانچہ خود کلامی تو دور، مکالموں کی گنجائش بھی کم ہی نظر آتی ہے۔ خود کلامی وہیں اپنا جلوہ دکھاتی ہے جہاں باطنی کشمکش میں کسی دوسرے کو شریک کرنا ممکن نہ ہو۔ کردار اپنی تنہائی کی شدت میں اپنی ہی ذات سے مائل بہ گفتار ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کردار کبھی اپنے مخاطب سے باطن کا احوال چھپا کر اپنی دلی کیفیات قاری پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہاں بھی خود کلامی اُس کے کام آتی ہے۔ داستانوں کی یہ استثنائی صورت قطب مشتری میں بڑی خوبی سے استعمال ہوئی ہے۔

قطب مشتری میں پہلی خود کلامی کا موقع وہ ہے جب محمد قلی خواب میں مشتری کا دیدار کرتا ہے اور اُس کی جذباتی حالت متغیر ہونے لگتی ہے۔ اسے محسوس کر کے اُس کے بہی خواہ دریافتِ حال کرتے ہیں۔ کیا جواب دے؟ کیسے کہے کہ خواب میں دکھائی دینے والی حسینہ سے محبت ہو گئی ہے۔ کہہ دے تو خود کو استہزا کا نشانہ بنائے۔ زبان بند رکھنا ہی بہتر ہے۔ یہاں کردار اپنی قوتِ فکر کو مہمیز کر رہا ہے۔ نتائج و عواقب کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ یہ زندہ کردار ہے اور کچھ کرنے سے پہلے دل ہی دل میں اپنے رویئے سے پیدا ہونے والے تمام امکانات کا جائزہ لے رہا ہے۔ چوں کہ وہ اپنے ممکنہ عمل کو اس کے سرزد ہونے سے پہلے احتساب سے گزار رہا ہے، اس لئے وہ کھلے اظہار کے بجائے باطنی کشمکش سے دوبدو ہے اور یہ چیز اُسے خود کلامی کی طرف لے جاتی ہے۔

526 کہیا شہ ''یو دل مینچ دھرنا بھلا
کسی پاس ظاہر نہ کرنا بھلا
527 کہ یو خواب ہور خیال ہور وہم ہے
خدا کوں مرا حال سب فہم ہے
528 کسے گوں کہ منج عشق اس کا اہے
وہی جانے منج عشق جس کا اہے
529 جکوئی راز یو باپ کن کھولے گا
دیوانا ہوا کر منجے بولے گا
530 نہیں بات یو کہنے کی کھول کر
کہ سمجاؤں اب کس کو میں بول کر''

قطب شاہ نے اپنے دل میں کہا: ''یہ احوال دل میں ہی رکھنا خوب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ کسی پر ظاہر نہ کروں۔ جو مجھ پر گزری ہے، وہ خیال اور خواب اور وہم سے زیادہ نہیں ہے۔ پروردگار ہی اس کی اصلیت سے آگاہ ہے۔ کس سے کہوں کہ مجھے اُس سے عشق ہوگیا ہے۔ جس سے مجھے عشق ہوا ہے، وہی اس بات کو سمجھ سکتی ہے۔ اگر میں یہ راز اپنے باپ سے کہوں تو وہ یہی کہے گا کہ کہیں میں دیوانہ تو نہیں ہوگیا؟ بات ہے ہی ایسی کہ کھول کر کہی نہیں جا سکتی۔ میں کس سے کہوں، کس کو سمجھاؤں؟''

کئی دن تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ آخر گوشہ نشین ہوجاتا ہے۔ گوشہ نشینی میں کس سے گفتگو کرے؟ خودکلامی کے سوا چارہ نظر نہیں آتا۔

551 ''کہ دھرتا ہوں دل میں جکچ بات میں
کروں جا کے وو بات کس سات میں
552 نہ کوئی یار دل سوز محرم ہے منج
نہ کوئی ہم نفس ہور ہمدم ہے منج

553 اَپس سوں اَپچ آج محرم ہوں میں
اَپس سوں اَپچ آج ہمدم ہوں میں''

''میرے دل میں جو بات ہے، وہ کس سے جا کر کہوں؟ نہ میرا کوئی دردمند دوست ہے اور نہ ہی رازدار۔ میرا نہ کوئی ہم نفس ہے اور نہ ہی ہمدم۔ آج میں آپ ہی اپنا محرم ہوں۔ آج میں آپ ہی اپنا ہمدم ہوں۔''

ماں باپ محمد قلی کے لئے دنیا جہاں کی حسیناؤں کا انتظام کر دیتے ہیں لیکن محمد قلی کا دل کسی پر نہیں آتا۔ ماں باپ بار بار پوچھتے ہیں۔ جواب دیئے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن جواب دینے سے پہلے پھر خود کلامی کا سہارا لیتا ہے۔

645 ''کتا بات ماں باپ تے میں چھپاووں
کسی ہور دُسرے کوں درمیانی لیاووں
646 اَپس کوں اَپچ ہو کے رکھنا سنبھال
اَپس کا اَپے حال کہنا اتال
647 نبستا اَہے کام کچ لاج تے
مُنجے بات یوُ فام ہوئی آج تے''

''آخر یہ بات اپنے ماں باپ سے کہاں تک چھپاؤں؟ کسی دوسرے کو درمیان میں کہاں تک لاؤں؟ اپنی بات مجھے آپ ہی سنبھالنی ہوگی۔ اپنا حال اپنی ہی زبان سے ظاہر کرنا ہوگا۔ شرم و جھجھک سے کام بنتا نہیں۔ یہ سچ اب کہیں جا کر میری سمجھ میں آیا ہے۔''

اسی طرح جب عطارد مشتری کو شہزادہ محمد قلی کی محبت کے دام میں پھنسا دیتا ہے تو وہ بھی اپنی کامیابی کی خوشی کا اظہار خود کلامی کے ذریعے کرتا ہے۔

1581 عطارد کھیا دل میں اس دھات لیائے
کہ سنپڑی ہے اب یوُ تو جانے نہ پائے
1582 بہت سج ستی آج یوُ کام ہوا
اتال اَنت اِس کا مُنجے فام ہوا

1583 جو مقصود کوں یاں لگ آیا ہوں میں

سو الحمدُ للہ کہ پایا ہوں میں

1584 سُنے گا اگر شاہ اِس بات کوں

تو خوش ہوے گا مُنج پہ بھو دھات سوں"

عطارد نے دل ہی دل میں سوچا کہ "اب یہ دام میں پھنسی ہے تو نکلنے نہ پائے۔ یہ کام بڑے سلیقے سے ہوا ہے۔ اب وہی ہوگا جو میں چاہتا ہوں۔ جس مقصود کو لے کر یہاں تک آیا تھا، الحمدللہ! کہ وہ حاصل ہو گیا۔ شہزادے کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ مجھ سے بے پناہ خوش ہوگا۔"

قطب مشتری میں جذبات کے اُتار چڑھاؤ کے ساتھ بدلتے ہوئے مکالموں کے اسلوب کی بہترین مثال دائی اور مشتری کی آپسی گفتگو ہے۔ مشتری محمد قلی کی تصویر دیکھ کر اچانک بے ہوش ہو جاتی ہے۔ صرف دائی اُس کے ساتھ ہے۔ اِس ناگہانی صورتِ حال میں دائی کی زبان سے بے ساختہ جو مکالمے ادا ہوئے ہیں، اُن سے اس کا اضطراب اور بے قراری پھٹی پڑتی ہے۔

1480 سو وو دائی پکڑی دکھوں جھورنے

لگی بات اپس میں اپے چورنے

1481 کہ "وا ! اس نھنی کوں یہاں کیا ہوا

مری چندنی کوں یہاں کیا ہوا

1482 کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں

اتال اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں

1484 منجے آج دستا نہیں کچ کہیں

منتر کاری بھی کوئی حاضر نہیں

1485 نوا محل ہے کیا ہوا یاں اسے

لے کر جاؤں یاں تے اتا کاں اسے"

"دائی دُکھ سے زاری کرنے لگی۔ افسوس سے ہاتھ ملنے لگی۔ اپنے آپ سے کہے گئی کہ یااللہ! اس جگہ میری بچی کو کیا ہوگیا۔ میری چندنی کو کیا ہوگیا؟ میں کہاں جاؤں، کس کو کہوں؟ کیا کروں؟ اس منحوس جگہ اسے چھوڑوں بھی تو کیسے چھوڑوں؟ مجھے کچھ بھی نہیں سوجھ رہا۔ جھاڑ پھونک کرنے والا بھی کوئی موجود نہیں۔ نیا محل ہے، اس محل میں اسے کیا ہوگیا۔ جاؤں بھی تو اسے کہاں لے کر جاؤں؟"

مشتری کو ہوش آتا ہے تو بے تابانہ اُس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتی ہے۔ ان میں اضطراب کے ساتھ تشویش و استفسار کا رنگ شامل ہے۔

1497 لگی پوچھنے دائی اُس نار کوں
کہ "اے مائی کیا دیکھی اِس ٹھار توں؟
1498 ترا دل نہیں کی انند سکھ پر
کہ قربان گئی دائی تج مکھ اُپر
1500 چھپاتی توں اس بات کوں کی اے نار؟
تجے کون ہے مُنج تے بھی دوست دار
1503 جو توں نا کہی مُنج کن اپنا یو حال
تجے دود ہرگز نہ کر سوں حلال"

دائی پوچھنے لگی۔ "اے مائی! تو نے اس جگہ کیا دیکھ لیا؟ اپنی خوشیوں اور سُکھ سے تیرا دل اُچاٹ کیوں ہوگیا؟ میں تجھ پر قربان جاؤں، وہ کیا بات ہے جو تو مجھ سے چھپا رہی ہے؟ آخر مجھ سے بڑا تیرا ہمدم و دمساز کون ہے؟ اگر تو نے اپنے دل کا حال مجھ پر نہیں کھولا تو سُن لے! تجھے دودھ ہرگز حلال نہیں کروں گی۔"

بہت پوچھنے پر مشتری شہزادے کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے بتاتی ہے کہ بے ہوشی کا سبب یہی ہے۔ "میں اس صورت کی دیوانی ہوگئی ہوں۔ اتنا جانتی ہوں کہ اس میں کوئی بھید ہے۔"

1514 جو بھوتچ پوچھی مہروان دائی
تو اُس دائی کوں شہ کی صورت دکھائی

1515 ”یدی اس صورت کی دیوانی ہوں میں
چھپیا بھید یاں کچھ جانی ہوں میں“

جہاں دیدہ دائی تصویر دیکھتی ہے تو بات اُس کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ لیکن فرض شناسی کا تقاضہ ہے کہ مشتری کو اس کے جذباتی اُلجھاؤ سے باہر نکالنے کی کوشش کرے۔ تشویش و خدشات کی جگہ مکالموں سے خفگی اور ڈانٹ ڈپٹ جھلکنے لگتی ہے جس کی زیریں لہروں میں مشتری کے درد کا لحاظ بھی ہے اور اُسے اس جذباتی اُلجھاؤ سے باہر نکالنے کی تدبیر بھی۔

1525 ”توں چنچل چتر نار اِتنی سی ہے
بڑی چھند بھری بھوت فِتنی سی ہے
1526 یہ کیسا اَہے عشق جو توں کری؟
بھلا ہے توں شاباش جو نئیں ڈری!
1529 کچی توں تجے بد کچی آئی ہے
کہ کانداں کے نقشاں سوں جیو لائی ہے
1533 عشق کیا ہے کر کے پچھانی ہے توں؟
گڑیاں کا مگر کھیل جانی ہے توں؟“

”اے سیانی بوا! دیکھنے میں تو تو بالشت بھر ہے لیکن ہے بڑی فتنہ پرور! اے بی بی! یہ کیسا عشق ہے جو تو نے کیا ہے؟ آفریں ہے کہ تو ذرا نہیں ڈری۔ تو خود کچی ہے اور تیری عقل بھی اتنی ہی کچی ہے۔ بھلا کوئی نقشِ دیوار سے بھی دل لگاتا ہے؟ آخر تو نے عشق کو کیا سمجھا ہے؟ کیا اِسے گڑیوں کا کھیل سمجھ بیٹھی ہے؟“

یہ پورا باب دائی اور مشتری کی گفتگو پر مشتمل ہے اور اس کی مسلسل قرأت سے مکالموں میں تیزی سے بدلتی ہوئی جذباتی کیفیات اور لب و لہجے کے زیر و بم کی بے مثل عکاسی نظر آتی ہے۔
اسی طرح عطارد اور محمد قلی، عطارد اور مشتری اور سُلکھن پری اور محمد قلی کی پہلی ملاقاتوں میں مکالموں کے ذریعے آدابِ شاہی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ محمد قلی اور عطارد کی پہلی ملاقات میں تیز کلامی اور پھر نرم

گفتاری میں لب و لہجے کا اُتار چڑھاؤ مکالموں میں صاف ظاہر ہوتا ہے۔

قطب مشتری کے مکالموں کی ایک بڑی خوبی اُن کا فکشنی اسلوب ہے۔ وجہی نے مکالمے اسی نہج پر استعمال کئے ہیں جس نہج پر ایک فکشن نگار مکالمے لکھتا ہے۔ کئی مقامات پر دو کرداروں کی گفتگو کے درمیان وقفہ دے کر وجہی قاری سے مخاطب ہو جاتا ہے اور بات چیت کا کوئی نکتہ واضح کرنے کے بعد گفتگو کا سلسلہ ملا دیتا ہے۔ ایک مثال حاضر ہے۔ سفر کے دوران محمد قلی عطارد کی کم حوصلگی پر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے۔

787 ''توں اِتیچ میں یوں ہوا سہم سوں
یتے ملک دیکھیا سو کس فہم سوں؟''

یعنی، شہزادہ محمد قلی عطارد سے پوچھتا ہے کہ ''ابھی تو کچھ ہوا بھی نہیں اور تو اس قدر ہراساں ہو گیا ہے؟ آخر اِتنے ملکوں کی سیاحت کس جگر سے کر لی؟''

اگلی بیت میں وجہی مکالمہ روک کر قاری سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ''یہ بات عطارد سے کہنے کی نہ تھی۔ لیکن شہ نے مصلحتاً یہ بات کہی۔''

788 کہنے کی نہ تھی بات یوٗ اُس سنگات
ولے مصلحت کوں کہے شہ یوٗ بات

اتنا بتا دینے کے بعد اگلی بیت میں محمد قلی عطارد سے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

789 ''توں عاقل ہے کر تُج پتیایا ہوں میں
تُجے اپنے نزدیک لیایا ہوں میں''

''تیری فہم و فراست دیکھ کر میں نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے۔ اور اپنی مصاحبت کے قابل سمجھا ہے۔''

یہ فنی تدبیر ہو بہو فکشن کا اسلوب ہے، داستان گوئی میں دور دور تک اس کے آثار نہیں ملتے کہ یہ داستان کا اسلوب ہے ہی نہیں۔ لیکن قطب مشتری میں مکالموں کے درمیان کسی نکتے کو واضح کرنے کے لئے راوی کی مداخلت کی مثالیں جگہ جگہ مثالیں ملتی ہیں جہاں راوی مکالمہ روک کر قاری سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنی صراحت کے بعد دوبارہ مکالمے کو جاری رکھ کر اسے پورا کر دیتا ہے۔

مثنوی کے اکثر مکالموں میں طول بیانی بھی ملتی ہے۔ یہ داستانوں کی خصوصیت رہی ہے۔ لیکن قطب مشتری میں مکالموں کی طول بیانی گراں نہیں گزرتی کیوں کہ وہ سیاق سے باہر نہیں ہونے پاتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اندازِ بیان کی خوبی سے مکالموں کا لطف باقی رہتا ہے۔ وجہی اپنی تشبیہات اور اندازِ بیان سے چکا چوند کی کیفیت پیدا کرتا رہتا ہے اور قاری اُس کے لطف و مسرت میں طول بیانی کو بھول جاتا ہے۔

قطب مشتری میں داستان گو پس منظر میں ہے اور کردار اپنے مکالموں سے قصے کو آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ ان مکالموں میں جذباتی تغیر، لب و لہجے کے زیر و بم، حفظِ مراتب، عمروں کے تفاوت، آدابِ کی پاس داری، مناظراتی رنگ، سوز و گداز، سب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قطب مشتری میں ہموار داستانی بیان کے بجائے مکالماتی اسلوب نے جوار بھاٹے کے اُتار چڑھاؤ کی کیفیت بھی پیدا کر دی ہے اور مثنوی کی رگوں میں دوڑتے پھرنے کا احساس بھی بھر دیا ہے۔

منظر نگاری

قطب مشتری میں منظر نگاری کے مرقعے وجہی کے گہرے مشاہدے اور باریک بینی کے زائیدہ ہیں۔ منظر نگاری میں جُزیات پر اُس کی خاص نظر ہے جس کی وجہ سے منظر جاگ اُٹھتا ہے۔ محمد قلی کی مجلسِ طرب کی ہا و ہو، دیو سے معرکہ، پرستان کے باغ کا پُر بہار نظارہ اور مشتری کے محل کی بے مثل نقاشی، منظر نگاری کے دلکش مرقعے ہیں۔

محمد قلی کی مجلسِ طرب میں وجہی نے بدمستوں کی محفل کی جو منظر کشی کی ہے وہ منتخب روزگار اور خاص بندگانِ خدا کی محفل ہے۔ شرکائے مجلس میں وزیروں کے فرزندگان، ندیمان اور مطربان شامل ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خوش لقا، خوش طبع، خوش فہم اور عاقل ہے۔ یعنی طبقۂ اشرافیہ کا عطر کہہ لیجئے۔ مے نوشی کا پُر تکلف دور ہلکی ہلکی موسیقی کے سُروں میں شروع ہوتا ہے۔ تال کے ساتھ سُر ایسے ملائے جاتے ہیں کہ نو آسمان جھومنے لگتے ہیں۔ اور سُروں پر راگ یوں جمائے جاتے ہیں کہ سماں بندھ جاتا ہے۔ ندیم اپنے لطفِ گفتار سے ساری محفل کو محظوظ کر رہے ہیں۔ نصف شب کے آتے آتے مے نوشی اپنے شباب پر پہنچ جاتی ہے۔ مدہوشی اپنا رنگ دکھانے لگتی ہے۔ مہذب ندیم اپنی طرزِ گفتار بھول کر خرافات گوئی پر اُتر آتے

ہیں۔ مطرب اپنی اوقات بھول جاتے ہیں۔ وہ جو "عاقل" تھے، دو پیالے چڑھا کر دیوانوں کی سی حرکتیں کرنے لگتے ہیں۔ مستی و بے خبری کے عالم میں ایک دوسرے پر اس طرح ڈھیر ہیں کہ سر پیر کی سُدھ نہیں۔ کسی کا ہاتھ کسی کے پیر پر جا پڑا ہے۔ باتوں باتوں میں گالی گلوچ اور جھگڑا شروع ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کے گریبان پر ہاتھ پڑنے لگتے ہیں۔ دلوں کی خباثت زبان پر آنے لگتی ہے اور اپنے ہمدم و دمساز دوستوں کو آڑے ناموں سے مخاطب کیا جانے لگتا ہے۔ مستی کی وہ انتہا ہے کہ چھاؤں سے گلے ملنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سُگھڑ مطربوں سے ساز بجانے کی فرمائش کی جاتی ہے تو وہ استہزائیہ انداز میں قہقہے لگا رہے ہیں۔ صراحی پیالے ہاتھوں میں تھامے ہوئے فرش پر لوٹے جا رہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ ساقی تک پی کر مدہوش ہو چکا ہے اور پیالہ طلب کیا جائے تو صراحی پیش کر رہا ہے۔ ایسے میں شہزادے کو احساس ہوجاتا ہے کہ اب مجلس برخاست کرنی چاہئے۔ وہ ایک ایک کو اُٹھا کر رخصت کرتا ہے۔ صرف ندیمانِ خاص کو روک کر باقی سب کو رخصت کر دیتا ہے۔

وجہی نے بدمستوں کا جو منظر پیش کیا ہے وہ حقیقت سے کس قدر قریب ہے۔ بدمستوں کی محفل کے یہ آداب قطب شاہی دور سے مخصوص نہیں، آفاقی ہیں۔ مے، مطرب و شہزادے میں تمیز نہیں کرتی، سب سے مساوی سلوک کرتی ہے۔ وجہی کے بیان سے یہ پورا منظر نگاہوں میں رقص کرتا ہوا سا معلوم ہوتا ہے۔

شہزادہ محمد قلی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پریوں کی مملکت میں داخل ہوتا ہے تو انہیں ایک باغ نظر آتا ہے۔ وجہی اس کی منظر نگاری میں باغ کی کیفیت بتاتا جاتا ہے۔ ایک بار پھر اُس کے بیان سے ایک سرسبز چمن اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ نگاہوں میں لہلہانے لگتا ہے۔ کہتا ہے کہ اچانک ایک باغ دکھائی دیا جس کی خوش بوؤں سے دماغ کو طراوت مل گئی۔ پتوں کے پردوں کو پھاڑ کر پھول سر نکال کر دیکھ رہے تھے۔ بنفشہ کے روئیں میں مُشک کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ سرو کے درخت حال میں آکر رقص کر رہے تھے۔ دورویہ درختوں کی قطاریں بادۂ ہوا سے مدہوش ہو کر جھوم رہے تھے۔ پرندوں کے نالے نہیں تھے، بلکہ سُرود کا نغمہ تھا۔ کلیاں صراحیاں لگ رہی تھیں اور پھول پیالے معلوم ہو رہے تھے۔ بلبل کی شوخ ادائیوں پر مور، طوطی، کبک، ہنس اور دوسرے پرندے ہنس ہنس کر لوٹے جا رہے تھے۔ بھونرے الگ اپنے جھنڈ بنائے گھوم رہے تھے اور پھولوں کو چوم رہے تھے۔ چمن میں شبنم نہیں تھی بلکہ پھولوں نے گلاب سے منہ دھوئے تھے۔ برگ بار کا وہ عالم تھا کہ پتوں کے ہجوم میں پھل چھپ گئے تھے۔

وجہی نے باغ کے اس منظر میں باصرہ، شامہ، سامعہ، لامسہ تقریباً تمام حواس کی ضیافت کا اہتمام کر دیا ہے۔ رنگ و نور، حرکت و خوشبو، پرندوں اور بھونروں کی ادائیں، نغموں اور مدہوشیوں میں مست رقص کرتے درختوں کا ایسا سماں باندھا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ قاری اس باغ میں پہنچ گیا ہے اور اس کے حسن و جمال کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر رہا ہے۔

یہی صورت مشتری کے محل کی نقاشی میں بھی نظر آتی ہے۔ یہ دراصل وجہی کے مشاہدے کی باریکی اور جزیات نگاری اور تشبیہات کا کمال ہے۔ خصوصاً پتوں کو ہٹا کر پھولوں کے جھانکنے کا منظر لب بام پردہ نشین عورتوں کا پردوں سے سر نکال کر کسی جلوس کا نظارہ کرنے کی یاد دلاتا ہے۔ اس کے علاوہ ماں باپ سے محمد قلی کی رخصت کا منظر، شہزادہ محمد قلی اور مہتاب کی جدائی کا منظر بھی پر اثر ہیں۔ اژدہے اور دیو کے مقابلے میں بھی وجہی نے مقابلوں سے پہلے غضب کی منظر نگاری کی ہے لیکن مقابلے کے پھسپھسے انجام کی وجہ سے اُن کا تاثر قائم نہیں رہتا۔

ماحصل

مثنوی قطب مشتری قدیم اردو ادب میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ جس وقت وجہی نے یہ مثنوی لکھی ہے تو دکن میں صوفیانہ مثنویوں کا انبار لگ چکا تھا۔ غیر صوفیانہ مثنویوں میں صرف احمد گجراتی کی مثنوی یوسف زلیخا وجہی کی مثنوی سے پہلے تصنیف کی گئی۔ لیکن اس میں بھی وجہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے ایک طبع زاد مثنوی تخلیق کی جس میں زندگی سے قریب کردار اس نے پیش کئے اور زیادہ تر صورت حالات حقیقت سے کافی مشابہت رکھتے ہیں۔ مثنوی قطب مشتری ایک خالص ادبی کارنامہ ہے جس پر اس عہد کے روایتی اخلاقیات یا مقصدیت کا پرتو بھی نہیں ملتا۔ قطب مشتری حالاں کہ ایک داستان ہے لیکن عام اصول کے خلاف اس کے کردار مصنف کی مرضی کے تابع نہیں ہیں بلکہ وجہی نے اپنے کرداروں کو آزادانہ عمل کا اختیار دیا ہے جس کی وجہ سے وہ حقیقت سے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ مثنوی کا قصہ حقیقی معنوں میں طبع زاد ہے کیوں کہ وجہی کی بیان کردہ داستان اور کہیں نہیں ملتی۔ قطب مشتری میں مکالموں کا اسلوب جدید فکشن کے مکالماتی اسلوب سے بڑی مماثلت رکھتا ہے اور اسے مثنوی کا بڑا امتیاز

قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثنوی قطب مشتری نے ایک ایسا معیار قائم کر دیا کہ بعد آنے والے شعراء نے اس کی تقلید کو اپنے لئے مثال گردانا۔ اس کی مرصع کاری، نادر تشبیہات و استعارات، زبان پر بے پناہ قدرت، اندازِ بیان کی دلکشی، اسلوب کی روانی، منظر کشی، کردار نگاری وغیرہ نے اس کو ایک غیر معمولی مقام عطا کر دیا ہے۔ وجہی نے مثنوی قطب مشتری میں تحسینِ شعر اور نقدِ شعر کا ایک ایسا معیار وضع کیا جو اس کے عہد سے بہت آگے تھا اور اس کے بعض نظریات آج بھی نقدِ شعر میں اساسی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثنوی قطب مشتری اردو کی پہلی مثنوی ہے جس میں وطن سے محبت کا والہانہ اظہار کیا گیا ہے۔ مولوی عبد الحق نے اسے کوئی اعلیٰ پائے کی مثنوی قرار نہیں دیا۔ لیکن جب اس مثنوی کا مطالعہ پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ کیا جائے تو پڑھنے والے کو بابائے اردو کی رائے سے اتفاق نہیں رہتا۔ دیکھا جائے تو اس کے زورِ بیان کو دکنی کا دوسرا کوئی مثنوی نگار شاید ہی پہنچتا ہو۔ وجہی کے ہی دور کا شاعر غواصی ہے۔ جو ایک اعلیٰ پائے کا شاعر ہونے کے باوجود ادبی رتبے میں وجہی کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ ایک طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود اپنی فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے مثنوی قطب مشتری دکن کی اسی نوعیتکی مثنویوں میں ایک ناقابل شکست مقام کی حامل بن گئی ہے۔

مثنوی قُطُب مُشتری

قُطُب مُشتری

خصوصیاتِ تدوین اور قرأتِ متن

مثنوی قُطب مشتری کے مطالعے سے پہلے بعض ایسے اُمور سے واقفیت ناگزیر ہے جن سے اُس کی قراءت نہ صرف آسانی اور روانی کے ساتھ کی جا سکے بلکہ تفہیم کے ساتھ ساتھ ادبی حظ کی ضامن بھی ہو۔

ا۔ قطب مشتری اب سے چار سو سال پہلے ۱۰۱۸ھ م 1609ء میں تصنیف ہوئی۔ ان چار صدیوں میں اردو کے املا اور رسمِ خط کے علاوہ اس کی قرأت، لغت اور روزمرّہ میں تیزی سے تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ جہاں تک قدیم اردو ادب کا تعلق ہے، اس کا ارتقا سترھویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے تقریباً ٹھہر گیا۔ اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ 1687ء میں مغل حکومت نے قدیم اردو کی سرپرست قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتوں کا خاتمہ کر کے قدیم اردو کے علاقوں کو اپنی قلم رو میں شامل کر لیا۔ نتیجے میں شمال کی اردو کے اثرات قدیم اردو یا دکنی کے علاقوں میں سرایت کرنے لگے اور دکنی ایک ادبی زبان کے منصب سے معزول ہو کر آہستہ آہستہ بولی کے درجے پر آ گئی۔ تصنیف و تالیف کا کام ہوتا رہا لیکن ادبی زبان پر شمالی ہند کے اثرات حاوی ہونے لگے تھے اور دکنی کا جو اصل محاورہ تھا، وہ متروک ہوتا

گیا۔ شمالی اردو نے شروع شروع میں ولی کے تتبع میں قدیم اردو کو ادبی مقاصد کے لئے قبول کر لیا تھا جس کے واضح اثرات متقدمین شعرا اور میر اور سودا کی شاعری میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے قدیم اردو سے دامن چھڑا کر مقامی محاورے کو اختیار کرنا شروع کیا۔ اِدھر قدیم اردو ادب کا ذخیرۂ الفاظ، اس کی قواعد اور اُس کے روزمرّے کا ارتقا آہستہ آہستہ زوال پذیر ہو کر ایک مرحلے پر منجمد ہو گیا۔ بول چال میں یہ زبان باقی رہی لیکن متداول ادبی مقاصد کے لئے اس کا استعمال گھٹتا گیا۔ گزرتے وقت کے ساتھ لغوی خلیج اس قدر بڑھ گئی کہ قدیم اردو اور عصری اردو ایک دوسرے کے لئے تقریباً اجنبی سی ہو کر رہ گئیں۔ پانی تو ایک ہی تھا، لیکن دکنی اب تالاب کا ٹھہرا ہوا پانی تھا اور اردو بہتا ہوا جھرنا۔ قدیم اردو اور عصری اردو میں ایک ہی قدرِ مشترک باقی رہ گئی اور وہ تھی دونوں کا رسمِ خط۔ قدیم اردو میں اوّلین ادبی تحریروں کی ابتدا ہوئی تو اس کے شاعروں نے بول چال کی زبان میں پہلے سے موجود فارسی حروف میں معکوسی آوازوں، ٹ، ڈ، ڑ کے علاوہ مخلوط ہکار اصوات کو شامل کر کے اردو کو باقاعدہ رسمِ خط کا پیرہن عطا کیا۔ اس طرح اردو کو اوّلین رسمِ خط قدیم اردو نے عطا کیا جو بالآخر اس کا مقدر ٹھہرا۔ قدیم اردو کا یہی رسمِ خط ولی کے توسّط سے شمالی ہند پہنچا، ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور عصری اردو کا رسمِ خط قرار پایا۔ اس رسمِ خط نے قدیم اردو اور عصری اردو کو ایک موہوم رشتۂ یگانگت میں باندھ رکھا تھا لیکن گزرتے وقت کے ساتھ رسمِ خط کی یہ مشابہت ایک پُرفریب مشابہت بن گئی کیوں کہ معنیاتی سطح پر قدیم اردو اور عصری اردو کا آپسی رابطہ مکانی اور زمانی بُعد کی وجہ سے ایک ادبی اور تہذیبی تسلسل کی ضمانت نہیں بن سکا۔

۲۔ دکنی دور میں کہنہ مشق دکنی شعرا کو عموماً فارسی پر دسترس حاصل تھی۔ شعر گوئی میں فارسی کا معیار اُن کے لئے نمونہ تھا۔ وہ کوشش کرتے تھے کہ اپنے کلام کو فارسی کے معیار تک بلند کریں۔ لیکن دراوڑی لسانی ماحول میں گھری ہوئی ہونے کی وجہ سے ہند آریائی قدیم اردو، اپنی پڑوسی دراوڑی زبانوں کے ساتھ لفظی اور ساختیاتی لین دین سے محروم ہو گئی اور اس کے لئے شمال سے لائے ہوئے ذخیرۂ الفاظ پر قناعت کر لینے کے سوا چارہ نہ تھا۔ محدود ذخیرۂ الفاظ، تصورات سے ہم آہنگ الفاظ و تراکیب وضع کرنے کی تحدیدات، فارسی اوزان و بحور کے سانچوں میں پوری طرح ڈھل جانے والے الفاظ و تراکیب کا کال، کئی رکاوٹیں حائل تھیں لیکن تخلیقی خروش زبان کے تنگنائے میں بھی پوری قوت سے کارفرما تھا۔ تخلیقی خروش نے اس عالم میں بھی دکنی شعرا اور ادبا کو قطب مشتری، سب رس، علی نامہ، پھول بن، چندر بدن ماہیار اور

خاورنامہ جیسے شاہکار پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ اس لسانی تنگ دامانی کا عرفان کئے بغیر، اور اس سارے سلسلۂ عمل کو نگاہ میں رکھے بغیر اُس عہد کی زبان اور زبان و بیان کے قاعدوں کو عصری معیاروں سے ناپنا علمی رویہ نہیں ہو سکتا۔ سچا علمی رویہ یہ ہونا چاہئے کہ ہم اُس عہد کے لسانی اور ادبی معیاروں کو صدقِ دلی کے ساتھ قبول کریں اور انہیں کو قدر و قیمت کے تعین کا پیمانہ قرار دیں۔ تبھی ہم اس ادب کی صحیح قدر شناسی کے فریضے سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔

اس پس منظر میں یہ اہم حقیقت تسلیم کر لینی چاہئے کہ دکنی شاعری میں اشعار کی ملفوظی ادائیگی اگر لغوی قرأت سے الگ ہے اور اس تغیر کی وجہ سے شعر باوزن پڑھا جا رہا ہے تو وہ اُس کا عیب نہیں بلکہ ایک ایسا اصولِ قرأت ہے جس پر شاعر شعر کہنے کے دوران اور قاری شعر پڑھنے کے دوران بالاتفاق کاربند تھے اور یہ لغوی انحراف ہر دو کے لئے قابل قبول تھا۔ دکنی ادب کی مقبولیت کے دور میں اس طریقۂ کار سے قاری کو شاعر سے کبھی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ بابائے اردو قطب مشتری کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

> ''قدیم دکھنی شاعر شعر کے وَزن کی خاطر لفظ کو بُری طرح توڑ مروڑ دیتے ہیں۔ ضرورتِ شعری ایک چیز ہے، لیکن یہ حضرات حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔''

بابائے اردو جسے ''توڑ مروڑ'' کہہ رہے ہیں وہ دراصل دکنی شاعری کی قرأت کا ایک تسلیم شدہ اصول ہے جس پر شاعر اور قاری دونوں متفقہ طور پر عامل تھے۔ ایک ترقی یافتہ زبان کے پیمانوں سے جو صدیوں میں منجھ کر تیار ہوئے ہیں، تشکیلی دور کی زبان کی آزمائش کرنا اور اُسے کم معیار قرار دینا علمی زیادتی ہوگی۔ دکنی تلفظ کے بارے میں شاعروں سے بابائے اردو کو جو شکایت ہے، وہ عصری اردو کے پیمانے سے عیب ہو سکتی ہے، دکنی دور میں مسلّمہ قاعدہ تھی۔ اس قاعدے کو بلا حُجت قبول کئے بغیر دکنی شاعری کی صحیح قدر شناسی ممکن نہیں۔

۳۔ دکنی دور میں قاری شعر کی مکتوبی صورت میں مُضمر ملفوظی ادائیگی کو پہچان کر، شعر کو اُسی آہنگ میں پڑھ لیتا تھا جس آہنگ میں شاعر نے اُسے خلق کیا تھا۔ یہ ایک ان لکھا قاعدۂ قرأت تھا اور اس کی بالاتفاق عمل آوری میں دکنی کے سینکڑوں شعری کارنامے وجود میں آئے اور ادب کا مستقل حصہ بن گئے۔ میں نے اِس تدوین میں اسی اصول کی بازیافت کرتے ہوئے حرکات و علامات کے ذریعے منشائے شاعر

کے مطابق مکتوبی الفاظ کو ملفوظ اساس بنا کر شعر کی حقیقی بحر کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ دکنی شاعری کے متون کو پڑھتے ہوئے اس قاعدے کا خیال رکھ لیا جائے تو مانوس اردو تلفظ سے انحراف کی گراں باری سے بچنا ممکن ہو جائے گا۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریر و تلفظ کی یہ عدم مطابقت صرف دکنی کی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ تمام زبانوں کا ایک ناگزیر اصول ہے۔ دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ عصری اردو میں بھی اسی اصول کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ مثلاً ہم تشدد، متعلمہ، منغض، حفظ ماتقدم جیسے الفاظ اعراب کی رہنمائی کے بغیر بے تکلف ادا کر لیتے ہیں کیوں کہ ان کی ملفوظی ادائیگی کا نظامِ ہمارے شعور و ادراک میں محفوظ ہے۔ لیکن کوئی غیر اردو شخص جو اردو رسم خط سے آشنائے محض ہے، انہیں اعراب کی مدد کے بغیر صحیح ادا نہیں کر سکتا۔ بعینہٖ دکنی کا اپنا نظامِ تلفظ ہے اور دکنی کے رمز شناس اس نظامِ تلفظ کی مدد سے دکنی کلام کی بے تکلف قراءت کر لیتے ہیں۔ مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ اردو اور دکنی دونوں کا ایک ہی نظامِ تلفظ ہے۔ یہ مفروضہ حقیقت نہیں ہے اور دکنی کے نظامِ تلفظ کی اردو کے نظامِ تلفظ سے ہو بہو مطابقت نہ لازم ہے اور نہ حقیقت ہے۔ دکنی کے اِس نظامِ تلفظ سے کماحقہٗ شناسائی حاصل کئے بغیر اس کے ادب کی صحیح قرأت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ دکنی کی ملفوظی ادائیگی کی ایک علیحدہ اور خود مختار حیثیت ہے اور اُسے خوش دلی سے تسلیم کئے بغیر دکنی قرأت پر عبور حاصل کرنا مشکل ہے۔

۵۔ اس سلسلے میں بنیادی سوال یہ ہے کہ دکنی اب ادبی مقاصد کے لئے استعمال میں نہیں رہی تو اُس کے ادب کی ملفوظی بازیافت کہاں سے کریں۔ بظاہر یہ مسئلہ سنگین معلوم ہوتا ہے لیکن یہ صورتِ حال حقیقی نہیں ہے۔ دکنی تحریری صورت میں باقی نہ رہی ہو، لیکن ایک زندہ اور رائج بولی کی حیثیت سے آج بھی دکن کے لاکھوں بولنے والوں کا وسیلۂ اظہار ہے۔ یہ بولنے والے دکنی کے نظامِ تلفظ کے امین ہیں اور اُسے آج بھی عملی طور برت رہے ہیں۔ زبان کی بنیادی ساخت اور اس کی ملفوظی سرشت ابھی تک محفوظ ہے۔ دکنی ادب کو ملفوظی زندگی دینے میں اس نظامِ تلفظ سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے اب تک دکنی متون کی قرأت میں اِس نظامِ تلفظ کو برتنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اُسے عصری اردو کے نظامِ تلفظ کے تابع کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ قطب مشتری کے متن کی اِس تدوین میں پہلی بار دکنی کے نظامِ تلفظ کے عملی اطلاق کی مثال دیکھنے کو ملے گی۔ پڑھنے والے محسوس کریں گے کہ اس طریقۂ کار سے دکنی ادب کی قرأت سے ان کی ذہنی ہم

آہنگی کا گراف بڑھ رہا ہے اور وہ اعتماد و یقین کے ساتھ اصلی لب و لہجے میں دکنی متن پڑھ سکتے ہیں۔

۷۔ مثنوی کی اس تدوین میں متن کی قرأت کے وسائل فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے اعراب اور علامتوں کا استعمال اس طریقے سے کیا گیا ہے کہ ان پر عمل آوری کے نتیجے میں مثنوی کی بحر کے مطابق اصل تلفظ کی بازیافت ممکن ہو سکے اور ابیات موزونیت اور روانی کے ساتھ پڑھی جا سکیں۔

۸۔ اردو کے معیاری لب و لہجے کے قیاس پر دکنی متن کی قرأت ایسی ہی ہے جیسے رسمِ خط کی مشابہت کی بنیاد پر انگریزی اصول تلفظ کے مطابق فرانسیسی زبان ادا کی جائے۔ زبان صوتی نظام کے تابع ہوتی ہے اور کسی زبان کی تحریری شکل صوتی نظام کی تمام خصوصیات کو کماحقہٗ ظاہر نہیں کر سکتی۔ الفاظ کے کثیر اشتراک کے باوجود دکنی اور عصری اردو کے تلفظ اور لب و لہجے میں خاصا بُعد ہے جس کو بلا حُجت تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ قطب مشتری کے اس مُرتبہ متن میں اعراب کے ساتھ ساتھ ایک الگ کالم ''تلفظ'' میں قرأت کے دوران دکنی الفاظ کا وہ تلفظ دیا گیا ہے جو شعر کی بحر سے ہم آہنگ ہے اور جس کی مدد سے ابیات موزوں پڑھی جا سکتی ہیں۔

۹۔ دکنی کی بعض تکلمی آوازیں جیسے یائے مخلوط اور ہائے مخلوط بیرونِ دکن قاری کے لئے نامانوس ہیں۔ اِن آوازوں کے لئے رائج اردو رسمِ خط میں مناسب اعراب و علامتیں استعمال کی گئی ہیں لیکن مزید اطمینان بخش ادائیگی کے لئے ایسے الفاظ کہیں کہیں رومن املا میں بھی ''معاون تلفظ'' کے کالم میں درج کر دیئے گئے ہیں تا کہ قاری حتی الامکان اصل تلفظ کو پا سکے۔ اس کی تشریح ''خصوصیاتِ ترسیم'' کے باب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ اِس تدوین میں ابیات کے عین مقابل محاذی فرہنگ اور اشاروں کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ زمانی تقدم کی وجہ سے دکنی متن ویسے ہی نامانوس سا لگتا ہے اور اُسے شوق سے پڑھنے کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ اس پر شعر کی قرأت کے دوران غریب الفاظ کی موجودگی، مفہوم تک بامعنی رسائی میں مزاحم سی ہو جاتی ہے۔ مطالعے کے دوران، معنی کی جستجو میں کتاب کے آخری صفحات کی ورق گردانی کرتے رہنا یا اسی صفحے کے حاشیے میں معنی تلاش کرتے رہنا صبر آزما مرحلہ ہے اور اکثر قرأت میں عدم دلچسپی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لئے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ متن کے برابر ہی محاذی فرہنگ اور ضروری اشارے فراہم کر دیئے جائیں تا کہ الفاظ و تراکیب کے معنی وہیں کے وہیں دیکھنے کو مل جائیں اور شعر کا مفہوم واضح

ہو جائے۔ فرہنگ میں معنی ظاہر کرتے ہوئے شعری قواعد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ جہاں کہیں یہ محسوس ہوا ہے کہ کوری فرہنگ سے حقیقی معنی تک رسائی آسان نہیں، وہاں تفصیلی اشارے فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں یہ اندازہ ہوا کہ روزمرّہ کا استعمال فرہنگ کے امکانات میں مزاحم ہو رہا ہے، وہاں مفہوم ہی کو واضح کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس طریقۂ کار سے مثنوی کی قرأت میں تیزی آسکے گی اور تفہیم میں بھی خاصہ اضافہ ہوگا۔

۱۱۔ متن کے محاذی دی گئی فرہنگ کے علاوہ مثنوی کے آخر میں ایک باقاعدہ فرہنگ شامل کر دی گئی ہے۔ اس فرہنگ میں لفظ کے ساتھ اس کی متعلقہ بیت کا شمار بھی دے دیا گیا ہے۔ شمار کا ہندسہ مثنوی کے متن میں اس لفظ کے اوّلین وقوع کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ اگر کوئی لفظ معنی کے ایک سے زیادہ شائبوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے تو معنی کے تمام شائبے اور اُن کا محلِ استعمال بیک نظر سامنے آجائے۔

۱۲۔ متن میں اشعار کے اعدادِ شمار بھی دے دیئے گئے ہیں تاکہ عددِ شمار کی مدد سے اشعار کی تلاش میں آسانی ہو۔ وجہی نے مثنوی میں جگہ جگہ غزلیں، رباعیات، دوہے وغیرہ بھی شامل کر دیئے ہیں۔ ان کی بحریں مثنوی کی بحر سے مختلف ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ انہیں شمار سے باہر رکھا جائے۔ لیکن اُن سے رجوع ہونے کی ضرورت پڑنے پر اُن کی تلاش پھر مسئلہ بن جاتی۔ چنانچہ تمام ابیات کو مسلسل شمار کر لیا گیا ہے۔ اس لئے بھی کہ عددِ شمار کی کوئی مطلق حیثیت نہیں بلکہ وہ تلاش شعر کا محض ایک کارآمد حربہ ہے۔ مثنوی پر گفتگو کے دوران بھی اس طریقۂ کار کا پورا پورا التزام کیا گیا ہے۔ یعنی حوالے کے اشعار کے ساتھ بھی اعدادِ شمار شامل ہیں۔ مثنوی پر نقد و تبصرے کے دوران اگر کہیں ابیات کا مفہوم شامل نہیں ہے تو اُن ابیات کے اعدادِ شمار کے حوالے سے مثنوی کے متن میں مفہوم تلاش کیا جا سکتا ہے۔

اہلِ نظر جانتے ہیں کہ دکنی متون کی تدوین میں عام طور پر یہ سارا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ میری کوشش یہ ہے کہ اردو کے باذوق قارئین کو جو دکنی ادب کی ارزش و اہمیت سے باخبر ہیں لیکن قرأتِ متن کی مناسب رہنمائی نہ ہونے کے باعث اُس سے ایک ذہنی قربت اور ایک رشتۂ تحسین قائم کرنے سے قاصر ہیں، خیر مقدم کی فضا فراہم کی جائے۔ میرے علم میں کسی دکنی ادب پارے کا یہ پہلا متن ہے جو صوری حُسن، سلیقے، قرأت دوست علامتوں اور حسین و جمیل صفحہ سازی کے اہتمام کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پڑھنے والے کچھ دیر کے اپنے ذہنی تحفظات/تعصبات سے دست کش ہو کر

کھلے ذہن، کشادہ دلی اور تازہ نظری کے ساتھ دکنی ادب کے اس شاہ کار کے ساتھ رفاقت اختیار کریں تو اُن پر ادبی مسرتوں کی ایک نئی دنیا منکشف ہوگی۔ اگر اس کی وجہ سے ''قطب مشتری'' کے ساتھ ساتھ دکنی ادب کی تحسین اور باز تخمین کی راہیں روشن ہوسکتی ہیں تو میرے لئے یہ اطمینان بہت ہے۔

مثنوی قطب مشتری کی اس تدوین میں پورا متن ملفوظی کر دیا گیا ہے۔ ذیل میں مثنوی کے متن کی خصوصیاتِ ترسیم دی گئی ہیں۔ متن کی قراءت سے پہلے انہیں توجہ سے دیکھ لینا اور ذہن نشین کر لینا بہتر ہے تاکہ قراءت کی روانی قائم رہ سکے۔

قُطُب مُشتری کی خصوصیاتِ ترسیم

مثنوی قطب مشتری کے زیرِ نظر متن میں الفاظ کی قرأت کو دکنی آہنگ کے مطابق کرنے کے لئے جو اعراب وعلامتیں استعمال کی گئی ہیں اُن کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک عام غلط فہمی کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ دکنی متون میں املا کی سادگی پر تقریباً ہر محقق نے زور دیا ہے۔ بابائے اردو قطب مشتری کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

''قدیم دکھنی شاعروں اور ادیبوں میں ایک بات پائی جاتی ہے کہ لفظ جیسے وہ بولتے ہیں، ویسے ہی لکھتے بھی ہیں۔ جیسے

اَکَل بجائے عقل
منا بجائے منع
مستید بجائے مستعد
نفا بجائے نفع
وضا بجائے وضع
ملاذا بجائے ملاحظہ''

پروفیسر وہاب اشرفی ''قطب مشتری اور اس کا تنقیدی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں۔

''قطب مشتری میں عربی الفاظ کا املا سہل کر دیا گیا ہے اور 'ع' کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ مثلاً وضع۔ وضا، منع۔ منا''

ان بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دکنی تحریروں میں املا کی سادگی کو ایک کُلیے کی حیثیت حاصل ہے اور جہاں کہیں اس قبیل کے الفاظ آئے ہیں، دکنی متن میں انہیں بلا تکلف سادہ کر لیا گیا ہے۔ یہی نہیں، دکنی کی لسانی خصوصیات میں سادہ املا ایک اہم خصوصیت بتائی جاتی ہے۔ یہ بیانات حقیقت سے بہت بعید ہیں۔ اسی قطب مشتری میں آئی ہوئی یہ ابیات دیکھیے۔

460 هر یک خوش طبع ہور عاقل اچھے
هر خوش فہم ہور فاضل اچھے

803 کہ چلنے کوں اب مستعد موپ کر
شہنشاہ کوں بیگ اب دے خبر

838 توں شاہی کیرے بزم کا شمع ہے
تو جم جیو، تُج تے مرا جمع ہے

839 نکو کر پریشان دل جمع کوں
نکو توں بجھا جھمکتی شمع کوں

1051 طمع کی جو حرمت کوں نقصان ہے
طمع بھوت ادبین کو زیان ہے

897 گئے دور شہ، دل میں تے کوپ سب
لگے مستعد کرنے اب موپ سب

1158 نہ مسجد نہ بت خانے کا کام ہے
کہ پروانے کوں شمع سوں کام ہے

شاعر درجِ بالا ابیات میں طبع، عاقل، مستعد، شمع، جمع، طمع وغیرہ کو بحر کے تقاضوں کے مطابق صحیح آہنگ اور صحیح املا میں لکھا گیا ہے تو پھر سادہ املا کی تہمت کہاں باقی رہی؟ سادہ املا کی مثالیں بھی ملتی ہیں لیکن

سادہ املا اٹل اصول نہیں ہے جیسا کہ ہمارے محققین باور کرانا چاہتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس عہد میں املا کا معیار ابھی متعین نہیں ہوا تھا اور عہدِ حاضر کے اصولِ املا کا اُس دور کی تحریروں پر انطباق علمی رویئے کے منافی ہے۔

''قطب مشتری'' کے زیرِ نظر متن کی ترسیم میں اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ دکنی تلفظ کی دو خصوصیتوں پر خاص توجہ صرف کی گئی ہے۔ یائے مخلوط اور ہائے مخلوط دکنی تلفظ کی دو ایسی خصوصیات ہیں جن سے غیر دکنی اردو داں زیادہ مانوس نہیں ہیں۔ اس کے لئے خاص مشق ضروری ہے۔

ا۔ یائے مخلوط

ا۔ یائے مخلوط دکنی کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اسے پوری طرح اختیار کئے بغیر دکنی متن صحیح صحیح پڑھا نہیں جا سکتا۔ متن میں قدم قدم پر یائے مخلوط کا استعمال نظر آئے گا۔ جس یائے پر جزم کی یہ علامت لگائی گئی ہے، اسے مخلوط ادا کرنا چاہئے۔ اردو بولنے والے اس تلفظ سے نامانوس بھی نہیں ہیں۔ جیسے پیار، پیاس، دھیان، گیان، کیا، کیوں، گیارا وغیرہ الفاظ میں یائے معروف ماقبل حرف سے مخلوط ہو جاتی ہے۔ یائے مخلوط کا استعمال درجِ ذیل مثالوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کیا — کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بُری بلا ہے

کیوں — دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں

یائے مخلوط شعر کی تقطیع میں محسوب نہیں ہوتی لیکن تلفظ میں صاف ادا ہوتی ہے۔ مثنوی کے متن میں جہاں کہیں یائے مخلوط پر جزم کی علامت لگی ہے، اُس کا تلفظ اس قاعدے سے ہونا چاہئے کہ یائے مخلوط حرفِ ماقبل سے پیوست ہوگئی ہو۔ درجِ ذیل جدول دیکھئے:

لفظ	خوشیاں	مچھلیاں	ناریاں	بجلیاں	دنیا
اردو تلفظ	خوشِیاں	مچھلِیاں	نارِیاں	بجلِیاں	دُنیا
	khushi-yan	machchli-yan	nari-yan	bijli-yan	duni-ya
دکنی تلفظ	خو/شیاں	مچھ/لیاں	نا/ریاں	بج/لیاں	دُ/نیا
	khu-shyan	machch-lyaan	na-ryan	bij-lyan	du-nya

اب یہ ابیات دیکھئے۔

ٹھہنشہ پہ جیو بھوت دھرتیاں اُتھیاں

ath-yan dhart-tyan jyoo

اِشارت انکھیاں مار کرتیاں اتھیاں

ath-yan kar-tyan ankh-yan

اُسی لفظ کوں شعر میں لیائیں توں

lya-yen

کہ لیایا ہے اُستاد جس لفظ کوں

lya-ya

اُننکوں پتیا بات بولیا نہ جاے

bo-lya pa-tya

اُنو کے گئے دل کوں کھولیا نہ جاے

kho-lya

یو راکس نے آ بند پکڑیا مُنجے

pak-rya

کہیں جانے نا دے کے جکڑیا مُنجے

jak-rya

ان ابیات کے جن الفاظ میں یائے مخلوط پر جزم کی علامت لگی ہے، وہ حرفِ ماقبل سے مخلوط ہو گئی ہے۔ اس ادائیگی کی تھوڑی مشق بہم پہنچانی چاہئے۔ متن میں اِن ابیات کے جن الفاظ میں یائے مخلوط پر جزم کی علامت ( ) لگی ہوئی ہے اُن کا تلفظ اوپر دی ہوئی مثالوں میں اردو کے قاعدے سے کیا جائے تو ابیات وَزن اور آہنگ سے خارج ہو جائیں گی۔ دکنی کے مذکورہ قاعدے سے کیا جائے تو بحر اُن سے پوری طرح ہم آہنگ معلوم ہوگی۔

مخلوط ہائے دو چشمی

اردو میں ہائے مخلوط کی اصوات درجِ ذیل ہیں۔

بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، ڑھ، کھ، گھ۔

دکنی میں مزید پانچ اصوات کا اضافہ ہوا ہے۔

رھ، لھ، مھ، نھ اور یھ

ان کے تلفظ کا طریقہ وہی ہے جو اردو میں رائج ہے۔ یعنی یہ ہائے دو چشمی، حرفِ ماقبل سے مخلوط ہو جاتی ہے جیسے کیا، کیوں وغیرہ میں۔ مثالیں۔

رَھ — مُنجے یاں رَھنا بھوت مشکل اہے

rha-na

کہ اتنا کیا سب سو یو دل اہے

لھَو — لھَوا، لھَو سوں ہے لال شہ جان کا

lha-wa

کہ یا ہت میں ہے شاخ مرجان کا

نبڑتی ہیں یوں بجلیاں زیرِ بند

مھَ — تو برساتے ہیں مھُوں بدل رنگ کھنڈ

mha-un

کہاں بات دو چنچل ہور چلبلی

نھَ — کہ دل کوں نھواں سوں کرے گدگلی

nha-wan

حرفِ ماقبل سے مخلوط کرنے کا رجحان صرف ہائے دو چشمی تک محدود نہیں ہے بلکہ ہائے مختفی بھی اکثر حالتوں میں حرفِ ماقبل سے مخلوط ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں ہائے دو چشمی سے بدل جاتی ہے۔ جیسے لفظ بہشت، بھشت سے بدل جاتا ہے، کہا، کھیا سے اور بہت، بھوت سے۔

حروف وحرکات اور تشدید کا قصر واضافہ

قطب مشتری میں ابیات کو بحر سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے مختصر حرکات کو کھینچ دینا اور حرفِ علّت کو حرکت سے بدل دینا یا سادہ الفاظ کو مشدد کردینا اور مشدد کو سادہ کردینا ایک عام رویہ ہے۔ یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ ضرورتِ شعری کے تحت ہوا ہے۔ جہاں اس کی ضرورت نہیں وہاں یہی الفاظ اپنے اصل تلفظ میں استعمال ہوئے ہیں۔ متن میں اس تبدیلی سے متاثر الفاظ پر موزوں حرکات وعلائم لگادی گئی ہیں جس سے قراءت میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ کالم ''تلفظ'' میں ان الفاظ کی ملفوظی صورت بھی درج کردی گئی ہے۔

مثالیں:

آ دمی — ہمیں آدمی ہور پری ہے دوراست

اَدمی — پری تے مُرَوّت ہے اَدمی میں زیاست

سچّا — توں محصی، توں مہدی، توں واحد سچّا

سَچا — توں توّاب، توں رب، توں ماجد سچّا

کِسے بَل ہے جو حرص کوں ڈال کر

سنبھ بھال رکھے اپنے دل کوں سو سنبھال کر

ہائے ہوّز اور دو چشمی کا حذف

دکنی کا لسانی ماحول دراوڑی ہے۔ اس کے نتیجے میں اُس نے بعض دراوڑی تکلّمی ترجیحات کا اثر قبول کرلیا ہے۔ ہائے ہوز اور دو چشمی ھ کا حذف ان میں سے ایک ہے۔ اکثر ہندی الاصل الفاظ میں یہ دونوں ہکار آوازیں تلفظ میں ترک ہوگئی ہیں اور املا بھی انہیں ظاہر کرتا ہے۔ قرأت کے دوران ان الفاظ کو بغیر ہائے کے ہی ادا کرنا چاہئے۔ لیکن بحر کا آہنگ اِن کے ترک سے متاثر ہورہا ہو تو پھر ہائے کا استعمال برقرار رکھنا چاہئے۔

کہنا — نوا دل تے لیانا ہے مشکل گنا

دیکھ — ہُنر دیک سکنا بڑا کام نہیں

کہتا گتا ہوں تجھ پند کی ایک بات
فہم جسے بات کے ربط کا فام نئیں
کچھ اُسے شعر کہنے سوں کچ کام نئیں

نونِ غُنّہ

نونِ غُنّہ کو ظاہر کرنے کے لئے الٹے قوس کی علامت استعمال کی گئی ہے۔ یہ علامت خصوصیت کے ساتھ اُن الفاظ پر لگائی گئی ہے جو عصری اردو میں کم مستعمل ہیں یا صرف دکنی سے مخصوص ہیں۔

اگلے صفحات پر قطب مشتری میں آئے ہوئے یائے مخلوط اور نونِ غنّہ کے حامل ایسے الفاظ کی ایک فہرست دی گئی ہے جن کا تلفظ اردو میں ذرا نامانوس سا ہے۔ مثنوی کے متن میں بھی جہاں کہیں ضروری محسوس ہوا، وہاں اُن الفاظ کا تلفظ ''معاون تلفظ'' کے کالم میں کہیں کہیں رومن خط میں بھی دے دیا گیا ہے کہ اِن الفاظ کی ملفوظی ادائیگی مزید صاف اور واضح ہو جائے۔ قاری ایک بار ان الفاظ سے مانوس ہو کر اُن کی ادائیگی پر قادر ہو گیا تو پھر ''معاون تلفظ'' کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔ متن پڑھتے ہوئے اِن الفاظ کی قراءت بلند آواز میں کی جائے تو اُن کی گونج شعر کی قراءت کو رواں، سبک اور ہموار کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

یہ چند اشارے مثنوی کی قراءت میں مدد کریں گے۔ ویسے پوری مثنوی کو حرکات و علامات کے ذریعے تلفظ دوست کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ان کا خیال رکھنے سے مثنوی اپنی اصل قراءت اور لب و لہجے میں پڑھی جا سکے گی۔

رہی رشک تی پھول لہو لہوت کے ⁂ مرین جہل تی تیز سنا بہوت کو

گرفتار ہوئی پھول دھن فہم میں ⁂ تو یوں نانگتی سینا سنگ شہر میں

سو مچھلیاں سو دھن سم ہواتی اھیں ⁂ شکم درد تی تلملاتی اھیں

انکھیاں لال اس نار نادان کیاں ⁂ کہ موتی ابر جیوں جڑی مانکیاں

اچھی مول بچ نین دو جم کنی ⁂ کہ مچھلیاں ہیں سو رجلی چشمی منی

تماشی دسی اسمنی دھات دھات ⁂ غضب نہر ہور لطف آب حیات

دسی پتلی یوں نار کی آنک میں ⁂ کہ بیٹھیا بھنور آن کی پھانک میں

جو عاشق ہو کی جیو اس سات لائی ⁂ غضب تی سو عی پیار تی جیو بائی

جسی حور کہتی سو دھن چھانو نہی ⁂ دنیا میں چھونی حور کا ناؤں نہی

جو بنگالی کا سحر جو کہات ہی ⁂ سو اس مشتری نار کی بات ہی

بنگالی شکی کوں جو پان لیاتی ہیں ⁂ سو اسکی ادھر اسکوں پنچاتی ہیں

بنگالی شکی کوں جو مٹھائی ہی ⁂ سو مٹھائی دھن لب تی و پائی ہی

اپس بیچ دکھلا وو شوخ نار ⁂ سورج چاند تاری ملا ایکتھار

سنی سحر منتر کی داوان تلیں ⁂ ابھالان تھی اسکی پاوان تلیں

بغل اس مصلے ہی جبرئیل کا ⁂ سید تل ہو سجدہ سرافیل کا

لگی نار وو نار سوں یک جہان ⁂ سورج چاند سجدا کئی یو آو تھان

کتابن اچھوں ہات کر غیب کا ⁂ کہ نیں روح کوں تھانون وان اسی کا

برٹش لائبریری، لندن کے مملوکہ نسخۂ قطب مشتری کے ایک صفحے کا عکس

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
			## حَمد	
		1)	توں اوّل، توں آخر، توں قادِر اَہے	
			توں مالک، توں باطن، توں ظاہر اَہے	
	سَ چا	2)	توں محصی، توں مَبدی، توں واحد سچا	
	سَ چا		توں توّاب، توں رب، توں ماجد سچا	
		3)	توں باقی، توں مُقسِم، توں ہادی، توں نور	
			توں وارث، توں مُنعم، توں بر توں صبور	
		4)	توں ستّار ہور توں سو جبّار ہے	
			توں وہّاب ہور توں سو قہّار ہے	
	توں ہی	5)	توں رزّاق ہے ہور تُونھیں عظیم	
			توں فتّاح ہے ہور تُونھیں علیم	
		6)	توں قدّوس ہے ہور تُونھیں سمیع	
			توں قیّوم ہے ہور تُونھیں بدیع	
		7)	توں رافع اَہے ہور تُونھیں علی	
			توں جامع اَہے ہور تُونھیں ولی	
		8)	تُہیں ہے مَلک ہور تُونھیں سلام	
			تُہیں ہے مہیمن، تُہیں نیک نام	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		9)	تُجھیں ہے مُعز ہور توٗنھیں بصیر	
			تُجھیں ہے مُذل ہور توٗنھیں خبیر	
		10)	تُجھیں حافظ ہے ہور توٗنھیں حبیب	
			تُجھیں حق اَہے ہور توٗنھیں مُنیب	
		11)	تُجھیں ہے خلیل ہور توٗنھیں کریم	
			تُجھیں ہے عزیز ہور توٗنھیں حکیم	
		12)	تُجھیں باسط ہے ہور توٗنھیں قریب	
			تُجھیں قابض ہے ہور توٗنھیں مجیب	
		13)	تُجھیں ہے لطیف ہور توٗنھیں غفور	
			تُجھیں ہے حفیظ ہور توٗنھیں شکور	
		14)	تُجھیں ہے حلیم ہور توٗنھیں شدید	
			تُجھیں ہے قوی ہور توٗنھیں مجید	
		15)	تُجھیں حَیَّ ہور توٗنچ[1] ستاّر ہے	[1] توہی
			تُجھیں مُحیَ ہور توٗنچ[1] غفاّر ہے	[1] توہی
		16)	تُجھیں واحد ہے ہور توٗنھیں احد	
			تُجھیں مُقسِط ہے ہور توٗنھیں صمد	
		17)	تُجھیں ہے وکیل ہور توٗنھیں شہید	
			تُجھیں ہے مُعید ہور توٗنھیں حمید	
		18)	رؤف ہور رشید ہور مانع تُجھیں	
			ودود ہور غنی ہور نافع تُجھیں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		19)	کبیر ہور واسع ہے سُبحان توں	
			کریم ہور رحیم ہور رحمان توں	
		20)	مُمیت ہور متیں ، مُغنی ہور ضار توں	
			مقدّم موٴخر ہے کرتار[1] توں	[1] پاک پروردگار
		21)	اَہے توں، اَتھا توں، اَچھے[1] گا تُہیں	[1] رہے
			رچے[1] توں، رچیا[1] توں، رچے[1] گا تُہیں	[1] خلق کرے، خلق کیا، خلق کرے گا
	ہے	22)	ہمیں عین[1]، توں اس میں ہے عین نور	[1] ہم آنکھ ہیں، تو آنکھ کا نور
	ہے		توں نزدیک ہمارے، ہمیں تُج تے[1] دور	[1] تجھ سے
		23)	گَے[1] رات دن یوں ہَمن[2] سنگ[3] توں	[1] مصروف رہے [2] ہمارے [3] ساتھ
	نی ر		کہ جیوں نیر[1] مل کر اَچھے[2] رنگ سوں[3]	[1] پانی [2] رہے [3] سے
	جی ؤ	24)	توں اَچتا[1] اَہے جیو[2] جیوں[3] دل بھتر[4]	[1] رہتا [2] جان [3] جیسے [4] اندر
	ہے		ہمیں ڈھونڈتے تُج کِدھر کا کِدھر	
	گُئی	25)	یِتا[1] توں ہے نزدیک، جانے نہ کوئی	[1] اتنا
	گُئی		قدیم آشنا ، ہور پچھانے[1] نہ کوئی	[1] پہچانے
		26)	تُجے فامنے[1] فام[2] کا کام نَیں	[1] سمجھنے [2] فہم یعنی عقل
			ترے کام ، کچھ فام[1] کوں[2] فام[3] نَیں	[1] عقل [2] کے لیے [3] قابلِ فہم
		27)	یہاں عشق دایم پریشان ہے	
			یہاں خیال ہور وہم حیران ہے	
		28)	سما سات، سُد[1] سَٹ[2] ، پریشان ہو	[1] ہوش [2] گنوا کر
			تُجے ڈھونڈتے پھرتے حیران ہو	

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		29)	زمیں سُست ہوئی یوں جو ہلتی نہیں	
			ہُوے پاؤں ماندے[1] جو چلتی نہیں	[1] تھک گئے
	سُرج	30)	سورج چاند تارے نہ چک[1] ٹھیرتے	[1] پل بھر
			تو کاں[1] ہے تجے ڈھنڈتے پھیرتے[2]	[1] کہاں [2] پھرتے
		31)	ولے کون جانے کہ توں کاں[1] اَہے	[1] کہاں
			تُجہیں جانتا ہے اَپے[1] جاں[2] اَہے	[1] آپ [2] جہاں
		32)	تیری قدرت آنگے[1] ہے زرّے تے[2] کم	[1] کے سامنے [2] سے
			عرش ہور کرسی و لوح و قلم	
		33)	اَچھے تج سَمَد[1] بچ سینپیاں[2] سماں[3]	[1] سمندر [2] سیپیوں [3] طرح
			دھرت[1] سات، بلونڈ[2] نو آسماں	[1] زمین [2] طاقتور، قوی
lie		34)	بنایا گھراں اِس میں لی[1] دھات[2] کے	[1] بہت [2] قسم
			ستاریاں[1] تے آلے[2]، اُتم[3] ذات کے	[1] ستاروں [2] اعلیٰ [3] اونچی
		35)	اَپے[1] پارکی[2] ہور اَپے مشتری[3]	[1] آپ [2] پارکھی [3] خریدار
			اَپے ہے غوّاص ہور اَپے جوہری	
	آپ اپچ	36)	اَپے شہر، آپیچ[1] بازار ہے	[1] آپ ہی
			اَپے بیچے، آپی[1] خریدار ہے	[1] آپ ہی، خود ہی
		37)	وہی ایک کرتا ہے بھو[1] دھات[2] بھیس[3]	[1] کئی [2] قسم [3] روپ
			کدھیں[1] رات ہووے، کدھیں ہووے دیس[2]	[1] کبھی [2] دن
	آپ اپچ	38)	اَپے دیس[1] ہے ہور آپیچ[2] رات	[1] دن [2] آپ ہی
	آپ اپچ		اَپے جھاڑ[1] ہے ہور آپیچ پات[2]	[1] درخت [2] پتے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(39	اَپے پھول، اَپے پھل، اَپے بن[1] اَہے	[1] چمن
			اَپے چاند، اَپے سوٗر[1]، اَپے گھن[2] اَہے	[1] سورج [2] آسمان
آپ اچ		(40	غرض ایک آپچ سب ٹھار[1] ہے	[1] جگہ، مقام
			اُسی نور کا سب میں جھلکار[1] ہے	[1] جلوہ
		(41	خدایا بڑا توٗں ، بڑائیَ ہے تجھ	
ہے			ہمیں سب بنّدے ہیں، خدائیَ ہے تجھ	
		(42	بنایا توٗں آدم کوٗں بھوٗ[1] چاوٗ[2] سوٗں[3]	[1] بہت [2] پیار [3] سے
			سو خاک، ہور اَگن[1]، پانی ہور باوٗ[2] سوٗں	[1] آگ [2] ہوا
		(43	مِلَن ہار[1] یک ٹھار[2] نہیں ہے[3] یوٗ چار	[1] ملنے والے [2] ایک جگہ [3] نہیں ہیں
			ترے ڈر تے[1] مل کر ، رہے ایک ٹھار[2]	[1] سے [2] جگہ
		(44	کرے آگ کوٗں پانی، پانی کوٗں آگ	
کَ وے			گوے کوٗں سو ہنس ، ہور ہنس کوٗں سو کاگ[1]	[1] کوا
		(45	خدا ہے توٗں ، یوٗ کام تجھ کوٗں سُہائے[1]	[1] زیب دیتا ہے
			کہ جیوتے[1] کوٗں مارے، موٗے[2] کوٗں جلائے	[1] زندہ [2] مردہ
		(46	کہ بس[1] دے کے نہیں مارتا ناگ کوٗں	[1] زہر
			رکھیا ہے توٗں پانی منے[1] آگ کوٗں	[1] میں
مِ رگ		(47	بنایا مُشک مِرگ[1] کی ناف میں	[1] جانور (ہرن)
			دیا رزق سیمرغ کوٗں قاف[1] میں	[1] کوہِ قاف
بھُ وَنگ		(48	بھوٗنگ[1] کوٗں خورِش[2] جب توٗں بارا[3] کیا	[1] سانپ [2] خوراک [3] ہوا
			سمندر کے تئیں[1] آگ چارا[2] کیا	[1] لیے [2] غذا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		49)	بھلے اور بُرے کوں دیا رزق اپار[1]	[1] بے شمار
	نی ر		کہ جیوں[1] نیر[2] برسے[3] بدل[4] ٹھار[5] ٹھار	[1] جیسے [2] پانی [3] برسائے [4] بادل [5] جگہ
mayhu ñ	مے ہوں	50)	ولے مینھوں[1] بی[2] کہیں[3] پڑے نا پڑے	[1] بارش [2] بھی [3] کہیں
	آں پڑے		ترا رزق سب کوں سدا[1] آنپڑے[2]	[1] ہمیشہ [2] پہنچے
		51)	بندیاں کوں کسی بات کا غم نہیں	
			بھریا[1] ہے خزانہ ترا کم نہیں	[1] بھرا ہوا
		52)	توں جھاڑاں[1] کوں کپڑے دیا سبز پان	[1] درختوں
			مُعلق رکھیا[1] ہے زمین آسمان	[1] رکھا
		53)	دیوا[1] کر چندر، شمع کر بھان[2] کوں	[1] دیا [2] سورج
			دِپایا[1] دو جگ[2] کے شبستان کوں	[1] روشن کیا [2] دونوں جہاں
		54)	پتنگ[1] کوں دِیے[2] کا پرت[3] لائیا[4]	[1] پروانہ [2] چراغ [3] پیار [4] لگایا
			کمل[1] پر توں بھونرے کوں لبدائیا[2]	[1] کنول [2] فریفتہ کیا
		55)	دیا بید[1] تیں بجھنہ بجن نار[2] کوں	[1] لکڑی [2] بھڑکتی آگ
	تبن ج		چھپا کر رکھیا بیج[1] میں جھاڑ[2] کوں	[1] بیج [2] درخت
		56)	ہر یک بن[1] کے در، جگ کے تیں، جگ ادھار[2]	[1] چمن [2] دنیا کے سہارے
	کی لی		خزاں قفل کیتا[1] ہے کیلی[2] بہار	[1] قفل خزاں کیلئے [2] بہار کی چابی رکھتا ہے
	فرزَن	57)	توں آدم کے فرزند کوں کھانے مُدام[1]	[1] ہمیشہ
			دھرت[1] ہور انبر[2] دیا خوش انام	[1] زمین [2] آسمان
		58)	عجب تیری قدرت کیرے[1] کام ہے[2]	[1] کے [2] ہیں
			سمجھنے وو[1] قدرت کسے فام[2] ہے	[1] اس، وہ [2] عقل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(59)	تیرا شُکر واجب ہے ہر دم اَپار[1]	[1] بے حد
			کِیا نعمتاں جگ پو[1] نازل ہزار	[1] پر
		(60)	سکے کون تیرا شُکر سارنے[1]	[1] ادا کرنے
			ہے قدرت کِسے یاں[1] جو دم مارنے	[1] یہاں
jokuch	جو کُچ	(61)	جکچ[1] ہے سو تیری چُھپی حِکمتاں	[1] جو کچھ
	کَئی		سکے فامنے[1] عقل سوں کوئی کہاں	[1] سمجھنے
	ہُئے	(62)	اگر جو کرم ہوے تیرا کِس اُپر	
	ہُئے		چُھپی حِکمتاں ہوے عیاں اُس اُپر	
		(63)	سکت[1] ہے تُجے ، توں جگت کا دھنی[2]	[1] قدرت [2] مالک ومختار
			گیا[1] جائے تُج کوں دھنی ہور غنی	[1] کہا
		(64)	نجا[1] دل کی انکھیاں سوں دیکھوں جدھر	[1] بہ غور
			کہ تُج بن نہیں کوچ[1] پڑتا نظر	[1] کچھ
		(65)	جے[1] چیز اپنی قدرت تے پرگٹ[2] کیا	[1] جو [2] ظاہر
			سو رہنے اَپس[1] ٹھار[2] پر گھٹ[3] کیا	[1] اپنی [2] جگہ [3] مضبوط مراد قائم
		(66)	ترا مرتبہ جگ میں بھرپور ہے	
			ہر یک ٹھار روشن ترا نور ہے	
	کَئی	(67)	کہ توں نیں سو کوئی ٹھار دِستا[1] نہیں	[1] کوئی جگہ نظر نہیں آتی
			نہ یک ٹھار ہے توں، اَہے ہر کہیں	تو کسی ایک جگہ نہیں، ہر جگہ ہے
		(68)	بندیاں پر ہے تیرا کرم ایک دھات[1]	[1] یکساں
			ہے تیری نظر سب پہ ہر ایک سات[1]	[1] ساتھ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		69)	کرم سب بندیاں پر کرن ہار[1] توں	[1] کرنے والا
			میا[1] سب پہ یکرنگ دھرن[2] ہار توں	[1] شفقت [2] کرنے والا
		70)	کیا ہے تہیں کر کریما کرم	
			بقا کوں بقا، ہور عدم کوں عدم	
		71)	دکھایا بقا کوں عدم میں تھے[1] توں	[1] سے
			بنایا ہے شادی کوں غم میں تے توں	
		72)	توں صاحب، حکم سب پہ دھرتا اَہے	
jokuch	جوکچ		جکچ[1] کرنے منگتا[2] سو کرتا اَہے	[1] جو کچھ [2] چاہتا
		73)	منجے[1] بے نیازی دے دو جگ منے[2]	[1] مجھے [2] دو جہاں میں
			منجے[1] سرفرازی دے دو جگ منے[2]	[1] مجھے [2] دو جہاں میں

در مناجات باری تعالیٰ جل جلالہٗ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		74)	مہربان صاحب غنی ایک توں	
			کرم کی نظر سوں منجے دیک[1] توں	[1] دیکھ
		75)	کمینا بندا سب تے[1] کمتر ہوں میں	[1] سے
			گہر کر منجے توں کہ کنکر ہوں میں	
		76)	اگر نور تیرا سٹے[1] چک[2] شہاب[3]	[1] ڈالے [2] تھوڑا، ذرا [3] ستارہ
	ہووے		عجب نیں جو کنکر ہوے آفتاب	
		77)	مرے دل کوں روشن کر اَپ نور تے[1]	[1] اپنے نور سے
			تجلی دے اگلا[1] چندر سور تے	[1] بڑھ کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	کئی	78)	نہیں مُج کوں آدھار[1] تُج باج[2] کوئی	[1]سہارا [2]بغیر
	کئی		مَیاوَنت[1] داتار[2] تُج باج کوئی	[1]شفیق [2]نوازنے والا
		79)	خدایا مُنجے خیر دے شر ستی[1]	[1]سے
			بِذر کر بُریاں[1] کے بُرے ڈر ستی[2]	[1]برے لوگوں [2]بدی سے
		80)	بِذر سب تے کر، ڈر توں اپنا دِلا	
			دو جگ میں مُنجہ اپنا توں چِپنا[1] دِلا	[1]وظیفہ کرنا
		81)	الٰہی! الٰہی! گنہ گار ہوں	
			گناہاں[1] میں اپنے گرفتار ہوں	[1]گناہوں
		82)	گُنہ کی گرفتاری تھے[1] دُور کر	[1]سے
			ثواباں[1] سوں توں مُنج کوں پُر نور کر	[1]ثوابوں
		83)	عمل کا تو نَیں گنج کچھ میرے پاس	
			ولے تیری بخشش کی ہے بھوت[1] آس[2]	[1]بہت [2]امید
	ہے	84)	گنہ گار بندے ہمیں تھار[1] تھے	[1]اپنی جگہ سے
			بہر[1] آئیں کیوں[2] تیرے اُپکار[3] تھے	[1]باہر [2]کیسے [3]احسان
		85)	جو توں بول بھیجیا سو سب ساچ[1] ہے	[1]سچ
	ہے		ہمیں نَیں سُنے ، چُوک[1] ہماراچ[2] ہے	[1]غلطی [2]ہماری ہی
		86)	خلاصی[1] دے مُنج جگ کے جنجال تے	[1]نجات، چھٹکارا
	نَ کو		توں غافل نکو[1] اَچھ[2] میرے حال تے	[1]نہ [2]رہ
	ہے	87)	گنہ گار ہمیں سب ، گنہ گار ہے[1]	[1]ہیں
	جو کچ		جکچ[1] توں کرے سو سزاوار[2] ہے	[1]جو کچھ [2]بجا ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	سَ چا	88	سچا ایک صاحب ہے سُبحان توں	
			کہ ما باپ تھے[1] ہے مہروان[2] توں	[1] سے [2] مہربان
		89	گناہاں تے میرے ، مُنجے رُچہ[1] نہیں	[1] ذوق
	بَخ شنے		جو توں بخشنے آئے تو کُچ نہیں	
		90	جو جوش آئے دریا تیرے پیار کا	
			گنہ دھو سٹے[1] تِل[2] میں سیئسار کا	[1] ڈالے [2] پل
		91	ہمن[1] باپ تے پُن[2] ترا زیاشت[3] ہے	[1] ہمارے [2] ثواب [3] زیادہ
			نہیں شک کچ اس میں کہ یو راست ہے	
	جو کُچ	92	خدا کوں جکچ[1] کام بھاتا[2] اَہے	[1] جو کچھ [2] پسند آنا
			سو مُنج[1] ہات تے[2] نَیں ہو آتا اَہے	[1] میرے [2] سے
	تُ خم	93	تخم خوب نَیں کُچ ہمن کِشت میں	
	بہشت		عمل ایسے کیوں جائیں گے بہشت میں	
		94	توں بخشیا ہے ، بھی[1] ہور بخشائے[1] گا	[1] مزید، اور [1] بخشے
	بہشت		گنہ گار کوں بہشت میں لیائے گا	
		95	مراد ہے ہر ایک خوب ہور زِشت کا	
	بہشت		کہ دیکھیں تماشا تری بہشت کا	
		96	دِلا مُنج میرے دل کے مقصود توں	
	سَ چا		کہ مولا سچا ہور معبود توں	
		97	تیرا شکر ہمنا تے[1] کیا ہوئے گا	[1] ہم سے
			توں دھویا گناہاں ، سو بھی[1] دھوئے گا	[1] مزید، اور

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	آپی چ	98)	تجھیں ایک آپیچ[1] سب کا ادھار[2]	[1] آپ ہی [2] سہارا
			تجھیں ایک ساچا[1] ہے پروردگار	[1] سچا
		99)	تجھیں ایک پرگٹ[1] ہے ہر شے منے	[1] ظاہر
ly			تجھیں ایک اچتا[1] اہے لئی[2] منے	[1] رہتا [2] کثرت میں
		100)	رہیا یوں توں آدم کے دل تنگ میں	
			کہ جیوں[1] آگ پنہاں اچھے[2] سنگ میں	[1] جیسے [2] رہے
		101)	عبادت کی چکمک[1] و کف[2]، صدق اپار[3]	[1] چقماق [2] ہتھیلی [3] صدق کثیر
			ملا قلب کے سنگ سوں ایک ٹھار	
		102)	جو تینو یو مل کر اچھے ڈھنگ سوں	
			چھپی آگ پرگٹ[1] دسے[2] سنگ سوں	[1] ظاہر [2] نظر آئے
	ب تی	103)	دیوا[1] دل، بتی دم[2]، مندھر[3] جسم ہے	[1] دیا [2] سانس [3] مندر
	جی ؤ		اگن[1] جیو[2]، ہور تیل، تج اسم[3] ہے	[1] آگ [2] جان [3] تیرا نام
		104)	بری باو[1] تے یک کدھن[2] رکھ اسے	[1] مسموم ہوا [2] طرف مراد آڑ
			جتن[1] رکھ، جتن رکھ، جتن رکھ اسے	[1] محفوظ
		105)	کہ سب کوں سنبھالن ہارا[1] ہے توں	[1] سنبھالنے والا
	جی ؤ پی ؤ		دو جگ جیو[1] کا پیو[2] پیارا ہے توں	[1] جانِ دو جہاں [2] محبوب
		106)	خوش آواز نے[1] کوں کیا ہے تہیں	[1] بانسری
	نر جی ؤ		سو نرجیو[1] کوں جیو دیا ہے تہیں	[1] بے جان [2] جان
ny		107)	اگر نے کوں جیو نیں تو کیوں[1] بولتی	[1] کیسے
			چھپے راز کے پردے کیوں[1] کھولتی	[1] کیسے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		108)	تج دیک¹ اے دل، توں دِک² فکر سوں	¹دیکھ ²تفکر کر
	ن کو		نکو¹ غافل اَچ² اُس کرنے³ ذکر سوں	¹مت ²رہ ³کے
		109)	کسے جیؤنے¹ کا نت² پتیارا³ اَہے	¹جینے ²ہمیشہ ³بھروسہ
			کہ جیؤ جس کوں کہتے سو بارا¹ اَہے	¹ہوا یعنی بے حقیقت ہے
	ن کو	110)	نکو¹ بھول توں جگ کے اس چاؤ² پر	¹مت گمراہ ہو ²پیار، لگاؤ
			پتیارا¹ کیا نئیں کنے² باؤ³ پر	¹بھروسہ ²کسی نے ³ہوا
		111)	دغا دینے شیطان اس شہر میں	
			شکر کوں ملا کر رکھیا¹ زہر میں	¹رکھا ہے
	بہُت	112)	بھلاتی ہے دنیا بہوت ساز سوں¹	¹طریقوں سے
	جی ؤ		نکو¹ جیؤ لا² اس دغا باز سوں	¹مت ²دل لگا
		113)	وفا نئیں کری یو اَجھوں¹ کِس ستی²	¹آج تک ²سے
			کہ ہرگز وفا نئیں ہوا اِس ستی¹	¹سے
	ن کو	114)	دغا دے گی تج، توں دغا کھا نکو¹	¹مت
ज्यू	ن کو		مُسلّم¹، اِسے سونچ، جیؤ لا نکو²	¹یہ سچ ہے ²جی مت لگا
ज्यू		115)	جو جیؤ لائے گا¹ تو خدا سوں لگا	¹لگائے گا
			محمدؐ نبی مصطفےؐ سوں لگا	
		116)	دو دن اِس دنیا میں توں اَچ¹ اِس اُصول²	¹رہ ²ڈھنگ
			کہ تج تے خدا خوش اَچھے ہور رسول	
		117)	ارے دل! توں غفلت میں تے¹ بھار² ہو	¹سے ²باہر یعنی آزاد ہو
			کِتا¹ سوئے گا، ٹک توں ہُشیار ہو	¹کتنا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
پَن		118)	تج اِس پنٹ[1] میں کیوں نیند آتی اَہے	[1] راستے
			دُنیا رہ گزر، عمر جاتی اَہے	
مَس تے		119)	توں مست ہے دُنیا کا خبر نئیں تجے	
			خبر لے، خبر یوٗ اگر نئیں تجے	
		120)	توں غافل ہے آچل مری بات میں	
			سَٹپڑتا[1] ہے کی[2] حرص کے ہات میں	[1] پھنستا [2] کیوں
		121)	ہَوا حرص جو دور کرتے اَہیں	
			بڑا مرتبا سب میں دھرتے اَہیں	
		122)	جو تج حکم مہ تا بہ ماہی اَچھے	
			سلیمان کی پادشاہی اَچھے	
نَ کو		123)	نکو[1] توں غروری سوں مغرور ہو	[1] مت
			ہَوا حرص کے ہات تے دور ہو	
ہے		124)	ہمیں باٹ سارو[1] نمن[2] یاں اَہے	[1] مسافر [2] کی طرح
			رَنا واں[1]، ہمارے گھراں واں[2] اَہے	[1] رہنا وہاں [2] وہاں
سنبھال		125)	بکٹ گھاٹ[1] سنبھال اِس گھاٹ میں	[1] مشکل راستہ
			کنے[1] گھر کیا نئیں اجھوں[2] باٹ[3] میں	[1] کسی نے [2] اب تک [3] راستے میں
		126)	دُنیا باٹ، مایا[1] سو ایمان ہے	[1] متاع
			وہاں باٹ پاڑو[1] سو شیطان ہے	[1] راستے سے بھٹکانے والا
		127)	چھپا کر جتن[1] رکھ تو ایمان کوں	[1] محفوظ
نَ کو			سنچرنے[1] نکو[2] واں دے شیطان کوں	[1] پہنچنے [2] مت

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		128)	تو٘ں وو کام کر جو تُجے کام آے	
			کہ پچھتا[1] کر آخر تو٘ں جھنجی[2] نہ کھاے	[1] پچھتا کر [2] افسوس نہ کرے
		129)	دُنیا میں تو٘ں آیا تو کُچ[1] فام[2] کر	[1] کچھ [2] غور
			خدا کو٘ں جو بھاتا[1] ہے سو کام کر	[1] پسند آتا
	رَہْ نے	130)	کہ دایم رَہنے کا نہیں ٹھار یاں	
			نہیں کوئی آیا ہے دو بار یاں	
	جو کُچ	131)	جکچ[1] یاں تھے سنگات[2] لے جائے گا	[1] جو کچھ [2] ساتھ، ہمراہ
			دوگن ترگن[1] اُس کا تو٘ں واں پائے گا	[1] دوگنا، تگنا
		132)	سکے گا[1] تو کوشش کر اِس بات میں	[1] ممکن ہو تو
			جو کُچ[1] خوبی آوے ترے ہات میں	[1] کچھ
		133)	تو٘ں اُس کی عبادت میں دن رات اَچ[1]	[1] رہ
	کے چ		تو٘ں اُس کا ہو اُس کیچ[1] سنگات اَچ[2]	[1] کے ہی [2] ساتھ رہ
	نَ کو	134)	نکو[1] چھوڑ صاحب کی خدمت تو٘ں کر	[1] مت
			کہ خدمت تے ہوتا ہے پیارا نفر	
		135)	مَشارے[1] کو٘ں حاضر ہو، نوبت چُکا[2]ے	[1] مشاہرے [2] نوبت کا ناغہ کرے
			نفر[1] چاکری چوڑ[2] کیا کام آے	[1] نوکر [2] کام چور
	نَ کو	136)	خدا حق ہے، حق کو٘ں نکو[2] تو٘ں بِسار[1]	[1] مت [2] بھول
			کہ مرنا ہے حق ہور جینا اُدھار[1]	[1] قرض
		137)	خدایا تو٘ں مُج پر دَیادِشت[1] دھر[2]	[1] نظر کرم [2] فرما
			ترا پیار یک دھات[1] ہے سب اُپر	[1] یکساں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		138)	سر اَفراز سب کوں گرنہار[1] توں	[1] کرنے والا
			کہ دھرتا مَیا[1] ہور دھرنہار[2] توں	[1] شفقت [2] فرمانے والا
		139)	تُجھیں حسن کوں جگ میں نِپچائے کر[1]	[1] پیدا فرما کر
			کریا[1] عشق کوں عاشق اُس کے اُپر	[1] کیا
		140)	چُھپایا ہے یو[1] دو میں اپنا توں راز	[1] ان
			[1] یکس[1] کوں دیا ناز، یکس[1] کوں نیاز	[1] کسی
	سَ چا	141)	جو عاشق سَچا ہور جانباز ہے	
			عیاں اُس اُپر یو چُھپیا راز ہے	
		142)	دے مُنج عشق مجنوں سے دیوانے کا	
			پلا مَے محبت کے میخانے کا	
		143)	محبت کیرا[1] مَے جو پیتا اَہے	[1] کا
	مَ رگ		مَرگ[1] اُس کوں نیں، جم[2] وہ جیتا اَہے	[1] موت [2] ہمیشہ
ny		144)	محبت کی مَے کوں پلا توں مُنجے	
	نَ کو		نکو[1] مار، دایم جلا توں مُنجے	[1] مت
		145)	جو جگ میں سدا کال[1] جیتا اَچھوں	[1] دائم
			محبت کیرے[1] مَے کوں پیتا اَچھوں	[1] کی

نعت

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		146)	محمدؐ نبی ناؤں[1] تیرا اَہے	[1] نام
			عَرش کے اُپر چھانو تیرا اَہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		147)	کہ چودہ مُلک کا توں سلطان ہے	
			علی سا تیرے گھر میں پَردھان[1] ہے	[1] سردار، نائب
	اَسی	148)	اَسی ہور یک لاک پیغمبر آئے	
			ولے مرتبا کوئی تیرا نہ پائے	
		149)	چھپیا نور سب کا ترے نور اَنگے[1]	[1] کے سامنے
			کہ جیوں[1] تارے چھپتے اَہے سور اَنگے[2]	[1] جیسے [2] سورج کے سامنے
		150)	مسیحا[1] بندا[2] آج تُج راز کا	[1] حضرت مسیح [2] رازدار
			مُعلّم اَہے نوح تُج جہاز[1] کا	[1] جہاز
		151)	خدا سوں گئے[1] توں جہاں اے خلیل	[1] حضوری میں
			نہ عیسیٰ وہاں آئے نا جبرئیل	
		152)	عَرش کرسی تُج گھر ہے، دَر آسماں[1]	[1] آسماں دروازہ ہے
			توں سورج ہے بادل ترا سایہ باں	
جت تے		153)	ملایک اَہیں جیتے[1] اَسمان میں	[1] جتنے
			رہیں رات دن سب ترے دھیان میں	
		154)	تو سلطان، مصحف[1] علم[2] ہے ترا	[1] قرآن پاک [2] پرچم
			نبیاں ہور ولیاں[1] سب حَشم[2] ہے ترا	[1] انبیا اور اولیا [2] خدمت گار
		155)	اوّل ہور تھا دین اب ہور ہوا	
			محمدؐ تے یو دین ور زور[1] ہوا	[1] اور مستحکم
		156)	بندے ہو کے خدمت کریں تیرے گھر	
			ازل ہور ابد ہور قضا ہور قدر	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		157)	ترا دین جس دن تے پرگٹ[1] ہوا	[1] ظاہر
			سو اُس دن تے[1] سب کُفر تلپٹ[2] ہوا	[1] سے [2] تباہ، نابود
		158)	محبت، مُروّت، وفا ہَور حِلم	
			حلیمی، سلیمی، عمل ہَور عِلم	
		159)	توں پیدا ہوا، یوٗ ہُویدا[1] ہوئے	[1] ظاہر
			اَوّل یوٗ نہ تھے، تُج تے[1] پیدا ہوے	[1] سے
		160)	یتیاں خصلتاں[1] خوب ہے کِس مَنے[2]	[1] اتنی اعلیٰ صفات [2] میں
			غضب ہَور غُصہ، نہیں جس مَنے[1]	[1] میں
		161)	نوَد نو ہیں تُج ناںو، یک ناںو[1] نَیں	[1] نام
			توں رب چھاںو[1] ہے، چھاںو کوں چھاںو نَیں	[1] سایۂ خدا
	نورِج	162)	توں نور ہَور نورِچہ[1] ترا ناںو ہے	[1] نوری
	تُچندر		کہ چندنا[1] تُج چندر کرا[2] چھاںو[3] ہے	[1] چاندنی [2] تجھ جیسے چاند کی [3] چھاؤں ہے
		163)	جو دن چھاںو تیرا اُجالا اَچھے	
			نہ نِس توں کہ تُج چھاںو کالا اَچھے	
		164)	کہ توں نُور تُج چھاںو بھی نور ہے	
			اَندھارا اُجالے سُتی[1] دوٗر ہے	[1] سے
		165)	اُجالا سو دیس ہَور رات اندکار[1]	[1] اندھیرا
			نہیں مل کر اَچتے[1] یوٗ دو ایک ٹھار[2]	[1] رہتے [2] جگہ
		166)	اُجالا ہے جاں واں اَندھارا نہیں	
			اَندھارا ہے جاں واں اُجالا نہیں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		167	ترا چھانْو وو ہے جو کُہ طور[1] تے	1 کوہ طور
	نکلتے ﭺ		نِکلتیچ[1] جھمکیا اَدِکھ[2]، سوْر[3] تے	1 نکلتے ہی 2 زیادہ 3 سورج
		168	تری چھانْو کا نور جگ دیک[1] کر	1 دیکھ
			خبر سن کے موسیٰ ہوا بے خبر	
		169	جو دیکھے تری چھانْو کا ذرّہ نور	
	بھُئیں		پڑے مست ہو بھُیں پو[1] انبر[2] تے سوْر[3]	1 زمین پر 2 آسمان 3 سورج
	اُمّید وار	170	امیدوار ہے جگ ترے پیار کا	
			کہ بخشائے توں پاپ سَینسار کا	
		171	شفاعت گرُنہار[1] سب کا تُجھیں	1 کرنے والا
			اَپے لاڈلا ایک رب کا تُجھیں	

ذکرِ معراج

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		172	صفت کر توں معراج کی رات کا	
			کہ جاگیا اَہے بخت تُج بات کا	
		173	اَتھا اُس رَین کوں عجب کچھ نور	
			کہ لاکھاں[1] تے چانداں، کروڑاں[2] تے سوْر	1 لاکھوں سے چاند 2 کروڑوں سے سورج
		174	مَلک زر گراں، زر لے کر سوْر کا	
			مُلمّا[1] انبر کوں کیئے نور کا	1 ملمع
		175	نبیؐ آتے ہیں کر سُنے جب یو بات	
			سنْوارن لگے نو انبر[1] دھات[2]	1 نو آسمان 2 طرح طرح سے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		176)	ملایک ملے تھے نو اَسمان کے	
			مُقرّب، بڑے پاک، بھو مان[1] کے	[1] بہت عزت مند
		177)	جو جبریل تے پائے خوش یوٗ خبر	
			بجانے لگے سب طبَل عرش پر	
		178)	نبیؐ تھے اَجھوں[1] آپنے گھر منے[2]	[1] ابھی [2] اپنے گھر میں
			جو غوغا[1] کیے قدسی اَنبر منے[2]	[1] ہنگامہ، مسرت [2] آسمان میں
		179)	نبیؐ آج ہمارے یہاں آئیں گے	
ہے			ہمیں سب اُنو کا دَرَس[1] پائیں گے	[1] دیدار
		180)	ملایک اُچھلنے لگے ذوق سوٗں	
			سو حضرتؐ کے دیدار کے شوق سوٗں	
سُرَج		181)	فرشتے سورج چاند تارے تمام	
			نو اَسمان کے رہْن ہارے[1] تمام	[1] باسی
		182)	قدم بوسی کے شوق تے دھائے[1] کر	[1] دوڑ کر
پَے لے			رہے پَیلے[1] اَسمان میں آئے کر	[1] پہلے
		183)	جدا تھے سو مل کر سبھیں ایک ٹھار	
			خوشیاں عیش کرتے اُتھے بے شمار	
		184)	جو ویسے میں جبریل اُتر آئے کر	
			بشارت سو حضرتؐ کنے[1] لیائے کر	[1] کے پاس
		185)	بغل میاں[1] نے غاشا[2] لے کر خاصہ دار[3]	[1] میں [2] زین پوش [3] مصاحب
			ہوا جبرئیل، ہور پکڑیا تُکھار[1]	[1] گھوڑا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	بہُت	186)	نبیؐ کوں سَرا کر¹ بہوت دھات سوں	¹تعریف کرتے ہوے
			نزیک¹ آکے بولیا مٹھی بات سوں	¹نزدیک
		187)	کہا "تج خدا نے کیا¹ ہے سلام	¹کہا
			بلایا تجے آج اپنے مقام	
		188)	بڑی رات ہے آج معراج کی	
			مبارک اَچھو رات تج آج کی"	
		189)	نبیؐ بات یوں سن کہے، "جائیں چل	
			چھپیاں نعمتاں¹ غیب کیاں² پائیں چل"	¹چھپی ہوئی نعمتیں ²کی
		190)	سواری کی خاطر نبیؐ کے وثاق¹	¹گھر
			لے کر آے سنگات¹ تیزی² بُراق	¹ساتھ، ہمراہ ²برق رفتار
	ب راق	191)	بُراق آج خوش گرم جیوں برق ہے	
			کہ سرپاؤں لگ¹ نور میں غرق ہے	¹تک
	پی ٹ	192)	چڑیا پیٹ¹ پر اُس کی وو ماہتاب	¹چڑھا پیٹھ پر
			لگیا¹ اُڑنے اَسمان پر جیوں² شہاب	¹لگا ²جیسے
		193)	فرشتے یکایک اُٹھے دیک¹ کر	¹دیکھ
			خدا کے نبیؐ کوں وو سب نیک کر	
		194)	اَول بیگ¹ جا پانو پڑنے کے تئیں²	¹جلدی ²قدم بوسی کے لئے
			اَپس میں اَپے لاگے¹ پڑنے کے تئیں	ایک دوسرے پر سبقت لیجانے لگے
		195)	جو ایک ایک آ کر پڑے پانو سب	یکے بعد دیگرے سب نے قدم بوسی کی
			کھڑے رَہے ادب سات یک ٹھانو سب	¹ایک جگہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		196	نبیؐ خِنگ[1] کوں واں تے آ نگے[2] چلاے	[1] براق [2] آگے
			مَلِک سب نبیؐ سات اُنپڑاتے[1] آے	[1] پہنچاتے
		197	ملایک سبھیں[1] آئے تھے حال میں	[1] سبھی
			سو ویسے پڑے پھر کو[1] غُلغال[2] میں	[1] پھر سے [2] شوروشغب
		198	پڑی کیس[1] کی چھانو جوں فرش پر	[1] بال
			اُچھلتی وو جا کر کھڑی عرش پر	
		199	شفق غاشیا[1] ہور تُرنگ[2] بچ ہے	[1] زین پوش [2] گھوڑا
			تُرنگ بچ ہُوا سار[1] سُورج[2] ہے	[1] سوار [2] سورج
		200	نہ رَہے ٹھیر نو آسماں میں نبیؐ	
			گئے لامکاں کے مکاں میں نبیؐ	
		201	کھڑے رَہے بزاں[1] جبرئیل ہور بُراق	[1] بعدازاں
			نہ تھا ذرّی اِتنا اُنو[1] میں نِفاق	[1] اُن
		202	خدا غیب تے آکے حضرتؐ کنے[1]	[1] کے پاس
			بلا لے گیا واں تے خِلوَت منے[1]	[1] میں
		203	کسے فام[1] خِلوَت میں واں کیا ہوا	[1] کسے معلوم
			خدا ہور حضرتؐ میں واں کیا ہوا	
	ہُئی	204	محمدؐ کوں جس رات معراج ہوی	
	کُئی		نہ تھا دوسرا واں علی باج[1] کوی	[1] سوائے
		205	اُنو تینو کوں بات یوٗ فام[1] ہے	[1] معلوم
			سمجھنا وو چوتھے کا نَیں کام ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے	
			منقبت		
		206	توں جگ کا پیارا، توں جگ کا اَدھار[1]	[1] بنیاد، سہارا	
			خدا کا توں ہمدم، نبیؐ کا توں یار		
		207	توں ہت کھڑگ[1] لے جب گتا کفر دھوے	[1] ہاتھ میں تلوار	
			تو مسجد منے[1] دین کی بانگ[2] ہوے	[1] میں [2] اذاں	
		208	کیا موماناں، کافراں مار مار		
کُ فَر			کفر کا دنڈی[1] دین کا دوستدار	[1] دشمن	
		209	مسلمان کی صف کوں تج تے ہے نام		
			وو صف جوں[1] ہے تسبیح، توں جیوں[1] امام	[1] جیسے	تشبیہ
		210	خبر سب اَہے نیک ہور بد کی تج		
			سہاتی ہے جاگا[1] محمدؐ کی تج	[1] مقام	
		211	چھڑایا اَہے دین کا بند توں		
			خدا کی خلق کوں دیا پند توں		
		212	اتھے یار سب یار بند بھوت[1] کر[2]	[1] بہت [2] سے	
			بھروسا نبیؐ کا اتھا تج اُپر		
		213	کیا کفر سب خار[1] پامال کر	[1] خوار	
سنبھ بھال			نبیؐ کا رکھیا دین سنبھال کر		
		214	محمدؐ کی جاگا کنے[1] پائے نا	[1] کسی نے / کوئی	
			تج اچھتے[1] کسی ہور کوں آئے نا	[1] تیرے ہوتے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		215)	بڑا یار یاراں منے یار توں	
			کہ پایا محمدؐ کیرے ٹھار[1] توں	[1] کا مقام
		216)	سدا رحم تج پر ہے رحمان کا	
			توں پیارا پیارا ہے سبحان کا	
		217)	نو اسمان سارے کی ہت[1] ہے ترے	[1] ہاتھ میں
			زبردست سب، زیردست ہے ترے	
		218)	رہے گھر میں چھپ رستماں سے[1] سوار	[1] جیسے
			نکلتے نہیں کوئی ڈر تھے[1] بہار[2]	[1] سے [2] باہر
		219)	کِسے ہے کلیجا ترے سم[1] ہونے	[1] برابر ہونے
			کسے زور ہے تج سوں ہم تم[1] ہونے	[1] مقابل ہونے
		220)	توں ایک ہے تجھے کوئی جوڑا نہیں	
ly			کہ لئی[1] ہے شجاعت، یو تھوڑا نہیں	[1] بہت
		221)	جو کاماں[1] کیا ہے شجاعت کے توں	[1] کام کی جمع
			خبر نیں ہے رستم کی ارواح[1] کوں	[1] روح کو
		222)	غنی دین سب ، کفر قلاش ہوا	
			شجاعت ترا جگ میں یوں فاش ہوا	
		223)	کہ رستم کی ارواح تج دھاک تے	
			اچھل کر پڑی بھار[1] آ خاک تے	[1] باہر
		224)	توں مارا ہے کفار کوں آ کے جاں	
Lhau	لھو		جھری لھو[1] کی اجنوں[2] ابلتی ہے واں	[1] لہو کی دھار [2] ابھی تک ابلتی ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		225)	ترا کھڑگ[1] مُرغ ہے عجب ریس[2] کا	[1]تلوار [2]طور
			کہ چارا چرے دَنڈ[1] کے سیس[2] کا	[1]دشمن [2]سر
		226)	دَنڈیاں پر جو توں کھڑگ چک[1] کھینچ دھائے[2]	[1]ذراسا [2]دوڑے
			چھٹے[1] جل کوں تھنڈ، آگ کوں تاپ آے	[1]لگ جائے — حسن تعلیل
		227)	عجب اژدہا ہے ترا ذوالفقار	
	کُ فار		کہ یکدم سوں جالیا[1] ہے سالم کُفار	[1]ہڑپ کرلیا
		228)	ہوا کفر کالا اُسی دَم ستی[1]	[1]سے
			کہ مارِیا اَہے دَم اُنے ہَم[1] ستی	[1]غرور
		229)	جو خوں ریز تج ہات میں کھڑگ ہے	
			سو وو کھڑگ کُفار کا مرگ ہے	
		230)	جو چک[1] تج غضب[2] بحر اوپر ہووے	[1]پل بھر [2]بحر پر نگاہ غضب کرے
	ہووے		تو خشک ہوے کر بحر جیوں بر ہووے[1]	[1]بحر خشک ہوکر زمین بن جاے
		231)	پڑیا ہے ترا دھاک تو کھن[1] منے	[1]تو آسمان میں
			توں وو شیر دل ہے کہ نیں بن منے[1]	[1]جنگل میں
		232)	جو آیا نزیک[1] اژدہا چوک کر[2]	[1]نزدیک [2]غلطی سے
			سٹیا[1] دو طرف اُس کوں دو ٹوک[2] کر	[1]پھینک دیا [2]دوحصے
	کُٹی	233)	اگر عرش کوں کوی سٹے[1] ٹھیل[2] کر	[1]اچھال پھینکے [2]دھکادے کر
			توں جیوں گینڈ امانت لیوے جھیل[1] کر	[1]لپک کر
		234)	جو سیمرغ سَم[1] ہوئے ڈھیٹائی[2] تے	[1]مقابل [2]ڈھٹائی
			کرے ٹکڑے باریک توں رائی[1] تے	[1]رائی کا دانہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		235)	اگر نعرہ مارے توں اے شیر جان	
			ہڈر[1] کر زمیں پر پڑے آسمان	[1] لرز کر
سُن رَج		236)	سورج کوں جو گھورے توں ٹک داٹ[1] کر	[1] تند نگاہی سے
			چڑے[1] عرش پر، دھاک تے نھاٹ[2] کر	[1] چڑھ جائے [2] بھاگ کر
		237)	جو قُلّاب[1] اَچتا زمیں کے دُنبال[2]	[1] آنکڑا یعنی ہلال [2] پیچھے
			تو اَسمان پر اُس کو سَٹتا[1] اُچھال	[1] پھینکتا
		238)	لھوا[1] تج اَنگے[2] موم جیوں نرم ہے	[1] تلوار [2] سامنے
			کہ غصّا ترا آگ تے گرم ہے	
		239)	جو اُلٹے[1] ہو نَو کھَم[2] پڑیں پشت سوں	[1] الٹے [2] نو آسمان
			رکھے تھانب[1] کر، توں یک انگشت سوں	[1] تھام
		240)	اَنبر دھرت[1] تے، حال تج زیا ست[2] داو	[1] آسمان زمین [2] زیادہ
			کہ گینداں سو پھراں ہیں چو گان باو	
		241)	اگر زور دو زورمند شہ کرے	
			گھڑی[1] کر، نو اَسمان کوں تہہ کرے	[1] لپیٹ کر
		242)	اِسی دھاک تے شاہِ مردان کے	
			پڑیا لھو کلیجے میں اَسمان کے	آسمان کے کلیجے میں لہو پڑ گیا ہے یعنی شفق
		243)	جو ہنتے سٹے تیغ، توں دھیر[1] کر	[1] حوصلہ
			زمیں کوں دو وَصلی[1] کرے چیر کر	[1] دو ٹکڑے
		244)	اگر ہاک[1] مارے توں، آ حال میں	[1] نعرہ
			چھپے عرش جا، ڈر تے پاتال میں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(245	کِیا رَد سمجھیں کفر کے کام کوں	
			دیا زور پھر کر توں اسلام کوں	
	ہووے	(246	نہ کیوں معتقد ہووے سب جگ ترا	
			کہ حضرتؐ کھوئے[1] پر لیے پگ[1] ترا	[1] کندھے [2] پاؤں
		(247	خدا جانتا حق کہ یوں راشت ہے	
			کہ تج حِلم، تج غصہ تے زیاشت[1] ہے	[1] زیادہ
		(248	صِفت کیا کروں میں ترے حلم[1] کا	[1] بردباری
			شجاعت، عمل، بخشش ہور عِلم کا	
		(249	لکیا تج حکم پچ جل تھل ہونے	
			توں آخر ہوا سب تے اوّل ہونے	
		(250	وہی بل[1] ہے آخر جو کچھ[2] بل ہووے	[1] طاقت [2] کچھ
			جو آخر ہوا ووچ[1] اوّل ہووے	[1] وہی
		(251	خلافت تے اونچا ترا ٹھار تھا	
	بے سَنا		خلافت تجے پَیسنا[1] عار تھا	[1] بیٹھنا
		(252	بڑا توُنچ آخر بڑا توں اصَل	
			توں ظاہر میں آخر ہے، باطن اوَل	
		(253	نہ تھا دل ترا خسروی[1] پالنے	[1] خلافت/حکومت
	سنبھالنے		خلافت کیا دین سنبھالنے	
		(254	ترا مرتبا اونچ تے اونچ[1] ہے	[1] اعلیٰ سے اعلیٰ
			اوَل توں ہے، آخر کوں بی توُنچ[1] ہے	[1] بھی تو ہی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		255)	بڑا توں بڑے ہے ترے سب یو کام	
			خلافت ہوئی ختم تج پر تمام	
	جو کُئی	256)	علی کا مُحب نیں جکوی سچ تو جان	
			حرامی پنے کا وہی ہے نشان	

در صفت عشق گوید

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		257)	بڑا عشق کا سب تے درجا اَہے	
			کہ یکجا نہیں عشق ہرجا اَہے	
		258)	اگر عشق کُچ بُلبُلاں کوں جو نیں	
			تو کی[1] آہ نالے کرے پھول تیں؟	[1] کیوں
		259)	اگر عشق نیں ہے تو کی[1] شمع پر	[1] کیوں
			پتنگ اَپسے جالے[1] سِتم آئے کر[2]	[1] خود کو جلالے [2] مجبور ہو کر
	چکو چاند	260)	اگر نیں ہے عاشق چکور، چاند کا	
			تو راتاں[1] کوں وو کیا سبب جاگتا؟	[1] راتوں کو
		261)	کہ لیلی و مجنوں جو کہوائے ہیں	
			سو اِس عشق تے ناٹوں[1] یوں پائے ہیں	[1] نام
	ہُئی	262)	جو یوسف کی عاشق زلیخا نہ ہوئی	
	کُئی		نہ کرتا اُسے آج لگ[1] یاد کوئی	[1] تک
		263)	ایاز ہور محمود جو دو اَہیں	
			سو مشہور اِس عشق تے وو اَہیں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		264	جہاں دو ہیں واں عشق بن رُچہ[1] نہیں	[1]لطف، مزہ
			نہیں عشق کچ[1] جس میں، وو کچ[1] نہیں	[1]کچھ
		265	اسی عشق تے عاشق ہے سرفراز	
			پچھیں[1] یا حقیقت، اچھو[1] یا مجاز	[1]سمجھو
			درشرح شعر گوید	
		266	کتا[1] ہوں تجے پند کی ایک بات	[1]کہتا
			کہ ہے فائدا اِس منے[1] دھات[2]	[1]میں [2]طرح طرح کا
پچیس		267	جو بے ربط بولے توں بیتاں پچیس	
			بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس	
		268	سلاست نہیں جس کیرے[1] بات میں	[1]کی
			پڑیا[1] جائے کیوں جُز[2] لے کر ہات میں	[1]پڑھا [2]کتاب
		269	جسے بات کے ربط کا فام[1] نئیں	[1]شعور
			اسے شعر کہنے سوں کچ کام نئیں	
ly		270	نکو[1] کر توں لئی[2] بولنے کا ہوس	[1]مت [2]بہت
			اگر خوب بولے تو یک بیت، بس!	
		271	ہنر ہے تو کچ ناز کی بزت یاں	
			کہ موتاں[1] نہیں باندتے[2] رنگ کیاں	[1]گٹھریاں [2]باندھتے
		272	وو کچ شعر کے فن میں مشکل اچھے[1]	[1]ہے
			کہ لفظ ہور معنی یو سب مل اچھے[1]	[1]رہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		273)	اُسی لفظ کوُں شعر میں لیائیں توُں	
			کہ لیایا ہے اُستاد جس لفظ کوُں	
		274)	اگر فام[1] ہے شعر کا تجُ کوُں چھند[2]	[1] شعور [2] حُسن وخوبی (جمالیات)
			چُنے لفظ لیا ہور معنی بلند	
		275)	رکھیا ایک معنی اگر، زور[1] ہے	[1] خوب
			ولے بھی مزا بات[1] کا ہور ہے	[1] معنی بعید کا مزہ ہی کچھ اور ہے
		276)	اگر خوب محبوب جیوُں سوُر[1] ہے	[1] سورج
			سنْوارے تو نورٌ علیٰ نور ہے	
		277)	اگر لاک[1] عیباں اَچھے نار[2] میں	[1] لاکھ [2] محبوب
			ہُنر ہو دِسے[1] خوب سِنگار میں	[1] نظر آئیں
		278)	ہُنر مشکل اِس شعر میں یوُچ[1] ہے	[1] فنِ شعر میں مشکل یہی ہے
			کہ تھوڑے اَچھیں[1] حرف، معنی سو لئے[2]	[1] الفاظ کم ہوں [2] معنی کثیر ہوں
		279)	جو معنی ہے معشوق بھو دھات[1] کا	[1] معشوقِ معنی ہزار شیوہ ہے
			پنایا[1] ہوں کِسوَت[2] اُسے بات[3] کا	[1] اُسے میں نے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے
		280)	نہ نِپجے نہ نِپجیا ہے گُن گیان[2] میں	[1] نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا [2] علم وخوبی میں
			سو طوطی مُنج ایسا ہندُستان میں	
		281)	کہ باتاں یوُ سن کر مری گیان[1] کیاں	[1] فراست کی باتیں
			رھیاں ٹھک[1] ہو قُمریاں[2] خراسان کیاں	[1] بھونچکی رہ گئیں [2] مردِ اہلِ دانش یا سخن ور
		282)	جتے شاعراں شاعر ہو آئیں گے	
			سو مُنج تے طرز شعر کا پائیں گے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		283)	کہ فیروز محمود اَچتےؔ[1] جو آج	[1] ہوتے
			تو اِس شعر کوں بھَوت[1] ہوتا رواج	[1] بہت
		284)	کہ نادر تھے دونو بی[1] اِس کام میں	[1] بھی
			رکھیا ئیں کِنے[1] بول[2] اَجھوں[3] فام[4] میں	[1] کسی نے [2] مراد نکتہ چینی [3] آج تک [4] فہم
		285)	یوٗ سب شعر کہتے یوٗ سب شعر ئیں	دھرے جو شعر کہتے ہیں کہاں کے شعر ہیں
			کہ بولاں[1] کدھر ہور معنی کہیں	[1] الفاظ کچھ، تو معنی کچھ
		286)	شعَر گرچہ لئی[1] لوگ جوڑے اَہیں	[1] شعر یوں تو بہتوں نے موزوں کئے ہیں
			بڑے بھَوت ہور خوب تھوڑے اَہیں	
		287)	دو جگ جس اُتم[1] ہیرے کا مول ہے	[1] دونوں جہاں میں جو ہیرا انمول ہے
			دو ہیرا سو ہر ایک مرا بول ہے	وہ ہیرا اور اصل میرا ایک ایک شعر ہے
		288)	رتن بے بدل یوٗ مرے جاں[1] پکائیں[2]	[1] جہاں [2] پکتے ہیں
			وہاں چاند سورج دلالی نہ پائیں	
		289)	بچن موتی[1] یوٗ دیک نپٹ[2] لاج تے	[1] میرے گوہرِ سخن دیکھ کر لاج آئی اور
			سَمَد[1] پانی، گَل[2] کر ہوا لاج تے	[1] سمندر شرم سے پانی پانی ہو گیا
		290)	کہ مانک موتی یوٗ اُتم ذات کے	
دیکھی یا			نہیں دیکھِیا میں کہِیں[1] اِس دھات کے	[1] کہیں
کئی		291)	جو کوئی جوہری ہے سو پچھان[1] کر	[1] پہچان کر
			منگے گا رتن کوں قدر جان کر	
		292)	پرکھ دیک توں کاچ[1] ہور پاچ[2] کوں	[1] شیشہ [2] زمرد مراد ہیرا
			برابر نہ کر دوڈ[1] ہور چھاچ کوں	[1] دودھ اور چھاچھ کو برابر نہ سمجھ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		293	بہا[1] ایک نئیں کانچ[2] ہور پانچ[3] کوں	[1] قیمت [2] شیشہ [3] زمرد
	ٹک		لذّت دیک ٹکہ دود ہور چھاچ کوں	
		294	جہاں پانچ اَچھے گا وہاں کانچ کیا	
			جہاں دود اَچھے گا وہاں چھاچ کیا	
		295	نہ یو بات ہر ایک کے سات ہے	
	جوگئی		جگوی عارف ہے اُس سوں یو بات ہے	
		296	توں پھل چاکٹ[1] دیکھ ہور لذّت کوں فام	[1] چکھ
			نہ کر مول سب کا سکٹ[1] تین دام	[1] تھوک/سب ملا کر
		297	جو کرتا یکس کا[1] ہنر دیک[2] کر	[1] جو کسی کے فن کی نقالی کرتا ہے
			ہنروند[1]، اُسے نئیں گنتے[2] ہے ہنر	[1] حقیقی فنکار اُسے فن نہیں کہتے
		298	نوا[1] دل تے لیانا ہے مشکل گنا[2]	[1] نیا/اُپج [2] کہنا
			کہ آسان ہے دیک[1] کر بولنا	[1] دیکھ
	جوگئی	299	جگوی یوں کرے اُس میں کچ فام[1] نئیں	[1] وہ سمجھ بوجھ سے عاری ہے
			ہنر دیک سکنا[1] بڑا کام نئیں	[1] دیکھ کر سیکھ لینا بڑا کام نہیں ہے
		300	ہنروند اُس کوں گھیا[1] جائے گا	[1] سچا ہنرمند اُسی کو کہیں گے
	جوگئی		جگوی اپنے دل تے نوا[1] لیائے گا	[1] جو اپنے دل سے خلق کرے
		301	فرق ہے اوّل ہور آخیر میں	
			تفاوت اَہے نیر[1] ہور شیر[2] میں	[1] پانی [2] دودھ
		302	ہنر دیک سکنا[1] ہے اُستاد کا	[1] اگر اُستاد کا بھی ہنر دیکھ کر سیکھ جائے
			فہم[1] چور ہے آدمی زاد کا	[1] تو یہی کہ اُس کی فہم چور ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		303)	اگر کِس تے تِل[1] خاص کچ جانتا	[1] اگر کسی سے خاص کچھ جان لیا
			اُسے دل میں اُستاد کر مانتا	اور اُسے دل سے اُستاد سمجھ لیا
		304)	نہوی[1] ہنر اِس وضا[2] کِس ستی[3]	[1] تو اس وضع سے ہنر نہیں پہنچے گا
	ستی		نہ کر سی قدم کوئی اَنگے اِس ستی	اس طرح فن میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا
		305)	اگر کوئی گیانی چتر گیان[1] ہے	[1] صاحب فراست
			یدی یانچ کو یانچہ میدان[1] ہے	[1] (آزمائش کے لئے) میدان حاضر ہے
		306)	دِسے[1] پرگٹ[2] ہو عزت اِس بات کا	[1] نظر آئے [2] ظاہر
			کہ درپن نجھائے کنگن ہات کا[1]	[1] ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
		307)	دکھن میں جو دکھنی مِٹھی بات[1] کا	[1] دکن کی میٹھی بولی میں
			ادا نیں کِیا کوئی اِس دھات کا	اس اسلوب میں کسی نے نہیں کہا
	ہووے	308)	ادا یوں اِتال[1] ہوے تو کیا عجب	[1] اب
			کہ عالم سُنیا[1] ہے یو چو پھیر[2] سب	[1] سنا ہے [2] چاروں طرف
		309)	جو عاقل ہے یو بات مانے وہی	
			قدر اِس ادا کی پچھانے[1] وہی	[1] پہچانے محاورۂ شمالی ہند
		310)	دیوانا ہوں میں اُس رنگی[1] بات کا	[1] رنگین، مراد اچھوتی
			کہ ہر دل میں جیو[1] ہو کرے ٹھار[2] آ	[1] جان کی طرح سما کر [2] جگہ بنالے
		311)	کہاں بات وو چنچل ہور چلبلی[1]	[1] شوخ
			کہ دل کوں نھواں[1] سوں کرے گدگلی[2]	[1] ناخن [2] گدگدی یعنی پھڑکا دے
		312)	مری بات سُن، بات اِس دھات بول	
			کہ جیو کوں خوشی، ہور دل کوں کلول[1]	[1] حظ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		313)	یۂ نرمول[1] ہے بات اِسے مول نَیں	[1] انمول
			ہر ایک بول ہے وَحی، یۂ بول نَیں	
		314)	سخن گو وہی، جس کی گفتار تھے[1]	[1] سے
			اُچھل کر پڑے آدمی ٹھار تھے[1]	[1] سے
		315)	یۂ بولیا ہوں سب گنج[1] نا رنج ہے	[1] خزانہ
	بہُت		اَجھوں[1] میرے دل میں بہوت گنج ہے	[1] ابھی
	کئی	316)	جو لگ برس کوئی سر لیوے[1] رنج کؤں	[1] سرگرداں رہے
			نہ پاویں کَدھیں[1] اِس چھپے گنج کؤں	[1] کبھی
	جی ؤ	317)	ہوا جیو جب شعر یۂ بولنے[1]	[1] جب طبیعت شعر گوئی پر آمادہ ہوئی
			خزینے لگیا غیب کے کھولنے	
		318)	رتن یۂ اَتھے دل کیرے[1] کھان[2] میں	[1] کی [2] کان
			وہاں تے لے آیا ہوں دُکان میں	
	جھم گئے	319)	گہر یۂ مرے یوں لگے جھمکنے	میرے موتی یوں دمکنے لگے
	گئے		کہ پانی ہوگئے موتی سیپیاں مَنے	کہ سیپیوں کے موتی پانی پانی ہوگئے
		320)	اگر غوطے لگ برس غوّاص کھاے	
			تو یک گوہر اِس دھات اَمولک[1] نہ پاے	[1] انمول
		321)	یۂ موتی نہیں وو جو غوّاص پائیں	
			یۂ موتی نہیں وو جو کس ہاتھ آئیں	
		322)	غواصاں کِتے[1] غوطے کھا کھائے کر	[1] کتنے
			موئے ہیں سو اِس سمد[1] میں آئے کر	[1] سمندر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		323)	اَپے ہو کے لیانا سو ہے جھوٹ سب[1]	[1] اپنی توفیق سے کہنے کا دعویٰ غلط ہے
			خدا غَیب تے دیوے تو کیا عجب	
	بچ	324)	کہ ہنس نمنے[1] بیچ سَمد یک[2] جائے تو	[1] مانند [2] کوئی
			مرے ڈوب تَل[1] سر، اُپر پانو ہو	[1] نیچے
	ن کو	325)	نکو[1] بول مضمون توں ہور کا	[1] مت
			کہ کالا ہے دو جگ میں موں[1] چور کا	[1] منہ
		326)	جتا چوری کر چور اَپے ساؤ[1] ہوے	[1] ساہوکار، امیر
			دغا باز اُچکّے کوں مانے نہ کوے	
	کئی	327)	چُرا کر چُراتا نہ کی[1] چور کوئ	[1] کیوں
	کئی		یوٗ باتاں سمجتے سو ہیں ہور کوئ	وہ لوگ ہی ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں
		328)	نہ مُنج کچ بڑائی نہ مُنج لاف[1] ہے	[1] میں نہ اپنی بڑائی کر رہا ہوں نہ لاف زنی
			ولے عارفاں[1] پاس انصاف ہے	[1] سمجھنے والوں کے پاس انصاف ہے
		329)	جَنَم گر[1] دَندی[2] رشک تے تلملے[3]	[1] عمر بھر [2] دشمن [3] تلملائے
			عنایت کے کاماں[1] سَتی[2] کیا چلے	[1] کاموں [2] سے
		330)	دکھن میں اَتھیا لئی طرح[1] ہَور میں	[1] کی طرح
			دیا یوں سلاست کوں بھی زوٗر[1] میں	[1] رواج
		331)	کہ فیروز آ خواب میں رات کوں	
			دُعا دے کے چوٗمے مرے ہات کوں	
		332)	گھیا[1] ہے توں یوٗ شعر ایسا سَرس[2]	[1] کہا [2] اعلیٰ، بلند
			کہ پڑنے[1] کوں عالم کرے سب ہَوس	[1] پڑھنے

فرہنگ/اشارے	ابیات	شمار	تلفظ	حاون تلفظ
	توں یوں کر کہ خصلت یو تج آئے نا	333		
1 پسند	کہ توں خوش اچھے ہور کسے بھائے[1] نا			
1 پیدا کیا، خلق کیا 2 نئی	توں ایسی طرز دل تے نچیا[1] نوی[2]	334		
	کہ دُسرے کریں سب تیری پیروی			
1 جیسے	وجہی ترا ذہن جیوں[1] برق ہے	335		
1 بعضوں 2 بہت	تجے ہور بعضیاں[1] میں لئی[2] فرق ہے			ly
1 پگھلتا	ترا شعر سُن دِل پگلتا[1] ہے یوں	336		
1 مصری	کہ پانی تے ابلوج[1] گلتا ہے جیوں			
1 انواع	توں وجہی کھیا شعر لئی دھات[1] کا	337		ly
1 زیادہ	ہوا زیاشت[1] تج تے مزا بات کا			
1 نادر	شعر بولنا گرچہ اپروپ[1] ہے	338	شعَر	
1 شعر سمجھنا	ولے فامنا[1] کہنے تے خوب ہے			

وجہی تعریف شعر خود گوید

فرہنگ/اشارے	ابیات	شمار	تلفظ	حاون تلفظ
1 کہتا	گتا[1] ہوں سنو کان دھر لوگ ہو	339		
	کہاوت منے بات جو آئی سو			
1 جدت آمیز	اگر شعر کوئی کہہ نوا[1] کر جو لیائے	340	کئی	
1 اہل انصاف	تو خوباں[1] کوں سن رشک البتہ آئے			
1 دیکھ	اپس میں اپے دیک[1] سکتے نہیں	341		
1 عزت، پاس 2 رکھتے	یکس کا سو یک مان[1] رکتے[2] نہیں			

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		342)	اگر کوئچ کا کُچ[1] کِدھر کا کِدھر	[1]کچھ کا کچھ یعنی خیال بلند
			کہے تو کُتے[1] ہیں اُسے ہیچ[2] کر	[1]کہتے [2]حقیر
		343)	اُڑانے مِلیں[1] اُس کوں چوندھیر تے[2]	[1]مذاق اڑائیں [2]چاروں طرف سے
			فضیحت کریں پانو لگ سِر تے[1]	[1]سر سے پاؤں تک
		344)	اگر خوب جو بولے تو ووں[1] اَہے	[1]ویسا
			وگر جو بُرا بولے تو یوں[1] اَہے	[1]ایسا
		345)	ہوا شعر کا اِس وضا[1] کام جب	[1]وضع
			تو اب شعر کہنا چُھٹے[1] کیا سبب	[1]نہ چھوٹے (تو پھر کیا ہو)
	^	346)	ولے جیئو رَختا نَیں کہے باج[1] یو	[1]بغیر
			عجب سرکش ہے اَپ خودی راج یو	
	شَعَر	347)	شعر خوب کہہ کر جو لیانا اَہے	
			اَپس پر بلا ایک بسانا اَہے	
		348)	ہنر[1] میں ہنر[2] کوئی جوتا[3] نہیں	[1]فن [2]مکر [3]ملایا؟
	گئے		تَرَک کرنے گئے تو بھی ہوتا نہیں	
		349)	یو بلونڈ[1] بچن اس میں بل[2] بھوت ہے	[1]زور آور [2]قوت
			سچ تھوڑی لوگاں میں، جھل[1] بھوت ہے	[1]حسد
		350)	جتے[1] عقل دوڑائے انداز[2] سوں	[1]جتنے [2]اپنے اپنے اسلوب میں
			کیا نَیں کِنے[1] بات اِس ناز سوں	[1]کسی نے
	ن کو	351)	توں جھوٹے تے جھوٹے نکو اَچ شاد[1]	[1]جھوٹے سے مروّت میں خوش نہ ہو
			کہ جھوٹے میں اَچ سی[1] نہ ہرگز سواد	[1]جھوٹے میں ذوق اصلی ہرگز نہ ہوگا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		352)	نہ کیں[1] دیک[2] کر کس تے پایا ہوں میں	[1] کہیں [2] دیکھ
			یو تازا طرح[1] دل تے لیایا[2] ہوں میں	[1] اسلوب [2] لایا
	جوئی	353)	جکوی فہم میں ٹک[1] پناں[2] اہیں	[1] کچھ [2] کھوٹے
			سو دُسریاں[1] کے وہ خوشہ چیناں[2] اہیں	[1] دوسروں [2] خوشہ چین
		354)	نہ منج جوڑنا تھانبُ[1] اسمان کوں	[1] میں آسمان کو تھامنے کا دعویٰ نہیں کرتا
			عجب کچ پہنچ ہے میرے گیان کوں	
		355)	اگر ٹک[1] جو دوڑوں بلند دھاتوں[2] کوں	[1] ذرا [2] مقامات
			اُڑوں جگ کوں سب باندکر پاتوں کوں	
		356)	ہنر کیاں ہیں یو باریکیاں لاف[1] نیں	[1] شیخی
			دو ادمی نہیں جس میں انصاف نیں	
		357)	کہ انصاف دیوے وہی راست ہے	
			کہ انصاف طاعت تے بی زیاشت ہے	
		358)	نہ کر بات توں نا سمجھ آمنا[1]	[1] سمجھے بغیر قبول نہ کر
	بہت		بہوت مشکل ہے بات کوں فامنا[1]	[1] سمجھنا
		359)	ہر یک بچن کے دیکنے ہور زور	شعر میں بظاہر جو زور واثر ہے سو ہے
	ہے کچھ		ہمیں اس تے بھی ڈھنڈتے کچ ہور[1]	[1] ہم ہر شعر بھی کچھ تلاش کرتے ہیں
		360)	جھٹے[1] ناسمج جھنج[2] یتا[3] شور کیا	[1] یوں ہی [2] جھگڑا [3] اتنا
			سمجنے[1] جو سمجے کہ ہے ہور کیا	[1] اہل انصاف سمجھتے ہیں کہ حق کیا ہے
		361)	اتا قطب کی مدح کر اختیار	
			جو رنھے یو قیامت تلگ یادگار	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			مدح ابراہیم قطب شاہ گوید	
		362)	براہیم قطب شاہ راجادِھراج[1]	[1] شاہِ شاہاں
			شہنشاہ ہے شاہ، شاہاں میں آج	
		363)	عدل بخشش ہور داد اُس تے اَچھے[1]	[1] رہے
			سدا خلق سب شاد اُس تے اَچھے	
		364)	جتے[1] پادشاہاں ہیں سنسار کے	[1] جتنے
			بھکاری ہیں سب اُس کے دربار کے	
		365)	سُلیماں تے فاضل[1] ہے اُس بخت بَل[2]	[1] افضل [2] اُس کی قسمت کا زور
			پری، دیو، جن، سب ہیں اُس حکم تل[1]	[1] حکم کے تابع
		366)	اَپس عدل کے بَل[1] تے وو جگ اُدھار[2]	[1] زور [2] دنیا کا سہارا مراد بادشاہ
			رکھیا باگ[1] بکری ملا ایک ٹھار[2]	[1] شیر [2] جگہ
		367)	دھرے[1] حکم حکمت سوں چوندھیر[2] شہ	[1] جاری کرے [2] چار اطراف
			جہاں سب لیا وو جہاں گیر شہ	
		368)	تو یوں عدل اب جگ میں ہونے لگیا	
بھ ئیں			کہ بھیں[1] کا بھونگ[2] بھار[3] ڈھونے لگیا	[1] زمین [2] سانپ [3] بوجھ
		369)	اِسی شاہ عادل کے غُصّے تے ڈر	شاہِ عادل کی ناراضی سے ڈر کر
			لیا ہے گگن کوں پون[1] پیٹ[2] پر	[1] ہوا نے آسمان کو پیٹھ پر اٹھا رکھا ہے
		370)	یتا[1] بل[2] ہے اُس عدل کے فن منے[3]	[1] اتنا [2] طاقت [3] میں
			کہ بجلیاں کھڑیاں کاپتیاں کھن منے[1]	[1] بجلیاں آسمان میں کھڑی کانپتی ہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(371)	نبڑتی[1] ہیں یوں بجلیاں زیر بند[2]	[1] نبڑتی آسمان (بان، کنڑا)
			تو برساتے ہیں مھوں[1] بدل[2] رنگ[3] کھنڈ[4]	[1] مینہ [2] بادل [3] خوشحالی [4] ملک (پر)
		(372)	یتا[1] داد انصاف ہور عدل تھا	[1] اتنا
			کہ مرغابی کوں باز کا ڈر نہ تھا	
		(373)	کبوتر اَوَل[1] کے دَنداں[2] سارتے[3]	[1] پرانی [2] دشمنیوں کا [3] بدلہ چکانے
			سو بہری[1] کوں لاتاں[2] لگے مارنے	[1] شکاری پرندہ [2] لاتیں
		(374)	اگر راجوٹ[1] چکہ[2] فرشتیاں سوں لائے[3]	[1] حکمران [2] بیٹھے بیٹھے [3] قسم کھا بیٹھے
			تو نوکھن[1] کی، گرگتیاں[2] سو کیلیاں[3] منگائے	[1] نوک ناخنوں کی [2] گھٹنوں کے بل [3] چابیاں
		(375)	سدا پادشاہی وو دھرتا ہے شہ	
			آنند عیش عشرۃ جو کرتا ہے شہ	
		(376)	سو بھوتیک[1] اُمید ہور آس تے	[1] بہت کچھ
	فرزن		منگیا ایک فرزند خدا پاس تے	
	فرزند	(377)	کہ فرزند تے ناٹو اچتا[1] اَہے	[1] رہتا
	گئے		اَپے گئے[1] تو بی ناٹوں اچتا اَہے	[1] گئے یعنی دنیا سے اُٹھ گئے
		(378)	یہی بات پھر پھر کے[1] کہتا اچھے[2]	[1] بار بار [2] رہے
			اِسی دھیان میں نت[1] وو رہتا اچھے	[1] ہمیشہ
	فرزن	(379)	جو یک دیس اُس شہ کوں فرزند ہوا	
			وو فرزند اُس کا سو دلبند ہوا	
		(380)	اُبج تیچ[1] لیایا وو اپنے سنگات	[1] پیدا ہوتے ہی
			سکندر کے طالع، خضر کی حیات	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		381)	بدن سیم قد سَرْوْ جیوْں راشت ہے	
			کہ صورت میں یوسف تے گیں زیاشت ہے [1]	[1] کہیں زیادہ

تعریفِ صفتِ فرزند گوید

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		382)	چھپیا سوُر [1] یوں اُس کے مُکھ نور اَنگے	[1] سورج
			کہ جیوْں چاند چُھپتا اَہے سوُر [1] اَنگے	[1] سورج
		383)	زُلف لام، اَلِف قد، دَہن میم ہے	
اس کی ج			یوْ خوبی سو اُسکیچ [1] تقسیم ہے	[1] اس کی ہی
		384)	اُجالا پڑیا آج یوں نور کا	
			کہ حاجت نہیں چاند ہور سُور [1] کا	[1] سورج
		385)	دو جگ آج نورٌ علےٰ نور ہے	
			زمیں چاند، اَسمان سو سوُر ہے	
		386)	یوْ نادان بالَک نھنا [1] لاڑ [2] کا	[1] ننھا [2] لاڈ
			نوا [1] پھول اَہے شاہ کے جھاڑ [2] کا	[1] نیا، تازہ [2] پیڑ
		387)	لگیا دیکھنے فال اَنبر رَمال	رمال فلک چاند سورج کے
	سُرج		سورج چاند کے پھانسے [1] ریت [2] سوں گھال [3]	پانسے پھینک کر فال دیکھنے لگا
	دے	388)	گھیا علم میں دیک، نہ وو آپ تے	
			کہ فرزند یوْ بجنت وَر باپ تے	
		389)	رکھے نانو کرتار کن [1] منگ پناہ	[1] کے پاس
			سُلکھن [1] محمدؐ قُلی قُطب شاہ	[1] نیک صفات

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		390	پڑے ہات جاں اُس بخت وار[1] کا	[1] بخت ور
	ہووے		سُنا[1] ہووے مائی[2] سو اُس ٹھار کا	[1] سونا [2] مٹی
		391	ستارے جڑیا سر شفق رنگ کُلہ[1]	[1] شفق رنگ ٹوپی میں ستارے جڑے گئے
			ہُوا جُھن جھنا کھیلنے سُنبلہ[1]	[1] چھٹا برج
		392	دِسیں[1] نقش جیوں، نُجم چند ہور بھان[2]	[1] نظر آئیں [2] ستارے چاند اور سورج
			کہ دوراہی[1] کہکشں[2] کرے آسمان	[1] حکومت [2] کہکشاں
		393	چکر سؤر[1] جیوں کرن زر تار ڈور	[1] سورج کا پہیہ
			رکھلاتا بدل[1] پے بدل پانی چُور[2]	[1] بادل پہ بادل [2] نچوڑ
	سُرج	394	سورج باپ ہور چاند سو مائی[1] ہو	[1] ماں
			گنوارا[1] انبر ہور بدل[2] دائی ہو	[1] گہوارہ [2] بادل
		395	عرش کرسی قلاب[1] رٹھے تھیر[2] کر	[1] آنکڑا [2] قائم
			کہ قدرت کوں باندلے[1] ہیں زنجیر کر	[1] باندھے
		396	ظرف[1] چار پائی طرف چار ہیں	[1] پانی بھری کٹوریاں
			ملایک اُسے جم[1] جُلنہار[2] ہیں	[1] ہمیشہ [2] جھولا جھلانے والے
		397	سو پکھوے[1] میں شہ دائی کے یوں اچھے	[1] بازوؤں میں
			گچا موتی سیپی منے[1] جیوں اچھے	[1] سیپ میں
		398	عجب دوُد[1] اُس دائی مَن میت کا	[1] دودھ
	بُن/تاثر		کہ ہر بُند[1] کوں تاثیر ہے امرت کا	[1] بوند
		399	سدا جگ میں بالک وہ جیتا اچھے	
			کہ اس دھات کا دوُد[1] پیتا اچھے	[1] دودھ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	پی ؤ	400)	جو بھئیں[1] پر سٹے[2] دؤد چک پیؤ[3] کر	[1] زمیں [2] پھینک دے [3] پی
	جی ؤ		عجب کیا جو مُردے اُٹھیں جیؤ[1] کر	زندہ ہوکر
	جوگی	401)	جگوی دؤد اِس دھات پیتا اَچھے	
			سدا جگ میں وہ کیوں نہ جیتا اَچھے	
		402)	بڑے[1] کوئی دِسْ[2] ہور کوئی ماسْ[3] کوں	[1] بڑھے مراد بڑا ہوتا جائے [2] دن [3] ماہ
			بڑے[1] شہ ہر یک تلْ[2] ہر ایک تاسْ[3] کوں	[1] بڑھے [2] لمحہ [3] گھڑی، ساعت
		403)	کرو جم[1] دعا جیؤ سوں جگ[2] مِل اُسے	[1] ہمیشہ [2] عالم
			حیات ہوتی ہے زیاشت[1] تلتل[2] اُسے	[1] زیادہ [2] لمحہ لمحہ

صفتِ میزبانی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		404)	خوشیاں سوں جو شہ میزبانی گنائے[1]	[1] کیے
			سو ترلوک[1] کے لوگ مہمان آئے	[1] آسمان، زمین اور پاتال
		405)	عجب تحفے قدرت تے آنے لگے	
			کہ دیک[1] اُس مَلِک رشک کھانے لگے	[1] دیکھ کر فرشتوں کو رشک آنے لگا
	جوکچ	406)	چھپا تھا جکچ[1] غیب میں آج لگ	[1] جو کچھ
			سو پرگٹ[1] لگیا دیکھنے اب دو جگ	[1] ظاہر
		407)	نویاں نعمتاں[1] نو فلک بیچ بھر	[1] نئی نعمتیں
			لے کر آئے ڈھو کر مَلِک شہ کے گھر	
		408)	کہ شہ کوں خوشی یو بڑی آج ہے	
			انند پر انند کاج[1] پر کاج ہے	[1] کام، مراد خوشی کی تقریب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(409	میا[1] پنج تن[2] کا مدد لیائے کر	[1] محبت [2] پنج تن پاک
			سو توفیق کرتار[1] تے پائے کر	[1] پروردگار
		(410	محل شہ سِنگارے[1] یوں اِس کاج کوں	[1] سنوارے
			سنوارے تھے جیوں عرش معراج کوں	
		(411	ہر یک محل کا جو چھجا، عرش ہے	
			بدل[1] بازو آسمان سو فرش ہے	[1] بادل
		(412	محل جیوں ہے کعبہ، دھرے جوت[1] صاف	[1] روشنی
			نو آسمان کرتا ہے نِس[1] دن طواف	[1] رات
		(413	عجائب طبق ہے دھرت[1] بان[2] کا	[1] زمین [2] آسمان
			کہ ڈھانکے ہے سرپوش آسمان کا	
		(414	تری بزم میں شہ عجب نور ہے	
			کہ کرناں[3] بتیاں[1] شمع سو سور[2] ہے	[1] بتیاں [2] سورج [3] کرنیں
		(415	جو شہ شمع روشن کیئے سور کا	
			ملک تیل لیا کر سٹے[1] نور کا	[1] ڈالے
		(416	سورج شمع ہور تھال کھن[1] ہفت رنگ	[1] قوس قزحی آسمان
			دِوا[1] چند[2] پنم کا، ستارے پتنگ[3]	[1] دیا [2] چاند [3] پروانے
		(417	کلنک[1] چاند میں ہے سو دِستا[2] ہے یوں	[1] داغ [2] نظر آتا ہے
			کہ سنے[1] کی پیالی میں ہے مشک جیوں	[1] سونے
		(418	دُنیا میں دوکن[1] لوگ پھرنے لگے	[1] دوکھونٹ، ہر سو
			صفت شہ کی سب جگ میں کرنے لگے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	کئی	(419)	کہ مہمانی اِس دھات[1] کی آج کوئی[1]	[1] طرح
			نہ کرسکئی[1] دنیاں میں شہ باج[2] کوئی	[1] نہ کرسکے [2] کے سوائے

بخشش کردنِ ابراہیم قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(420)	ملایک جو خدمت گرن[1] آئے تھے	[1] کرنے
			نوَیاں نعمتاں[1] غیب کیاں لیائے تھے	[1] نئی نعمتیں
		(421)	مدَن بھوگی[1] شہ، مست متوال[2] ہو	[1] سرشار محبت [2] متوالا
			خوشیاں پر خوشیاں دیکھ خوشحال ہو	
		(422)	یتا کچ دِیئے شہ فرشتیاں کوں دان	
			کہ باندے[1] سُنے[2] کا نوا[3] آسمان	[1] باندھے [2] سونے کا [3] نیا
		(423)	کھِلانیں[1] یوُ خند کا میری جان کوں؟	[1] کھلانے
			دِیئے شہ کڑک[1] ہفت اسمان کوں	[1] بجلی کی کڑک
		(424)	اَنبر دان پایا ہے زر بے شمار	
			تو ڈھونڈتا ہے رکھنے کوں دن رات ٹھار	
		(425)	بھری بدری[1] شہ جو دِیئے مال بھر	[1] بھری تھیلی
			سو دھرتی اُچا، لے[1] چلی پیٹ[2] پر	[1] اٹھا، لے چلی [2] پیٹھ
		(426)	دِیئے دھرت کوں دان یوں پیار تے	
			کہ گڑگیاں[1] پہ آیا[2] بھونگ[3] بھار تے[4]	[1] گھٹنوں [2] جھک گیا [3] سانپ [4] بوجھ سے
		(427)	یتا کچھ شہنشاہ بخشے ہیں دھن	
			زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان گن[1]	[1] زمین آسمان کے پاس جگہ مانگتی ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		428)	دِیئے دان سب جگ کوں دے مان[1] انّت[2]	1عزت 2بے حد
			جواہر سوں کھیلے شہنشہ بسنّت	
		429)	گرَم کی نظر کر مِٹھی[1] بات سوں	1میٹھی
			ہر یک آدمی کوں، ہر یک دھات سوں	
		430)	کِئے کوٹ[1] بخشش اَدِک[2] لاک[3] تے	1قلعے 2زیادہ 3لاکھ
			تو ارزاں ہُوا یوں سُنا[1] خاک تے	1سونا
		431)	جگت اب گُھریوں بِکھرنے لگیا	
			کہ خشکی میں ہنس آکے چرنے لگیا	
بخش نے		432)	بخشنے لگے شاہ یوں ہم[1] سَتی[2]	1شان 2سے
			تو پیلا ہُوا سب سُنا[1] غم سَتی	1سونا — حسنِ تعلیل
دے		433)	خیالاں یؤ دیک شہ ترے دان کے	
			ہُوئے لوگ حیران اَسمان کے	
		434)	گھرے گھر خوشی ہَور اَنند کاج[1] ہُوا	1تقریبِ مسرّت
			کہ فرزند اس راج کوں آج ہُوا	
		435)	یتی؟ داس ہُوا دیس ہَور رات کا	
			اَنند عیش عشرت دیکھ اِس دھات کا	
		436)	خوشیاں یوں لگے کرنے آکاس[1] پر	1آسمان
			کہ پاتال[1] کے لوگ پائے خبر	1زیر زمین دنیا
ن کو		437)	نکو[1] جانو جھاڑاں[2] کوں ہیں جھاڑ[2] کر	1مت سمجھو 2پیڑ
			کہ پاتال، لوگ آئے ہیں پھاڑ کر	پاتال کو پھاڑ کر لوگ نکل پڑے ہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		438)	تماشا دِکھیں[1] شہ کے گھر آج کا	[1] دیکھیں، نظر آئے
			آنند، سُکھ، بَدھاوے[1]، خوشیاں کاج کا	[1] نغمہ ہائے مبارکباد
		439)	کیے عیش یوں شہ ہر یک بات میں	
	کئی		کہ دیکھا نہیں کوئی اَجھوں[1] خواب میں	[1] آج تک
		440)	جو پڑنے[1] سٹے[2] شہ کوں مکتب منے[3]	[1] پڑھنے [2] مراد بٹھائے [3] میں
			ہُنر سیک[1] ہُنروند[2] ہُوا سب منے	[1] سیکھ [2] ہنرمند
		441)	جو وُستاد[1] دیوے سبق بے (ب) تلک	[1] اُستاد ب تک پڑھائے
			پڑے[1] ذہن سوں شہ آپے تے (ت) تلک	[1] تو شہ ذہن سے ت تک پڑھ لے
		442)	یتا[1] زور تھا ذہنِ شہزاد کوں	[1] اتنا
			کہ تعلیم پھر دیوے اُستاد کوں	
		443)	جو اوّل لیا شہ الف کا سبق	الف کا سبق لیتے ہی
			دھرت سات ہوئے کشف، ہور نو طبق	سات زمینوں اور نو آسمانوں کا علم کشف ہو گیا
		444)	سو وو جانِ سجان اُپس گیان تے	
			ہُوا زیاشت[1] حِکمت میں لقمان تے	[1] زیادہ
		445)	اَنپڑ نَیں سکیا[1] شہ کے مُچکہ دھانوں[2] کوں	[1] پہنچ نہ سکا [2] معمولی مقامات کو بھی
			وو اُستاد، اُستاد تھا ناؤں کوں[1]	[1] نام کا اُستاد تھا
		446)	کہ مکتب میں شہ بیٹ[1] سب دیس بیس[2]	[1] بیٹھ [2] بیس دن
			ہُوا عالم و شاعر و خوشنویس	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			صفت شباب شہزادہ	
		(447	جوانی کے دریا کوں آیا اُدھان[1]	[1] اُبال، جوش
			محمد قطب شہ ہُوا اب جوان	
		(448	یتا[1] زور تھا اُس کے یک دست سوں	[1] ایک ہاتھ میں اتنا زور تھا
			اُچاکر[1] پچھاڑے ہتی مست[2] کوں	[1] اٹھا [2] مست ہاتھی کو پچھاڑ دے
		(449	عجب جان مَیمنت ماتا[1] ہے وو	[1] اقبال مند
			کہ باگاں[1] سوں پنجا مِلاتا ہے وو	[1] باگھوں
		(450	چلے زور کر ہم[1] سوں جس نیت[2] اُن	[1] غرور [2] طرز
			زمیں میں گھٹنے پانو گڑ گیاں[1] لگن[2]	[1] گھٹنوں [2] تک
		(451	وو نوخیز اوتار[1] بھج بل[1] غرور	[1] صاحب قوت بازو ـ جواں مرد
مُ کیاں			مُکیاں[1] سوں پہاڑاں کرے چُور چُور	[1] مُکّوں سے پہاڑ چور چور کردے
		(452	اگر شاہ خنجر لیوے ہات میں	
			اُدھیڑے پکڑ باگ کوں بات میں	
		(453	اگر سخت پولاد تے ہووے جھاڑ	
			سٹے پیڑ[1] تے اُس کوں نھوں[2] سوں اُپاڑ	[1] جڑ [2] ناخن [3] اکھاڑ
		(454	کرے زور تعلیم خانے[1] منے	[1] اکھاڑے میں
			وو تنہا چ[1] تھا اُس زمانے منے	[1] اکیلا ہی بمعنی بے مثل
		(455	شہنشاہ کوں زور پر لاف[1] ہے	[1] آفریں
			کہ کھن لعل ہور نیل[1] کہہ قاف[2] ہے	[1] لعل اور نیلم کی کان [2] کوہ قاف

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(456	بچتے[1] لاف[2] دھرتے اَتھے بَل[3] منے	[1] بچتے [2] شیخی [3] زور و قوت
			ہُوے عاجز اُس کی سَنپڑ[1] گل[2] منے	[1] پکڑے جاکر [2] شکار کا کانٹا

صفتِ مجلس طرب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(457	شہنشہ مجالس[1] کیے ایک رات	[1] بزم آرائی
			وزیراں کے فرزند تے سب سنگات[1]	[1] ساتھ
		(458	ہر یک خوبصورت ہر ایک خوش لقا	
			سو ہر ایک دلکش، ہر ایک دلرُبا	
		(459	مہابت[1] کے ساماں میں جم[2] جم[3] ہے جیوں	[1] بزم آرائی [2] ہمیشہ [3] سلطان جمشید
			شجاعت کے کاماں[1] میں رُستم ہے جیوں	[1] رزم آرائی
		(460	ہر یک خوش طبع ہور عاقل اَچھے	
	فَ ہَم		ہر یک خوش فَہم ہور فاضل اَچھے	
		(461	ندیم ہور مُطرب، سُگھڑ، فَہم دار	
			اَتھے شہ سوں مل کر یو سب ایک ٹھار	
		(462	صراحی پیالے لے ہاتاں مَنے[1]	[1] میں
			ندیماں تے[1] مشغول باتاں مَنے	[1] تھے
		(463	لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں	
			کہ دھرتی ہلی مست آواز سوں	
		(464	جو مطرب وو صحرا میں اِس دھات گاے	
			تو پھر اُن کوں اِس شوق تے حال آے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	لَ ئے	465)	کیئے[1] تال سوُں یوں لئے[2] خوش ہوتاں[3]	[1] ملائے [2] لے [3] مراد خوش گلو مغنی
			کہ سُن کر سما دیویں نو آسماں	
		466)	جو گاوَنؔ[1] وو شہ کوُں گماتے[2] اَتھے	[1] گویے [2] محظوظ کر رہے تھے
	سُراں		سوراںؔ[1] پہ وو راگاںؔ[2] جماتے اَتھے	[1] سُروں پر [2] راگ
		467)	ندیماں لطافت میں جو چکہ[1] آئیں	[1] ذرا
			تو روتیاں[1] کوُں خوش کر گھڑی میں ہنسائیں	[1] روتوں
		468)	شراب ہور صراحی ، نُقل ہور جام	
			ہوئے مست مجلس کے لوگاں تمام	
	پِچّے	469)	جو ہُوی رات آدھی پچھے[1] دوپہر	[1] بعد
			خبردار[1] یاراں ہُوے بے خبر[2]	[1] ہوش مند [2] مدہوش
	گئے	470)	بسر گئے[1] ندیماں طرز بات کا	[1] بھول گئے
			گنوائے خبر مطرباں ذات کا	
		471)	جو عاقل اَتھے وو سو سب چُچ[1] ہُوے	[1] دیوانے
			دو پیالے چڑا[1] کوُچ کا کُچ[2] ہوے	[1] چڑھا [2] کچھ کا کچھ
		472)	نہ ملتے نہ خولی[1] جھگڑتے کہیں	[1] یوں ہی
			یکس کے اُپر ایک پڑتے کہیں	
		473)	لگے مست ہو سٹنے[1] مستی سنگات[2]	[1] ڈال دیتے [2] بدمستی میں
			یکس کے سو پاواں[1] اُپر ایک ہات	[1] پاؤں
		474)	سو یوں کُچ[1] وو یاراں ہُونے بے خبر[2]	[1] کچھ [2] مدہوش
			کہ پانی پِٹے[1] تھے شراب ہے گکر[2]	[1] پیتے [2] سمجھ کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		475)	یکس کوں بُلا ایک اَڑناٹوں[1] سوں	[1] آئے سم یعنی شخص بھرے نیز ہم ہم
			گلے لگتے تھے مست ہو چھاٹوں[1] سوں	[1] سائے سے
		476)	''بجاوو'' جو کیں[1] تو انہیں گائے کر	[1] کہیں
			ہنسے مطرباں خوش خوشی پائے کر	
		477)	صراحی پیالے سوں ہمدست ہو	
			کراں لِڑتے[1] تھے وو دونو مست ہو	[1] لوٹے جاتے تھے
		478)	یتا[1] مست ساقی ہُوا، سُدْ[2] گنْوائے	[1] اتنا [2] ساقی مست ہو گیا
			کہ پیالا منگے تو صراحی کوں لائے	پیالہ طلب کریں تو صراحی پیش کرے
		479)	وہ مَدپی[1] کے متوال[2] اب سخت ہوا	[1] شراب [2] متوالا
			دیکھے شاہ مجلس ہوی اِس وضا[1]	[1] وضع
		480)	اُٹھا کے چلانے[1] کیرا[2] وقت ہوا	[1] رخصت کرنے [2] کا
			کسی کوں اچھو[1] کر[2] کسے دی رضا[3]	[1] کسی کو رُکنے کہا، کسی کو رخصت کیا
		481)	کِئے شاہ کو شاد اُس وقت پر	
			گئے زیاستی[1] سب، رہے مختصر	[1] زیادہ لوگ
		482)	دسیں[1] چار بالشت میں شاہ یوں	[1] نظر آئیں
			کہ چوتھے بُرج میں اَچھے ماہ جیوں	
		483)	سو دیسے میں ٹُک[1] شاہ کوں نیند آئی	[1] ذرا سی
			وو نیند آ تماشے عجب کچ دکھائی	
		484)	دِکھے[1] خواب میں شہ کہ یک بَن[2] اَہے	[1] دیکھے [2] چمن
			وو بن ئیں، زمیں کے اُپر کھَن[1] اَہے	[1] آسمان

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		485)	پھریں چاند سیاں[1] سُندھرِیاں[2] اُس منے	[1] سی [2] سندریاں
			ستارے نَین کیاں[1] پریاں اُس منے	[1] ستاروں جیسی آنکھوں والی
		486)	ہلاویں جو ٹُک[1] لٹ کی زنجیر کوں	[1] ذرا
			دیوانا کریں تل منے نِر کوں	
		487)	دِوانے ہو کر جھاڑ[1] پھرتے اتھے	[1] پیڑ
	مُستو		پتا پَٹ پھُلاں[1] مست ہو پڑتے اتھے	[1] پھول
		488)	اَتھا حوض ہور واں اَتھیاں سُندریاں	
			کہ پانی کنارے کھڑیاں تھیاں پریاں	
		489)	کہ غنچے سو کِھل پھول جھڑتے اَتھے	
			پنکھی آکے بے سُد ہو گرتے اَتھے	
		490)	چمن در چمن سرو دو رشت[1] تھے	[1] دورویہ
			کلیاں سرخوش ہور پھول سو مست تھے	
		491)	سو جھاڑاں کوں میوا یِتا بار[1] تھا	[1] اتنا بھاری
			کہ ڈالیاں کوں پیڑاں[1] گنے ٹھارتا[2]	[1] جڑ کا اوپری حصہ/جڑ [2] کے پاس رکھ دیتا
		492)	اَتھا محل واں ایک ایسا بلند	
			یُوں سار[1] نا ہو سکے سَٹ[2] کمند	[1] سار مراد عبور (نہ کر سکے) [2] ڈال کر
		493)	عجب پانی اُس ٹھار[1] کا صاف تھا	
			کہ امریت[1] پر بھی اسے لاف[2] تھا	[1] امرت [2] مضحکہ اڑاتا تھا
		494)	یکایک اُس محل پر ایک نار	
			بِتک چھند[1] سوں آئی اپسیں سنگار	[1] کئی اداؤں کے ساتھ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(495	جو دکھلائی آ مکھ کعبہ سو دھن[1]	[1] معشوق
	سرؤ		سَرو ، سَر نوائے[2] تھے سجدا کرن[3]	[1] سرؤ [2] جھکائے [3] سجدہ کرنے کیلئے
		(496	دِسے یوں دھن اُس محل کے فرش پر	اُس محل کے فرش پر حسینہ یوں دکھائی دی
	س رَج		سورج سار[1] ہُوا ہے مگر[2] عرش پر	[1] جیسے عرش پر سورج رونق افروز ہو
		(497	دو کُچ[1] دو مفرّح[2] کے کانٹے[3] ہے جیوں	[1] چھاتیاں [2] فرحت بخش شربت [3] کُپّے
			دو زلفاں دو دِھر[1] سُرَگ پھاسے[2] ہے جیوں	[1] دھویہ لفیں فردوس کی پگڈنڈیاں ہیں
	کُئی	(498	پڑے جے کوئی اُس سُرَگ پھانسیاں مَنے	
			سَٹے ہت[1] مفرّح کے کانٹیاں مَنے	[1] ہاتھ ڈالے
		(499	چنچل کا جو لب لعل یاقوت ہے	
	جی ؤ		سو عاشق کے وو جیو کا قوت ہے	
		(500	رنگا رنگ چمناں مَنے پھول تھے	
			نَوَل[1] شہ تماشے میں مشغول تھے	[1] نیا شاہ یعنی ولی عہد
		(501	پڑی اُوچتی[1] دِشٹ[2] اُس نار پر	[1] اچٹتی [2] نظر
			اَکَل[1] گُم ہوئی شہ ہُوا بے خبر	[1] عقل
		(502	سو اُس بے سُدی[1] میں بی تھی وو چہ دَھن[2]	[1] گم حواس [2] اسی معشوق کا خیال
			کہ لَبدائی[1] تھی بھوت زوراں[2] سوں من	[1] فریفتہ کر رہی تھی [2] شدت سے
		(503	جو دیکھیا اَتھا خواب میں ماہ کوں	
			ہُوا خواب میں خواب اُس شاہ کوں	
	ہُشار	(504	جو اُس نیند میں تے ہوا ٹک ہُشیار[1]	[1] بیدار
			نہ تھی اُس صبوری[1] نہ تھا اُس قرار	[1] صبر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	بُھئیں	(505	نہ بھُیں[1] پر دِسے[2] وو نہ اَسمان میں	[1] زمین [2] نظر آئے
			رَھیا شہ اُسی نار کے دھیان میں	
	بہُت	(506	لگیا تلملانے بہوت دھات سوں	
			گھیا جائے نا بات وو، بات سوں	[1] بات الفاظ میں بیان نہ کی جا سکے
		(507	نہ یو بات ہر ایک کوں فام ہوئے[1]	[1] سمجھ میں آئے
			وہی جانے جس پر جو یو کام ہوئے[1]	[1] وہی جانے جس پر بیتی ہو
		(508	کدھیں چکہ[1] ہنسے ہور کدھیں چکہ[1] روئے	[1] تھوڑا
			کدھیں سُدھ[1] پاوے کدھیں سُدھ[1] کھوئے	[1] ہوش
		(509	اِسی دھات دن رات رہتا اَچھے	
			اَپس میں[1] اَپے یوں وہ کہتا اَچھے	[1] اپنے آپ میں
		(510	پڑی تل کھلی[1] تن ، برہ بس ستی[2]	[1] کھلبلی [2] جدائی کے زہر سے
			گلالا[1] لگے جھڑنے نرگس ستی	[1] زر گل مراد آنسو
		(511	بُھلائے چنچل دھن وو یوں شاہ کوں	
			کہ لبدائے[1] جیوں کہربا[2] کاہ[3] کوں	[1] کھینچے [2] مقناطیس [3] گھاس کو
		(512	اُٹھے ہور پھر سوئے شہ جائے کر	
			کہ وو نار بھی خواب میں آئے کر	
		(513	جو ہر بار یوں خواب میں یار آئے	
			تو عاشق کوں بن[1] خواب ہی کچ نہ بھائے[2]	[1] سوائے [2] پسند آئے
		(514	پریشان حیران بے تاب تھا	
			نہ کچ اُس کوں آرام نا خواب تھا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			# غزل	
		515)	پیو اپنے کوں تک آج میں نس[1] سپنے دیکھی سوئے کر	[1] رات
			جب پیو چلیا سٹ سیج منج[1] تب سوتی اُٹھی روئے کر	[1] میری سیج چھوڑ کر
		516)	ہٹ برہا اپنا سارنے[1] منج چلچل[2] لاگیا مارنے	[1] پورا کرنے [2] اضطراب
			نہ جانوں سائیں کارنے[1] ابھی تم جنوں[3] کیا کیا ہوئے کر	[1] کی وجہ سے [2] اور [3] ابھی
		517)	نہ پوچھوں بہمن جوتسی، کب ملنا پیو سوں ہوئے سی	
			غم برہا سب میں سوئے سی[1]، نا جانے دُکھ یو کوئے[2] کر	[1] برداشت کروں [2] کیا کرے
	سمجھ بھال	518)	کیوں تاوں برہا جھال[1] سکی، نہیں سکتی ہوں سنبھال سکی	[1] جدائی کی جلن
			اب کیونکر پاؤں لال[1] سکی، جو بیٹھی ہت تے کھوئے کر	[1] محبوب
		519)	یکتا میں سکھیلی مرنا دل، دوجے اُپر نا دھرنا دل	
			اُس پیئں کوں اپنا کرنا دل، اس پاپی جیو کوں کھوئے کر	
			☆☆☆	
		520)	لگیا شہ اُساساں[1] بھرن آہ مار	[1] آہیں
			کہ نزدیک نہیں ہے وو گُنونت[1] نار	خوبیوں بھری
	بُشار	521)	گدھیں بے خبر ہُوے، گدھیں[1] ہوے ہُشیار	[1] کبھی
			گدھیں پیو پیو کے[1] گدھیں یار یار	[1] پکارے
	ہُئے	522)	یو سُن مطرباں سب خبردار ہوے	
	ہُئے		جو مستان تھے ووں سو ہشیار ہوے	
		523)	بہوت دھات سوں بات سمجائے کر	طرح طرح سے بات سمجھا کر
			کہے شہ کوں نزدیک یوں آئے کر	

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(524	کہ "اے شہ توں جم[1] شاد، خرم توں اچ[2]	[1] ہمیشہ [2] رہ
			نہیں غم تجے کچ ، توں بے غم ہو اچ	
	جو کچھ	(525	جکچ تج کوں ہونا سو حاضر ہے سب	
			اساساں[1] جو بھرتا سو توں کیا سبب؟"	[1] آہیں
	میں ہی	(526	کھیا شہ، "یو دل مینچ[1] دھرنا بھلا	[1] میں ہی
			کسی پاس ظاہر نہ کرنا بھلا	
		(527	کہ یو خیال ہور خواب ہور وہم ہے	
			خدا کوں مرا حال سب فہم ہے	
		(528	کسے گوں[1] کہ منج عشق اس کا اہے	[1] کہوں
			وہی جانے منج عشق جس کا اہے	
	جو کئی	(529	جکوی راز یو باپ کن[1] کھولے گا	[1] کے پاس
			دیوانا ہوا کر منجے بولے گا	کہے گا کہ میں دیوانہ تو نہیں ہو گیا؟
		(530	نہیں بات کہنے کی یو کھول کر	
			کہ سمجاوں اب کس کوں میں بول کر	
		(531	اچھوں[1] سیج پر موج جیوں آب میں	[1] رہوں
			کہ چٹکا[1] لگا گئی سکی[2] خواب میں"	[1] چوٹ [2] سکھی
		(532	جتا[1] مطرباں شہ کوں سمجا کہے	[1] جتنا بھی
			تغافل کئے شاہ ہور چپ رہے	
		(533	کتے گئے[1] کہ مستی[2] کے چالے[3] ہیں یو	[1] کتنوں نے کہا [2] نشہ [3] شرارت
			کتے گے پرت[1] کے الالے[2] ہیں یو	[1] محبت [2] جذباتی ابال

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		534)	کتے گئے اسے کچ اوتھٹ[1] ہوا	آسیب
			کتے کئے اسے عشق کا چٹ[1] ہوا	[1] مزہ
		535)	چھپی بات کے پردے کوں کھولنے	
			اپس میں اپے یوں لگے بولنے	
		536)	جو ویسے میں مطرب خوش آواز نام	
			اتھا شاہ کا ایک خاصا[1] غلام	[1] ملازمِ خاص
		537)	سورج سا جلاجل[1] لے کر ہات میں	[1] منجیرہ، دف
			لگیا زہرہ جیوں گانے اس رات میں	
		538)	دعا کر، ثنا کر، منا کر، اول	
			پڑیا شہ کے آنگے پچھیں[1] یو غزل	[1] پھر، بعدازاں

غزل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
سہیلیاں		539)	چلو نا جائیں لے سہیلیاں ہمارا لال جاں اچتا	
گئی			ولے کوی جانتا نہیں ہے کہ بھندو[1] وو کہاں اچتا	[1] بھولا معشوق
		540)	نشاں نہیں بے نشاں ہے وو، نشاں اس کا نہ کے[1] منجکوں	[1] کہے، بتائے
			سکی اڑ جائیں پنکھی ہو، اگر اس کیں[1] نشاں اچتا	[1] کہیں
		541)	دوتن[1] کے بول رے سب سہ، ارے اے باو[2] نا چپ رہ	[1] رقیب [2] ہوا
پی ؤ			اگر تجہ فام ہے تو کہہ[1]، مرا وو پیو کاں اچتا	[1] اگر تو جانتی ہے تو بتادے
		542)	کسے میں انت دیوس میرا، کھلے اب بخت کیوں میرا	
			نہ ہوتا حال یوں میرا، اگر وہ مہرباں اچتا	
		543)	ہوے لب خشک، نیناں تر، کہے جگ مجھ کوں عاشق کر	
			کہ مستی ہور نیہ ہور چھر،[1] سکی یو نہیں نہاں اچتا	[1] خیالات میں گم ہو جانا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			آگاہی یافتن ابراہیم از عشق محمد قلی قطب شاہ	
		544)	چُھپی رات اُجالا ہُوا دیس[1] کا	[1] دن
	سی ؤ		لگیا جَگ گُرن سیو پرمیس[1] کا	[1] جگ شیو پرمیشور کی حمد کرنے لگا
		545)	شفق صبح کا نَیں ہے اَسمان میں	
			کہ لالے کِھلے سُنبُلستان میں	
	سُرَج	546)	جو آیا جھمکتا سورج داٹ[1] کر	[1] بھرپور
			اندھارا جو تھا سو گیا نھاٹ[1] کر	[1] بھاگ
	سُرَج	547)	سورج یوں ہے رنگ آسمانی مَنے	
	کِھل یا		کہ کِھلیا کَمل پھول پانی مَنے	تشبیہ
		548)	ہر ایکس کوں ہر ایک کُچ کام تھا	
			نَول شہ[1] کوں اُس نار کا فام[2] تھا	[1] شہزادے کو [2] خیال
		549)	کھیا "شاہ اب حال نَیں مُنج منے	اب تاب نہیں ہے
			بھلا ہے جو گُنج[1] ہو اَچھو گُنج[2] منے"	[1] گوشہ گیر ہو کر [2] گوشہ پکڑو
		550)	اَپَس میں اَپے فکر کچھ گُونڈ[1] کر	[1] غور
			رَٹھیا غنچے کے نَمنے[1] مُکھ مونڈ[2] کر	[1] مانند [2] چھپا کر، موڑ کر
	جو کُچ	551)	کہ "دھرتا ہوں دل میں جلُچ[1] بات میں	[1] جو کچھ
			کروں جاکے وو بات کس سات[1] میں	[1] ساتھ
	نَ کُئی	552)	نکوی[1] یار دلسوز محرم ہے مُنج	[1] نہ کوئی
			نکوی ہم نفس ہور ہمدم ہے مُنج	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		553	اُپس سوں اپچ[1] آج محرم ہوں میں	[1] آج میں آپ ہی اپنا محرم ہوں
			اُپس سوں اپچ آج ہمدم ہوں میں	آج میں آپ ہی اپنا ہمدم ہوں
		554	جتے[1] اِس زمانے مَنے یار ہیں	[1] جتنے
			دغا باز عَیاں چُھن ہار[1] ہیں	[1] عیب چیں
		555	اُنکوں[1] پتیا[2] بات بولیا نہ جاے	[1] ان کو [2] بھروسہ کرکے
			اُنو کے کَنے[1] دل کوں کھولیا نہ جاے	[1] کے پاس
		556	پتیانا اُنو کوں کہو کیوں ککر	
			کہ دل میں بُرے، خوب ہیں موں[1] اُپر	[1] دل میں بُرے ہیں اور منہ پر اچھے
		557	یو یاری میں کِس دھات کا قہر اَچھے	
			جو مو[1] میں شکّر دل مَنے زہر اَچھے	[1] منہ
جو گئی		558	جگوی یار یاراں مَنے نیک ہے	
			زباں ہور دل دونو اُس ایک ہے	
		559	چلنت[1] دیک کر توں ہر یک کوں سچ	[1] چال مراد رویہ
بے سیا			کہ ڈھوتا[1] سو لکھن[2] ہے بَیسیا[3] سو سچ[4]	[1] ڈھونے والا [2] خوش نصیب [3] بیٹھنے والا [4] سچی
		560	نہ میں بھائی میں ہوں نہ میں مائی میں	
			کہ طالب کوں ہے لاف[1] تنہائی میں"	[1] عذاب
جو گئی		561	جگوی گھر میں مشغول اَچھے یار سوں	
			نہیں کام کچ اُس کوں بازار سوں	
		562	جو مشتاق عاشق ہے دیدار کا	
			غنیمت ہے اُس یاد بھی یار کا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		563)	گھڑی سعد[1] وو کاں جو دلشاد سوں	[1] ساعتِ سعد
			گمے[1] ٹک وقت یار کی یاد سوں	[1] تھوڑا وقت گزارے
		564)	جسے یار کا دھیان نت[1] یار ہے	[1] ہمیشہ
			وو عالَم کی صحبت تے بیزار ہے	
		565)	پڑت شہ کوں داٹیا[1] بہوت زور سوں	[1] غالب آگیا مراد شدت کی
			ہُوا فارغ اِس جگ کے شر شور[1] سوں	[1] ہنگامۂ عالم
		566)	کیا لوگ نزدیک کے دوٗر سب	سب کو رخصت کردیا
			ندیم ہور مطرب پورے سب عجب	
		567)	اَنجھو[1] لال مَد،[2] نَین[3] پیالا ہُوا	[1] آنسو [2] سرخ شراب [3] آنکھیں
			ندیم آہ، مطرب سو نالا ہُوا	تشبیہ
		568)	جو دہلیز دے[1] شہ سُتا[2] گھر مَنے	[1] کواڑ بند کئے ہوئے [2] سوتا
			پڑے مطرباں شور ہور شر[1] مَنے	[1] الجھن
		569)	درونی[1] تے آواز سُن آہ کا	[1] اندر
			کہے، "حال تغییر ہُوا شاہ کا	
		570)	اَپے ہے گنبھیر ہور مَن تھیر[1] نَیں	[1] قرار
	ہے		ہمیں کیا کریں اب کہ تدبیر نَیں"	
		571)	بَراہیم شہ گن کہن[1] مطرب آے	[1] کہنے
			کہ قصاً یو شہ کاچ[1] پایا نہ جاے	[1] کاہی
		572)	کہے شہ کوں شہزادے کا حال سب	
			کہ یوں حال اِس کا ہے پامال سب	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ	اشارے
		573)	نکلتی ہر یک آہ یوں شاہ تے		
	ہوویں		کہ نوکھن[1] کباب ہویں اُس آہ تے	[1] نو آسماں	
		574)	چمن سیج پر آپ سیں پاڑ کر	چمن کی سیج پر اپنے کو گرا کر	
			سٹیا[1] کپڑے جوں پھول سب پھاڑ کر	[1] پھینک دیا	تشبیہ
		575)	شہنشہ سُنیا بات یوٗ سر بسر		
			چلیا فکروند ہو حرم کے اُدھر		
		576)	کھیا مائی کوں باپ وو آئے کر		
			کہ "فرزند کوں دیک ٹُک[1] جائے کر	[1] ذرا	
		577)	کہ فرزند کا کُچ خبر نئیں تجے		
			خبر لے خبر یوٗ اگر نئیں تجے		
		578)	نہ دن ٹُک قرار اُس نہ نِس[1] خواب ہے	[1] رات	
			کہ آرام نئیں ہور بے تاب ہے		
		579)	اَپس میں اَپے آہ بھرتا اَہے		
			دیوانا ہو کر شاند[1] کرتا اَہے"	[1] اندیشہ، فکر	
		580)	سُنی بات اِس دھات جب ماجنی[1]	[1] ماں	
	ہُئی		جو ساری تھی سو فکر سوں ہوی کھنی[1]	[1] آدھی	
		581)	وو ما باپ بے ہوش ہو بھر اُساس[1]	[1] ٹھنڈی آہ	
			چلے مل کر اپنے سو فرزند پاس		
		582)	جو اُس حال سوں دیکھے فرزند کوں		
			وسر[1] گئے[2] اَپس[3] کے سُک[4] آنند کوں	[1] بھول [2] گئے [3] خود [4] سکھ	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		583)	مہربان ما باپ وو دو سگے[1]	[1] عزیز
			سو شہزادے کے پاؤں پڑنے لگے[1]	[1] منت سماجت کرنے لگے
		584)	کہے، ”شہ نہ کر غم، توں خوشحال اَچ	
			سدا سُرخرو جیؤں توں گُلّال اَچ	
		585)	نکو[1] دل کوں اپنے فِکَروَنْد کر	[1] مت
			فِکَروَنْد کئی[1] ہے ؟ توں آنند کر“	[1] کیوں
		586)	دونو مل کے لاک آرزو ہور چاؤ	
			کہے، ”شہ ترا درد ہمناں[1] کوں آؤ	[1] ہم دونوں
		587)	اُپس دل کی توں گانٹ[1] اب کھول شہ	[1] گانٹھ
			ترا حال یوں کئی[1] ہوا؟ بول شہ“	[1] کیوں، کیسے
		588)	اُٹھیا شاہ تب آہ پر آہ مار	
			گھیا باپ ہور ما کوں بیشک پکار	
		589)	”عجب یک دَرَد مُنج ہے دارو نہیں	
	پُر گئی		سَمَد پُوڑ[1] ہے، ہَور کوئی اُتارو نہیں	[1] چڑھا ہوا سمندر ہے اترنے والا کوئی نہیں
		590)	دوا کرنے یاں آدمی کام نَیں	
			کہ یو درد اَدمیں[1] کوں کچ فام نَیں	[1] آدمی
		591)	محبت کے بھَوَڑے[1] میں ہلکیا[2] ہوں میں	[1] بھنور [2] اذیت اُٹھا رہا ہوں
			دیوانا ہو یاری کوں بلکیا[1] ہوں میں“	[1] بلک رہا ہوں
		592)	جو دیکھیا اُتھا خواب اُس رات کوں	
			سو اُس خواب کے راز کی بات کوں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(593	گَدھیں دِل میں رکھے گَدھیں موں میں لیائے	[1] کبھی دل میں رکھے کبھی زبان پر لائے
			گَدھیں کوچ[1] بولے، گَدھیں کُچ چھپائے	[1] کچھ
		(594	بَراہیم شہ جان پَچھان[1] کر	[1] پہچان
			گھیا شاہ کا حال سب جان کر	
		(595	کہ یو جان نوخیز ہور فرد ہے	
			بہوتیک[1] اِسے عشق کا درد ہے	[1] جنسی تقاضوں کا زور ہے
		(596	محبت تو لئی گرم دھرتا اَہے	
			ولے کہنے کوں شرم کرتا اَہے	
		(597	کہے شہ کہ تدبیر یو سہل ہے	
بہت			اگر نا کریں تو بہوت جہل ہے	

مشورہ مادر و پدرِ شہزادہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(598	بَراہیم قُطب شاہ مجلس سِنگار[1]	[1] مجلس آراستہ کرنے والا
			کیے مستعد موپ[1] عشرت اَپار[2]	[1] سازوسامان [2] بے شمار
		(599	جتیاں[1] خوب خوش شکل تھیاں سُندَریاں	[1] جتنی
			سو کرناٹک ہور گور گجرات کیاں	
		(600	جو چین ہور ماچین کے تھے بتاں	
			سو خوش طبع، خوش فہم، خوش صورتاں	
		(601	ہر یک خوب محبوب بُتِ فارسی	
			بدن جیوں جلتی[1] اَچھے آرسی	[1] بدن جیسے چمکتا آئینہ ہو

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		602)	جو سہیلیاں دو جھمکائیں مکھ نور کوں	
			دیوانا کریں چاند ہور سوُر[1] کوں	[1] سورج
		603)	اگر دیکتا جوت اُنن نور کا	
			فرشتا نہ کرتا صِفت حور کا	
		604)	جو آویں چمن میں سکیاں[1] ساج[2] سوُں	[1] معشوق سج دھج کر جب چمن میں آئیں
			پھُلاں[1] غنچے ہوجائیں پھر لاج سوُں[1]	[1] پھول لاج سے پھر غنچے ہو جائیں
		605)	ملیاں آج ناریاں سو سیّنسار[1] کیاں	[1] دنیا بھر
			انکھیاں لال گھنگھیاں ہر یک نار کیاں	
		606)	مجالس عجب شاہِ عالی کیے	
	بھِشت		کہ حوراں کوں لیا بہشت خالی کیے	
	اَنچ جَل	607)	پریاں سُندریاں ہور انچل پراں[1]	[1] سُندر پریاں اور پروں کا آنچل
			چندا مُکھ ہے، چنّدنا[1] سو تن گوہراں	[1] چہرہ چاند ہے اور تن کے گوہر چاندنی
		608)	اچھنّبا کیے کام شہ جگ اُدھار	
			پریاں ہور حوراں مِلیاں ایک ٹھار	
	ٹمے	609)	کہے، شاہ کوں لیو بھُلا کر تُمیں[1]	[1] بہلا وادے کر دل لے لو
	ٹمے		اَپس میں اَپے مِل رِجھا کر تُمیں	
		610)	قطب شہ کوں جے کوئی ریجھائے گی	
			بڑا مرتبا سب میں وو پائے گی	

1. ہمارے عہد کا شاعر کہتا ہے: شگفتہ پھول سمٹ کر کلی بنے جیسے
کچھ اس کمال سے تو نے بدن چرایا تھا
جاں نثار اختر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		611	بڑی نار وو ہے جو بھاوے اُسے[1]	[1]اُسے پسند آئے
			کِسے بخت ہیں جو رِجھاوے اُسے[1]	[1]اُس کا دل لے لے

تدبیرِ تسکینِ شہزادہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		612	بُلا شاہ کوں شاہ بھیجیا وہاں	
			پریاں ہور حوراں ملیاں تھیاں جہاں	
	ہُئی	613	رضا[1] ہُوی تھی جیوں شاہ عالم ستی[2]	[1]طے پایا تھا [2]کے ساتھ
			اَپَس میں اَپے ٹیوں سکیاں ہم[1] ستی[2]	[1]مقابلہ [2]کرتے ہوے
		614	رِجھانے لگیاں شہ کوں من میں بِھتال[1]	[1]چھیڑنے اور راغب کرنے لگیں
			پریاں چھند بھریاں[1] چھند سوں سب لگ دُنبال[2]	[1]ناز و انداز کے ساتھ پیچھے پڑ گئیں
	کُتی	615	کدھیں کوئی کھڑی رہتی آ سامنے	
	کُتی		کدھیں شہ اُپر گرتی کوی آمنے	
	کُتی	616	کدھیں بند[1] پکڑتی تھی کوی ناز سوں	[1]دامن
	کُتی		کدھیں ڈور[1] کوی جھاڑتی ساز سوں	[1]ڈھول
	کُتی	617	کدھیں کوی کھلاتی اتھی پان آ	
	کُتی		کدھیں کوی پکڑتی تھی پیکدان آ	
		618	کدھیں گڑ[1] دینے کوئی آتی اتھی	[1]بوسہ
	کُتی		کدھیں نیہ[1] سوں کوی جیو لاتی اتھی	[1]محبت
	کُتی	619	کدھیں کوئی پیالا پلانے کوں آے	
	کُتی		کدھیں کوی نُقل[1] لیا کے شہ کوں چکاے[2]	[1]مٹھائی [2]چکھائے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
	گَئی	620)	گَدھیں پھول سَٹّتی تھی کوئی بَر[1] مَنے	[1] فرش پر
	گَئی		گَدھیں کوئی بُلاتی اتھی گھر مَنے	
	گَئی	621)	گَدھیں کوئی دکھاتی سِنا[1] کھول کر	[1] سینہ
	گَئی		گَدھیں کوئی رِجھاتی بچن[1] بول کر	[1] خوش گفتاری
	گَئی	622)	گَدھیں کوئی دیوانی ہو پھرتی اتھی	
	کوئی		گَدھیں کوئی بے سُد ہو گرتی اتھی	
		623)	کتیاں سُدسُٹیاں ہَورکتیاں جیؤ دِیاں	
			رِجھانے کو تقصیر نَیں کُچ کِیاں	کوئی تقصیر نہیں کی
		624)	شہنشہ پہ جیؤ بھَوت دھرتیاں اتھیاں	
			اِشارت اَنکھیاں مار کرتیاں اتھیاں	
		625)	چھنداں ہَور نازاں کے کاری منتر	
	پھنکیاں		سکیاں چنچلیاں پڑ پھونکیاں شاہ پر	چنچل سکھیوں نے پڑھ کر پھونکے
	نیہہ	626)	سو نیہ شاہ کوں ایک کا صد ہوا	شہ کے دل کی محبت اور بڑھ گئی
			منتر تھا اُنو کا سو سب رد ہوا	اُن کے سارے منتر بے کار ہو گئے
		627)	کہ اُس شہ کے دل میں سو دھن[1] مہر تھا	[1] عشق محبوب
			نہ تھا مہر وو باطل السحر تھا	
	اے کس	628)	جو ایکس کوں جس دل مَنے ٹھار اَچھے	جس دل میں کسی نے جگہ بنالی ہو
			ضرور ہے جو دُسرا وہاں بھار[1] اَچھے	[1] بہتر ہے کہ دوسرا اُس سے باہر رہے
		629)	سو ویسے مَنے شاہ وو آئے کر	
			گلے سوں لگا شہ کوں سمجائے کر	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		630	کھیا پیار سوں شاہزادے کوں شہ	
			"ترا جیو اِتنیاں[1] میں کس پر ہے کہہ؟"	[1] اتنوں
		631	دیا شہ کوں یوں شاہزادا جواب	
نَ کو			کہ "اے شہ نکو[1] کر توں مُنج پر عتاب	[1] مت
		632	ہر یک نار اس ٹھار اَوتار[1] ہے	[1] حسن کی دیوی جیسی ہے
			سُگھڑ ہور چھتور[1] چوسار[2] ہے	[1] چالاک [2] ہوشیار
کُئی		633	ولے کوئی مرے دل کوں بھاتی نہیں	
			کسی میں سو وو توک[1] آتی نہیں	[1] خوبی
		634	اگر نار اَچھتی وو اِس ٹھار پر	
			تو بھُلتیاں[1] سکیاں سب یو اُس نار پر	[1] ہوش گنوا بیٹھتیں
		635	دیوانی ہر یک اُس کی یوں نار ہوے	
			کہ سرتے منجے رشک کا ٹھار ہوے	
		636	جو یو دیکتیاں اُس کوں چک عَین بھر[1]	[1] ایک نظر بھی دیکھ لیتیں
			تو پانی پتیاں اُس اُپر وار کر	اُس پر پانی وار کر پیتیں
		637	جو دھن مُنج کوں لبدائی[1] سو یاں نہیں	[1] جس معشوق نے مجھے فریفتہ کیا
			یتیاں[1] ہیں، ولے ایک وو یاں نہیں	[1] اتنی ہیں، وہی ایک یہاں نہیں
		638	اِنو میں کسی پر مرا دل نہیں	
			اِنو تے مُنجے کوچ[1] حاصل نہیں	[1] کچھ
		639	جو پنکھی دیکھے چاند کارَن[1] جفا	[1] وجہ
			ستارے جھمکنے تے اُس کیا نفا	ستاروں کی چمک سے کیا فائدہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		640)	کہ عاشق اَہے شمع کا جو پتنگ[1]	[1] پروانہ
			نہ بھاوے اُسے پھول کا کوئچ سنگ[1]	[1] ساتھ
		641)	کمل پھول طالب جو ہے سوٗر کا	
			وو محتاج نئیں چاند کے نور کا	
		642)	مُنجے اِس سکیاں کا سو یو چھند نہ بھاے	ان حسینوں کی ادائیں پسند نہیں آئیں
			سمندر کوں امریت کیا کام آئے"	
		643)	سو دھن باج شہ کس پہ جیو نئیں دھرے	
			کہ ہنس موتی کھاتا ہے نا کنکرے	
		644)	ضرور اب ہُوا بھید یو بولنا	
			معما جو ہے سو اُسے کھولنا	
		645)	"کِتا بات ما باپ تے میں چھپاوں	
			کسی ہور دُسرے کوں درمیانی لیاووں	
		646)	اَپس کوں اَپچ[1] ہو کے رکھنا سنبھال	[1] آپ ہی
			اَپس کا اَپے حال کہنا اِتال	
		647)	نبستا[1] اَہے کام کُچ لاج تے	[1] پورا نہیں ہوتا
	ہُئی		مُنجے بات یو فام ہُوی[1] آج تے"	[1] سمجھ میں آئی
		648)	اِسی بات پر کام لیایا اُنے	
			بڑیاں تے جو یو پند پایا اُنے	
		649)	سو رازاں کے غنچیاں کوں کر پھول تب	راز کے غنچوں کو پھول کرتے ہوئے
			کھیا[1] خواب دیکھیا سو شہ پاس سب	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		650)	سُدیا بات جب شہ نے اِس دھات کی	[1] کہا
			اُڑی سب خبر[1] شاہ کی ذات کی	[1] ہوش اُڑ گئے
		651)	کھیا شاہ شہ کا عجب حال ہے	
			کہ قِصا یو سب خواب ہور خیال ہے	
		652)	مبادا یو آخر دیوانا ہُوے	
			کِدھر کا کِدھر یاں تے جانا ہُوے	
		653)	خدایا دے توں صبر و آرام اِسے	
			پلا دھن کیرے وصل کا جام اِسے	

مشورہ با عُطارِد

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		654)	عجب ایک اُس وقت پر مرد تھا	
			ہُنر وَند عاقل جہاں گرد تھا	
		655)	دُنیا کے اپس بند تے آزاد ہو	
			پھرے شرق تے غرب لگ[1] باد ہو	[1] تک
		656)	کدھیں روم میں تھا کدھیں شام میں	
			کہ اُستاد[1] تھا وو ہر یک کام میں	[1] ماہر
		657)	عُطارِد سو نقاش کا نام تھا	
			بھلا ہور بُرا سب اُسے فام تھا	
		658)	ہر یک ملک اوپر گذر تھا اُسے	
			ہر یک شہر کا سب خبر تھا اُسے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(659	ہر یک ٹھار اوپر اُسے ٹھار تھا	اسے ہر مقام پر پہنچ تھی
			کہ خوش طبع، مسکیں ادب دار تھا	
		(660	ہر یک شہر پھرنے ہوس تھا اُسے	
			ہر یک کام کرنے کو جَس[1] تھا اُسے	[1] اُمنگ
		(661	سو نقاش ہنس مکھ جیوں ورد تھا	
			عجب کوچ[1] شیریں زباں مرد تھا	[1] کچھ
		(662	دھرے کام میں لاف ماٹی اُپر	
			کرے باو جیوں نقش پانی اُپر	ہوا کی طرح پانی پر نقش بناتا تھا
		(663	اگر خیال دوڑائے وو دور کا	اگر دور دراز تک خیال دوڑائے
			انکھیاں موند صورت لکھے حور کا	آنکھ موند کر حور کی تصویر کھینچ دے
		(664	جہاں خوب خوش شکل دیکھے سُندھر[1]	[1] سندر
			لکھے نقش اُس کا وو نقاش کر	
		(665	جتیاں خوب تھیاں سُندریاں جگ منے	
			رکھیاں تھا اُنن نقش لِک[1] اَپ کَنے[2]	[1] لکھ یعنی کھینچ کر [2] اپنے پاس
		(666	کرے زندگانی وو اِس دھات سوں	
	سَرَی		سرا[1] نا سکے کوی اُسے بات سوں	مات نہ دے سکے
		(667	یو نقاش کی شہ خبر پائے کر	
			اُسے اپنے خلوت منے لیائے کر	
		(668	سنگات اپنے بٹلا[1] اُسے چاؤ سوں[2]	[1] بٹھا کر [2] محبت سے
			لگے کرنے تعظیم بھو[1] بھاؤ سوں[2]	[1] بہت [2] طریقوں سے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		669)	کہے، "تو جو دیکھیا، جتیاں سُندریاں سلکھن چھبیلیاں چنچل چھندبھریاں	
		670)	تُجے کون اِتنیاں میں خوش آئی ہے تُجے کون کہہ، سُندھری[1] بھائی[2] ہے؟"	[1] حسینہ [2] پسند آئی ہے
		671)	سُنیا شاہ تے بات یوٗ کان دھر اُٹھیا شہ کوٗں نقاش تسلیم کر	
	بہُت	672)	کہ خوباں تو شاہا بہوت خوب ہے یکس تے سو یک خوب محبوب ہے	
		673)	کسے باس ہے ہور کسے رنگ ہے کسے باس ہور رنگ بھی سنگ ہے	
		674)	پھلاں ہور خوباں یوٗ یک ذات ہے کہ یک رنگ یک روپ یکدھات ہے	
	صُرَت	675)	کِسی میں سو چھند بند ہور ناز بھوت کِسی میں صورت شکل کا ساز بھوت	
		676)	کسے میں بُرا گوں[1] کسے میں سراووں[2] کہ خوباں ہے شہ خوب سب اپنے ٹھاووں[1]	[1] کہوں [2] تعریف کروں [1] اپنی اپنی جگہ
		677)	نہیں باس سنبل کی نرگس منے جو اِس میں اَہے سو نہیں اُس منے	
		678)	نہ یک جنس لک جنس محبوب ہے جو بھاوے اُپس کوٗں وہی خوب ہے	جو پسند آجائے، وہی خوب ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		679	جو عاشق لُبدتا[1] ہے دیک آس تے	[1] فریفتہ ہوتا ہے
			وو کچ خارج ہے رنگ ہور باس تے	
		680	جنم سب گھٹا[1] شہ اِسی کام میں	[1] عمر گزر گئی
			جو توں پوچتا تو ہرے فام میں	
		681	یتے مُلک دیکھیا ولے کوئی نار	
			نہ دیکھیا کہیں مشتری نار سار[1]	[1] جیسا
		682	پریاں سُندھریاں سب سو دھن حور ہے	
			کہ باقی سو چانداں وو جیوں سور ہے	
		683	نوے چھند[1] ہور ناز تِلتِل[2] نہ پائے	[1] نئے ناز و انداز [2] لمحہ لمحہ
			کہ فتنے اُہے باپ غمزا سو مائے	
		684	سو سنگار کر آئے دھن ساج سوں	جب محبوب بج سنور کر آئے
			ستارے تے گُم ہوئے اَجت[1] لاج سوں	[1] چمک
		685	جھمک کھن میں جھمکا کے مکھ نور کا	
			شرم کھائے خوبی میں دھن حور کا	
		686	جو باتاں میں وو نار ٹک آئے گی	
	بھشت		ہتیلی میں لیا بہشت دکھلائے گی	محاورہ
		687	عجب کچ سو خوبی ہے اُس دھن منے	
			کہ پھرتے اُسے دیکھ ٹک بن منے	چمن میں
		688	رہے رشک تے پھول لھو گھوٹ[1] کر	[1] خون کے گھونٹ پی کر
			مریں جھل[1] تے غنچے سِنا[2] پھوٹ کر	[1] جلن [2] سینہ پھٹ کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	بُئے	689)	گرفتار ہوئے پھول دھن قہر میں	اگر پھول اس کے قہر میں گرفتار ہو جائیں
			تو یوں تانگتے سیاسَتْ[1] کر شہر میں	[1] بطور سزا گوندھ کر ٹانگ دیتے ہیں
		690)	سو بجلیاں سو دھن سمُ[1] ہو آتی اہیں	[1] مقابلے پر آتی ہیں
			شِکم درد تے تلملاتی اہیں	
		691)	انکھیاں لال اُس نار ناراں کیاں	
			کہ موتی اُپر جیوں جڑے مانِکیاں	تشبیہ
	جھم گئے	692)	اَچھے مولُ[1] بیچ نَین دو جھمکنے	[1] چہرہ؟
			کہ مچلیاںُ[1] ہیں سورج کے چشمے منے	[1] مچھلیاں تشبیہ
		693)	تماشے دِسے اُس منے دھات دھات	
			غضب، زہر، ہَور لطف، آبِ حیات	
		694)	دِسے پتلی یوں نار کی آنکؔ[1] میں	[1] آنکھ
			کہ بیٹھیا بھنوؔرؔ[1] آنْب کی پھانکؔ[2] میں	[1] بھونرا [2] آم کی قاش تشبیہ
		695)	جو عاشق ہوکر جیو اُس سات لاے	
			غُصے تے مَرے پیار تے جیو پاے	
		696)	جسے حور کہتے سو دھن چھانوں ہے	
	جھٹے		دنیا میں جھوٹےؔ[1] حور کا ناٹوں ہے	[1] یوں ہی
		697)	جو بنگالے کا سحر جیو گھات ہے	
			سو اُس مشتری نار کی بات ہے	
		698)	بنگالے شکر کوں جو یاں لاتے ہیں	
			سو اُس کے اَدھرؔ[1] اُس کوں نچاتےؔ[2] ہیں	[1] ہونٹ [2] پیدا کرتے ہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		699)	بنگالے شکر کوں جو میٹھائی[1] ہے	[1] مٹھاس
			سو میٹھائی دھن[1] لب تے وو پائی ہے	[1] معشوق
		700)	اَپس سینچ[1] دکھلا کے وو شوخ نار	[1] خود سے ہی
	سُرج		سورج چاند تارے ملا ایک ٹھار	
		701)	سَنپڑ[1] سحر منتر کے داواں[2] تلیں[3]	[1] پھنس کر [2] داؤ پیچ [3] تلے
			اَبھالاں[1] لڑیں اُس کے پاواں تلیں[3]	[1] بادل [3] پیروں تلے
		702)	اَنچل اُس مصلّے ہے جبریل کا	
			سیہ تِل سو سُبحہ[1] سرافیل کا	[1] تسبیح
		703)	رکھے نار وو ناز سوں پگ[1] جہاں	[1] پاؤں
	سُرج		سورج چاند سجدا کریں آ وہاں	
		704)	لکیا نئیں اَجھوں ہات کس غیر کا	
			کہ نئیں روح کوں ٹھانوں[1] واں سیر کا	[1] جگہ
		705)	بنگالے میں ہے ٹھار اُس نار کا	
			نہ ہے چاند نا سورج اُس سار[1] کا	[1] جیسا
		706)	دھرے نار وو مشتری شاہ نام	
			کِتے بادشاہاں ہے اُس کے غلام	
		707)	لیوے ناؤں کن مرد کا اُس اَنگے	اس کے سامنے جس کسی کا بھی نام لیا جائے
			نہیں کوئی ایسا جو اُس کوں منگے[1]	[1] کوئی ایسا نہیں جو اُسے پسند آئے
		708)	بنگالے کی اُس پادشاہی اَچھے	
			اُسی نار کی واں دُراہی[1] اَچھے	[1] حکومت

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		709	اُسے ایک زُہرا سگی بھان[1] ہے سو داؤد تے وو خوش الحان[1] ہے	[1] بہن [1] خوش آواز
		710	بڑی حور ہے جیوں، نھنی جیوں پری سو زہرا اَہے یک، دوجی مُشتری	
صُرَت		711	اگر اُس سگی کا تُجے آس ہے تو اُس کی صورت[1] اب مرِے پاس ہے	[1] تصویر
		712	اگر توں منگے گا تو میں لاؤں گا تُجے اُس کی صورت سو دکھلاؤں گا	
		713	کہا شہ مُنجے بیگ[1] دکھلا اِتال[2] کہ مُنج میں رھیا نہیں ہے اب کوُچ حال[1]	[1] فوراً [2] ابھی [1] کچھ صبر
		714	اگر صورت اُس کی جو دکھلائے گا تو توں دل کے مقصود سب پائے گا	
		715	اِتال اُس کی صورت دِکھانا بھلا وو صورت کہاں ہے سو لیانا بھلا	
		716	عطارد لگا اُس کوں سمجائے کر شہنشہ کوں باتاں میں ٹک لائے کر	باتوں میں لگا کر — روز مرہ
صُرَت		717	جو دھن کا صورت شہ کوں دکھلایا سو شہ لُبدئی[1] کوں سر تے لُبدایا	[1] فریفتہ
صُرَت		718	سو دھن کا صورت قطب شہ دیک کر پچھانا[1] کہ وُی ہے یوُ منہر سُندھر	[1] پہچانا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(719	نشاں اُس کے اِس میں جو پانے لگیا	
			سو چُم[1] چاٹ چھاتی سؤں لانے[2] لگیا	[1] چومنے [2] لگانے
		(720	اُسے میرے دل کے بھتر[1] ٹھار ہے	[1] اندر
			دیوانا کری مُنج سو یۂ نار ہے	
		(721	دغا دے گئی تھی ولے آئی بھی	
			لگیا[1] تھا ہرا جیئو ہور لائی بھی	[1] لے گئی تھی
		(722	عجب حور خصلت اَہے یۂ پری	
			کہ سپنے میں آ مُنج دِوانا کری	
		(723	سو دھن خواب میں جانے مُنج بل[1] نہیں	[1] میرے بس میں نہیں
			یۂ اوکل[1] برہ[2] کی ہے، اُس کل[3] نہیں	[1] بے چینی [2] جدائی [3] صبر
		(724	جنم سب اِسی دھن کوں جپتا ہوں میں	
			اِسی دھن کی خاطر سو تپتا ہوں میں	
		(725	میرے خواب میں آئی سو یۂ چ[1] ہے	[1] یہی
			مُنجے یوں جو لبدائی[1] سو یۂ چ[2] ہے	[1] فریفتہ کیا [2] یہی
		(726	یہی نار اُس محل پر آئی تھی	
			یہی نار واں اَپسے[1] جھمکائی[2] تھی	[1] خود کا [2] جلوہ دکھایا تھا
		(727	اِسی نار کوں دیک میں سُدسٹیا[1]	[1] ہوش کھو بیٹھا
			اُسی نار کے عشق میں یوں گھٹیا	
	گِی	(728	میرا دل لے کر گئی ہے یُو سُندری	
			پریشان کی ہے مُنجے یۂ پری	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
		729)	چِتارا[1] جو دھن روپ لیایا چِتار[2]	[1] مصور [2] تصویر بنا کر
			تو ٹک آج میرا ہے خاطر قرار	
		730)	نہیں تو مرا حال مشکل اتھا	
			کہ بھوتیچ[1] بیتاب یوٗ دل اتھا	[1] بہت ہی
		731)	سو نقاش کا بھوت اُپکار[1] جان	[1] احسان
			کرڑ[1] ہور لاکھاں[2] دِئے اُس کوں دان[3]	[1] کروڑ [2] لاکھوں [3] انعام
		732)	کہ یاقوت الماس ہیرے رتن	
			دِئے بے حساب اُس کوں شہ مال دھن	
		733)	نہیں انت کیں کچ اُس دان کوں	
			گلستاں کئے شہ بیابان کوں	
		734)	پڑیا شہ کے، خوشحال[1] ہو کر ووپگ	[1] مسرور ہو کر
			سُنے میں ہُوا غرق سَر پانو لگ	
	صُرَت	735)	جو دھن کی صورت شہ دیکھے شوق سوٗں	
			پڑے اُس وَقت یوٗ غزل ذوق سوٗں	

غزل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
	مُکھ بچ	736)	دِسیں دھن مکھ بچ نیناں کہ موتی تھال میں ڈھلتے	
			لٹاں چھٹ تن اُپریوں ہے بھونگ جیوں نیر پر جھلتے	
		737)	بدل رنگ سیام گھن کنگل، عُین ابلق نپٹ اچپل	
			کہ کالے ڈونگراں کے تل، بچے ہرناں کے اوچھلتے	ہرنوں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		738	لنبی لڑاپ اپس کتھے، نپٹ سرزواوک ہٹ کے چُھرالے ناگ تُج لٹ کے، سنپارے دیک کر جُھلتے	
		739	دیکھت دھن نین جھل کھا کر، مچھیاں دعویٰ رکیاں آکر تو سب جگ یوں پکڑ لیا کر، کڑائی بیچ لیا تلتے	
	بچ مکھ	740	نین دو مست چنچل کے، اچھیں بچہ مکھ زرل کے کنول پر بُند جیوں جل کے، سو رہ رہ باوتے ہلتے	
		741	دِسن تے جگمگی جوتی، اموُلک دھال گج موتی دریا دیک رشک تے روتے، ستارے حسد تے جلتے	
		742	ڈُول دھن پہنے کاناں میں، کہ سُرپن پھول پاناں میں سورج چاند آسماناں میں، بچارے لاج تے گلتے	
		743	تِلک پُھندنانہ ساجے کیوں، کہ منک موتیاں کی لڑہے یوں کحل مخمل کِنتل پر جیوں، سو موتی آج جھل جھلتے	

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		744	عُطارِد کوں شہ حال سب بول کر کہے خواب دیکھے تھے سو کھول کر	
		745	کہ "اس دھن سوں مُنج عشق اس دھات ہے کھیا ہوں تُجے میں چلّچ بات ہے	
		746	کہ عاشق اُہے توں اَپی درد مند تُجے فام اُس کام کی سب ہے چھند[1]	[1] تدبیر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(747	اِتال اُس کے ملنے کی تدبیر کر	
ن کو			توں بیگ[1] ہو ، نکو[2] کام تاخیر کر	[1] جلدی [2] مت
		(748	جو دکھلائے گا توں سو دھن کوں منجے	
جو کچھ			چکچ توں منگے گا سو دیونگا تجے	
		(749	سنگاتی تج ایسا کہاں پاؤں گا	
			جدھر توں لجاگا[1] اُدھر آؤں گا	[1] لے جائے گا
		(750	کہ میں یار تیرا ، میرا یار توں	
			لے چل جاں ہے وو دھن منج اُس ٹھار توں"	
		(751	عُطارد یو سن بات حیران ہو	
			اَپس میں اَپے ٹک پشیمان ہو	
		(752	کھیا شہ کوں "یو کام مشکل اَہے	
			گرن کام اس دھات، کس دل اَہے	
		(753	کہ یو کام اندیش کرنا بھلا	
پُچھے			اگر سچ پوچھے تو وِسرنا[1] بھلا	[1] بھولنا
		(754	توں دیکھیا نہیں درد اَجھوں دوک[1] کا	[1] دکھ
			توں نیں جانتا کچ قدر سوک[1] کا	[1] سکھ
		(755	توں عاقل ہے شہ ٹک اَپس میں بچار[1]	[1] غور کر
ن کو			نکو ہو توں اِس کام پر اختیار[1]	[1] ارادہ
		(756	کدھیں ٹک یکیلا رھیا نیں ہے توں	
			اَجھوں دُکھ دَرد غم سھیا نیں ہے توں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		757	کہ یوٗ کام ہنسی کھیل کا کام نئیں	روزمرہ
			فن اِس کام کا ہر کِسے فام نئیں	
		758	توں جس ملک جانے کوں ہے اختیار[1]	[1] ارادہ کیا ہے
			پری، دیو، جن، پنٹ[1] میں ٹھار ٹھار	[1] راستہ
		759	کہیں بات میں خیر کہیں شر اَہے	
			کہیں آس اُمید کہیں ڈر اَہے	
		760	توں نوخیز ہور جان مغرور ہے	
بہت			بڈھیاں کا اندیشا بہوت دور ہے	
		761	جوانی دیوانی اَخل وند نہیں	
			جوانی یوٗ بے بند، اِسے بند نہیں	
		762	توں اپنی جوانی میں شہ غرق ہے	
کَ چ			کچے ہور پختے میں لئی[1] فرق ہے	[1] بہت
		763	سکندر پڑیا تھا جو ظلمات میں	
			رھیا تھا بَلا کے سنپڑ[1] ہات میں	[1] پھنس
		764	بڈھیاں[1] سونچ[2] اُنے تو بچاریا بچار[3]	[1] بزرگاں [2] سے ہی [3] صلاح لی
کی چ			بڈیاں کچ حکمت تے نکلیا بہار[2]	[1] بڈھوں کی ہی [2] باہر
اَولی چ		765	بڈھیاں کوں جو اَولیچ[1] تے پوچتا[2]	[1] پہلے ہی [2] دریافت کرتا
			تو ہرگز اُسے دُکھ نہ ہوتا یتا	
		766	جواناں کی سِن ہے سو شر شور ہے	
			بڈھیاں کی سو تدبیر کچ ہور ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		767)	پکے باج رنگ خوب پاناں میں نمیں بڈھیاں میں جلّچ ہے سو خاماں[1] میں نمیں	[1] کچے مراد نا تجربہ کار نوجوان
		768)	دنیادار صاحب جو سکتے[1] اہیں بڈھیاں کوں نزیک اپنے رکھتے اہیں	[1] جنھیں استطاعت ہے
		769)	گنبھیر ہیں بڈے[1] نت گنبھیراں کنے[2] جواناں دعا منگتے پیراں کنے[2]	[1] بوڑھے [2] کے پاس [2] کے پاس
		770)	بڈے خوب معقول ہر ایک باب بڈھیاں کی دعا ہوتی ہے مستجاب	
		771)	نہیں جھوٹ یو سچ ہے، سچ جان توں بڈھیاں کی یو پند خوب ہے مان توں	
		772)	کہ ہے گھات بھودھات ہر گھاٹ میں کہ تھنڈ دھوپ ہور باد ہے باٹ[1] میں	ہر گھاٹ میں بڑے دھوکے ہیں [1] راستہ
		773)	دکھن تے بنگالا بہوت دور ہے بنڈا ایسے کاماں تے معذور ہے"	روزمرہ
		774)	سو یو بول اُس شہ کوں بھایا نہیں[1] ادا بے روش کچ خوش آیا نہیں	[1] پسند نہیں آیا
		775)	سو خاطر پہ ٹک ماندگی لیائے کر کھیا شاہ غصّے منے آئے کر	
		776)	"توں سُست ہور باتاں بی تیریاں ہے سُست دُرست نیں تو کہتا ہے سو نا دُرست	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے	
	نِ یَت	(777	نیت میں کیا ہوں اُدھر جانے کا		
			نہیں حاجت اب تیرے سِکلانے[1] کا	[1] سکھلانے	
		(778	بڈھیاں کوں سو نھنواڈ[1] کی عقل ہے	[1] بچوں	
			کتاباں میں لیکھے سو یو نقل ہے		
		(779	بڈھیاں کوں کہاں عقل سَنپُور[1] ہے	[1] پوری	
			کہ سائے و بُدّ[1] نھاٹے مشہور ہے	[1] عقل	محاورہ
		(780	بڈھیاں کوں نہ کُچ عقل نا فام ہے		
			بڈھیاں کا جھٹے[1] نانْو[2] بدنام ہے	[1] یوں ہی [2] نام (بدنام نہیں ہے)	
		(781	جفا پیری ہور ناتوانی مَنے		
			ہر ایکس کوں لذّت جوانی مَنے		
		(782	بڈھیاں کے سو کاماں میں اب رُچہ[1] نہیں	[1] مزہ	
			بڈھیاں میں بھرم باج بھی کُچہ نہیں		
		(783	بڈھیاں میں سو کُچ گیان کا بل نہیں		
			دُرست ہے بڈھے جھاڑ کوں پھل نہیں		محاورہ
		(784	بڈھے بَیس[1] کر کھانے کوں خوب ہے	[1] بیٹھ	
			بڈھے پنگڑی پھُسلانے[1] کوں خوب ہے	[1] گہوارا جھلانے	
		(785	طَرز عشق کا توں نہ پچھان نا		
	بے		ہمیں گے[1] تو بھی آپے نا جان نا	[1] کہے	
		(786	یو قِصّا وو مسلا[1] ہُوا دکھنی	[1] مثل	
			بھروسے کیری بھینس کٹڑا[1] جنی	[1] بھروسے کی بھینس نے بچھڑا جن دیا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
اتنے بچ		787)	توں اِتیچ میں یوں ہُوا سہم[2] سوں	[1]اتنے ہی میں [2]گھبرا گیا
			یتے[1] مُلک دیکھیا سو کس فہم سوں؟"	[1]اتنے ملک کس برتے پر دیکھے
		788)	کِتے[1] کئی نہ تھی بات یوٗ اُس سنگات	[1]کہی
			وَلے مصلحت کوں کہے شہ یوٗ بات	
		789)	"توں عاقل ہے کر تج پتیایا[1] ہوں میں	[1]بھروسہ کیا ہے
			تُجے اپنے نزدیک لیایا ہوں میں	
		790)	لگے دل کوں عاشق کے نا توڑنا	
			ٹٹیا[1] گر اَچھے گا تو بھی جوڑنا	[1]ٹوٹا ہوا ہو
ہِمّت		791)	ہمت کر توں تقوے[1] کوں کی[2] چھوڑتا؟	[1]حوصلہ [2]کیوں
			جُڑیا دل مِرا کیا سبب توڑتا؟"	
		792)	عُطارِد کھیا "شہ توں شاد اَچ مدام	
			توں صاحب میرا، میں ہوں تیرا غلام	
		793)	تُجے عشق میں آزماتا اَتھا	
			ستم بات اِس دھات لاتا اَتھا	
		794)	سدا راج کر ہَور جی جگ میں جم[1]	[1]ہمیشہ
سچا			سچا پاک عاشق توں ثابت قدم	
جو کوئی		795)	جکوئی یار سوں اِختیار ہوے گا	جس نے اپنا اختیار محبوب کو سونپ دیا
			تو اُس یار سوں اختیار ہوے گا	تو وہ محبوب کے اختیار کا پابند ہو گیا
		796)	اگر یار دلدار ہَور اَہل ہے	اگر صاحب مہربان اور حوصلہ مند ہے
بہت			تو یوٗ کام کرنا بہوت سہل ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		797)	جو شہ تج سو دھن کا یتا فام[1] ہے	[1] خیال
			تو یۂ کام کرنا مرا کام ہے"	اب یہ میری ذمے داری ہوگئی
		798)	سو یۂ بات سُن شاہ خوشحال ہُوا	
			جو پیلا ہُوا تھا سو پھر لال ہُوا	
	میں چ	799)	جو طالب کے من مینچ[1] مطلوب ہے	[1] میں ہی
			بُرا ہونے کی ٹھار اُسے خوب ہے	
		800)	کھیا شہ عطارد مرے پاس ہے	
			اِتال اُس کے ملنے کی مُنج آس ہے	
		801)	ہُوا شہ سو دھر پنت[1] میں اختیار	[1] راستہ
			کہ بندے تے کوشش خدا کرن ہار	محاورہ
		802)	سو گنونت چتارا بہت دھات دھات	
			کھیا شہ کوں سمجا کے بھو دھاٹ بات	
		803)	کہ "چلنے کوں اب مستعد موپ[1] کر	[1] اسباب سفر، سامان
			شہنشاہ کوں بیگ[1] دے توں خبر	[1] جلدی
		804)	جو سنگات ہر جنس کا لے قماش[1]	[1] اقسام
	ہووے		کہ عالم میں نا ہوے یو بات فاش	
		805)	اگر کام کرتا تو یوں کر یوں کام	
	ہووے		کہ دشمن کوں نا ہوے یو کام فام	
		806)	لے شہ آج سوداگری کا لباس	
	ہنسیں		کہ تیرے دندی[1] آس تے ہوئیں نراس[2]	[1] دشمن [2] ناامید

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	گئی	807)	سو یوں جائیں اب شہ کہ جانے نہ کوئی	
	ہے گئی		ہمیں کون ہیں یہ پچھانے نہ کوئی	
		808)	پھرا کر اپس کے سو اس بھیس کوں	
			یو سٹ[1] دیس، چل جائیں پردیس کوں	[1] چھوڑ
		809)	جو منگتا ہے شہ یوں کہ مقصود پائیں	
	ہے		تو باٹ[1] اب ہمیں سٹ کو اڑباٹ[2] جائیں	[1] راستہ [2] شارع عام سے الگ راستہ
	کہہ یا	810)	کنا[1] تھا سو کہیا تجے میں بچار	[1] کہنا
			اتال اے شہنشہ ترا اختیار	
		811)	انگے بانبی[1] ہے ہور پچھیں کوا[2]	[1] سانپ کی بل [2] پیچھے کنواں
			اندیشا نکو کر ہوا سو ہوا"	
	راج وٹ	812)	دونو مل کے یک دل ہو کر راجوٹ[1]	[1] اعلیٰ مشورت
			کیے کام ادھر جانے کا آج گھٹ[1]	[1] پختہ مراد قطعی
		813)	اگر ناچنا نچ[1] ہے تو گھنگھٹ ہے کیا	[1] ناچنا ہی ہے — محاورہ
			نکل جائیں چل بیگ[1] یاں ہٹ ہے کیا	[1] جلدی

اجازت خواستن محمد قلی قطب شاہ از پدر و مادر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		814)	چھپا راز پرگٹ[1] ہوا شاہ کا	[1] ظاہر
			کہ عاشق اہے شاہ اس ماہ کا	
		815)	چھپی بات نیں بوجتا شہ چھپاے	
			کہ عشق ہور مستی چھپایا نہ جاے	محاورہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		816	کِیا بات ظاہر وو اُس بات میں	
	گئی		کِتا کوئی رکھے آگ کوں ہات میں	روزمرّہ
	کوئی	817	جو یک گھر منے عود کوں کوئی جلائے	
			تو سو گھر لگ اُس عود کا باس جائے	
	کےوڑے	818	کہ پھُل کیوڑے[1] کا جو باس ہے چھِنال[2]	[1] کیوڑے کا پھول [2] آوارہ
	گئی		نہ رکھ سکسی ہرگز اُسے کوئی سنبھال	
		819	پِرت کوں چھپانے کہیں ٹھار نَیں	
			پِرت باوَلی ہے چھُپن ہار نَیں	
		820	جداں تے[1] جو پیدا ہُوا ہے یو جگ	[1] جب سے
	گئی		پِرت کوئی چھپا نیں سکیا آج لگ	
		821	پڑی خلق مکھ[1] بات یو پھانک[2] کر	[1] زبانِ خلق، [2] پھیل، منتشر
			رکھیا جائے اَسمان کیوں ڈھانک کر	ضرب المثل
		822	جواہر اُجل سیس جھر سرنوشت	
			جو جل گزرے جس سَر تے ہو سرگزشت	
	اَوَل اینچ	823	محبت اَوَلینچ[1] توں کر نکو[2]	[1] پہلے تو [2] مت
			کرے گا تو رسوائی تے ڈر نکو	
		824	محبت کتے[1] ہے سو رسوائی ہے	[1] کہتے
			یو رسوائی عاشق کوں ہو آئی ہے	
		825	وہی یار بھاتا اَہے یار کوں	
			مشقّت سوں ڈھوے یار کے بھار[1] کوں	[1] بوجھ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	پی ؤ	(826	محبت لکیا ہے جسے پیئو کا	
	جی ؤ		نہیں کوئچ پروا اُسے جیئو کا	
	جی ؤ	(827	اَوّل جیئو تے ہات دھوتے اَہیں	زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں
			پچھیں[1] عاشقاں عاشق ہوتے اَہیں	[1] تب کہیں عاشق ہوتے ہیں
		(828	سوہاتی[1] ہے رُسوائی یاری منے	[1] سہاتی
			کہ عاشق کوں عزت ہے خواری منے	
		(829	یہاں پادشاہی غلامی اَہے	
			یو بدنامی نہیں نیک نامی اَہے	
		(830	محبت میں ہوتا جہاں جگ اسیر	
			برابر ہے واں پادشا ہَور فقیر	
		(831	ندیم اپنے کوں شہ بُلا بھیج کر	
			یو قِصاً کھیا اُس گنے سر بسر	
	تیَوں غ	(832	کھیا، "میں کھیا جیوں تجے، تیونچ توں[1]	[1] کہا کہ جیسا میں نے کہا، ویسا ہی
			کہہ یو بات بھَو دھات اُس شاہ سوں"	
	بھیجیا	(833	رضا منگ بھیـــــجیـــــا شہ شہنشاہ کن	
			کہ "جاتا ہوں اب میں بنگالے کدھن[1]"	[1] طرف
		(834	کھیا جب ندیم اُس کوں جا کر یوٗ بات	
			اندیشا لکیا کرنے شہ مُکھ دے ہات	
	کئی	(835	کھیا، "کوئی کہو میرے فرزند کوں	
			کہ سُن کان دھر، باپ کی پند کوں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	نَ کو	836	توں سؤر ہے نکو¹ دور ہو اَسمان تے	تو سورج ہے، آسمان سے دور نہ ہو
			توں ہیرا اَہے نا بچھڑ کھان¹ تے	¹ تو ہیرا ہے، کان سے نہ بچھڑ
		837	توں پُھل¹ ہَور ہے ٹھاٹو² تج پھول بن	¹ تو پھول ہے، ² تیرا مقام چمن ہے
			توں سرؤ ہَور جاگا ہے تیرا چمن¹	¹ تو سرو ہے، تیری جگہ باغ ہے
		838	توں شاہی کیرے¹ بزم کا شمع ہے	تو بزم شاہی کی شمع ہے
			توں جَم جیو¹، تُج تھے² میرا جمع³ ہے	¹ تو سلامت رہو تجھ سے میرا اقرار ہے
	نَ کو	839	نکو کر پریشان، دل جمع کوں	
	جھم گتی		نکو توں بُجا¹ جھمکتی شمع کوں	اس جلتی شمع کو نہ بجھا
		840	جِسے یار کہتے سو کہیں یار نَیں	
	ئی		اگر ہے تو بھی کوئی وفادار نَیں	
		841	وفادار سو یار کرتار¹ ہے	¹ پروردگار
			توں اُس سات ہو یار اگر یار ہے	
		842	اَپے اُس سوں ہَور وو اَپس سوں اَچھے	
			توں وو عین ہَور عین وو توں اَچھے	
		843	نکل ایسے کاماں¹ تے آنا بھلا	¹ کاموں
			محبت خدا سوں لگانا بھلا	
		844	توں جس سات جیو لانے¹ کوں جاے گا	¹ لگانے
			تُجے سٹ¹ وو دُسریاں سوں جیو لاے² گا	¹ چھوڑ ² لگائے
	مِ ثِل	845	کہ کامل مِثل کہہ گئے یوں اَگلے¹	¹ سابقین
	دی		منگوں دِید میں، دِید دھنک کوں منگے	

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		846)	نہ یاری کے لایق ہریک یار ہے	
گئی			ہزاراں میں یک کوئی وفادار ہے	
		847)	ہر ایکس کوں جیو کہ لایا نہ جاے	
			زمانا بُرا، کِس پتیلیا[1] نہ جاے	[1] بھروسہ نہ کیا جائے
		848)	کہ جس کوں پتیا کر توں جیو لائے گا	
			اُسی تے توں آخر دغا کھائے گا	
		849)	اپس گھر میں اَچ ، نا نکلنا بھلا	
			بُرا وقت ہے دیک چلنا بھلا	
		850)	نہیں خوب یو خیل توں بیگ سٹ[1]	[1] جلد ترک کر دے
نَ کو			نکو کر توں اس کام کے تائیں ہٹ	
		851)	میرا جیو ہور دل ہے تُج پر فدا	
نَ کو			نکو ہو توں بڈپن[1] میں مُنج تے جُدا	[1] بڑھاپے
نَ کو		852)	نکو نھاس[1] جا توں میرے پاس تے	[1] بھاگ، چھوڑ
			نکر مُنج نراس[1] اِس اُمید آس تے	[1] ناامید
		853)	کیا باپ شہ تُج سوں کہہ کیا برا؟	تیرے باپ نے تجھ سے کیا بُرا کیا
			کہ توں آج ہوتا ہے اُس تے جُدا“	کہ تو آج اُس سے جدا ہوتا ہے
جِ نس		854)	ندیم اِس جِنس کی خبر لیائے کر	
یوں نچ			کھیا شاہ کوں یونچ سمجائے کر	
		855)	خبر اُس تے اِس دھات جو شاہ پاے	
نَدِم			ندیم کوں جھڑک سٹ[1] کے غُصے میں آے	[1] جھڑکا کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	نیہہ	856)	کہ "نیہ کا خبر نیں یو دھرتے اَہیں	
	جھٹی ارچ بچ		جھوٹی بات[1] چِچکچ کرتے اَہیں	[1] بے بنیاد بات [2] یوں ہی
		857)	توں یاری ہر ایکس سوں نا جوڑ یوں	
	ن کو		توں دل کوں نکو موکلا[1] چھوڑ یوں	[1] بے لگام
		858)	یو دل نیں بلا غیب کی کُچ اَہے	
			دیوانا عِشق باز ہور پچ[1] اَہے	[1] دیوانہ
		859)	کِیئے عشق اوّل تے یوں عشق باز	
	مَن دھر		کہ مندھر[1] حقیقت ہے سیڑی[2] مجاز	[1] مندر [2] سیڑھی
		860)	سِڑی[1] اُس اُپر پانوں رکھ بعد ازاں	[1] سیڑھی
	مَن دھر جی ؤ		توں مندھر میں جا جیؤ منگتا جہاں	
		861)	کہ جس یار کوں یار سوں غرض ہے	
			یو دُکھ سوسنا[1] اُس اُپر فرض ہے	[1] جھیلنا
		862)	جفا نیں منجے عشق کے بند[1] تے	[1] قید سے
			نفا نیں ہے کچ جگ کیرے پند[1] تے	[1] دنیا کی نصیحتوں سے
		863)	سُنے نیں کہ مجنوں دُکھیں تب سَیا[1]	[1] سہا
			سو لیلیٰ کی خاطر وو کیا کیا کِیا	
		864)	سُنے نیں کہ فرہاد سے یار نے	
			دیا جیؤ شیریں کے کارنے[1]	[1] کارن یعنی وجہ
		865)	محبت کے مارگ نہیں جانتے	
	جھٹے		جھوٹے چچپے کی[1] منج کوں رنجانتے[2]	[1] یونہی خواہ مخواہ کیوں [2] دکھ دیتے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		866)	منجے اُس چنچل دھن کے تئیں جیؤن دیو[1]	[1] مجھے اپنے محبوب کے غم پر جی لینے دو
			جو ہوتا سو میرے اُپر ہون دیو[1]	[1] جو ہوتا ہے، مجھے جھیلنے دو
	جی ؤ	867)	لگیا نیں ہے یو جیؤ اِس دھات سوں	یہ دل کچھ یونہی سا نہیں لگا ہے
			جو ٹوٹے یکا ایک کِس بات سوں	کہ باتوں باتوں میں ٹوٹ جائے
		868)	خدا عاشقاں کے لکھیا بھاگ[1] میں	[1] قسمت
			کہ جلنا اَہے عشق کی آگ میں	
		869)	میں راضی ہوں اپنے اِسی بھاگ تے	میں اپنے اسی مقدر سے راضی ہوں
	سمَندر		سمدّر کوں نیں خوف کچ آگ تے	
		870)	منجے اُس تے شادی اَہے غم نہیں	میں اس عشق سے خوش ہوں مغموم نہیں
			کہ دُکھ عشق کا سُک[1] تے کچ کم نہیں	[1] سُکھ
		871)	خوشی ہے ولے عشق کا درد کاں[1]	[1] کہاں
			جسے دَرد یو ہے[1] سو وو مرد کاں	[1] جو اس درد کو انگیز کر سکے وہ مرد کہاں ہے
	ھُئے	872)	یو ایسا دَرَد نیں جو ہُوے ہر کسے	
			بڑے بخت اُس کے خدا دے جسے	
	پِی رت	873)	منا[1] کرنے پیرت[2] پڑیا جگ گلے[3]	[1] منع [2] محبت [3] دنیا گلے پڑ گئی
			جگوی سمجے نا اُس ستی کیا چلے[1]	[1] نا سمجھ پر کیا زور چلے
		874)	نہ کچ مج کوں حاجت ہے پند سات یوں[1]	[1] مجھے پند و نصیحت کی حاجت نہیں ہے
			سمجتے تو نا بولتے بات یوں	
		875)	جو عاشق پرت پھند[1] میں بند ہے	[1] محبت کے پھندے میں
			اُسے داغ پر داغ یو پند ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	سَچا	876)	کہ عاشق سَچا ہور جاں باز ہوں	
			پَنداں[1] تے یو لوگاں کی میں واز[2] ہوں	[1] نصیحتوں سے [2] بیزار
		877)	یو ازما کے دیکھیا ہوں میں بار بار	
			کہ عاشق کوں نئیں ہوتی پَند ساز گار"	

رُباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		878)	میں نا رھسُوں اُس شہر تلک جائے وِن	
			چنچل سگی کا چُٹک[1] دَرَس[2] پائے وِن	[1] تھوڑا [2] دیدار
	ہووے	879)	اِس جیو دِوانے کوں کیوں ہوے قرار	
			اُس نار کو اِس ٹھار[1] لے کر آئے وِن	[1] جگہ

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		880)	رضا باپ جانے کوں جو نئیں دیا	
ny			مَنا کر مَنا کر مَنا[1] جو کیا	[1] منع صنعت
		881)	سو شہ ماں کے نزدیک جا بَیس[1] کر	[1] بیٹھ
			نپَٹ[1] عجز سوں پانو پر سیس[2] دھر	[1] بہت [2] قدموں میں سر رکھ کر
		882)	جسے عشق اُچھالے وو کیوں چُپ رہے	
			سو اُس ماوَلی[1] پاس شہ یوں کہے	[1] ماں
		883)	"منجے سوں[1] ہے اُس دھَن کے دیدار کا	[1] قسم
			مُنجے سوں ہے اُس چھنْد بھری نار کا	
		884)	مُنجے سوں ہے اُس دھن کے دونین کی	
			مُنجے سوں ہے اُس کے مِٹھے بَین[1] کی	[1] خوش گفتاری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		885	منجے سوں ہے اُس رنگ بھرے گال کا	
			منجے سوں ہے دھن مشک رنگ بال کا	
		886	پڑ پڑ پڑے نہ بوجے جس پر پڑے سو بوجے	لاکھ پڑھا نہ بوجھا افتاد پڑی تو سوجھ گیا
			کیا پڑ کروں کہو ہوں گو پڑ منجے نہ سوجے	پڑھ کر کیا کروں اگر پڑھنے سے سوجھنا آئے
		887	کہ میں شہر بنگالے کوں جاؤں گا	
			خدا لیائے تو بیگ[1] پھر آوں گا"	[1] جلد ہی
		888	جنی ماں اپن مہر سوں آئے کر[1]	[1] مہر و محبت میں ڈوب کر
			کہی شاہ توں یوں سواں[1] کھائے کر[1]	[1] قسمیں
	پی وٗ	889	سُنی نا جو یو بات شہ پیوٗ[1] تے	[1] لاڈلے شہ (بیٹے) سے
	جی وٗ		ڈری شاہ کے نازنیں جیوٗ[1] تے	[1] نازک مزاجی
		890	مبادا اُپس پر کرے گھات[1] کچ	[1] نامناسب اقدام
			کہ سُنتا نہیں کس کی یو بات کچ	
		891	اِسے عشق اُس نار کا زور ہے	
			دیوانا ہُوا ، فکر اُسے ہور ہے	
		892	جو ماں کی بی ئیں بات شہ تک[1] سُنیا	[1] ذرا بھی
ny			ہزاراں نقش ناصحاں پر چُنیا	ناصحوں کو ہزاروں صلواتیں سنائیں
		893	ہُوا شہ کوں معلوم خوبچ[1] اِتال	[1] خوب اچھی طرح معلوم ہو گیا
	کُئی		کہ شہزادے کوں کوئی نہ رکھ سی سنبھال	کہ شہزادے کو سنبھال رکھنا ممکن نہیں

[1] قیاس ہے کہ اس کے بعد شاید دو ایک ابیات حذف ہو گئی ہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			رباعی گفتن ابراہیم شاہ	
	جوگئی	894)	عاشق ہے جگوی پند اُسے بھاسی نا[1]	[1] پسند نہیں آتی
			سر ہے تلگ اِس باٹ میں تے جاسی نا	اس راہ کو ہرگز نہ چھوڑے
		895)	کیا کام مَنا[1] عشق تے کرتے ہیں اُسے	[1] منع
			ہر گز کسی کے گے مَنے وہ آسی نا[1]	[1] وہ ہرگز کسی کے کہنے میں نہ آئے گا
			☆☆☆	
		896)	کہے ، شہ کوُں توشا دینا باٹ[1] کوُں	[1] راستہ یعنی سفر کے لئے
			کہ جاتا ہے شہ[1] عشق کے ہاٹ[2] کوُں	[1] شہزادہ [2] بازار
		897)	کیئے دُور شہ[1] دل میں تے کوپ[2] سب	[1] ابراہیم قطب شاہ [2] غصہ
			لگے مستعد کرنے اَب موپ[1] سب	[1] اسباب سفر
		898)	سو دلدار غم خوار یاراں ملے	
			شہنشاہ کے دوستداراں ملے	
		899)	جو توشا پکا کر دِئے شہ اَپے	
			چُرا کھانے کوُں لوگ اُسے لئی جپے[1]	[1] منتظر رہے
		900)	جُھٹا لے[1] سو توشے کوُں چور آئے کر	[1] اس خیال سے کہ چور جھوٹا نہ کردیں
			کہ اُس ٹھار شہ بیگ پھر آئے کر	شہ جلدی لوٹ آئے
		901)	تماشاں کے بندلے[1] دِئے بے شمار	[1] تفریحی ساز و سامان کی پوٹلیاں
			ہتیاں[1] کی اَنباریاں[2] اُپر کر اَنبار[3]	[1] ہاتھیوں [2] عماریوں [3] لاد کر
	ق وال	902)	غلام ہور باندیاں ندیم ہور قوال	
			دِئے شہ کوُں خدمت کی خاطر دُنبال[1]	[1] پیچھے یعنی مزید

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		903)	گلے شاہزادے کوں شہ لالئے[1]	[1] لگالئے
			جلنج شاہزادہ منگیا سو دِئے	
	فرزن	904)	کہ فرزند سفر کرنے جاتا اَہے	
			خدا جانے بھی پھر کُو[1] آتا اَہے	[1] واپس
		905)	خزینا دیا شہ کوں شہ شاد کر	
			سو اونٹاں اُپر شہ چلے لاد کر	
		906)	اُٹھیا نا دِکھانتیاں[1] کیرا سر بسر	[1] یوں اُٹھا جیسے نگاہوں سے اوجھل ہے
			فرشتے جو تھے سب اُٹھے جاگ کر	
		907)	رَین کا سو تِسرا وو پارا[1] اَتھا	[1] پہر
			کہ نکلیا صُبح کا ستارا اَتھا	
	چونڈھر	908)	حَشم کی سو چونڈھیر تے[2] فوجاں اُٹھیاں	[1] خدام [2] چاروں طرف سے
			دکھن کے سو دریا تے موجاں اُٹھیاں	
		909)	عَلَم یوں دِسیں شاہ کے ساز[1] سوں	[1] ساز و سامان میں
			کہ خوباں لئے دور[1] اُچا[2] ناز سوں	[1] دامن، حاشیہ [2] اٹھا

رخصت شدنِ شہزادہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		910)	گھڑی[1] سعد شہ دیک مُہتر[2] سَتی	[1] ساعت [2] جوتشی
			چلیا بھار[1] سب باند کر گھر سَتی[2]	[1] اسباب سفر [2] سے
		911)	لگے کرنے ما باپ شہ کوں دُعا	
			خدا دیوے شہ تُج، تیرا مُدّعا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		912)	پُنم چاند جیوں دونوں گھٹنے لگے	
			ستارے اَنکھیاں میں تے ٹٹنے[1] لگے	[1] ٹوٹنے
		913)	کہے شاہ ما باپ کوں پھر یوٗ بات	
			کہ میں دل کے ہَت[1] میں، نہ دل میرے ہات	[1] ہاتھ
		914)	نِکلنا کِسے گھر تے بھاتا[1] اَہے	[1] پسند آتا ہے
			مُنجے دل یوٗ یِتمی لجاتا اَہے	
		915)	کِتا میں رکھوں دل کوں، رہتا نہیں	
			یوٗ کیا بھید ہے کوئی کہتا نہیں	
		916)	بہت مُنج کوں لگتا اَہے یوٗ عجب	
			کہ آدم پہ غالب ہے دل کیا سبب	
		917)	مُنجے یاں رَھنا بھوت مشکل اَہے	
			کہ اِتنا کِیا سب سو یوٗ دل اَہے	
		918)	ہُوا رام میں، دل میرا رام نَیں	محاورہ
			یوٗ دل کیا کرے گا، مُنجے فام نَیں	
		919)	کِسے بَل ہے جو حرص کوں ڈال کر[1]	[1] ترغیب کو دبا کر
سنبھال			رکھے اپنے اِس دل کوں سنّبھال کر	
سنبھال		920)	اُسے آج سنّبھال رَک سی نہ کوئی	
کوئی			یوٗ سر زور[1] ہے لڑنے سکسی نہ کوئی	[1] شہ زور
		921)	شہاں عجز[1] ہیں دل کیرے زور تے	[1] عاجز
ہووے			تو کیا ہُوے گا اب کسی ہَور تے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		922)	پنکھی ہور پری ہور دیو ہور جن	
			ہٗ سب دل کی خدمت کریں رات دن	
		923)	سو ما باپ کوں شہ دلاسا دے کر	
			چلیا اپنے معشوق کے شہر اُدھر	
		924)	تو انپڑاونے[1] آئے منزل تلگ[1]	[1]پہنچانے
			پھرے[1] شہ کے ماں باپ پرشہ کے پگ[2]	[1]واپس ہو گئے [2]قدم بوسی کر کے
		925)	چلے شاہ منزل کوں یوں داٹ داٹ[1]	[1]عبور کرتے
مُھنی نے			کہ یک دیس[1] میں جائیں مہینے کی باٹ[2]	[1]دن [2]راستہ
		926)	ہر یک ڈگ میں شہ دھن کوں جوتا[1] اتھا	[1]خیال کرتا تھا
			تلہیں تل[2] پرت زیاشت[1] ہوتا اتھا	[1]ساعت بہ ساعت [2]زیادہ
		927)	محبت کے کاماں[1] میں سارا[2] ہوکر	[1]کام کی جمع [2]کامل ہوکر
			لگیا پھرنے صحرا میں بارا[1] ہوکر	[1]گرد باد
		928)	عبیر اُس سو دھن پنتھ[1] کا دھوٗل تھا	[1]معشوق کی رہ گزر
			انی[1] دار کانٹا اُسے پھوٗل تھا	[1]نوکدار
		929)	جسے عشق کی آگ جالی[1] اَہے	[1]عشق کی آگ نے جسے جلا دیا
			لحاف اُس گگن، بھیں[1] نہالی[2] اَہے	[1]زمین [2]بستر
دیہہ		930)	(ن) سٹیا راحت اپنا نپٹ[1] دیہ[2] کا	[1]بالکل [2]بدن
نیہہ			کہ جوں حق ہے تیوں پنت[1] چلیا نیہ[2] کا	[1]راستہ [2]محبت

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			غزل گفتن محمد قلی قطب شاہ	
		931)	مَد عشق میں پیا سو چڑیا[1] ہے اَثر مُنجے	[1] چڑھا
			سُد، عقل، فہم، چھین کِیا بے خبر مُنجے	
		932)	دھن مکھ اگن[1] میں پڑنے سمندر ہُوا ہوں آج	رُخِ محبوب کی آگ
			طوطی نہیں ہوں میں کہ جو بھاوے[1] شکّر مُنجے	[1] پسند آئے
		933)	پُھسلا کے خوبی سونچ لجاتا[1] بُلاے کر	[1] لے جاتا
			شاندے[1] یو عشق آج کدھر کا کدھر مُنجے	[1] عاقبت اندیش، ہوش مند (طنزاً)
		934)	ہاتف خبر دے بیگ[1] اگر دوست ہے مرا	[1] جلد
			کِس رات آملے گی وہ چنچل سُندھر مُنجے	
		935)	باوَل[1] ہو باوٗ ناد[2] پھروں دشت میں اِتال[3]	[1] دیوانہ [2] بارے کی طرح [3] اس وقت
چکّ کّ			نا بھاوے سنگ[1] چکہ[2] کسی کا، نہ گھر مُنجے	[1] نہ ساتھ پسند آئے [2] ذرا بھی
		936)	اَپ بھاوَتا[1] ہُوا ہوں سبھیں بھاوَتیاں[2] کوں چھوڑ	[1] خود رفتہ ہو رہا ہوں [2] ترغیبوں
			دھن بھاوَ[1] تے وو کھینچ لے اپنے اِدھر مُنجے	[1] محبوب رنگی
			کشتنِ محمد قلی اژدھا را	
		937)	لگا آس اُمید سُبحان سوٗں	
			جو شہ باٹ چلتے اَتھے دھیان سوٗں	
		938)	یکا ایک اِس باٹ میں دور تے	
نُرانی			نورانی سو نیناں کیرے[1] نور تے	[1] کے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		939)	دیکھے گرد اَندکار[1] ہے بے شمار	[1] اندھیرا
			کہے یو اَبھالاں[1] رَہنے کا ہے ٹھار	[1] بادلوں کا مستقر
		940)	اِسی سات شہ دل میں کچ لیائے کر	
			سو نزدیک اُس پھاڑ[1] کے آئے کر	[1] پہاڑ
		941)	کہے شہ عطارد کوں کہ کیا ہے یو	
			کہ اندکار دِستا[1] ہے اِس دھات سو	[1] نظر آتا
		942)	عطارد دیا شہ کے تئیں یوں جواب	
			کہ اے شہ جہانگیر عالی جناب	
		943)	بُلندگر[1] یو بے مثل گھن سار ہے	[1] آسمان سا
			دیواں[1] ہور سانپاں کا یو ٹھار[2] ہے	[1] دیووں [2] مسکن
		944)	بنی آدم اِس ٹھار[1] نیں ٹھارتا	[1] جگہ
			پنکھی پنکھ[1] اِس ٹھار نیں مارتا	[1] پنجہ
		945)	انبر[1] تے بی اُنچا ہے اُنچائی میں	[1] آسمان
			دھرت[1] تے بی چوڑا ہے چوڑائی میں	[1] زمین
		946)	جو یک سنگ سٹے اِس پہڑ[1] پر تے کوے	[1] پہاڑ
			تو بھُیں ہور اَسمان مِل ایک ہوے	یعنی تہ و بالا ہو جائیں
		947)	بکٹ پھاڑ[1] اِس پھاڑ کا ناؤں ہے	[1] پہاڑ
			یو اسمان اِس پھاڑ کا چھاؤں ہے	
		948)	کہ ٹک فہم[1] اُس پر جو چڑتا[2] اَہے	[1] عقل [2] چڑھتا
			تو ماندا[1] ہو اُس ٹھار پڑتا اَہے	[1] تھک کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		949)	اندیشا نہ چڑ[1] لنگ[2] ہو پکڑے کمر	[1]چڑھ [2]لنگڑا
			نظر ٹھیٹیں[1] کھا کھا پڑے اُس اُپر	[1]ٹھیس
		950)	نہ اِس پہڑ[1] پر سنگریزے اَہیں	[1]پہاڑ
			لھوے[1] خنجراں ہَور نیزے اَہیں	[1]تلواریں
		951)	جو اِس پہاڑ پر جانے اَچتا محال	
			تو تکڑے ہو پڑتا فلک جیوں اُبھال[1]	[1]بادل
		952)	جو ہِلتی نہیں ہے زمیں ٹھار[1] تے	[1]اپنی جگہ سے
			سو اِس پہاڑ سنگین کے بھار[1] تے	[1]وزن سے
		953)	جو شہ دیکتے تھے نَین لائے کر	
			یکایک یک بھیس سوں آئے کر	
		954)	بُلند ایک بَنڈا[1] پڑا واں نظر	[1]چٹان
			دو مشعل جھمکتے اَتھے اُس اُپر	
		955)	دو رنگ تھے اُسے رنگ سیہ ہَور سفید	
			کدھیں ہوے پُرگٹ[1] کدھیں ہوے نہ پید[2]	[1]ظاہر [2]غائب
		956)	جو بَنڈا وو تھا سو یکایک وہاں	
			لگیا دِسنے چِنگیاں[1] سوں مل کر دھواں	[1]چنگاریاں
		957)	کہے اُس عطارد کوں شاہِ جہاں	
			"کِنے[1] آگ روشن کیا ہے یہاں؟"	[1]کس نے
		958)	جواب اُس دیا یوں عطارد پھِرا[1]	[1]پلٹا کر
			"بڑا ایک رہتا ہے یاں اژدہا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		959	بَنڈا نَیں یو اُس ازدہا کا ہے تن	
			دو مشعل ہیں اُس ازدہا کے نَیَن	
		960	کہ جبڑا سو جیوں غارِ محکم اَہے	
			دھواں نَیں یو اُس سانپ کا دَم اَہے	
		961	اُٹھی آگ شعلے شفق کھم[1] سَتی	[1] آسمان
			سو اُس ناگ کے آتشیں دَم سَتی	
		962	نکلتا ہے شعلیاں سوں دَم ناگ کا	
			کہ بادل برستا ہے مھنیوں[1] آگ کا	[1] مینہ
		963	چل اے شہ پھریں[1] اب ہم اِس گھاٹ تے	[1] لوٹ چلیں
گئی			سلامت گیا نَیں کوئی اِس باٹ[1] تے"	[1] راستہ
		964	جو دیکھے نہیں باٹ اَنگے جانے کوں	
			لگے کرنے تدبیر پھر آنے[1] کوں	[1] لوٹ جانے
		965	کہے شہ کہ "مردانے مرداں کہیں	
			اَنگے[1] کا پچھیں[2] پانْو رکھتے نہیں	[1] آگے [2] پیچھے
		966	مَرد وو جو مرداں مَنے ناْنوں[1] کر	[1] ناموری حاصل کرے
			چلے عشق کی باٹ سر پانْو[1] کر	[1] سر کے بل
		967	مُنج کام نَیں کِس کی تدبیر سوں	
			کہ راضی ہوں میں اُس کی تقدیر سوں	
		968	توکّل خُدا پر جو کرتا اَہے	
			وو ہرگز نہیں کِس تے ڈرتا اَہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		969)	مَرد نے پکڑنا بڑا کام دست	مرد وہ جو بڑے کام میں ہاتھ ڈالے
			کہ ٹوٹے تو بھنڈار[1] مارے تو ہت[2]	[1] خزانہ [2] ہاتھی
		970)	کہے بات یو شہ عطارد گنے	
			یکائیک آکر سو ویسے مُنے	
		971)	جو اُٹ ازدہا شہ کے سَنمک[1] چلیا	[1] روبرو
			کہ محشر کے بارے[1] تے ڈونگر[2] ہلیا	[1] جھکڑ [2] ٹیلا
		972)	یَتا کُچ وو دھرتا اَتھا ناگ بَل[1]	[1] قوت
			کہ اَسمان کوں مارتا پھَن اُچل[1]	[1] اچھل
		973)	جو نزدیک آیا وو ٹُک ڈاٹ[1] کر	[1] لپک
			گئے لوگ سَنگات کے نھاٹ[1] کر	[1] بھاگ کر
		974)	علیؓ ولی تھے مددگار واں	
	کئی		خدا بن نہ کوئی شہ کوں تھا یار واں	
		975)	جو حملا کر آیا وو شہ کے اِدھر	
			کھڑے رَتھے وہاں شہ فِرنگ[1] کھینچ کر	[1] تلوار
		976)	سو شہ ہات کا ایک اُسے گھاؤ لگ	
			دو ٹکڑے ہُوا سِیس تے پاٹو لگ	
		977)	جو جلّاب چک وو سٹیا قہر تے	
			زمیں سب ہری ہو رہی زہر تے	
		978)	نظرِ[1] زہر تے اُس کی نا ہُوے کیوں	[1] اثر
			کہ نھوں[1] شاہ کے، زہر مہرا ہو جیُوں	[1] ناخن

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		979)	ہر ایک زہرمہرا سو پَرچیت[1] کا	[1] زہرمہرہ جس کی تاثیر کا علم ہو
			کہ کرتا اَہے کام اَمریت[1] کا	[1] امرت
ہُئی		980)	فِرنگ لال سب لھو میں ہُوی سربسر	تلوار لہو میں لت پت ہوگئی
			کہ بجلی پڑی جا شفق کے بِھتر[1]	[1] گویا شفق میں بجلی جا پڑی ہو
		981)	کہے سب کہ رُستم ہے شہ راست توں	
			شجاعت میں اُس تے بی ہے زیاست[1] توں	[1] زیادہ
		982)	مدد جم[1] تجے شاہ یاسینؔ[2] ہے	[1] ہمیشہ [2] سورۂ یٰسین
			کہ توں ایک لاکھاں[1] پہ سنگین[2] ہے	[1] لاکھوں [2] بھاری
		983)	خَشم[1] سب پڑیا پانو[2] اِس بات کوں	[1] رفقا و خدمت گار [2] قدم بوسی کرنے لگے
			لگیا گڑ دینے[1] شاہ کے ہات کوں	[1] بوسہ دینے لگے
		984)	ہنسے شاہ اُس وقت خوشحال ہو	
			چلے لوگ سب شہ کے دُنبال[1] ہو	[1] پیچھے
		985)	نین بھکاری درس کے اور نت اٹھ مانگے بھیک	
			پھٹوے رنین نلحری سو اجنون نہ لاگے سیک؟	
		986)	جو یک ٹھار اُترے تھے اُس ٹھار تے	
			پڑیا شاہ کے دِشت[1] کو چار تے	[1] نظر
سُ رَج		987)	سورج تاب سب شاہ سوں جگ مگیا	
			سو یک پنچ دھی[1] کوٹ[2] دِسنے لگیا	[1] پانچ دھاتوں کا بنا [2] قلعہ
ہُئے		988)	کہ وو کوٹ شہ دیک حیراں ہُوے	
نزدی			بُلا کر عطارد کوں نزدیک کہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		989	کہ "یوں کوٹ دِستا سو کِس کا اَہے تُجے فام ہے کہہ توں جس کا اَہے"	
		990	کھیا شہ کوں، "راکَس[1] ہے اِس ٹھار پر نہیں واں کہیں آدمی کا گزر	[1] راکھشس
		991	خَندَق سات ہیں سات سَمُدَر سمان ہر یک بُرج اُس کا ہے جیوں آسمان	
	کنگھی	992	کنگورے بُلند جو دِسے دِیس[1] کوں کَنگوی[1] کرتے تھے سوُر کے کیس[2] کوں	[1] نظر کو [1] کنگھی [2] سورج کے بالوں کو
		993	سو عَین اُس کے دو چاہِ غدّار[1] ہیں کہ سر تین ہور ہات سو چار ہیں	[1] گہرے کنویں
		994	وو راکَس بی ایسا ہے کالا بلاے[1] جو شیطان دیکھے تو اُس نھاس[1] جاے	[1] کالی بلا [1] بھاگ
	بھُئیں	995	خَندَق بے بدل وہ عجب غار ہے کہ بھُیں[1] کے بھوَن[2] کا مگر ٹھار ہے	[1] زمین [2] محل ٹھکانا
		996	وو راکَس کے بالاں[1] میں ساٹپاں[2] ہیں یوں چچو تڈے[1] پڑے اَچتے بیلاں[2] میں جیوں	[1] بالوں [2] سانپ [1] سانپ نُما ترکاری [2] بیلوں میں
		997	صُبح اُٹھ نہاری کرے نو ہتی[1] کہ ملعون ہے وو بڑا نکبتی[1]	[1] نو ہاتھی [1] منحوس
	ح صے	998	بُرا ہے وو دجاّل تے سو حصے[1] خُدا موں[1] نہ دکھلائے اُس کا کِسے	[1] سوگنا [1] مُنہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	گئی	999	نہ کوئی سکی[1] اُس سات دَنڈ سارنے[2]	[1] کسی کو مجال نہیں [2] دشمنی کرنے
			اَجل کا نہیں کام اُسے مارنے	
		1000	بہت مشکل ہے سَب سے یو چہ[1] ٹھار	[1] یہی
			کہ دو جھر ہے چیونڈھیر[1] کو چار چار	[1] قلعے کے چاروں طرف پانی ہے
		1001	نہیں باٹ اَنگے[1] شاہ جانے کِدھر	[1] آگے
			سو ہمناں کوں یو کوٹ اُلگے[1] بغز[2]	[1] عبور [2] بغیر
		1002	اَجھوں[1] یاں تے پھر جائیں[2] تو خوب ہے	[1] ابھی [2] لوٹ جائیں
			کہ حیفی اَنگے کھائیں[1] تو خوب ہے	[1] افسوس پہلے کرلیں یعنی احتیاط کرلیں
	گئی	1003	کہ کوئی دیو سوں دنڈ بسایا[1] نہیں	[1] دشمنی نہیں کیا
			ہتیاں[1] سوں کِنے[2] گانڈے[3] کھایا نہیں	[1] ہاتھیوں [2] کسی نے [3] گنا
	گئی	1004	نہ کوئی سکی اَب اُس سوں دَنڈ سارنے	کسی کو اس سے دشمنی کی مجال نہیں ہے
nie			کہ اُس کوں اَجل ئیں سکی مارنے"	
		1005	کہے شہ "ڈرالو[1] ، اَہے توں عجب	[1] بزدل
			ڈراتا ہے اِتنیاں[1] کوں سو توچ[2] سب	[1] اتنوں [2] تو ہی
		1006	تیرے ڈرنے تے سب یو ڈرتے اَہیں	
			فِکر ٹھاسنے[1] کی یو کرتے اَہیں	[1] بھاگنے
		1007	سنگاتی[1] کے لوگاں تیری بات تے	[1] ساتھ
			نکل جائیں گے ایک دن ہات تے[1]	[1] ہاتھ سے نکل جائیں گے
		1008	نہ ڈر کر کسی تے نِڈر ہو رہنا	
			اگر ڈر اَچھے تو بی[1] ڈر نیں گنا	[1] بھی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	ہِیّے	(1009)	جو لوگاں کو تقواؔ[1] ہُوے اِس بات تے جو نا جائیں ڈر کر وہ سنگات تے	[1] حوصلہ
ny	بُ ڈا	(1010)	بڑاؔ[1] ہے توں یوْ بات نِیں تجکوں فام کہ مرداں کی ہمّت تے ہوتا ہے کام"	[1] بوڑھا
	وِچ	(1011)	زِرہ چ ہے تنؔ[1] ، شہ بُلند بھاگؔ[2] کا کہ شعلا لھوےؔ[1] میں پڑیا آگ کا	[1] بدن ہی زرہ ہے [2] بلند قسمت [1] تلوار میں آگ کا شعلہ ہے
		(1012)	مکر ہے مکر دیو کالے مُنے کہ یا باگ بیٹھیا ہے جالے مُنے	
		(1013)	دِسیں شاہ جھگڑےؔ[1] کے میدان میں کہ شرزا کھڑا ہے بیابان میں	[1] مقابلے
		(1014)	عطارید سوْں بات کر شہ جواں منگا تیر ترکش تُرنگ ہور کماں	
	تَرَ کَ شْ	(1015)	کہ قوس و قزح فتح بخش ہے کماں شہاباں ، تیراں ، ہور ترکش آسماں	
		(1016)	سو نیزا ہے کہکشؔ[1] کہ خنجر ہلال سپر ہات ماوے اَچھےؔ[1] جیوں ابھالؔ[2]	[1] کہکشاں [1] سپر ہاتھ میں یوں سمائے [2] بادل
		(1017)	سلےؔ[1] خوب ہے جس کوں اِس دھات کا اُسے ڈر نہیں کچھ کسی بات کا	[1] اسلحہ، ہتھیار
		(1018)	پتیارےؔ[1] کے لے ساتؔ[2] بارہ نفر چلے شاہ اُس پنچ رسی کوٹ اُدھر	[1] بھروسے کے بارہ نفر [2] ساتھ لے کر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1019	خدا ہور محمدؐ علیؑ کا لے ناؤں	
			رکھے کوٹ[1] میں شاہ بیشکؔ پاؤں	[1] قلعہ
		1020	ہوے جیو سوں سب شہ سنگات اختیار	دل لگا کر شہ کے ساتھ ہو لیے
			لگے پھرنے اُس کوٹ میں ٹھار ٹھار	قلعے میں جگہ جگہ پھرنے لگے
		1021	دیکھے ایک واں آدمی زاد تھا	
			پریشان حیران ناشاد تھا	
	उठ्या	1022	جو دیکھیا وو شہ کوں اُٹھیا آہ مار	
	تے		کھیا ''کیٔ[1] تمیں آئے ہیں ایسی ٹھار؟	[1] کیوں
		1023	لعیں ایک بدبخت راکس ہے یاں	
	دکتا		پکڑتا ہے آدمی کوں دیکتا جہاں	
	جھٹے	1024	تمیں پادشاہ ہیں جھوٹے[1] یاں نہ آؤ	[1] بھول کر بھی
ny			کہ یو ٹھار کچھ خوب[1] نیٔں نیک، جاؤ	[1] زیادہ اچھی جگہ نہیں، چلے جاؤ
		1025	اگر شہ سُنے گا تو میری یو بات	
			غلام ہوکے میں آؤں گا تجھ سنگات	
		1026	رکھیا ہے یو راکس مُنج بند کر	
			نہیں جانے دیتا ہے یک تل کِدھر	
		1027	یکیلا ہوں میں یاں، کِدر[1] نھاٹ[2] جانوں	[1] کدھر [2] بھاگ جاؤں مرو بچ نکلوں
ny			کہ کئیں نھاٹنے نیٔں سپڑتی[1] ہے ٹھانوں[2]	[1] بھاگ نکلنے کی کوئی جگہ نہیں سوجھتی
		1028	اگر توں نہ آتا تو مُنج کیوں ہوتا	
			خدا جس کوں منگتا اُسے یوں ہوتا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
		(1029)	مُنج اِس وقت تُج سا ملیا شہ گنبھیر کہ درمانڈے کوٗں ہے خدا دستگیر"	
		(1030)	کھیا شاہ اُس آدمی زاد کوٗں فقیر ہَور مسکین ناشاد کوٗں	
		(1031)	"توں آیا ہے کاں تے ترا ٹھانوں کیا؟ کہ توں کون ہے ہَور تیرا نانوں کیا؟	
		(1032)	کھیا شہ کوٗں وو بھوت زاری ستی عزیز ہَور محبت سوٗں یاری ستی	
		(1033)	یکا ایک اَنپڑیا ہوں میں تُج لگن کہتا ہوں میرا حال میں شاہ، سُن	
		(1034)	حَلَبْ میں جو شہ شاہِ سرطان ہے جو پرَدھان[1] اُس کا اَسد خان ہے	[1] وزیراعظم
		(1035)	اسد خاں جو ہے شاہِ سرطان کا سو فرزند ہوں میں اسد خان کا	
		(1036)	نہ مُنج بھان نا مُنجکوٗں بھائی اَہے اسد خان باپ ہَور مائی اَہے	
		(1037)	بندا میں تیرا ہوں مُنجے توں پچھان کہ ہے نانوں میرا سو مریخ خان	
		(1038)	اَنند عیش سکھ گھر میں دھرتا اَتھا چلّج جنچ منگتا سو کرتا اَتھا	جو جی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1039	یکایک یک رات منہر سُندھر	
دوانا			دیوانا ہُوا خواب میں دیک کر	
کئی		(1040	سو پردیسی یک کوئی میرا یار تھا	
			ہر یک علم تے وو خبردار تھا	
		(1041	کہا خواب میں یوٗ اُسے کھول کر	
			بشارت دیا اُن منجے بول کر	
		(1042	سو تعبیر اس کا اُنے[1] یوں کھیا	[1] اُس نے یوں کہا
			کہ جیوں میں جو دیکھیا اتھا تیوں کھیا	جیسا دیکھا تھا، ویسا کہا
		(1043	نگھس بہت دھات اُس دن کیا	
			سو تحقیق خوبی خبر یوں لیا	
		(1044	کہ دو شاہزادیاں ہے بنگالے میں	
			سو اُستاد ہے ناز ہور چالے میں	دلربائی اور شوخی میں طاق ہے
		(1045	یکن زُہرہ ہے دوسری مشتری	
			یکس تے اَہے خوب یک سُندری	
		(1046	منجے جو بھلائی سو زُہرا اَہے	
			کہ اس نار کوں حُسن دُہریا[1] اَہے	[1] دوچند
جی ۏ		(1047	بہت زُہرہ پر شا میرا جیو ہے	
جی ۏ رپی ۏ			وہی جیو میرا وہی پیو ہے	
جی ۏ رپی ۏ		(1048	نپٹ[1] جیو منگتا ہے اُس پیو کوں	[1] ہمیشہ
جی ۏ			کتا میں رکھوں لالچی جیو کوں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	جُگُئی	(1049)	جُگوی بوالہوس ہور طمع دار ہے	
			جہاں جائے گا وو وہاں خوار ہے	
ny		(1050)	جسے کُچ طمع نئیں ہے ، وو خوار نئیں	
ny			بھلا ہے وہی جو طمع دار نئیں	
		(1051)	طمع تے جو حُرمت کوں نقصان ہے	
	اَدمین		طمع بھوت اَدمین[1] کوں زیان ہے	[1] آدمی
		(1052)	ولے جن قباحت کوں نا فام ہے	جو طمع میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے
			اُسے ایسی باتاں سوں[1] کیا کام ہے	[1] ایسی باتوں سے
ny		(1053)	منجے یاد بن اس کے کُچ کام نئیں	
ny			منجے ایک تِل اُس بن آرام نئیں	
		(1054)	لٹا جیو میرا ہیبت اِس ٹھار کا	یہاں کی ہیبت ناکی سے میں لُٹ چکا ہوتا
			نہ اَچتا اگر یاد اُس نار کا	اگر اُس نازنین کی یاد کا سہارا نہ ہوتا
		(1055)	جو جیوتا ہوں میں دیک[1] دُکھ دھات دھات	[1] ہر قسم کے دُکھ دیکھ کر جیے جاتا ہوں
			کہ عشق اُس سکی[1] کا ہے آبِ حیات	[1] کہ محبوب کا عشق آبِ حیات ہے
		(1056)	جو شہ میں بنگالے کوں آنے کِیا[1]	[1] ارادہ کیا
	مَنا		منا[1] کر منجے باپ بی پند دیا	[1] باپ نے منع کر کے نصیحت کی
ny		(1057)	بہت دھات سمجا کھیا خوب نئیں	
			عِشق بازی کرتے نہیں یوں کہیں	
		(1058)	جِتا باپ کہہ کہہ منجے سر دُھنیا[1]	[1] مغز پاشی کی
ny			سو اُس باپ کی بات میں نئیں سُنیا	

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1059	چلیا وو نِچ بنگالے کے شہر اِدھر	
			سو ما باپ کی بات کوں ٹھیل[1] کر	[1] ٹھکرا کر
		(1060	سو دھن عشق کے مد[1] سوں ماتا[2] اتھا	[1] شراب عشق محبوب سے مخمور تھا
			پکڑ باٹ میں اپنی جاتا اتھا	
		(1061	یو راکس نے آ بند[1] پکڑیا مُنجے	[1] گرفتار
			کہیں جانے نا دے کے جکڑیا منجے	
		(1062	سنگاتی جو لوگاں اُتھے آس کر	
			یکیلا منجے سٹ[1] کے گئے نھاس[2] کر	[1] چھوڑ کر [2] بھاگ گئے
کوئی		(1063	سو ایسے خرابے میں یاں آج کوئ	
			نہیں دوسرا بھی خدا باج کوئ	
		(1064	توں یاں کیا سبب شاہ آیا اَہے	
			تجے کون اِس ٹھار[1] لیایا اَہے	[1] جگہ
		(1065	یو راکس کے آنے کیرا[1] وقت ہے	[1] کا
			توں جاتا نہیں جیو کیا سخت ہے"؟	
		(1066	کہے شہ کہ "ای گنونتی گن[1] سنگھار	[1] ہمہ صفت موصوف
			توں دِستا ہے میرا بہت دوست دار	میرا دم ساز نظر آتا ہے
		(1067	ترا ہور میرا سو یک حال ہے	تیرا میرا حال یکساں ہے
			دو مچھلیاں بچاریاں کوں یک جال ہے	بچاری دو مچھلیوں کو ایک جال ہے
		(1068	کہ میں خستہ دل ہور توں دل فگار	
ہے			ہمیں دونو مل اَب اَچھیں ایک ٹھار	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	ہے	(1069	ہمیں دونو عاشق دَرد مند ہے	
	ہے		ہمیں دونو یک پھند میں بند ہے	
	ہے	(1070	ہمیں دونو پنکھی ہیں یک باغ کے	
	ہے		ہمیں دونو شعلے ہیں یک داغ کے	
	ہے	(1071	ہمیں دونو یک باٹ کے چلن ہار	
	ہے		ہمیں دونو یک گھاٹ پر ہیں سوار	
	ہے	(1072	ہمیں لاأبالی اَہیں باوَلے	
	ہے		ہمیں جاں خیالی ہیں اُوتاوَلے[1]	[1] بے صبر
	ہے	(1073	ہمیں دونو شوقی ہیں یک شوق کے	
	ہے		ہمیں دونو ذوقی ہیں یک ذوق کے	
		(1074	ہمیں دونو بدلائے ہیں بھیس کوں	
			ہمیں دونو جاتے ہیں پردیس کوں	
		(1075	ہمیں دو پریشان یک جمع کے	
			ہمیں دو پتنگاں ہیں یک شمع کے	
		(1076	ہر ایک ٹھار دو میں محبت اَہے	
			کہ عاشق کوں عاشق کی صحبت اَہے	
		(1077	دنیاں میں نہیں کوئی عاشق بغر[1]	[1] دنیا میں سوائے عاشق کے کوئی نہیں
			جو دُکھ کوئی کس کا سُنے کان دھر	جو کسی کا دُکھ کان دھر کر سنے
		(1078	کہ عاشق دُکھی دُکھ بھاتا ہے اُس	
			دُکھی ہے وو سچ ، دُکھ سُہاتا ہے اُس	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	گئی	1079	دُکھی کوی تو اِس دوَر میں آج کِس	
			نہ کہہ وو دُکھ اپنا دُکھیا باج کِس	دکھی دکھیا کے سوائے اپنا دکھ کسی سے نہیں کہتا
		1080	دُکھیا تیرے دُکھ کا سَنگاتی اَہے	
			تیرے دُکھ کی بات اُس کوں بھاتی اَہے	
		1081	سُکیا[1] کے گنے[2] جا کے دُکھ بولے جو	[1] سکھی [2] کے پاس جو اپنا دکھ کہے
			اَپس پر ہنسا لینے منگتا ہے وو	وہ اپنی تضحیک کرالینا چاہتا ہے
nie		1082	جو طاقت تجے نَیں ہے دُکھ سونے[1]	[1] جھیلنے
			تو دُک کہہ اَپس جائے دُکھیا گنے[1]	[1] کے پاس
		1083	دُکھیا[1] دُکھ تے خوش ہور سُکیا[2] سُکھ سَتی	[1] دکھی [2] سکھی
			نہیں سُکُ[1] کوں نسبت ہے کچھ دُکھ سَتی	[1] سکھ
		1084	سُکیا کِس کے دُکھ کوں اَنپڑتا[1] نہیں	[1] پہنچتا، مراد سمجھتا
	سکھ یا دکھ یں		کہ سُکھیا کوں دُکھیاں سوں پُرتا[1] نہیں	[1] میل
		1085	پِرت جس کے من میں[1] بَیسی[2] اَہے	[1] میں ہی [2] بیٹھی
			وو کیا جانے خوشحالی کیسی اَہے	
	گئی	1086	جو کوئی شادمانی سوں سَنپوُر[1] ہے	[1] بھرپور
			سو اِس غم کی لذّت تے وو دور ہے''	
		1087	کھتی ھوں نکھ میرا رو کر میری سکیل کوں	
			بلتل وکد پلیتی آپونچتے انکھیل کوں؟	

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1088	اسی عشق کی بات کوں دھات جو کرتے اُتھے شاہ اُس کے سنگات	
		1089	سو راکس دیکھے دُور تے آوتا وو ناسعد جیوں رعد ارڑاوتا[1]	[1] چیختا، چلاتا
		1090	جو بھوتیچ اَنگے دھس[1] کر آنے لگیا شکل بد شکل کر ڈرانے لگیا	[1] گھس
		1091	سو شہ آیت الکرسی پڑ پھونک کر کیے دور اُسے، موں اُپر تھونک کر	منھ پر تھوک کر
ny		1092	تو راکس وو نزدیک آ نیں سکیا رَھیا دور ٹک ہات لا نیں سکیا[1]	[1] لگا نہیں سکا
ny		1093	ڈرے نیں جو شہ دیو مغرور تے لگیا سنگ بِھرکانے[1] وو دور تے	[1] دور سے سنگ باری کرنے لگا
	جی ؤ	1094	جو اُٹ شہ کِیا جیو اپنا بڑا کماں اُتری تھی اُس کوں چیلا[1] چڑا	[1] اُتری کمان کو چلّہ چڑھا کر
	بھُ ئیں	1095	کشش[1] کر جو شہ تیر مارے سو وو پڑیا بھیں پہ تِل[1] سپر[2] اُپر پانوں ہو	[1] کھینچ [1] نیچے [2] سر
		1096	اُلٹ یوں دِسے زخم کھا سپر میں کہ جیوں عکس اُچھے جھاڑ کا نیر[1] میں	[1] پانی میں پیڑ کا عکس نظر آئے
		1097	دُھلارا[1] اُٹھیا یوں وہاں سر بسر زمیں اُڑ چلی جانوں اُسماں پر	[1] گرد کا طوفان

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1098)	فرنگ میان تے کاڑے[1] شہ جان یوں	[1] نکالے
			نکلتا ہے کنچلی میں تے سانپ جیوں	
		1099)	کیئے چوٹ یوں شاہ نزدیک آ	
			کہ کو بیں[1] اوپر پڑیا سیس[2] جا	[1] بیں کوں [2] سر
		1100)	علامت قیامت کی پیدا ہوئی	
			زمیں چور آٹا ہو میدا ہوئی	
		1101)	اُڑے سنگ یوں اُس ڈھلارے منے	غبار میں سنگریزے یوں اُڑ رہے تھے
			کہ تیراں ہو لگتے تھے بارے منے[1]	[1] ہوا میں جیسے تیر چل رہے ہوں
		1102)	اُڑیا گرد چونڈھر[1] کیئے شہ جو جنگ	[1] چارسو
			چھپیا باگ پرگٹ[1] ہوا ہے بھونگ[2]	[1] ظاہر [2] سانپ
		1103)	کھوا[1] کھو سوں ہے لال شہ جان کا	[1] تلوار
			کہ یا ہت[1] میں ہے شاخ مرجان کا	[1] ہاتھ تشبیہ
		1104)	رگت[1] سمند یوں بھر وہاں رہ گیا	[1] خون کا سمندر
			کہ دھرتی ڈبی ہور انبر بہہ گیا	زمین ڈوب گئی اور آسمان بہہ گیا
		1105)	طبق نو، شفق رنگ رگت[1] سو بھرے	[1] خون
			نزیک ہے جو دھرتی اجل جھل مرے	
		1106)	نول[1] شہ عجب بل ہے تج کھڑگ[2] کوں	[1] نیا شاہ یعنی شہزادہ [2] تلوار
	اَدمُئی		کہ ادموئی[1] کیا مار کر مرگ[2] کوں	[1] ادھ موا [2] حیوان
		1107)	عرق سوں عرق کر سپٹ[1] فرش کوں	[1] سارے
	بھئیں		کہ بھیں ہو لگی موج جا عرش کوں	زمین موج بن کر عرش سے جا لگی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1108	جو آیا مُسلّم وو دم داٹ[1] کر	[1] چھلانگ لگا کر
	گئے		فرشتے عَرش پر تے گئے نھاٹ[1] کر	[1] بھاگ کر
		1109	حیات آکے دی شاہ کوں خوش خبر	
			لہو پی دَنڈیاں کا، اَجل پیاس بھر	اجل نے جی بھر کر دشمنوں کا لہو پیا
		1110	عطارد قُطُب ہور مریخ خاں	
			مِلے آکے تینو یُو نوخیز جاں	
		1111	کِئے شہ ہلاک اُس بد افعال کوں	
			کہ مہدی سٹے مار دجّال کوں	
		1112	علی دست تھے شہ کوں ہر ٹھار فتح	
			کہ نصرت رفیق ہور ہے یار فتح	
		1113	کِئے شُکر تب شاہ کرتار[1] کا	[1] پروردگار
			پکڑ پَنْت چلے بھی[1] اُسی نار کا	[1] بعدازاں

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1114	دو باٹاں[1] مِلیاں باٹ میں ایک ٹھار	[1] راستے
			کہے شہ عطارد کوں واں ٹک بچار	
	ہے	1115	ہمیں یاں تے کس باٹ جانا اِتال[1]	[1] اب
			کہ دل شاد ہو، پائیں دھن کا وصال	
		1116	کھیا یُو برابر دو باٹاں اَہیں	
			ہر یک باٹ کوں چھار گھاٹاں اَہیں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1117	پھر نہار نہیں ہے قدر ہور قضا	
			جدھر جائے گا شہ توں تیرا رضا	
		1118	ادھر بی پریاں ہور اُدھر بی پریاں	
			کہ اچھتیاں اہیں یاں کدھر بی پریاں	
		1119	جنگل کے جناور[1] تے پا خوش شگن	[1] جانور مراد پرندے
			عطارد ستی بات اِس دھات سُن	
		1120	چلیا دل میں رکھ دھن کے مکھ کا سو دھیان	
سِدھے			سیدھے[1] بازو کی باٹ وو شہ جوان	[1] دائیں طرف
		1121	روانا ہوا واں تے شہ باند صف	
			کہ مرداں کوں ہے فتح سیدی[1] طرف	[1] دائیں
		1122	دِسیا ایک جاگا فرح بخش واں	
			پنکھی کرتے تھے چونچہ سوں نقش واں	چونچ سے تصویریں بنا رہے تھے
کال وے		1123	کہ بہتے تھے واں کالوے[1] نیر[2] کے	[1] نہریں [2] پانی
			اَتھے جھاڑ انار ہور انجیر کے	
		1124	کہ ابزا ہریا[1] ہور ہوا تر اتھا	سبز
			گھڑی بھر وہی شاہ کوں گھر اتھا	
		1125	شہنشہ اَپے آکے اُترے تھے جاں	
			سو یاقوت ریزیاں[1] کی بالو[2] تھی واں	[1] یاقوت کے سنگریزے [2] ریت
		1126	سو قطعہ گلستان کا وو نہ تھا	
بہشت			چمن بہشت کا بھیں پر اُتریا اتھا	بہشت کا چمن زمین پر اتر آیا تھا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1127	یتا خوب تھا وو ہوا دار ٹھار[1]	[1] مقام
			کہ جنّت لیوے واں تے رونق اُدھار	
		(1128	یکایک دِسیا ایک نزدیک باغ	
			ہُوا اُس کی باساں[1] تے تر سب دماغ	[1] خوشبوؤں
		(1129	کہ پاتاں[1] کے پردیاں[2] کوں سب پھاڑ کر	[1] پتوں کے [2] پردوں کو پھاڑ کر
			پُھلاں[1] جھانکتے تھے سِراں کاڑ کر[2]	[1] پھول [2] سر نکال کر جھانک رہے تھے
		(1130	بنفشہ مُشک پائیٔ تھی بال میں	
			سرُو رقص کرتے تھے آ حال میں	
		(1131	دو بازو دو دِھر جھاڑ دو رِشت[1] ہو	[1] دورویہ
			پوَن مد[1] سوں ڈُلتے[2] تھے سب مست ہو	[1] ہوا کے نشے [2] جھومتے تھے
		(1132	سروداں سو مرغاں کے نالے تھے واں	پرندوں کے نالے سرود جیسے تھے
			سُرَیاں[1] کلیاں، پھول پیالے تھے واں	[1] صراحیاں
	سُرنگ	(1133	سو رنگ[1] ساتوَلے، خوب پاتاں بھرے[2]	[1] خوش رنگ [2] پتوں سے لدے ہوے
			ندیم ہو کے بلبل جو چالے[1] کرے	[1] شوخیاں
		(1134	سو طاوس، پنکھی، طوطی، کبک، ہنس	
			پکڑ پیٹ لوٹنے[1] لگے ہنس ہنس	[1] لوٹ لگانے
		(1135	وو سب خوش ہو بلبل کے چالیاں[1] اُپر	[1] شوخیوں
			اُچھلتے اَتھے مست ہو ڈالیاں اُپر	
	بچ بچ	(1136	رہے بچہّ چمن میں پھول اَحمری[1]	[1] لال رنگ
			کہ ہنستی ہے خوشحال ہو دھرتری[1]	[1] زمین

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1137)	بھنوؔر[1] جھونڈ[2] ہو بن میں گھُمتے اَتھے	[1]بھنورے [2]جھنڈ
			سو پھولاں کرے[1] مُوکھ چُمتے اَتھے	[1]کے
		1138)	چمن تر نہ شبنم کے ہے آب سوں	
			کہ موں دھوئے ہیں پھول گُلاب سوں	پھولوں نے عرق گلاب سے منہ دھولیا ہے
		1139)	برگ بار آئے ہیں اِس دھات سب	
	گے		کہ چھپ گئے پھلاں کے تلیں[1] پات سب	[1]پھلوں کے نیچے پتے چھپ گئے تھے
		1140)	یکس تی[1] چمن ایک مقبول ہیں	[1]ایک سے ایک
			کہ بھونرے پتنگ[1]، ہور دیوے[2] پھول ہیں	[1]شمع [2]پروانے
		1141)	سو شہ آنے کی یوٗ خبر سوٗن کر	
			بنڈیاں[1] سُرخکاں[2] چونریاں[3] چون[4] کر	[1]بھنویں [2]پتوں نے [3]بُھریں [4]چُن
		1142)	نکٹ[1] ساز[2] کر مور سب آئے ہیں	[1]نزدیک [2]سنگھار
			ہیراں پر جڑت کے طرے[1] لائے ہیں	[1]ہیرے جواہرات کے طرّے
		1143)	چمن کی چنگیریاں[1] میں بھر پھول اپار	[1]پھولوں کی ٹوکری
			لگیا لیانے شہ تائیں[1] مالی بہار	[1]کے پاس
		1144)	یتا پیک[1] ہوا تھا وہاں کِشت[2] کوں	[1]فصل [2]کھیت
	بھشت		کہ رشک آئے اِس باغ کا بہشت کوں	
		1145)	خزاں کوں نہ تھا آنے اِس ٹھار[1]، ٹھار[2]	[1]مقام [2]جگہ، موقع
			بہار[1] ہور بھیتر[1] اَتھا سب بہار	[1]باہر اور اندر
		1146)	کہے شہ عطارد کوں یوٗ کیا اَہے	
			عجب ٹھار ہور خوش تماشا اَہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1147	عطارد کھیا، ''شہ پریاں ہے[1] یہاں	[1] ہیں
			پریاں کم نہیں، کچ بھریاں[1] ہیں یہاں	[1] پرشباب
		(1148	بڑی یک پری یاں ہے مہتاب ناٹوں	
			کرے ہے وو اِس باغ میں آج ٹھاٹوں[1]	جگہ مراد قیام
		(1149	یو پنکھیاں[1] جو دِستے سو پنکھیاں نہیں	[1] پرندے
			پریاں اِس پری کیاں ہیں شہ یو سبھیں''	
		(1150	کہے شہ کہ '' خوش ٹھار[1] پر آئے ہیں	[1] اچھے مقام پر
			تماشا عجب دیکھنے پائے ہیں''	
		(1151	سُلکھن پری ناٹوں جو داس[1] تھی	[1] خدمتگار
			سِتارا ہو مہتاب کے پاس تھی	
		(1152	ہر یک بات میں اُس سوں محرم اَچھے	
	جی ؤ		سو جم[1] جیو جیوں[2] دھن وو ہمدم اَچھے	[1] ہمیشہ [2] مانندِ جان
		(1153	اَتھا اَنت[1] مہتاب کا فام اُسے	[1] مزاج
			کہ فرمائے مہتاب ہر یک کام اُسے	
	ووچ	(1154	اَگے[1] تھیاں سکیاں سب، بڑی ووچہ[2] تھی	[1] ماتحت [2] وہی
	ووچ		سو اُس دھن کے گھر کی بڑی ووچہ تھی	
	جوکُچ	(1155	جُکچِہ بات بولے یو مہتاب سات	
			سو سُنتی تھی مہتاب سب اُس کی بات	
		(1156	محبت سو دونو مَنے یوں اَتھا	
	کچ		کہ باندی بی بی کا فَرق کچ نہ تھا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1157)	لگے اب خودی عشق تو ہر کہیں	
			دیوانا اَہے ذات ڈھنڈتا نہیں	
		1158)	نہ مسجد نہ بُت خانے کا فام ہے	
			کہ پروانے کوں شمع سوں کام ہے	
		1159)	نہ بوُجے بھلی اور بُری ٹھار کوں	
ہُئی			شمع ہُوی تو بس اُس جَلَن[1] ہار کوں	[1] جلنے والے کو
جی وَ		1160)	اَہے جیَو پر جیَو جاں یار ہووے	
			پتنگ جل مرے شمع جس ٹھار ہووے	
		1161)	اُسے چاشنی نہہ[1] کی اَنپڑی[2] اَہے	[1] محبت [2] پہنچی
			لذّت خوب جلنے کی سَنپڑی[1] اَہے	[1] اختیار میں ہے
کوئی		1162)	محبت میں سب کوئی سارا[1] نہیں	[1] کامل
			یوُ کام عقل میں آنہارا[1] نہیں	[1] آنے والا
		1163)	شہنشاہ غازی کوں دیکھی وو جیوں	
			کہی جا کے مہتاب کے پاس یوں	
		1164)	سو "یک آدمی زاد آیا ہے یاں	
			سو لئی لوگ سنگات لیایا ہے یاں	
کِتا		1165)	صفت اُس کی تُجہ پاس کیتا کروں	
جِتنا			نہ سرسی[1] صفت اُس کی جیتا[2] کروں	[1] نہ ختم ہوگی [2] جتنا
		1166)	اَوّل تے ترِے کان بھرتی[1] ہوں میں	[1] ہوشیار کرتی ہوں
ہُئے			کہ متوالی ہووے گی[1] کہ ڈرتی ہوں میں	[1] شاید تو عاشق ہو جائے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
ny	ल्या	1167	کہ میں دیک کر تاب لیا نیں سکی	
ny			یوٗ بات اپنے دل میں چھپا نیں سکی	
		1168	جو ٹک دیکتی زیاشت[1] دیدار میں	[1] زیادہ
			نہ آسکتی پھر واں تے اس ٹھار میں"	
		1169	ستالیا[1] وہاں شوق مہتاب کوں	[1] مہتاب پر شوق نے غلبہ کیا
			کیا آتش اِس دھات[1] اَپس آب کوں	[1] طرح
		1170	کہی، "چل وو شہ کاں ہے دِکھلا منجے	
			کہ اوّل تے معلوم یوٗ تھا منجے"	
		1171	جو سنگات مہتاب کوں لیائی وو	
			سلکھن سکی شہ کوں دکھلائی وو	
	ہُئی	1172	سو مہتاب دیکھ شہ کوں بے تاب ہوی	
	ہُئی		محبت سوں گل جیوں وو گلاب ہوی	
		1173	پڑی مست ہو یوں وو یک ڈگ[1] منے	[1] ایک قدم میں اتنی مست ہوگئی
			کہ اٹھنے کی طاقت نہ تھی اُس منے	
	جی ؤ	1174	لگا جیوٗ وو نار اُس لال سوں	
			وہاں تے اُٹھی بارے ہر حال سوں	
		1175	کہی "یوٗ فرشتا اَہے یا بشر	
			یکایک اِسے یاں ہُوا کیوں گزر	
		1176	کہ اِس باٹ کوں آدم آتا نہیں	
			جو آتا سو بھی پھیر[1] جاتا نہیں	[1] واپس

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1177)	خُدایا سلامت رکھ اِس شاہ کوں	
			پریاں تے امانت[1] رکھ اِس شاہ کوں"	[1] محفوظ
		1178)	کہی ، شہ عجب خوب محبوب ہے	
			اَچھے دل جو مُنج پر[1] تو کیا خوب ہے	[1] مجھ پر جو دل آجائے
		1179)	اندیشا بھی دل میں اُنے یوں کری[1]	[1] اُسے یہ اندیشہ بھی ہوا
			کہ یۂ آدمی ہور میں ہوں پری	
		1180)	دیوانی ہو باتاں کروں سۂ دہ[1] کھوے	[1] ہوش، سُدھ
			پری ہور آدم سۂں کیوں جوڑ ہوے	

رُباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
cow		1181)	گۇ[1] شاہ یۂ اس باغ مَنے آوے گا	[1] کب
cow	نیہہ		گۇ شاہ مُنجے نیہ[1] سۂں گلے لاوے گا	[1] محبت
cow	ہے	1182)	گۇ شاہ ہمیں[1] مل کے یہاں بیٹھیں گے	[1] ہم
cow	جی ؤ		گۇ شاہ سۂں مِل جیۂ خوشی پاوے گا	

☆☆☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1183)	سُلکھن سَکھی ناز پَروَرد کوں	
			لطافت کیرے[1] باغ کے وِرد[2] کوں	[1] کے [2] حاضر ہونے والی
		1184)	کہی پانوں پر ہات رکْ[1] ماہتاب	[1] رکھ
			کہ" شہ کوں بُلا لیا تُوں جا اب شِتاب	
		1185	تُہیں[1] دوست مُنج ہور تُہیں[1] یار ہے	[1] تو ہی
			ترا مُنج اُپر لئی[1] یۂ اُپکار[2] ہے	[1] بہت [2] احسان

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1186	کہ شہ ایسے کوں، مُنج کوں دکھلائی توں نہیں آتی تھی میں، ستم لیائی توں	
		1187	مرا پانوں پڑنا[1] توں کہہ، ہور سلام یو شہ کاں تے آیا، خبر لے تمام	[1] میری طرف سے قدم بوسی کہنا
		1188	کہ سکتی نہیں میں وہاں لگ انپڑ[1] بدل[1] میرے توں شاہ کے پانوں پڑ	[1] پہنچ نہیں سکتی [1] میرے عوض شاہ کی قدمبوسی کر
	کُئی	1189	چھپائی ہوں میں اس سبب آپ[1] کوں مبادا خبر کوئی کرے باپ کوں	[1] خود
		1190	توں بیگ[1] اب ریجھا کر مِٹھی بات سوں بلا لیا یہاں لگ ہر یک دھات سوں"	[1] جلدی
		1191	سُلکھن سکی[1] بات اِس دھات سُن اُچھلتی خوشیاں سوں چلی شاہ کَن[1]	[1] سکھی [1] کے پاس
		1192	اُسے دیک کر شاہ حیراں رہے مگر حور ہے یو پری ہیں، کہے	
		1193	سو نزدیک بِسلا[1] اُسے پیار سوں لگے بات شہ کرنے اُس نار سوں	[1] بٹھا کر
		1194	تیرا کیوں سکی یاں لگ آنا ہوا تجے دیک کر میں دیوانا ہوا	
	دئی	1195	وو اپروپ[1] دلدار حوری خطاب ادب سوں دِئی شاہ کوں یوں جواب	[1] نادر، غیر معمولی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1196	کہ تج تائیں اے شاہ میں آئی ہوں	
			خبر ایک مہتاب کی لیائی ہوں"	
		(1197	سُلکھن جو آئی تھی بھو ساز[1] سوں	[1] بہت بنگھار کر کے
			سو غمزے و چھند بند ہور ناز سوں	
		(1198	کہی، "کس شہر تے توں آیا ہے شہ	
			بھی[1] کس شہر کوں جانے منگتا سو کہہ	[1] اور
		(1199	مبارک ترا شہ یو آنا اَچھو	
			بندا ہو تیرے گھر زمانا اَچھو"	
ky		(1200	جو مہتاب گی[1] تھی سو گی شاہ کوں	[1] کہی
ky			سو کچھ دل تے بی جوڑ گی[1] شاہ کوں	[1] کہی
		(1201	"بُلاتی ہے وو نار اے شہ تجے	
			اِسی کام کوں بھیجی ہے یاں مُنجے"	
		(1202	کہی، "اے سُگھڑ شہ، توں اب بیگ[1] چل	[1] جلدی
			معطّل وہاں کام سب تج بدل[1]	[1] تیرے بغیر
	نَ کو	(1203	توں بیگانگی[1] یوں نکو[2] دیکھ شہ	[1] عجیب نظروں سے [2] مت
			کرم کر، وہاں لگ سو آ بیگ شہ	
		(1204	کہ سکتا ہے شہ آ، توں کیا ڈرا ہے	
			ہمارا وو نیں گھر، تیرا گھر اَہے"[1]	

1
یہ گھر جو کہ میرا ہے تیرا نہیں
پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں

سحرالبیان

فرہنگ/اشارے	ابیات	شمار	تلفظ	معاون تلفظ
	رُباعی			
[1] میں	اس باغ مَنے[1] آج جو آئی ہے پری	1205		
[1] تجھ پر جان و دل وار بیٹھی ہے	یکدل سُتی[1] ہیو تجنوں لگائی ہے پری			
[1] ولولہ انگیزی کے ساتھ	بھو دھات اُنس سات[1]، مجالس کوں سنگات			
[1] جلدی	اے شاہ تجے بیگ[1] بُلائی ہے پری	1206		
[1] کہے	عطارد کوں کَہے[1] "کیا ہے تدبیر اب؟	1207		
	کہ ہے کام یاں کا تجے فام سب"			
[1] مقام	کھیا، "شاہ یو تو عجب ٹھار[1] ہے	1208		
	ولے آج جانا سو ناچار ہے			
[1] طلب کرتی ہے	پری ہوکے منگتی[1] ہے ہمناں کوں یوں	1209		
	تو واں لگ ہمیں شاہ نا جائے کیوں		ہے	
	چل اے شہ، دِکھیں جا کے اُس نار کوں	1210		
[1] ٹوٹے محاورہ	نکو کھینچ، توٹے[1] تلک تار کوں		نَ کو	
	ضرور ہے رہنا اُس کے فرمان میں	1211		
	ہمارا ہے کون اِس بیابان میں			
	یہاں آج لگ کوئی آیا نہیں	1212		
کسی نے کسی پر بھروسہ نہیں کیا	کِنے دل کسی کا پتیایا نہیں			
[1] پتھر کے نیچے دفعتاً ہاتھ آجائے	پھتر تل[1] جو ہات آئے اوکل ستی	1213		
[1] تو اُسے حکمت سے نکالنا چاہیے	تو واں تے اُسے کاڑنا[1] کل ستی			
	ہمیں آدمی ہور پری دو ہے راست	1214		
	پری تے مروّت ہے آدمی میں زیاشت			

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1215	بلاتی وو اِس چاؤ سوٗں پر دُنبال[1]	[1] پھر
			تو واجب ہے ہمنا کوٗں جانا اِتال"	
			☆☆☆	
	جی ؤ	1216	کِئے جیؤ خوش ہور ہُوے ایک دل	
			چلے اُس سُلکھن سکی[1] سات مِل	[1] خوش اطوار ہمدم
		1217	اُٹھی دور تے دیک شہ کوٗں سو دھن	
			پری حور تے خوب چندر بدن	
		1218	پراں کا پریاں چھانوں[1] چھایاں اَتھیاں	[1] پری کے بازوؤں کا سایہ چھا رہا تھا
			لٹاں سب بِکھر مکھ پر آیا اَتھیاں	لٹیں چہرے پر بکھر گئی تھیں
		1219	اَچھیں نَین اُس کیس کالے مَنے	اُن کالی زلفوں میں آنکھیں یوں تھیں
			کہ مچھلیاں دو سَنپڑیاں ہیں جالے مَنے	جیسے دو مچھلیاں جال میں پھنس گئی ہوں
		1220	اُچھلتیاں ہیں بجلیاں اَبھالاں تلیں[1]	[1] بادلوں میں بجلیاں اُچھل رہی ہیں
			کہ نیناں جھمکتے ہیں بالاں[1] تلیں	[1] بالوں تلے نین چمک رہے ہیں
		1221	دِسے لالک[1] اُس نین بچ[2] یوں سوٗر	[1] سرخ ڈورے [2] بیچ
gy			کہ سُرخی سَٹی گئی[1] سفید آب پر	[1] سفید پانی پر سُرخی چھڑکی گئی ہو
		1222	سَٹے لال ڈوریاں سوٗں پُتلی کجل[1]	[1] کاجل
			کہ مریخ کے گھر میں آیا زحل	
		1223	سو دھن کے تن اوپر دِسے یوں گُہر	دلبر کے بدن پر موتی یوں دکھائی دیں
			کہ بیٹھے ہیں جُگنے مگر سروٗ پر	[1] جیسے سرو پر جگنو بیٹھے ہوں
		1224	اَنگے[1] ہو کے آ پانوں پر اَچپلی[2]	[1] آگے [2] چنچل
			سو مہ باغ میں شہ کوٗں لے کر چلی	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1225	شہنشہ کوں دھن باند، گلہار[1] کر	[1] گلپوشی کر کے
	پھاڑ		لے کر گئی اَپس پھاڑ پر پیار کر	پہاڑ
		1226	پَون عیش[1] تے پھول جیوں کھیل[2] کر	[1] فضائے عیش میں [2] پھول کی طرح کھل کر
			پلنگ پر وہ بیٹھے دونو میل[1] کر	[1] مل کر
		1227	دو پُھل[1] تھے اُنو[2] ہور چمن تھا پلنگ	[1] پھول [2] وہ دونوں
			کہ رہتا ہے دائم چمن پھول سنگ	
		1228	پلنگ شاہ کے تئیں جو واں لیائے تھے	
			سورج چاند جیسے اُسے پائے تھے	
		1229	سو اُس سات مل[1] یوں وو شہ جان تھے	[1] یعنی مہتاب کی ہم نشینی میں شاہ یوں تھے
	سُرَج		کہ بلقیس سوں جیوں سلیمان تھے	
		1230	سنگی شاہ سوں ایک ہو یوں اَچھے	
			کہ میٹھائی سوں مِل شکر جیوں اَچھے	
		1231	پری تو پھرائی[1] تھی ملنے کوں خیال[2]	پری دل ہی دل میں [1] وصل کا ارادہ کر چکی تھی [2]
			ولے شہ رکھے واں اَپس کوں سنبھال	
	جی ؤ	1232	لگیا جیؤ یک ٹھار جس زور سوں	[1] کسی ایک سے جب دل لگ گیا
			اُسے کچھ غرض نئیں ہے بھی[1] ہور سوں	تو اُسے کسی دوسرے سے غرض نہیں ہے
		1233	محبت کہیں یوں ہُوئی نئیں اَہے	
			محبت ہے جاں واں دوئی نئیں اَہے	
		1234	دِسے یوں تِل اُس مکھ میدان میں	چہرے پر تل ایسا لگتا تھا
			کہ حبشی بچے ہے گلستان میں	جیسے گلستان میں حبشی بچہ آ گیا ہو

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1235	جو کرتی اتھی بات دھن ، راج سوں	وہ شہزادے سے باتیں کر رہی تھی
			سو جھڑتے تھے بُند خوئے[1] کے لاج سوں[2]	[1] تو لاج سے پسینے کی بوندیں ٹپک رہی تھیں
		1236	کہ ناریاں میں وو نار سرتاج ہے	
			کہ جس میں شَرَم ہَور کچ لاج ہے	
	ہووے	1237	شَرَم ہَور لاج ہوے جس نار کوں	
			بھلا لیوے یک تِل میں سَیَنسار کوں	سنسار کو پلک جھپکتے مٹھی میں کرلے
		1238	جو محبوب اَچھے خوب خوش ساز[1] کا	[1] صاحب حُسن و جمال
	بُئے		شَرَم اُس کوں سنگار ہوے ناز کا	
		1239	شَرَم سوں اَچھے نار تو دل بُھلائے	
			شَرَم نَیں سو وو نار کیا کام آئے	
		1240	مِری بات سُن پند یوٗ راست ہے	
	جی ؤ		بھلے کوں شرم جیو تے زیاشت ہے	شرم جان سے زیادہ پیاری ہے
		1241	بھلا[1] ، ہاں نہیں پارتا[2] بھَرَم کوں	[1] شریف [2] بھرم کو نہیں توڑتا
	جی ؤ		بھلا، جیو دیتا اَہے شَرَم کوں	بھلا آدمی شرم کے لئے جان دے دیتا ہے
		1242	جے مومن مسلمان دل نرم ہے	
			نشاں اُس کے ایمان کا شرم ہے	
		1243	جو پیلے ؟ ہریک ٹھار چھب ہے اُسے	
			شرم لاج ہَور ناز سب ہے اُسے	
		1244	سو دھن مکھ دِسے شرم کے آب میں	رُخِ محبوب شرم میں ڈوبا ہوایوں لگے
			سَٹے ہیں مگر پھول گُلاب میں	جیسے عرقِ گلاب میں پھول پڑا ہو

حاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1245	لٹاں آ رھیاں یوں سو دھن گال پر کہ سُنبُل کی جیوں چھانوں گُلال پر	
		1246	شفق رنگ رکسوت سو اُس مہ کوں تھا بڑا حظ اُسے دیکھنا شہ کوں تھا	
	سُرَج	1247	سورج جا کے بھانا[1] لیا خواب کا کہ دن تاب دیتا ہے مہتاب کا	[1] سورج خواب کا بہانہ بنا کر چلا گیا کہ دن "مہتاب" کے تاب سے جگمگا رہا تھا
		1248	ادب سوُں سکی بَیٹ[1] کر شہ کنے سو باتاں لگی باٹ کیاں پوچھنے[1]	[1] بیٹھ [1] احوال سفر پوچھنے لگی
		1249	کہے بات یک ایک شہ اُس کے پاس پری ہَور شہ تھے مگر ایک راس[1]	[1] ہم طالع
		1250	محبت لگی دونو میں آئے کر رہے دونو یک ٹھار جیوُ لائے کر	
		1251	پری ماہتاب ہَور قُطب شہ سُجان اَپَس میں اَپے کہہ لئے بھائی بھان	
		1252	یو کاں کا سَگا ہَور وو کاں کی سَگی کِدھر تے کِدھر دوستی آ لگی	
		1253	وو شہ سات، ہَور شاہ اُس سات یار ملے آگ پانی دونو ایک ٹھار	
		1254	خبر جو سُنی شہ تے اُس دیو کی سو سیوَک ہو دھن، شاہ کا سیوْ کی[1]	[1] خدمت کی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1255)	کری مُشکر وو کام یوٗ ہووے کا	
			کہی، ”ڈر اَتھا مُنج بی اُس مُوے کا	
		1256)	نہ تھی نیند شہ رات کوٗں دھاک تے	
			چُھٹی آج اُس بھشٹ ناپاک تے	
		1257)	مُوا گاودی کُچ نہیں جانتا	
			پریاں کوٗں بی آ کے رنجانتا	
		1258)	عجب بد اَصَل شکل دھرتا اَتھا	
			پریاں کا دل اُس دیکھ ڈرتا اَتھا	
		1259)	چلنیا نَہیں کُچ اُس دیوٗ اَودھوٗت[1] سوٗں	[1] ہیبت ناک
			کِتا کر لڑیں گیاں پریاں بھوت سوٗں[1]	[1] پریاں بھوت سے کتنا لڑیں گی
		1260)	پریاں نازک ہَور دیو وو سخت تھا	
			پریاں نیک بختاں وو بدبخت تھا	
	جی ؤ	1261)	توٗں جم جیوٗ ہَور کر توٗں جم راج شہ	اے شاہ تو دائم سلامت رہ اور دائم راج کر
			توٗں جیوٗ دان ہمنا دیا آج شہ	
	تُرک مان	1262)	تُرکمان شہ توٗں بہت ہے دلیر	
			کہ تُجھ ہات تَل[1] دیوٗ ہوتے ہیں زیر	[1] کے نیچے، مراد تیرے ہاتھ سے
	ہووے	1263)	توٗں شہ ہووے گا ماہی و ماہ کا	
	پَے لا		کہ یوٗ فتح پَیلا[1] ہے تُج شاہ کا	[1] پہلا
		1264)	سدا جیوٗ ہَور دل تیرا شاد اَچھو[1]	[1] رہے
			پریاں کی یوٗ یک بات تُج یاد اَچھو	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1265	شرط کر اُنے ہات دی ہات میں	ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی عہد کیا
ky			کہ شک نیں ہے میں کئی[1] سو اس بات میں	[1] کبھی
		(1266	شہنشاہ اُس وقت بخشش میں آ	
			پری کوں دِئے کوٹ اُس دیو کا	
		(1267	ہُوا دیو جیو دے وہاں تے جُدا	
			کہ ظالم تے راضی نہیں ہے خدا	
		(1268	پری دَنڈی کے بند تے آزاد ہو	
			دُعا کی شہنشاہ کوں شاد ہو	
		(1269	کہی اُس سُلکھن کوں دھن ماہتاب	
			صراحی پیالا لے کر آ شتاب	
		(1270	کہ ماندے ہو شہ باٹ تے[1] آئے ہے	[1] راستے سے یعنی سفر سے
			سو تھنڈ، دھوپ، ہور باوَلی[1] کھائے ہے	[1] تیز و تند ہوا
		(1271	جسے عشق کا زور اَچھے سر بسر	
			اُسے تھنڈ ہَور دھوپ بارا[1] کدھر	[1] ہوا
صُرَی		(1272	صُراحی ہَور پیالا لے کر نار وو	
			پلانے لگی شہ کوں اُس ٹھار وو	
		(1273	پیالا نہ واں آپ بھاتے[1] پیے	[1] مرضی سے
			ضرورت کوں شہ اَنمناتے[1] پیے	[1] نیم دلی سے
		(1274	یَتا شاہ دل دھن پہ دھرتے اَچھے	
			کہ ہر پیالے کوں یاد کرتے اَچھے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	پی ؤ	1275	که صد حیف جو پیو اس ٹھار نئیں	
	جی ؤ		سو اس ٹھار وو جیو کا یار نئیں	
		1276	عجب کچ فرح بخش یو کیف ہے	
			ولے یار وو نئیں سو صد حیف ہے	
		1277	سو دھن ہت تے[1] پیالا جو شہ لیتے تھے	[1] محبوب کے ہاتھ سے
	ووں چ		سو کچ پی نہ پی وونچہ[1] سٹ[2] دیتے تھے	[1] ویسے ہی [2] پھینک
		1278	که معشوق جاں نئیں وہاں بھائے کیوں	
			پیالا پیا بن پیا جائے کیوں[1]	
		1279	پیالا پنے کوں مزا واں اَہے	
			که معشوق من بھاوتا جاں اَہے	
	جی ؤ پی ؤ	1280	جہاں جیو کا پیو بھاتا اَہے	
	جوکچ		جکچ واں کیے سو خوش آتا اَہے	
		1281	عجب اُس کی مجلس میں کچھ بھید تھا	
	جوکچ		جکچ جس کوں ہونا سو مستعید[1] تھا	[1] تیار تھا
		1282	اُتھا سب ولے واں نہ تھی نار وو	
			که خوش دل کرے شہ کوں اُس ٹھار وو	
		1283	اُٹھیا سر تے غُل بزم میں نوش کا	
			ہوا مست اخل[1] سُد اُڑیا ہوش کا	[1] عقل

[1] پیا باج پیالا پیا جائے نا - محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1284)	پُھلاں باغ میں ہنستے تھے شوق سوں	
			جناوَر چُرغتے[1] تھے سب ذوق سوں	[1] جانور چرتے پھرتے تھے
		1285)	دبیاں پھول رنگ رنگ دکاناں چمن	چمن رنگ برنگ پھلوں کی دکانوں سے سجا تھا
	بُی		کہ خوش بوی فروشی اَپے واں پَوَن	ہوا خوشبو فروش بنی ہوئی تھی
		1286)	جو شہ یاد کرتے تھے دھن گال[1] کوں	[1] محبوب کے رخسار
			تو گُو دیتے تھے[1] جا کے گُلال کوں	[1] بوسہ دیتے تھے
		1287)	سو نرگس کوں شہ دیک شہ مات تھے	
			کہ نین اُس سروقد کے اُس دھات تھے	
		1288)	جو شہ کوں جوبن یاد آتے اَتھے	
			تو نارنج[1] پر ہات پاتے اَتھے	[1] نارنگی پر ہاتھ رکھ دیتے تھے
		1289)	سو دھن قد کوں شہ خیال میں لائے کر	
			گلے لگتے تھے سرو[1] کوں جائے کر	[1] سرو کے پیڑ سے گلے لگ جاتے تھے
		1290)	گماتے[1] تھے شہ یوں وَقت بَن مَنے	[1] گزارتے
			سو دھن کا پِرت رَک اَپس من مَنے	محبوب کی محبت دل میں بسا کر

رُباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
ny		1291)	خوشحال ہو جیؤ آج خوشی پاتا ہَیں	
			پیتا ہوں شراب ہَور اثر آتا ہَیں	
		1292)	کانٹیاں کے ضَرَب دِستے اہیں. پھول سبھی	
			تُج باج سکی باغ مُنجے بھاتا نَہیں[1]	[1] تیرے بغیر باغ پسند نہیں آتا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			☆☆☆	
	جی ؤ	1293	عطارد کھیا، ''شاہ توں جیؤ جم[1]	[1] ہمیشہ جیے
	تُج غَ		سدا شاد اَچ توں کہ نَیں تُج غم	
		1294	توں وو جام پی جگ میں جیوں جم[1] ہُوا	[1] جمشید
			خوشی زیاںست، غم تھا سو سب کم ہُوا	
		1295	مری بات سُن اے چنچل قطب شہ	
			مُنجے دے رضا[1] ہور توں یانچ[2] رہ	[1] اجازت [2] یہیں
		1296	کہ میں جاکے واں کام کر آوں گا	
			سو تُج تائیں[1] اُس نار کوں لیاؤں گا''	[1] پاس
		1297	کھیا شہ کہ ''مُج کوں بی لے سات چل	
			مُنجے یاں تلک کی[1] توں لیایا اَول''	[1] کیوں
		1298	عطارد کھیا، ''شہ اُوتاوَل[1] نہ کر	[1] بے صبری
			توں عاقل اَہے اَپسے باوَل[1] نہ کر	[1] پاگل
		1299	نہ واں جاکے رہنے کوں کیں ٹھار ہے[1]	[1] قیام کے لئے کہیں مقام نہیں
			نہ واں آشنا کوئی نا یار ہے	
		1300	تجے کیوں لے کر جاؤں واں میں سنگات	
			کہ دور ہور دراز ہے اَجوں[1] شہ یۂ بات	[1] ابھی تک
ny		1301	توں عاشق اَہے ہور تجے فام نَیں	
			تجے ایسے کاماں سوں کُچ کام نَیں	
		1302	ستم چھوڑ دے، کر اَنند ہور سکھ	
	جھٹے		جھوٹے[1] کیا سبب دیکھتا، درد دُکھ	[1] خواہ مخواہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1303	غضب میں نکو آ توں مکھ موڑ کر	
			کہ دکھ نیں منگیا کوئی سکھ چھوڑ کر	
		(1304	توں نیں بات سنتا کہوں میں کیسے	
			خوشی دیتی زحمت کیے سو اسے	
		(1305	تجے خوب ہے شہ رہنے کوں یو ٹھار	
	ہُئی		کہ وو شہ پری ہوئی ہے تج سیتی[1] یار	[1] تجھ سے دوستی کر بیٹھی ہے
		(1306	بنگالا نگر یاں تے نزدیک ہے	
	نَ کو		نکو کر توں اے شاہ اب جھنجھلے[1]	[1] تکرار، رکاوٹ ڈالنا
		(1307	اندیشا اندیش[1] ہور تک فام[2] دیک	[1] غور کر [2] ذرا سمجھ
			کہ کیا کام کرتا ہوں توں کام دیک"	
		(1308	عطارد کی سن بات شہ چپ رہیا	
			کتک[1] وقت کوں پھر اسے یوں کہیا[2]	[1] کتنے ہی [2] کہا
		(1309	"نہ یہ جیو جانے، مرا جاں اہے	
			جو عاشق ہوا اس کوں سکھ کاں اہے	
		(1310	توں سکھ جانتا یو، منجے دکھ اہے	جسے تو سکھ سمجھتا ہے وہ میرا دکھ ہے
			میرا دکھ سو تیرے انگے سکھ اہے	
ny		(1311	لگے آگ جگ کوں، یو گلزار نیں	
			بہشت دوزخ ہے واں اگر یار نیں	
		(1312	ییتا میں جو سوئیا[1] سو اس دھن بدل[2]	[1] جھیلا [2] اس محبوب کے لئے
			نہ اس شہ پری تیں نہ اس دھن بدل	نہ اس پری کے لئے، نہ اس دلبر کے لئے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			(1313 توں دانا کوں جانیا ہے نادان کر	
			کہ انجان ہو بولتا جان کر	
			(1314 پری، یو پری تے وو ناری بھلی	اس پری سے وہ محبوبہ بہتر ہے
			اس آسودگی تے وو خواری بھلی	اس آسودگی سے وہ خواری بہتر ہے
			(1315 میرا حال جو ہے سو کہتا ہوں میں	اپنا حال تو تجھے بتا دیا
			توں اتنا کتا[1] ہے تو رہتا ہوں میں	[1]اب تو کہہ رہا ہے تو ٹھہر جاتا ہوں
			(1316 بھکاری درس کا ہوں کیں بھیک نیں	درشن کا بھکاری ہوں اور بھیک نہیں ملتی
			کہ عاشق ہوں اُس تے مُنجے دیک[1] نیں	[1]دیدار
			(1317 رضا میں دیا ہوں تجے جا اِتال	
			ولے بات میں توں اَپس کوں سنبھال"	
			(1318 کھیا[1] "شہ خدا ہے سنبھالن ہار	[1]عطارد نے کہا
			بھلے ہور بُرے تے سو ہر ایک ٹھار	
			(1319 جو صاحب سوں راضی ہو یک دل اچھے	
			اُس آسان ہووے جو مشکل اچھے	
			(1320 وقت کے بزرگاں دِئے ہے یو سیک[1]	[1]نصیحت
			کہ سودیس[1] جوری[2] ہے، پردیس نیک	[1]اپنا دیش [2]کلفت کدہ
			(1321 مُنجے فام کر شاہ توں فام سوں	اپنی سوجھ بوجھ سے مجھے بجھ
			کہ باندیا ہوں سر میں، ترے کام سوں	اس کام کا عزم تیری خاطر کیا ہے
			(1322 پرت پنت[1] لئی کچ کرے گا یہاں	[1]راہِ محبت بہت کچھ دکھائے گی
			سہوں گا جو مُنج پر پڑے گا یہاں"	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1323	شہنشہ کی توفیق[1] اس سات کر	[1] تسلی
	جو چُ		چلچ دل میں تھی بات وو بات کر	
		(1324	رکھیا شاہ کے پانوں پر سَر اُنے[1]	[1] شاہ کی قدمبوسی کی
			سراپا پتنگ[1] ہو کے پھر پھر اُنے	[1] پروانہ
	نہہ	(1325	بہت نیہ[1] سوں شہ اُس گلے لا لئے[2]	[1] محبت [2] لگا لے
	جو چُ		چلچ مستعیدی[1] منگیا سو دِیئے	[1] مصارف سفر، زادِراہ
		(1326	محبت صبر منگتا ھے جو توں اُوتلولا ھوے گا[1]	
			ارے لی دل سمجھ یک تل کتا توں بلولا ھوے گا	

رُباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1327	میں آج بنگالے کی طرف جاتا ہوں	
			مقصود جو ہے دل میں سو سب پاتا ہوں	
		(1328	یا دھن کے کن[1] اس شہ کوں بلا بھیجوں گا	[1] کے پاس
			یا شہ کے کن اُس دھن کوں لے کر آتا ہوں	

رفتنِ عطارد سوئے بنگالہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1329	رضا لے عطارد روانا ہُوا	
	بیگی چ خ		بنگالے میں بیگچ[1] جانا ہُوا	[1] جلدی ہی
		(1330	سو دو دیس[1] سا کن ہو واں تھیر کر[2]	[1] دن [2] خاموشی سے قیام کر کے
	پھی ی ر		تماشا دیکھیا شہر کا پھیر[1] کر	[1] گھوم پھر کر شہر کا تماشا دیکھا

---

[1] عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک — غالب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1331	گھرے گھر انند سکھ سنپور[1] تھا	[1] بھرپور
			خلق شاد سب ملک معمور تھا	
		(1332	دسیا[1] محل انچا سو اس دھات واں	[1] نظر آیا
			انپڑتا[1] نہ تھا عرش کا ہات واں	[1] پہنچتا نہ تھا
		(1333	سو وو محل تھا اس سگھڑ نار کا	
			تماشا دسے واں تے سیسار کا	
		(1334	چتر، گن بھرا[1] وو عطارد چنچل	[1] ہوشیار، خوبیوں کا مالک
			رہیا مشتری شاہ کے محل تل[1]	[1] نیچے
	مان ڈیا	(1335	دکاں مانڈیا[1] وہاں بہت ساز سوں	[1] لگایا
			لگیا کرنے تصویر بھو[1] ناز سوں	[1] بڑی لگن سے تصویریں بنانے لگا
		(1336	چتارے[1] وہاں کے خبر پائے کر	[1] مقامی مصوروں کو جب خبر ہوئی
			ہوے اس کے شاگرد سب آئے کر	
		(1337	دکھانے لگیا صورتاں دھات دھات	متنوع تصویریں تیار کرنے لگا
	جُڑی		جوڑی اس عطارد کے چو پھر جمات[1]	[1] عطارد کے گرد جماعت قائم ہوگئی
		(1338	اڑی یو خبر شہر میں پھوٹ کر	
			تماشے کوں جگ سب پڑیا ٹوٹ کر	
		(1339	سو اس دیس[1] وو مشتری شاہ نار	[1] روز
			لگی پھرنے آ محل میں ٹھار ٹھار	محل میں گھومنے پھرنے لگی
		(1340	جو دھن پاک دامن وو بے عیب تھی	
			یکایک سو اس وقت پر غیب[1] تھی	[1] خیالات میں گم

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1341	دو کھڑکیاں کُھلیاں باؤ[1] تے پھانک کر[2]	[1] ہوا کے زور سے [2] الگ ہوکر
چھ جے			چھجے پر تے دیکھی سو وو جھانک کر	
		(1342	"چتارا" کہی، "کاں تے آیا اَہے	
			اِسے کون اِس ٹھار لیایا اَہے"	
		(1343	مہروان نزدیک جو دائی تھی	
			خبر اُس عطارد کی وو پائی تھی	
		(1344	کہی وو کہ "اے مشتری شہ سُجان	
تُجّ جْ			غلام ہو اَچھو تُجّ گھر آسمان	
		(1345	دکھن تے یو آیا ہے اِس ٹھار پر	
اُمید وار			امیدوار ہو کر تیرے پیار[1] پر	[1] الطاف وکرم
جوگُئی		(1346	جُگوی پادشاہاں کے نزدیک ہے	
			بھلا ہے جو ہر ایک خوبی کہے	ضرورت سے کے حُسن وخوبی سے آگاہ کرے
جوگُئی		(1347	جگوی جو اصیل[1] ہور ذاتی[2] اَہے	[1] خاندانی [2] اعلیٰ نسب
			بڑائی[1] نہیں اُس تے آتی اَہے	[1] غلط بیانی
		(1348	بڑا یُو ہُنرمند واں کا اَہے	
			خبر لی ہوں میں یُو جہاں کا اَہے"	
		(1349	کہی مشتری شاہ اُس دائی کوں	
			مہروان اَپنی سگی مائی[1] کوں	[1] ماں برابر دائی
		(1350	"مگر آشنائی توں دھرتی اَہے؟	کیا وہ تیرا آشنا ہے؟
			کہ ایتی[1] صفت اُس کی کرتی اَہے؟"	[1] اتنی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1351	جواب اُس سکی کوں سو یو دائی دی	
			''توں یوں بولتی ہے مُنجے چپکے[1] کی[2]؟	[1] خواہ مخواہ ہی [2] کیوں
		1352	نہ اُس سات دھرتی ہوں کچھ غرض میں	
			جو اُس کا کروں تجھ گنے عرض میں	
		1353	سُنی چار لوگاں تے جیوں بات میں	
			کتی[1] ہوں تیرے پاس اُس دھات میں	[1] کہتی
		1354	چتارے[1] جو ہیں اس بنگالے منے	[1] مصور
			سو وو شاد ہو سب رہے اُس گنے[1]	[1] اُس کے پاس
		1355	پتیارا جو تیرا نہیں مُنج اُپر	
			تو آدمی کوں واں بھیج ہور لے خبر	
		1356	تو میرے اَنگے کی نٹھنی[1] ہو کے یوں	[1] سامنے کی بچی ہو کر
			جھٹاتی[1] مری بات لوگاں میں یوں؟	[1] دیدہ دلیری سے میرا کہا جھٹلاتی ہے؟
		1357	تُجے جھوٹ ہور سچ برابر ہے سب	
			نہ تُج میں مُلاذا[1] نہ تُج میں ادب	نہ تجھ میں لحاظ ہے نہ ادب
		1358	اَصیل[1] ہے توں یک باپ یک مائی کی	[1] تو اعلیٰ نسب ہے
			نکو توڑ توں یوں ادب دائی کی	
		1359	یو باتاں تُجے کون سکھلائے ہیں؟	ایسا طرزِ گفتگو تونے کہاں سے سیکھ لیا؟
			وو قصاً جو مُسکے کوں دانت آئے ہیں''	محاورہ
		1360	کہی ، ''دائی میں تُج سوں ہنستی اَتھی[1]	[1] مذاق کر رہی تھی
			توں نیں جانتی کی خبر مُج نہ تھی	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1361	تِری بات نا سُن سنوں کس کی بات؟	
			اری دائی میں نیں ہوں ایسی کجات[1]	[1] کم ذات
		(1362	گُنہ گر اَچھے گا تو مُنج بخش توں	
			نہ کر چُن، جھٹے[1] یوں میرے بخش[2] توں	[1] یونہی [2] عیب چینی نہ کر
		(1363	کہ دائی سو جیؤں مائی کی ٹھار ہے	
			تُجے کُچ گنا[1] بھوت بزکار ہے[2]	[1] کہنا [2] بے ادبی ہے
		(1364	لطیفا جو کرنا تو اِس بند[1] سؤں	[1] انداز، طریقہ
			کہ جیوں بَن میں راون اَچھے چھند[1] سؤں	[1] شان بے نیازی سے
		(1365	یتا[1] اتنے کؤں جاننا خوب نیں	[1] اس قدر
			ہنسی میں بُرا ماننا خوب نیں	
		(1366	توں جا اب بُلا اُس چِتارے کؤں یاں	
	صُرت		صورت غیب تے لِکھن ہارے کؤں یاں	
ly		(1367	کہ ڈھنڈتی تھی لئی دِن سَتی جاں تہاں[1]	[1] یہاں وہاں — روزمرہ
	ہُئے-گئی		کہ پیدا ہُوے نقاش کوئی خوب یاں	
		(1368	خُدا اُس کؤں لیایا ہے اِس ٹھار اب	
			محل کا اُسے کام فرمائیں سب	
		(1369	دیکھیں بارے نقاش کیسا ہے یو	
			دِسے گا اِتال آپی جیسا ہے وو	کیا ویسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے
		(1370	دیکھیں کام اُس ہور تُج بات آج	
			کہ مثلا[1] اَہے ایک پنت ہور دو کاج"	[1] مثل — ضرب المثل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
ہُئی		(1371)	سو یُو بات سُن دائیٔ انجان ہُوی	
ہُئی			وو نادان دھن مکھ پشیمان ہُوی	
		(1372)	کہی دائیٔ اپنی کوں، یوں کی کہی؟	دائی سے کہا، تو نے یہ کیا بات کہی؟
			ولے لا گلے دائیٔ کوں بھی کہی	دائی کو گلے لگا کر کہا
		(1373)	''نکو سُستی کر بیگی[1] سوں جا اِتال	[1] فوراً
			محل کوں چترنے[1] اُسے لیّا اِتال	[1] تصویروں سے آراستہ کرنے
		(1374)	کہ اِس مَحل کا آج مہتر[1] اَہے	[1] شبھ گھڑی
بھاگ ونت			عجب بھاگونت[1] خوب یُو گھر اَہے	[1] نصیبہ ور
		(1375)	جُگلوی عقل ہور فہم دھرتے اَہیں	
			ہر ایک کام مہتر سوں کرتے اَہیں''	نجمی سے پوچھ کر نیک ساعت میں
		(1376)	سو سُندھر بخت وَر چنچل مشتری	
			جو بھوتیچ منگ لے کے[1] مِنّت کری	[1] نہایت عاجزی کے ساتھ
		(1377)	بزاں[1] اُس کوں دائیٔ بُلانے چلی	[1] بعد ازاں
			اُسے بیگ اِس ٹھار لیّانے چلی	
gy		(1378)	عطارد کے نزدیک وو نار گی[1]	[1] گئی
ky			بُلاتی تجے مشتری شاہ، گی[1]	[1] کہی
		(1379)	سُتے[1] بخت جاگے ترے سر تے[2] آج	[1] سوتے [2] قسمت سے
ky			کہ تج آوو گی[1] مشتری نار آج	[1] کہی
		(1380)	خوشی خُرمی ہے تجے بخت آج	
			کہ یاری دِیے ہیں ترے بخت آج	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ / اشارے
		(1381)	عطارد یو سُن بھوت خوشحال ہو	
			چلیا شہ گن اُس دھن کے دُنبال[1] ہو	[1] پیچھے پیچھے
		(1382)	دیکھیا دُور تے مشتری شاہ کوں	
			سراپا[1] بہت دھات اُس ماہ[2] کوں	[1] مدح سرائی کی [2] مشتری
ly		(1383)	ملا لینے[1] کوں لئی اُولالے[1] کیا	[1] بتقریبِ ملاقات [2] اظہارِ گرم جوشی
			تماشے تماشے کے چالے[1] کیا	[1] دلچسپ حرکتیں
		(1384)	جو وو دائی اِس شہ کوں خوشحال[1] پای	[1] دائی نے عطارد کو مسرور دیکھا
			سو شہ کے حضور اُس پتارے کوں لیای	
		(1385)	عطارد کیا مشتری کوں سلام	
			کہ "شہ میں ہوں تیرا کمینا[1] غلام"	[1] خاکسار
		(1386)	ہنسی یو بچن سُن خوشی سوں سو دھن	نازنیں یہ سُن کر خوشی سے یوں ہنسی
			کہ ہنستا ہے جیوں باوٗ[1] تے پھول بن	[1] جیسے صبا سے چمن کھل اٹھتا ہے
		(1387)	دکھائی اُسے محل وو ٹھار[1]	[1] محل کا گوشہ گوشہ
			کہ "اِس محل کوں اِس وضا[1] توں سنْوار	[1] وضع
ky		(1388)	کہ میں گی ہوں، ہٹیوں توں کریگا جو راس[1]	[1] جیسا کہا ہے عین ویسا ہی کرے گا
			بکھیروں گی سُنا[1] ترے آس پاس	[1] سونا
		(1389)	نوازوں گی تج کو بہت دھات میں	
	دے دوں		جڑت کا تجے دیوں گی ہات[1] میں"	[1] گہنے کا نام
		(1390)	عطارد کھیا شہ کوں سر بھوئیں دھر[1]	[1] ماتھا فرش پر ٹیک کر
			کہ "میں کیا سکوں گا ترا کام کر	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1391	کرے گا نمک شاہ تیرا یوٗ کام	
			کہ میں کیا ہوں یوٗ کام کرنے تمام	
		(1392	ترا قصد[1] گر شاہ سارا[2] اَہے	[1]ارادہ [2]پختہ
			تو یوٗ کام سب ہون ہارا[1] اَہے"	[1]ہونے ہی والا

آراستنِ محلِ مشتری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1393	بجِدّ[1] ہو کے جدّ[2] وو جو دھرنے لگیا	[1]ڈٹ کر، دل لگا کر [2]کوشش
			سو اُس محل کوں نقش کرنے لگیا[1]	[1]مصوری کرنے لگا
		(1394	جو زرنیخ[1] جیوں چاند، سُنا سو سور[2]	[1]سفید سنکھیا [2]سورج
			سفید اب تارے ہیں سرخی سو نور	
ny	کُچھ چھ	(1395	عطارد چِتارے کوں نَیں کُچھ غم	
			کہ دھرتا اَہے ہات جوزا قلم	
		(1396	جو خوش ہو اُمَس[1] لیائے ٹک دِل مَنے	[1]جوش
			تو لگ محل[1] چترے وہ یک تِل[2] مَنے	[1]محل [2]جگ مگ چمکتے تصویروں سے سجائے
		(1397	نپٹ دھیان یک دل سوں دھرنے لگیا	
	نِچِتّ تر		نِچتّر[1] چتر وو چترنے لگیا	[1]انوکھی، نرالی تصویریں بنانے لگا
		(1398	کہیں بَن بیاباں، کہیں سَمُد[1] بھار	[1]سمندر
			کہیں مُرغ ماہی، کہیں پھول جھاڑ	
		(1399	کہیں شیر شَرزا[1] کہیں گج[2] تُرنگ[3]	[1]شیر ببر [2]ہاتھی [3]گھوڑا
			کہیں باز بحری، کہیں یک کُلنگ[1]	[1]بگلا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1400)	کہیں بُت، بُت خانے ہَور بت پرست کہیں نار ہَور پُرش یک ٹھار مست	
	امرت	1401)	کہیں شاعراں شعر کہتے اَہیں کہیں چشمے اَمریت کے بہتے اَہیں	
	دوانے، ہشار	1402)	کہیں ہیں مُلانے[1]، کہیں ہیں خُمار[2] کہیں ہیں دیوانے، کہیں ہیں ہشیار	[1] زاہد [2] رند
	سُتی	1403)	کہیں تخت پر کوئی سُتی[1] مست ہو کہیں بیٹھے دو یار ہمدست ہو	[1] سوتی
		1404)	کہیں پیر، شہید ہَور پیغمبراں کہیں دیو جن ہَور پریاں اچھریاں[1]	[1] اپسرائیں
		1405)	کہیں خُسرو ہَور شیریں یک ٹھار ہے کہیں لیلیٰ ہَور مجنوں دو یار ہے	
		1406)	کہیں گاتی گاوَن[1] خوش آواز سوں کہیں پاتراں[1] ناچتیاں ساز[2] سوں	[1] گانے والی [1] ناچنے والیاں [2] ناز و ادا کے ساتھ
		1407)	کہیں دھترے، مرغ، سیمرغ، سر[1] کہیں چاند سورج تارے اَنبر	[1] سارس
		1408)	چتاریا چتر وو اَپس ہات سوں سنّواریا محل کوں بہت دھات سوں	اپنے ہاتھوں سے تصویریں بنائیں
		1409)	رکیا چَوک بیچ چَوک اُس چَوک پر[1] نزاکت سوں سنگار نازوک کر	[1] چوکھنا در چوکھنا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1410	سہے[1] چوک اُس نقش میدان میں	[1] سُہائے
			کھلا[1] چاند کا جیوں ہے اَسمان میں	[1] ہالہ
		1411	لکھیا شہ کی صورت وہاں اُن جو آ	چوکھنڈے میں محمد قلی کی تصویر جو بنائی
			ہلی کاند رز جیو ، سب جیو پا[1]	[1] بے جان دیوار میں زندگی کی لہر دوڑ گئی
	کئی	1412	اگر اُس کوں باتاں میں کوئی کھولتا	اگر دیوار باتیں کر سکتی
			تو ہر سنگ اُس کا بچن بولتا	تو ہر سنگِ دیوار بولنے لگتا
		1413	اہیں سنگ جو اُس کاند رنگ رنگ میں	دیوار میں جو رنگ برنگے پتھر ہیں
			کہ تاثر[1] مسیحا ہے ہر سنگ میں	[1] اثر
		1414	یو تاثیر ہے شہ کی تاثیر تھے	
			کہ جیوں جھاڑ بڈتا[1] اَہے نیر[2] تھے	[1] نمو پاتا [2] پانی
		1415	لکھیا نقش سئیسار[1] کی نار[2] کا	[1] عالم کے [2] معشوقوں کے نقش بنائے
			کیا شہ کوں مدنا یک[1] اُس ٹھار کا	[1] اُن کے بیچ محمد قلی کو محبوب ٹھہرایا
		1416	چتر جھمکے یوں شہ کے مکھ بھان[1] تے	[1] آفتاب رُخ، روشن چہرے سے
			کہ روشن زمیں جیوں ہے اَسمان تے	
	دکھایا	1417	دیکھایا محل کوں جو مُستید[1] کر	[1] تیار
			کہ ہر ایک انگلی کوں تھا سو ہنر	
		1418	سراسر محل جیوں کیا بوستاں	محل کو پورا بوستان بنا دیا
	ہُئیں		کہ خوشحال ہوئیں دیک[1] سب دوستاں	[1] دیکھ
		1419	محل خوب اعلیٰ یو جیوں سُرگ[1] ہُوا	[1] جنت
			دنڈی[1] دشمناں کا سو جھل[2] مرگ ہُوا	[1] دشمن [2] حسد سے جل مرنے کا سبب ہوا

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1420)	اُسی دائی کوُں واں بُلا بھیج کر	
			کھیا، ''مشتری شاہ کوُں کر خبر	
	تے	(1421)	تُمیں کام جو گئے[1] تھے سو سب ہُوا	[1] کیے
			اُسے دیکھنے کا سو وقت اب ہُوا	
		(1422)	دیکھو یک نظر اِس محل کوُں اِتال	
ly	مَشَق قَت		کہ میں لئی مشقت کیا اِس دُنبال[1]	[1] اس کے پیچھے
	شَفَق قَت	(1423)	دھرو مُنج اُپر ٹُک شَفقت تُمیں	
	مَشَق قَت		کرو چیز[1] میری مَشَقت تُمیں	[1] بامراد کرو
		(1424)	ہر ایک کام ہوتا جو اُلاس[1] تے	[1] مسرت آمیز جوش وجذبے سے
			سو شاہاں کی اُمیّد ہور آس تے	شاہی داد و تحسین کی امید میں
		(1425)	اگر شہ کی اَچتی نہ اُمیّد آس	
			نہ ہوتا مُنجے یوں اُمَس ہور اُلاس[1]	[1] جوش و مسرت
		(1426)	بڑا شاہ وو ہے جو کچھ دان دے	
			نوازے ہُنرمند کوُں مان دے	
		(1427)	ہُنر زیاشت[1] ہوتا اَہے دان[2] تے	[1] زیادہ [2] داد و دہش سے
			نہ اُس کی فہم، عقل، ہور گیان تے	
		(1428)	نکو کر توں تقصیر کچھ دان کوُں	
			کہ ہوتا ہے بَل[1] دان تے گیان کوُں	[1] قوت
		(1429)	سُنَد یوں ہُنر پروری کا ہے شاہ	
			نہ یاں جھوٹ کچھ شاعری کا ہے شاہ	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	ہُنَرمَن	(1430	ہُنر ہے ہُنرمند کوں کیا غم اَہے	
	ہُنَروَن		جو بخشیں ہُنَروَند کوں سو کم اَہے	
		(1431	طلب ہے جو غالب طلب گار پر	قدرواں فن فن پارے کا طالب ہو
	ہُنَروَن		کرے ناز ہُنَروَند خریدار پر[1]	تو ہنرمند خریدار پر ناز کرتا ہے
		(1432	ہر ایک خوب جان ہَور خریدار نَیں	جو فن شناس ہے مگر خریدار نہیں
	ہُنَروَن		بچارے ہُنَروند کوں واں بھار[1] نَیں	[1] وہاں ہنرمند کو رسائی نہیں
		(1433	یو موقوف ہے سب خریدار پر	یہ قدرداں پر موقوف ہے
			سراَفراز کرنا سچ کار[1] پر	[1] فن کی قدر کرے اور نوازے
		(1434	ہُنَر خوب ہر بار ہوتا نہیں	فن ہر بار اپنی معراج پر نہیں پہنچتا
			رتن پاک ہر ٹھار ہوتا نہیں	
		(1435	اگر مانی اَچتا تو اِس وقت پر	
			تو معلوم ہوتی مری کچھ قدَر	
	جوچُج	(1436	چَلَچ نازکی ہے مرے کام میں	
			سو مشہور ہے روم ہَور شام میں	
		(1437	نہ کُچ آمنا[1] کس پہ دھرتا ہوں میں	[1] میرا کہا قبول کرنا لازم نہیں
			غرض بات دنیا کی کرتا ہوں میں	
		(1438	توں درمیانے آئی تو یوٗ کام کر	
			مرے کام کا کُچ سر انجام کر	

[1] بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1439	اُدھر سَٹ[1] نہ دے کام توں کر تمام	[1] لاپروانہ ہوجا
			کہ تیری بزرگی ہے، میرا سو کام	
		1440	جو سمجے سو وو بول کس نا دھرے	سمجھدار کسی کو الزام نہیں دیتا
			بَخَت[1] خوب نیں تو ہنر کیا کرے	[1] تقدیر ساتھ نہ دے تو ہنر کیا کرے
		1441	ہُنر ہَور بَخَت جب ملے ایک ٹھار	
	ہووے		تو دولت غلام ہَور خدا ہوے یار	
		1442	ولے دونو یک ٹھار آنا کدھاں[1]	[1] کہاں
			ہُنَروند مقصود پانا کدھاں[1]	[1] کہاں
		1443	کہ پنکھی کے تئیں زور پَر کا اَہے	پنچھی کو بازوؤں پر زور ہوتا ہے
			ہُنَروند کوں تقوا[1] ہُنَر کا اَہے	[1] ہنرمند کی طاقت اُس کا ہنر ہے
	ہنر وَن	1444	بخت نیں ہُنَروند کوں تو غم نہیں	فنکار کی قسمت کھوٹی ہے تو غم نہیں
			ہُنَر خوب کُچ بخت تے کم نہیں	فن بذاتہٖ خوش بختی سے کم نہیں
		1445	ہُنَر خوب اُس پر جو بَخَت ہے بلند	ہنر کے ساتھ قسمت کی یاوری لازمی ہے
			یوْ دونو بی ہوویں سُنا ہَور سگند[1]	[1] جیسے سونے کے ساتھ خوشبو ہو
		1446	توں خوشحال اَچ ہَور نکر کچھ غم	کیا غم ہے، خوش رہ
ly			بَخَت خوب لئی ہے ہُنَر خوب کم	ہنر کم عیار مگر قسمت تو اچھی ہے
		1447	وہی شاہ عالم میں عارف کوائے[1]	[1] کہلائے
			ہُنَروند کا لاڑ اجے[1] کوئی چلائے[2]	[1] جو [2] نازبرداری کرے
		1448	کہ نازک ہے یوں دل ہُنَروند کا	
			جو نیں تاب معشوق کی چھند[1] کا	[1] ادا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	ہُنَر وَن	1449)	ہُنر خوب ہُنَروند جو دھرتے اَہیں	جب ہُنر مند ہُنر میں طاق ہوتا ہے
			سو شاہاں اُپر ناز کرتے اَہیں	تو بادشاہ بھی اُس پر ناز کرتے ہیں
		1450)	ہُنر خوب جیُوں خوب محبوب ہے	
			ہُنَروند محبوب تے خوب ہے	
		1451)	سراؤں اُسے شاہوَر ساز سوُں	میں اُس شاہ کی خوبی کو سراہوں گا
			جو سوسے[1] ہُنَروند کے ناز سوُں	[1]ناز برداری کرے
		1452)	ہر ایکس کوُں دل، فہم سوُں جُفت[1] ئیں	[1]جوڑ، ہم رشتہ
			کہ عارف کھوانا[1] یوُ کچھ مُفت ئیں''	[1]کہلانا
		1453)	عطارد وہاں بیٹ[1] بھو مانْ[2] سوُں	[1]بیٹھ [2]بہت ادب کے ساتھ
			کھیا بات اُس دائی مہروانْ[1] سوُں	[1]مہربان
		1454)	''ہُنر میں جو اُس دھن کوُں کچھ فام ہوے	اگر وہ فن کے اسرار و رموز سے آگاہ ہے
			تو جس خاطر آیا سو وو کام ہوے''	تو میرا مقصد حاصل ہو گیا
		1455)	عطارد یوُ بات اُس تے بولیا کھچا[1]	[1]چھیڑ کر
			کہ دیکھے دل اُس نار کا ٹک بُجھا[1]	[1]تاکہ اُس کا دل ٹٹول کر دیکھے

دیدن آرائش محل وانعام دادن مشتری بہ عطارد

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1456)	کہی دائی جا مشتری شاہ کوُں	
	سُرَج		سورج جس تے روشن ہے اُس ماہ کوُں	
		1457)	کہ ''شہ مستعد سب ہُوا ہے محل	
			توُں اِس محل کوُں دیکھنے آج چل	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
ly		(1458	ترِے حکم کوُں شاہ جَس[1] لئیٔ[2] اَہے	[1] زور [2] بہت
			تُجے اِس محل کا ہوَس لئیٔ اَہے	تو اس محل کی بہت دلدادہ ہے
		(1459	توُں دھرتی تھی لئی دیس سوُں یوُ چ[1] آس	[1] یہی آس لگائے بیٹھی تھی
cow	ہووے		کہ کوُ[1] ہوے گا یوُ مرا محل راس[2]	[1] کب [2] تیار مراد پورا
		(1460	خُدا آس تیری تُجے اب دیا	
			کہ جیُوں محل منگتی تھی توُں، تیُوں کِیا[1]	[1] جیسا محل چاہتی تھی، ویسا ہی تیار ہوا
		(1461	محل دیکھ ہوَر مانْ[1] شہ ساچْ[2] کر	[1] اعتراف کر [2] سچ کر
			مری بات توُں ہوَر اُس کا ہنرؔ"	
	کہیا	(1462	کہ شاہاں گنے[1] جھوٹ کہیا نہ جاے	[1] کے پاس
	گئے		جِکوی جھوٹ گئے[1] سو پتیارا[2] گنوائے	[1] کہے [2] بھروسا کھو بیٹھے
	ہووے	(1463	بلند مرتبا جھوٹ تے ہوے پشت	
			دُنیا میں نہیں سچ تے کُچ خوب بشت	
		(1464	عیاں مشکل ہے دیکھنا عیب کوُں	
			ہُنر ہے سمجنا ہُنر عیب کوُں	عیب و ہُنر کو پہچاننا خود ایک ہُنر ہے
		(1465	اگر جھوٹ سچ کوئی بجھار[1] ہوے	[1] جھوٹ سچ میں تمیز کرنے والا
			ہُنر عیب جو ہے سو اظہار[1] ہوے	[1] ظاہر
		(1466	بچن دائیٔ کے سُن سو دھن کر مَنَجْ[1]	[1] غور
			درست ہے کِگر[1] اپنے دل میں سَج	[1] کر کے
		(1467	چلی نار اُس ٹھار اُس کے سنگات	
			تماشا محل میں دیکھی دھات دھات	ہر سو محل کا معائنہ کیا

معادن تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1468	محل دیکھ دائی کوں گل لائے کر[1]	[1] گلے لگا کر
			اَنند شوق ہور ذوق حظ پائے کر	
		1469	جو بولی اَتھی بات[1] وو دھن سُجان	[1] جو وعدہ کیا تھا
			عطارد کوں اُس تے بی[1] دی زیا ست دان	[1] اس سے کہیں بڑھ کر نوازا
		1470	شہاں کا دل اِس دھات اَچھنا بھلا	
			دُرُست اِس وضا[1] بات اَچھنا بھلا	[1] وضع یعنی اس طرح
		1471	خُدا جب جسے کُچھ دلاتا اَہے	
			توں شاہاں کے بی دل میں لیاتا اَہے	
	کئی	1472	خُدا جب دلاوے تو کوئ کچھ پاوے	
			شہاں کاں تے دیں جو خدا نا دِلاوے[1]	[1] اگر خدا نہ دے تو شاہ کہاں سے دے
		1473	خُدا پاس تے توں اُمید آس منگ[1]	
			اگر توں منگے تو خُدا پاس منگ[1]	[1] مانگنا ہی ہے تو خدا سے مانگ
		1474	جو شاہاں اُپر بول دھرتے اَہیں	شاہوں کو نشانۂ ملامت بنانا
			غلط ہے ، اُنو یاں وسرتے[1] اَہیں	[1] وہ بھول جاتے ہیں
		1475	عطارد کا حاصلِ مقصود کر	
			سُنا[1] دان دی دل کوں خوشنود کر	[1] سونا عطا کیا
		1476	جو یک ٹھار ٹک ٹھیر چنچل کھڑی	
			نظر شاہ کی صورت اوپر پڑی	
	صُرت	1477	صورت شہ کی دیکھت بُھلی[1] نار وو	[1] ہوش گم کر بیٹھی
			پڑی بے سُدھ ہو کر اُسی ٹھار وو	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1478	کِتنک وقت لگ[1] دھن وو بے ہوش تھی	[1] کتنی ہی دیر تک
			سو شہ کی محبت کرے جوش تھی	
		1479	کہ آہاں پر آہاں جو ماری اُنے[1]	[1] وہ
			سَٹی مست ہو ہوشیاری اُنے	مستی میں ہوش وحواس کو خیر باد کہہ دیا
		1480	سو وو دائیٔ پکڑی دُکھوں جھورنے[1]	[1] تلملانے
			لگی ہات آپس میں اَپے چُورنے[1]	[1] کفِ افسوس ملنے، پچھتانے
		1481	کہ "وا اِس تھنی کوں یہاں کیا ہُوا؟	
			مِری چندنی کوں یہاں کیا ہُوا؟	
		1482	کہاں جاؤں، کس کو کہوں، کیا کروں؟	
			اِتال اِس کوں اِس ٹھار میں کیوں دھروں؟	
		1483	مُبادا پری کا اَچھے اِس نظر	
	ہُئی		کہ یۂ ہُوئی ایکائیک یوں بے خبر	
		1484	مُنجے آج دِستا[1] نہیں کُچ کہیں	نظر آتا مراد سوجھتا
			منترکاری[1] بھی کوئی حاضر نہیں	[1] ماہرِ عملیات
		1485	نوا[1] محل ہے کیا ہُوا یاں اِسے	[1] نیا
			لے کر جاؤں یاں تے اِتا[1] کاں اِسے	[1] اب
		1486	اُٹھاتی تو اُٹھتی نہیں نار یۂ	
			نہ جانے کہ کیا دیکھی اِس ٹھار یۂ"	
		1487	سو ویسے میں وو نار ہُشیار ہُوئی	
			جو تھی بے خبر سو خبردار ہُوئی	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	سُرت	(1488	صورت شہ کی تِل تِل نِچھانے¹ لگی	¹غور سے دیکھنے
			کھڑے قد پہ بلہار¹ جانے لگی	¹قربان
		(1489	دیک¹ اُس نقش کوُں نار حیران تھی	¹دیکھ
			سو سُد بُد¹ گنوا سب پریشان تھی	¹ہوش
		(1490	نہ اَن¹ بھاوتا تھا نہ پانی اُسے	¹کھانا
			ہوی تلخ سب زندگانی اُسے	
		(1491	پکڑ رہی تھی واں نار اُس ٹھار کوُں	وہیں دھرنا دے بیٹھی تھی
			کہ بھاتی¹ وہی ٹھار اُس نار کوُں	¹پسند آتی
		(1492	وہی نقش تن تھا، وہی نقش من	
			وہی نقش پانی، وہی نقش اَن¹	¹کھانا
		(1493	قُطب جیوُں قُطب ٹھار پر تھیر¹ ہے	¹قُطب جہاں اپنی جگہ قائم ہے
			وہاں مُشتری پھرتی چو پھیر¹ ہے	¹مُشتری اُس کے گرد منڈلاتی ہے
		(1494	محبت جو پکڑیا ہے یوں داٹ¹ کر	¹شدت
			بچاری کہاں جائے وو نھاٹ¹ کر	¹بھاگ
		(1495	اگر کِس کوُں بَل بَل جو رستم اَچھے¹	¹اگر کسی میں رستم جیسی طاقت ہو
			محبت کے تل تَل سو بَل کم اَچھے¹	¹محبت کی جکڑ میں ساری طاقت نکل جائے

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1496	پیارے میں ہوں راتی یکیلی کیوں جیوں مای	
			موتی ایک ہاری ہوتی سو برہے کی جھار کھایَ	

غش کردن مشتری از دیدن تصویر قطب و پند دادن دائی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1497	لگی پوچھنے دائی اُس نار کوں	
			کہ" اے مائی کیا دیکھی اِس ٹھار توں	
		1498	ترِا دل نہیں کی[1] انند سُکھ پر؟	[1] کیوں
			کہ قربان گئی دائی تُج مُکھ پر	
		1499	محل دیکھنے آئی تھی شوق سوں	
			سو اب بیٹھی کی[1] یوں توں بے ذوق سوں	[1] کیوں
		1500	چھپاتی توں اِس بات کوں کی[1] اے نار؟	[1] کیوں
			تُجے کون ہے مُنج تے بھی دوستدار؟	
		1501	تو بیگانی مُنج جانی اِس دھات کی؟[1]	[1] تو نے مجھے ایسا بیگانہ کیوں سمجھ لیا
			نہیں بولتی کھول یوٗ بات کی؟[1]	[1] کیوں
		1502	کہ ما باپ ہور یک بڑے بھائی سوں	
	کئی		چھپاتے نہیں بات کوئی دائی سوں	
	کہسی	1503	جو توں نا کہسی[1] مُنج کن[2] اپنا یوٗ حال	[1] کہے گی [2] پاس
			تُجے دود ہرگز نہ کر سوں حلال	محاورہ
		1504	اگر ٹُک جو توں ناز سوں چھند[1] کرے	[1] ناز و انداز دکھانے پر آئے
			تو پنکھیاں[1] کوں بارے[2] پہ پابند[3] کرے	[1] پرندوں کو [2] ہوا میں [3] باندھ دے
		1505	ترے مُکھ جَل تل جَگت. لوٗن[1] ہے	[1] عرق آلود چہرہ نمک جیسا سفید پڑ گیا ہے
	ہُئی		توں جس تائیں[1] یوں ہوئی سو وو کون ہے	[1] تو جس کے تئیں یوں ہوئی وہ کون ہے؟

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1506)	کہ یوٗ بات توں مُنج ترے پر کسوں[1]	[1] تجھے میری قسم (ترے پر کی سوں)
			اے بھی زیاستی سوں مرے سر کسوں[1]	[1] میرے سر کی قسم (سر کی سوں)
ہووے		1507)	فرشتا اگر ہوے اسمان میں	
			تو میں لیا دیوں تیرے فرمان میں"	
		1508)	کہی ، "دائی کیا پوچتی حال توں؟	مشتری نے کہا میرا حال کیا پوچھتی ہے؟
ن کو			نکو[1] پڑ جُھٹے[2] میرے دُنبال[3] توں	[1] مت [2] خواہ مخواہ [3] پیچھے
		1509)	بجِدٗ[1] ہے توں اس بات کوں کھولنے	[1] مُصِر، بضد
			ولے مُنج طاقت نہیں بولنے	
		1510)	زباں من منے[1] لَٹ پکاتی[2] اَہے	[1] زباں اندر ہی اندر [2] تھرتھراتی
			نہیں بات یکایک آتی اَہے	
		1511)	فہم داریٗ[1] کی فام سوں فام توں	[1] سوجھ بوجھ سے کام لے
			وَکدٗ[1] پر وَکدٗ دینے کیا کام توں	[1] تنبیہ و تاکید سے کیا فائدہ
		1512)	ترے ہات تے کام آسیٗ[1] نہ یوٗ	[1] یہ کام تجھ سے نہ ہو سکے
			جو کوں گیٗ[1] تجے میں تو، نھاسیٗ[2] نہ یوٗ"	[1] کہوں گی [2] تو سمجھ نہ سکے
ہووے		1513)	کہی، "سچ ہے کیا ہوے گا مُنج تے کام	دائی نے جل کر کہا سچ ہے مجھ سے کیا ہوگا
			کرے گا حق اس کام کا اہتمام"	
		1514)	جو بھوتیچ[1] پوچھی مہروان دائیٗ	[1] بے حد
			تو اُس دائیٗ کوں شہ کی صورت دکھائیٗ	
صُرت		1515)	"یدی اِس صورت کی دیوانی ہوں میں	
			چُھپیا بھید یاں کچھ جانی ہوں میں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1516)	یہی نقش بھودو[1] بھلایا منجے	[1] دلفریب
			یہی نقش نیہہ[1] اَبّ لایا منجے	[1] پیار
		(1517)	اِسی نقش کا دھیان دھرتی ہوں میں	
			اسی نقش کے تائیں[1] مرتی ہوں میں	[1] تیئں
	دے	(1518)	اِسی نقش کوں دیکھ پریشان ہوں	
			اِسی نقش کوں دیک حیران ہوں	
	مغ مُم	(1519)	یدی[1] نقش اے دائ مغمم[2] کیا	[1] یہی [2] مغموم
			میں عاقل اتھی دیک بے فُم[1] کیا	[1] بدحواس
ly		(1520)	منجے میری[1] صورت پہ لی تھا گماں[2]	[1] اپنے حُسن پر بڑا غرور تھا
			ولے یوٗ تو منج تے بی ہے خوب جان	
		(1521)	کہ جس جان کا نقش اِس دھات ہے	جس کی تصویر کے حُسن کا یہ عالم ہو
			سو شہ جان آپے وو کس دھات ہے	
	صُرَت	(1522)	سو شہ کی صورت ٹک نجھا[1] دیکھی دائ	[1] غ تصویر کو جو غور سے دیکھا
			سو وو دائی بھی سُدَ اپنی گنوائ	اپنی سُدھ گنوا بیٹھی
		(1523)	کہی "نہیں ہے تیرا گنہ کچ دھن	
	ایسی چ		کہ ایسیچ[1] صورت ہے یوٗ من ہرن	[1] ایسی ہی
		(1524)	تِس اوپر توں بی نار ہے باوَلی	
	ہُبَی		اُچھالیا مَدَن ہوی ہے اوتاوَلی[1]	[1] بے صبر
		(1525)	توں چنچل چتُر نار اِتنی سی ہے	
			بڑی چھندبھری بھوت فتنی سی ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1526	یو کیسا اَہے عشق جو توں کری؟	
			بھلی ہے توں شاباش جو نیں ڈری	
		1527	پرت پنت میں توں نوی[1] آئی ہے	[1] نئی نئی راہ عشق میں آئی ہے
نیہ			اجھوں نیہ کے چرکے نیں پائی ہے	
		1528	عشق بازی دھن کچھ نھنا کام نیں	
			نھنی ہے توں اجنوں تجے فام نیں	
کَ چی		1529	کچی توں تجے بُدھ[1] کچی آئی ہے	[1] کچی عقل
			کہ کانداں کے نقشاں سو جیو لائی ہے[1]	[1] دیوار کے نقش کو دل دے بیٹھی ہے
		1530	خوشی آہ ہے دشمنی توں پچھان	
ڈکھا			دوکھا کر جو بولے اُسے دوست جان	جو دل دُکھائے اُسے سچّا دوست سمجھ
غَرض وَن		1531	غرض وند کوں یو بات کاں فام ہے	
			دُکھا بولنا دوست کا کام ہے	
		1532	توں اس نقش سوں عشق سازی اَہے	
			یو نیہ نیں ہے طفلاں کی بازی[1] اَہے	[1] بچوں کا کھیل
		1533	عشق کیا ہے کر کے پچھانی ہے توں؟	
			گڑیاں کا مگر کھیل[1] جانی ہے توں؟	[1] گڑیوں کا کھیل سمجھتی ہے؟
نَ کو		1534	ہوس ہے نکو جا ہوس کے دُنبال[1]	[1] پیچھے
			بھلی وو جو اپسے[1] رکھی یاں سنبھال"	[1] خود کو
		1535	طرز عشق کا تھا سو تھی پائی وو	دائی کو عشق کے انداز سمجھ میں آگئے تھے
			ولے پند کوں کہتی تھی دائی وو	لیکن نصیحت کی خاطر کہہ رہی تھی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1536)	تکلیں تل ہٹکتی[1] تھی اُس مائ کوں	[1] پل پل روتی تھی
			کہ واجب اُہے پند دینا دائ کوں	
	فرزن	1537)	تو ما باپ فرزند کوں بچ گود دھر	والدین بچے کو دائی کے حوالے کرکے
			بھروسا بہت کرتے ہے دائ پر	
		1538)	وو دھن جانے ہور اُس کے من کا حبیب	
ky	گی		گنا تھا سو گی[1] وو پچھیں یا نصیب	[1] جو کہنا تھا وہ تو کہہ گئی، اب قسمت
		1539)	(ن)" تھوڑا بھوت جانی ہے بھی[1] جان گے[2]	[1] اور [2] اری
			مری بات توں ساچ کر مان گے	
		1540)	اَنگے عشق کیا ہے سو جانے گی توں	
	ہووے		بڑی ہوے گی تو پچھانے گی توں	
	ہُئی	1541)	توں کس باب گنوا کر ہُوی ہے نکس[1]	[1] اس باب آپا کھو کر بے کس ہو گئی ہے
			کہ آدھا اُہے عشق، سارا ہوس	
	جی ؤ	1542)	توں صورت ستی جیؤ کیا لائ ہے	صورت سے کیا دل لگا بیٹھی ہے
			توں صورت منے معنی کیا پائ ہے	
	جی ؤ	1543)	اگر معنی سوں جیو توں لائے[1] گی	[1] معنی سے دل لگائے گی
			تو صورت تھے پھل بھی توں کچ پائے گی	تو صورت کا کچھ پھل بھی ملے گا
		1544)	عِشق صورتی[1] کام نا آئے کچ	[1] ظاہری
			لگا معنی سوں جیو، جو توں پائے کچ	معنی سے دل لگتے کچھ حاصل بھی ہوگا
		1545)	عِشق صورتی جائے گا جان توں	صورت سے عشق کارفضول ہے
ny			عِشق صورتی خوب نہیں مان توں"	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
ky		1546)	سو دھن دائی کوں گی[1] کہ "نیں تج فام	[1]مشتری نے کہا تو نہیں جانتی
	تے چ		ازل تیچ[1] تھا ہونہارا یو کام	جو کچھ ہوا وہ ازل سے ہی مقدر رہا
		1547)	منجے معنی دستے[1] ہے صورت بھتر	[1]مجھے صورت میں معنی نظر آتے ہیں
			تو لبدی[1] ہوں اس پاک مورت اپر	[1]تب کہیں اس پاک صورت پہ فدا ہوں
		1548)	نزک کس کے کہنے کوں نیں آئی ہے	
			اگر ما اگر باپ اگر بھائی ہے	
		1549)	جو معنی عیاں منج ہے صورت منے	جو معنی مجھے صورت میں دکھتے ہیں
			بیاں نا کیا جائے وو کس گنے	وہ کسی سے بیان نہیں کیے جا سکتے
		1550)	اول تے ہوا ہے میرا حال یوں	پہلے سے میرا حال بُرا ہے
			پڑی کی[1] توں بھی میرے دُنبال[2] یوں	[1]کیوں [2]پیچھے پڑی ہے
	گئی	1551)	جو میں منگتی دارو[1] سو دے سی[2] نہ کوئی	[1]دوا [2]دے نہ سکے
			کسی کا درد بانٹ لے سی[1] نہ کوئی	[1]کوئی کسی کا درد بانٹ نہ لے سکے
		1552)	دنیا میں جتا دیکھتی ہوں جسے	
			اپس کا اپس کوں پڑیا ہر کسے	ہر کسی کو اپنی ہی پڑی ہے
		1553)	یو دلسوزی تیری خوش آتی نہیں	
			دیوانی ہوں میں پند بھاتی نہیں	
	ن کو	1554)	دیوانی دیوانے کو پند دے نکو[1]	[1]مت
			رونگا[1] کر بُرے بول توں کَے[2] نکو	[1]طعنہ دے کر [2]دلآزاری مت کر
		1555)	چھیَں[1] جو لگی اُس نہ جھنجھولنا[2]	[1]ڈنک [2]چھیڑنا
			یو دُکھ پر ہے دُنبل تیرا بولنا	محاورہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1556	که غصے سوں منج پر اپٹتی[1] ہے توں	[1] بگڑتی
			که جلتے اُپر تیل سٹتی ہے توں	محاورہ
		1557	اگر میں تجے کچ کہی اے سندھر[1]	[1] اگر زبان سے کچھ نازیبا نکل گیا ہو
	ن کو		دیوانی ہوں، اُس کا نکو عیب[1] کر	[1] بُرا نہ مان کہ میں حواس میں نہیں ہوں
		1558	نکو عیب کر دل میں کچ ریب تے	
			دیوانا ہے گا[1]، لی ہر ایک عیب تے	[1] ہوگا
		1559	کیا عقل میں اچ کے لھو گھوٹنا[1]	[1] ہوش مندی کی اذیت کوشی سے
			بھلا ہے دیوانے ہو کر جھوٹنا[1]	[1] دیوانگی کا عذاب بہتر ہے
	گئی	1560	دیوانا جو کوئی ہووے زمانا پچھان[1]	[1] زمانے کو سمجھ کر جو دیوانہ بن بیٹھے
	دوانا		وو عاقل ہے اُس کوں دیوانا نہ جان	
		1561	غرض ایسی باتاں سوں کیا ہے تجے	
			نصیباں منے تھا سو اُنپڑیا منجے	
	گئی	1562	نہ کوئی عشق کوں لیانہارا[1] اَہے[ل]	[1] لانے والا ہے
			که یو عشق اَپے آنہارا[1] اَہے	[1] آنے والا ہے
		1563	جہاں عشق ہے واں ہے حیران سب	
	سُد ذ		اَغل ہور فہم سُدّ بد گیان سب	
		1564	نہ جاسی پرت منج تے اب چھوٹ کر	محبت اب مجھ سے جدا نہیں ہو سکتی
			که دل لے گیا ہے میرا لوٹ کر	
		1565	یو فریاد میں کس کنے[1] جا کروں	[1] کے پاس
			نہ ہونا اتھا ہور ہوا کیا کروں	جو ہونا نہ تھا، ہوگیا۔ اب کیا کروں

ل عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے

پرسیدن مشتری و خبر صورت محمد قلی از عطارد

(1566) عطارد کوں بھیجی بُلا نار وو
دونو بیٹھے مل کر سو یک ٹھار وو

(1567) کہی ''توں سَنْوارِیا مَحل ساز سوں[1] — [1] سلیقے اور ہنر مندی سے
لکھیا صورتاں اِس میں بھَو ناز سوں

(1568) صفت دور تے تیری سُنتی تھی جیوں[1] — [1] جیسا سُنتی تھی
سو نزدیک تھے آج میں دیکھی تیوں[1] — [1] ویسا ہی پایا

(1569) ہُنر وَند توں ، سچ پچھانی تُجے — پہچانا کہ تو ہنر وند ہے
کہ ماٰنی تھے تُج زیاٰشت[1] ماٰنی تُجے — [1] زیادہ

(1570) کہوں کیا تیری خوبی کی بات میں
سراوں[1] تُج ایسے کوں کس دھات میں — [1] سراہوں

(1571) سو دھن بات، بھَو دھات[1] اُس سات[2] کر — [1] کئی طرح سے [2] ساتھ
کہ اُس سات، بھَو دھات یوٗ بات کر[1] — [1] کئی طرح سے ایسی باتیں کر کے کہا

(1572) کہ تُج سات[1] یک راز دھرتی ہوں میں — [1] ساتھ
سو اُس راز کی بات کرتی ہوں میں''

(1573) سکی[1] شہ کی صورت اُپر کی نظر — [1] سکھی مراد مشتری
کہی، ''اے عطارد توں سُن کان دھر

(1574) گسے[1] شاہ اپنی یوں اِس نار کوں — [1] یہ تصویر عورت ذات کو یوں کھینچ لیتی ہے
چُمک کھینچ لیتا ہے جیوں سار[2] کوں — [1] جیسے مقناطیس ذرات کو کھینچ لیتا ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1575	نہ جانو کہ یۂ نقش کیا سحر ہے	
			کہ ہر دل میں اِس نقش کا مہر ہے	
		(1576	دنیا میں تو کئیں صورت اِس دھات نَیں	دنیا میں تو ایسی صورت کہیں نہیں ہے
			توں جیوتے لکھیا[1] یا کہ دیکھیا ہے کئیں[2]	[1] تخیلی تصویر ہے [2] کہیں دیکھی ہے
	صُرت	(1577	میرا من بُھلایا یۂ مُنہر صورت	
	صُرت		لِیا دل، دیا جیؤ، دلبر صورت	
		(1578	عجب راز ہے یۂ چ پایا نہ جاے	
	کہہ یا		جو پائے تو مقصود کہیا نہ جاے	
		(1579	کِتا[1] میں رکھوں دل میں نا بول کر	[1] کہاں تک دل میں رکھوں
	کہہ		کتی ہوں تیرے پاس اب کھول کر	کہتی ہوں
		(1580	کہ یۂ بھید کر توں تجے فام ہے	تو جانتا ہے، اس راز کو کھول
			کہ تُج سوں اَنگے لَی[1] مُنجے کام ہے"	[1] آئندہ بھی تجھ سے کئی کام ہیں
		(1581	عطارد کھیا دل میں اِس دھات لیائے	
			کہ "دستپڑی[1] ہے اب یۂ تو جانے نہ پاے	[1] پھنسی ہے — روزمرہ
		(1582	بُہت سج[1] ستی آج یۂ کام ہوا	[1] سلیقے سے
			اِتال[1] اَنت[2] اس کا مُنجے فام ہوا	[1] اب [2] انجام
		(1583	جو مقصود کوں یاں لگ آیا ہوں میں	
			سو الحمدُ للہ کہ پایا ہوں میں	
		(1584	سُنے گا اگر شاہ اِس بات کوں	
	ہووے		تو خوش ہوے گا مُنج پہ بھو دھات سوں"	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1585)	چنارا چتر گن ونتا خوش لکھن	
ہووے			کھیا کھول سب مشتری نار کن[1]	[1] کے پاس

تعریف کردن عطارد پیش مشتری از محمد قلی قطب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1586)	براہیم قطب شاہ ہے شہ سجان	
			دکھن تخت گہ شہر اُس کا مکان	
		1587)	شہاں نعل[1] بندی دیتے ڈر تے سب	[1] خراج
			جنگل پکڑے ہے وو نکل گھر تے سب	
		1588)	ظلم زیاستی تھے[1] مُلک پاک اُس	[1] سے
			کہ مشرق تے[1] مغرب تلک دھاک اُس	[1] سے
چھٹے		1589)	چھوٹے کانپتی[1] سب کو اُس ہاک[2] تے	[1] بخار [2] ہیبت ناک للکار
بھُئیں			چھپیا بھیں بھتر[1] رستم اُس دھاک تے	[1] رستم زمیں کے اندر چھپ گیا
		1590	جو اُس ڈر نہ اچتا سمد[1] دل منے	[1] سمندر کے دل میں اُس کا ڈر نہ ہوتا
			تو جگ کوں ڈُباتا وو یک تل منے	پل بھر میں دنیا کو ڈبو دیتا
		1591)	اگر ہیبت اُس کا نہ دھرتا پَون	اگر ہوا کو اُس کا خوف نہ ہوتا
بھُئیں			اُڑا سٹ دیتا بھیں کوں تنکے نمن[1]	[1] زمین کو تنکے کی طرح اُٹھا پھینکتی
		1592)	اُسی عدل تے گال[1] کر سب سریر[2]	[1] پگھل کر [2] بدن
			اگن کانپتی ہور لرزتا ہے نیر	آگ کانپتی ہے، پانی لرزتا ہے
		1593)	محمد قلی فرزند اُس راج کا	
			کہ لائق ہے وو تخت ہور تاج کا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1594	تلا سیں[1] پشانی سوں پگ سُندریاں	[1] حسینائیں پیشانی سے تلوے سہلاتی ہیں
			دیوانیاں ہیں اُس کیاں سو حور و پریاں	
	جو گُھ	(1595	جُھگجُھ نور شہ مکھ چندر میں اَہے	
			نہ جن نا پری نا بشر میں اَہے	
		(1596	پریاں شاہ کے عشق کا پا اُمنگ	شاہ سے عشق کی آس میں
			پڑیں شہ اُپر شمع پر جیوں پتنگ	
		(1597	جو انگلی چِگل[1] چپک دھرتا اَہے	[1] انگلی سے ذرا سا دباتا ہے
			تو سوراخ شہ سنگ کوں کرتا اَہے	تو پتھر میں سوراخ کر دیتا ہے
		(1598	لگا عشق لاک[1] اِستریاں لاک[1] دھات	[1] لاکھ
			دیوانیاں ہو پھرتیاں ہیں اُس کے سنگات	
		(1599	ہریک گوپنی شہ کی جیوں ماہ ہے	
			کہ اِس دور میں کِشن اُو شاہ ہے	
	کُئی	(1600	اگر سوَر جیسی اَچھے کوئی سُندر	
	ہُوئے		بلا[1] دور ہوے شہ کے پاواں اُپر	[1] صدقے ہو جائے
		(1601	ہُوا پرگٹ اُس کا حُسن یاں تلگ	
			کہ یسف کی خوبی کوں بسریا ہے جگ	
		(1602	جہاں پانْو دھر شاہ چلتا اَہے	
			وہاں آبِ زمزم اُبلتا اَہے	
	بُھج جَ	(1603	رہے جاں،[1] مہاجان[2] شہ بُھجہ بل[3]	[1] جہاں [2] عالی جاہ [3] طاقتور
			اَچھے چھانْو جیوں دولت، اُس پانْو تل	دولت مانند چھاؤں اُس کے زیر قدم ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1604	وو ایسا ہے شہ جان سُن اے سُندر	
	سن گی		سگی ما[1] بھلے گی[2] اُسے دیکھ کر	[1]سگی ماں اسے دیکھ کر بہت بھول جائے
	صُرت	1605	صورت اُس کی اِس دھات اَچھے خوب جب	
			جو توں دیک اُسے بُھولی[1] تو کیا عجب	[1]سُدھ بُدھ کھو بیٹھی تو عجب کیا ہے
		1606	جو شہ باغ میں ٹک تماشے[1] کو جایں	[1]سیر
			تو بن رُت[1] جھاڑاں پھلاں بار لیایں[2]	[1]بے موسم [2]درخت پھلوں سے لد جائیں
		1607	شہنشہ کے دیدار کے نور تھے	
			سکے جھاڑ[1] ہرے ہویں بھی سیر[2] تھے"	[1]خشک پیڑ [2]پودے ہرے ہو جائیں
		1608	کھیا[1] سب، ولے اُن کھیا نئیں یوْ بات	[1]اُس نے سب کہا، یہ بات نہ کہی
			کہ عاشق ہے تیرا سُگھڑ شہ سُنجات	کہ عالی نسب تیرے عاشق ہیں
		1609	کہ مت[1] سر چڑے بات یوْ سوں[2] کر	[1]کیونکہ یہ بات سر نہ چڑ جائے
			ہوا کام بھی سَرتے ہُوے تل اُپر[1]	[1]الٹا ہو جائے
		1610	جو عاجز ہو دکھلائے عاشق نیاز	
			تو معشوق کرتا ہے تیڑپچ[1] ناز	[1]معشوق کج ادائی کرنے لگتا ہے
		1611	کہ خوباں میں عادت سو اِس دھات ہے	
			چھپی نئیں ہے مشہور یوْ بات ہے	
		1612	سُلکھن چتُر دھن چنچل گُنونتی	
			سو شہ عشق کے مَد سوں[1] ہُوی تھی متی[2]	[1]شرب عشق سے [2]مستی میں ڈوبی ہوئی تھی
		1613	کہی، "کیا ہے تدبیر اِس کی اِتال	
			کہ مُنج میں تو اُبرنیا[1] نہیں کوچ حال	[1]اب تو خود پر اعتماد باقی نہیں رہا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	صُرت	1614	دکھایا صورت جیوں توں تصویر کر	جیسے تو نے تصویر سامنے رکھ دی
	تو ہی تُج		تو تُوہیچ[1] تُج اس کی تدبیر کر	[1] اسی طرح تو ہی کچھ سبیل نکال
		1615	مرا حال کیا ہے سو جانے تُمہیں	
			چُھپیا راز دل کا پچھانے تُمہیں[1]	[1] تو ہی پہچانتا ہے
		1616	تُمہیں میرے غم کا سو غم خوار ہو	
			کہ میں بیٹی توں باپ کے ٹھار ہو[1]	[1] باپ کے مرتبے پر ہو
		1617	کِسے بات یوٗ بولوں میں جائے کر	
			کہ تدبیر میری کرے آئے کر	
		1618	جو مِنّت لگی کرنے بھو دھات سوں	
			عطارد قبولیا وو اس بات کوں	
	پی ؤ	1619	دیا آس اُس نار کوں پیو کا	
	جی ؤ		کہ مرتے کوں تقوا[1] دیتے جیو کا	[1] قریب المرگ کو جینے کی آس دلاتے ہیں

غزل گفتن مشتری از فراق محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1620	طاقت نہیں دوری کی اب، توں بیگ[1] آمل رے پیا	[1] جلدی
			تُج بن مُنجے جیونا بہت، ہوتا ہے مشکل رے پیا	
		1621	کھانا برہ کیتی ہوں میں، پانی انجھو پیتی ہوں میں	فراق کھاتی ہوں اور آنسو پیتی ہوں
			تُج تے بچھڑ جیتی ہوں میں، کیا سخت ہے دل رے پیا	
		1622	ہر دم توں یاد آتا مُنجے، اب عشق نیں بھاتا مُنجے	
			برہا یو ستاتا مُنجے، تُج باج تل تل رے پیا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
جی و		1623)	مُج تن تپش جانے تُھمیں ، من ٹھار جیو لانے تُھمیں	تن کی آگ کو تیری طلب [illegible] تو ہی ہے
			مُج دل مندھر میانے تُھمیں ، کیتا ہے منزل رے پیا	دل کے مندر میں تو ہی بسا ہوا ہے
		1624)	توں جیو میرا میں سو دل ، تُج سات رہنا کیوں نہ مل	
			دن رات میں مئیں ایک تل ، نیں تُج تے غافل رے پیا	

غزل دوم

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1625)	جس یار کو میں منگتی ہوں وہ یار کہاں ہے	
			سر سوں سکی چل جاتی، ولے ٹھار[1] کہاں ہے	[1] منزل
		1626)	دل ہات میں تھے چھین لے کر نھاٹ[1] گیا ہے	[1] بھاگ
			وو یار دغا باز جھونٹے مار[1] کہاں ہے	[1] دھوکے باز
		1627)	مشتاق کے بازار میں میں بکتی ہوں جیو	
			دلال کدھر ہور خریدار کہاں ہے	
		1628)	عاشق تو مُج ایسے سکی لاکھاں ہیں و لیکن	
			معشوق سو اس دور میں اُس سار[1] کہاں ہے	[1] اُس جیسا
		1629)	دیدے مرے نادیدے جو دیدار دیکھے تھے	
دے وَن ہار			مج صبر دیونہار وہ دیدار کہاں ہے	

یادکردن مشتری محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
بھوتی نج		1630)	لگیا ہے میرا شہ سوں بھوتیچ دل	
			رَہیا جائے نا مُنج تے اب ایک تِل	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	کُئی	1631)	ملا دو مُنجے کوئی میرے شاہ سؤں	
	سُرَج		سورج سرو قد ہور سرنگ ماہ کؤں	
		1632)	نا مُنج باغ خوش آئے نا بوستاں	
			نہ مُنج خویش بھاتے ہیں نا دوستاں	

حالتِ مشتری در فراق محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1633)	نہ سکھ سؤں مُنجے نیند آتی اَہے	
	سِی جوی		نہ پھل سیجوی[1] مُنج بھاتی اَہے	[1] پھولوں بھری سیج
		1634)	بِسالے[1] ہُوے کیس[2] یو سیس[3] تے	[1] زہریلے [2] بال [3] سر کے
			تپاتی اَہے رات مُنج دِیس تے	
		1635)	کہاں ہے وو شہ نرملا نوجوان	
			کہاں ہے وو شہ گُن وَنتا گُن بِدھان[1]	[1] خوبیوں سے مالا مال خزانہ
		1636)	کہاں ہے وو لالَن[1] مِٹھی چال کا	[1] محبوب
			کہاں ہے وو ساجن لنبے بال[1] کا	[1] گیسو دراز محبوب
		1637)	کہاں وو چتُر[1] چنچلا[2] من ہرن[3]	[1] چالاک [2] شوخ [3] لبھانے والا
			کہاں وو سگھڑ اَچپلا[1] ہے سجن	[1] شوخ
		1638)	نہ مُنج دِیس ہے سُکھ نہ مُنج رات	
			نجانوں[1] کہ گمتا[2] ہے شہ کس سنگات	[1] نہیں جانتی [2] مشغول
		1639)	جکوی نار اُس کَن[1] ہے اُس نار تھے[2]	[1] اُس کے پاس [2] اُس دلبر سے
			مُنجے رشک آتی ہے اُس ٹھار تے[1]	[1] اُس ٹھکانے سے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1640	ہُوے جل[1] کجّل نین[2] دیدار باج	[1]پانی [2]کجرارے نین
			یکیلی کدھاں لگ رہوں یار باج	
		1641	رتن تھے سو تن پر انگارے ہُوے	
			کہ مکھ چاند، اَنجھو[1] سو تارے ہُوے	[1]آنسو
		1642	ہر ایک روں[1] میرے تن پہ جیوں ناگ ہے	[1]روئیں
			سُنا[1] تھا اول[1] سو اِتال[2] آگ ہے	[1]سونا [2]اب
		1643	دو بادام تھے[1] اُس چنچل نار کے	[1]آنکھوں سے
			لگے دانے جھرنے[1] سو انار کے	[1]جھڑنے لگے
		1644	کہی شاہ کے تئیں سو دھن یاد کر	
	جی ؤ		دُکھیا جیو میرے کوں ٹک شاد کر	میرے دُکھی مَن کو ذرا خوشی دے
ly		1645	منجے تیرے ملنے کی لئی آس[1] ہے	[1]بہت امید
			کہ تن منج کنے، جیو تج پاس ہے	جسم میرے پاس جان تیرے پاس ہے
		1646	میرا حال کیا ہے سو اے شاہِ نیک	
	جی ؤ		توں اِس جیو میرے کوں ٹک پوچ[1] دیک[1]	[1]پوچھ دیکھ
	ب رھے	1647	پھڑا منج برہے کے توں جنجال تھے[1]	[1]سے
	نَ کو		توں غافل نکو اَچ[1] میرے حال تھے	[1]مت رہ
		1648	کیا ہے برہ زیاستی[1] داد دے	[1]جدائی نے ظلم ڈھایا ہے
	جی ؤ		پریشان ہے جیو، دل شاد دے	
	ک ئی	1649	کہ کوئی داد دے سی[1] نہ تج باج منج	[1]تیرے سوائے کوئی داد نہ دے سکے گا
			عجب کام آکر پڑیا آج منج	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1650	رہی ہوں بہت ڈر تے[1] تج آس کر	[1] دیر سے
			منجے گن توں اے شہ اپس داس کر	تو مجھے اپنی داسیوں میں شمار کر
		1651	منج ایسیاں[1] تجے لاک باندیاں[2] اہیں	[1] ایسی [2] لاکھوں لونڈیاں
			کہ تج سات مل کر وو نانڈیاں[1] اہیں	[1] شریکِ زندگی ہیں
		1652	پریاں ہور حوراں رہے تج سنگات	
			تیری نانڈنگ[1] شہ اہے دھات	[1] بسے ہوئے گھر
		1653	ہوا کیا جو سہلیاں[1] ہیں وو چھب[2] ستی	[1] سہیلیاں [2] صاحب حسن والا
			محبت میں میں زیاشت[1] ہوں سب ستی	[1] کہیں زیادہ
		1654	محبت میں جو زیاشت سو زیاشت ہے	
			کہی بات میں راست ہور راست ہے	
		1655	نراسا[1] برہ[2] منج ستاتا[3] اہے	[1] ناامیدی [2] فراق [3] ستاتا
			سو تپتی کوں پھر پھر تپاتا[1] اہے	[1] جلاتا
		1656	خدا اس برہ کا کرے گھر خراب	
			کہ ناحق منجے آج دیتا عذاب	
		1657	جو سنپڑے[1] برہ میرے داواں[2] تلیر[3]	[1] پکڑ میں آئے [2] داؤ پیچ [3] میں
			رگڑ کر ستوں[1] دے دے پاواں تلیں	[1] روند کر پھینک دوں
سم بال تا		1658	اگر وصل ٹک آ کے سنبالتا	اگر وصل نے مجھے سنبھال لیا ہوتا
			تو برہا منجے کیا سبب جالتا[1]	[1] تو برہا مجھے کیوں جلاتا
		1659	بڑا بے[1] کٹر اس میں خوبائی[2] نہیں	[1] بے رحم [2] نیکی
			منجے مارنے عار اسے آئی نہیں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1660	گرَب[1] کی نہیں[2] گِل پڑیا[3] مائی کا	1حمل 2کیوں نہیں 3گر پڑا
			نَفا کیا ہے جگ میں بِرہ آئی[1] کا	1فراق زدہ
		1661	کہ ما اِس کی نا جنتی[1] (نا) باٹ گئی[2]	1جنم دیتی 2گئی
			دُکھوں چھاتی یو میری سب پھاٹ[1] گئی[2]	1پھٹ 2گئی
		1662	میرے پاس میرا قُطب شاہ نیں	
			میرے حال تے کوئی آگاہ نیں	
		1663	کدھر دیکھوں شہ میں کدھر دیکھوں تج	
			نہیں مُنج توں دِستا[1] جدھر دیکھوں تج	1نظر آتا
		1664	نہ وعدے کی مُنج آس نا درَس[1] ہے	1دیدار
			ہر ایک دیس[1] تُج باج سو برس ہے	1دن

رُباعی خواندن مشتری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1665	تُج یاد بنا ہور مُنجے کام نہیں	
			نِس[1] جاگتے جاتی ہے دن آرام نہیں	1رات
جی ؤ		1666	میں تو تُجے منگتی ہوں اِدکھ[1] جیو ولے	1بے حد
			توں کیوں مُنجے منگتا ہے سو کُچ فام نہیں	

نامہ نوشتن عطارد بہ قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1667	عطارد دبیر ہو کے تقریر سوں	
			لکھیا نامہ مضمون گنبھیر سوں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1668	سو بھیجیا اُنے کاغذ[1] اُس شاہ پاس	[1] نامہ
	تُجھ		کہ "بر آئی ہے تُجہ اُمید و آس	
		(1669	اگر دھن اُپر ہے تیرا شاہ جی	
			تو واں کھان[1] کھا ہور یاں پانی پی	[1] کھانا
		(1670	کہ جیئوناچ[1] تُج باج مشکل اُسے	[1] جینا ہی
			گزرتا ہے جگ[1] ہو کے ہر تِل[2] اُسے	[1] زمانہ [2] پل
		(1671	نکو بار لا[1]، بیگ[2] توں بیگ آ	[1] گرانی مراد تساہل نہ کر [2] جلدی
	ہُئی		کہ وو نار ہُوئی ہے تیری مبتلا	
	ہُئی	(1672	ترے تائیں ہوئی ہے یُو بدنام یاں	
			کہ تُج کرتے کچھ ہوگیا کام یاں	
		(1673	ذِکر لائی ہے دل میں تُج دھیان دھر	
			قُطب شاہ، قُطب شاہ، قُطب شاہ کر	
		(1674	ترے وصل کا میں جو دیتا نہ آس	
			تو یک تِل میں مرتی سو دھن بھر اُساس[1]	[1] آہ
ky		(1675	میرے پاس احوال سب گئی اَہے[1]	[1] کہی
			اِسی آس سوں چوپ[1] کر رہی اَہے"	[1] خاموش مراد دم سادھے بیٹھی ہے
		(1676	یو دلسوز نامے کوں لکھتے بِراں[1]	[1] وقت
			صفے[1] پر نکل پڑتے تھے اَنجھراں[2]	[1] صفحے [2] الفاظ
		(1677	نہ لِک سک[1] قلم دُک[2] تے گھستا اَتھا	[1] لکھنے کے قابل نہ ہو کر [2] دُکھ
			رُخے[1] پر قلم کالی[2] سَٹتا اَتھا	[1] رقعے [2] سیاہی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	بھنُیں	1678)	وو بھنیں عشق بھیدیا[1] ہے اُس ماہ[2] میں	[1] اثر کیا [2] چاند مراد معشوق
			کہ سو سو خسروا[1] ہے اک آہ میں	[1] سورج مراد تپش
		1679)	نپٹ[1] تج سوں لبدی[2] اَہے نار وو	[1] بے حد [2] فریفتہ
			تیرا دیکھنے منگتی دیدار وو	
		1680)	نہیں ایک تل تج بن آرام اُسے	
			نہیں کام تج یاد بن کام اُسے	
		1681)	شہا! توں سو دھن کوں تو منگتا ہے زیاشت[1]	[1] بہت زیادہ چاہتا ہے
			ولے وو تجے منگتی تج تے بی زیاشت[1]	[1] تجھ سے کہیں زیادہ چاہتی ہے
	ہُوئے	1682)	نہ ہوے کام اس کام پر ہوے بن	
			کہ ما دُود دیتی نہیں روئے بن	محاورہ
	ہُوئے	1683)	توں اب (اُس کا) مقصود ہوے بول تے	اب تو ہی اُس کا مقصود بن گیا ہے
			برگ پھل سٹے[1] باو[2] کے تول[3] تے	[1] پھینکے [2] ہوا [3] زور
		1684)	برگ بار ہے ہور جہاں باد نیں	
			ترت[1] پھل لینے کا وہاں داد[2] نیں	[1] فوراً [2] موقع
		1685)	جو پھل لینے منگتا ہے ہنگام پر	اگر بروقت پھل مطلوب ہے
	ن کو		تو بیگی[1] نکو[2] کر ہر یک کام پر	[1] جلد بازی [2] مت کر
		1686)	ملے گی تجے وو چنچل سندری	
			نظر آ، کر اب شہ میری چاکری[1]	[1] خدمت
		1687)	دیوانی تیری مشتری نار ہے	
			سو شاباش کہنے کی مُنج ٹھار ہے[1]	[1] مجھے شاباشی دینے کا محل ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1688	کیا کام یوٗ میں یہاں میں سَنچَر[1]	[1] پنچ
			میرے بخت اب شاہ تیری نظر	
		(1689	تُجے بات یوٗ شہ کھیاؔ[1] جائے نا	[1] کہا
			ولے باج گئے[1] بھی رَکھیا جائے نا	[1] کہے
	ہُئے	(1690	کہے تُو ، نہ ہوتا سو ہوے کام سب	ناممکن کام ہوگیا
	ہُئے		کہے تُو، چھپیاؔ بھید ہوے فام سب"	راز سمجھ میں آگیا

بشارت یافتن شاہ ورخصت شدن ازمہتاب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1691	پڑیاؔ[1] شاہ، نامہ ہو خوش چاؤ سوٗں	[1] پڑھا
			انکھیاں پر رکھیاؔ لے کے بھو بھاؤ[1] سوٗں	[1] بہت شوق
		(1692	کھیا کام یکائیک یوں کیوں ہُوا	
			جو اَوّل اَتھا وو سو اب یوں ہُوا	
		(1693	ہر یک مشکل آسان کرتا ہے وو	
			کہ قادر ہے قدرت جو دھرتا ہے وو	
		(1694	کِیا شکر سجدے کوٗں کرتار[1] کا	[1] پروردگار کا
			کہ توٗں دل بُھلایا ہے اُس نار کا	
		(1695	جو لُبدی ہے وو نار یوں مُنج اُپر	مجھ سے محبت کرنے لگی ہے
			سو میں کیا سکوٗں گا تیرا شکر کر	میں اس قابل کہاں کہ تیرا شکر ادا کرسکوں
		(1696	جو ثابت قدم عاشق ہے نار کا	
	ہووے		خوشی ہُوے غم، اُس کوٗں سنِسار کا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	جَگُی	1697	کہ جانباز عاشق جگوی پاک ہے	عاشق کا عشق اگر پاک ہے
			مراد اُس کے پاواں تلیں خاک ہے	اُس کی مراد اس کے قدموں میں رکھی ہے
		1698	بخت بخت ور آج غالب ہوا	
			کہ مطلوب جو تھا سو طالب ہوا	
		1699	کھیا شاہ اُس نار مہتاب کوں	
			کہ ''جانے کوں دے اب رضا مُنج کوں	
ly		1700	رہیا تُج سوں لئی دیس یک ٹھار مِل	کئی دن تیری ہم نشینی میں رہا
			سو جیوں یار سیتی[1] اچھے یار مِل	[1] سے
		1701	جو اُس نار کے تائیں[1] آتا نہ میں	اگر اس محبوب سے مجھے عشق نہ ہوتا
			تُجے چھوڑ کر یاں تے جاتا نہ میں	[1] تجھے ہرگز نہ چھوڑ جاتا
		1702	تیرا پیار مُج پر اَہے اے پری	
ly			کہ مُنج سوں توں لئی آدمیت[1] کری	[1] بہت خاطرداری
		1703	عجب تُج تے دیکھیا ہوں خوبائی میں	میں نے تجھ میں عجیب خوبیاں دیکھیں
			نہ ہو سکوں تیرا سو اُترائی[1] میں	[1] احسان اُتارنے کے قابل نہیں
		1704	عطارد بلایا مُنجے بیگ اِتال[1]	[1] اب
			کہ پنت[1] دیکھتی تُج سو دھن ہت چال[2]	[1] راستہ [2] ہاتھی جیسی چال والی
		1705	بشارت نوی[1] آج پایا ہوں میں	[1] نئی
			اِسی کام کوں یاں لگ آیا ہوں میں	
		1706	رضا دے توں خوشنود ہو کر مُنجے	
			کہ توں ہے پری، ہے ترا ڈر مُنجے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1707)	دکھن تے جو اس ٹھار اَنپڑیا[1] ہوں میں	[1] اس جگہ جو پہنچا ہوں
			تیرے ہات میں آ کے سنپڑیا[1] ہوں میں"	[1] تیرے ہاتھ میں پڑ گیا ہوں
	نَ کو	1708)	کہی، "شہ! نکو[1] بول یو بات توں	[1] مت
			پچھانیا ہے آخر مُنج اس دھات توں[1]	[1] تو نے مجھے بس اتنا ہی پہچانا ہے
	نَ کو	1709)	یتی بے ادب کر نکو جان مُنج[1]	[1] مجھے ایسی بے ادب ہرگز نہ سمجھنا
			کہ میں داس تیری ہوں، توں مان مُنج	میں تو تیری غلام ہوں
		1710)	مری بات سچ جان شہ توں پتیائے[1]	[1] یقین کر
			کہ خوباں تے ہرگز برائی نہ آئے	اشراف سے برائی ہرگز نہیں ہوتی
		1711)	نہیں خوبی اُس جو برائی کرے	
			کُوا[1] کھودے پر کاج[2] اَپے ڈُب مرے	[1] کنواں [2] انجام کار خود ڈوب مرے
		1712)	بھلے ہور برے میں فرق ہے شہا	
			برا خوب، ہور خوب نا ہوے برا	
		1713)	جو کم ذات اُس تے وفا نیں ہوتا	
ny			اصیلاں[1] تے ہرگز خطا نیں ہوتا	[1] عالی نسبوں
		1714)	برائی کہ یا خوبی یو دوچ[1] ہے	[1] دو ہی
			اصیل ہور کم ذات میں یوچ[1] ہے	[1] یہی (فرق) ہے
		1715)	منا[1] کرنے نیں تج کوں سکتی ہوں میں	[1] منع تو نہیں کر سکتی
			جو رہے گا تو منت سوں رکتی[1] ہوں میں	[1] رہے گا تو جی جان سے رکھوں گی
		1716)	اَپے ہو تجے کیوں کہوں میں کہ جا	خود سے کیسے کہوں کہ جایئے
			اگر جائے گا شہ تو تیرا رضا"	جانا ہی ہے تو تیری مرضی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1717	کہے شہ کہ "جانا مُنجے ہے ضرور	
			جو نا جا سوں تو کام پڑتا ہے دور	
		(1718	مُنجے ایک تِل اُس بن آرام نِیں	
			رَہنے کا یہاں اب میرا کام نِیں"	
		(1719	سُلکھن سکی چنچلی ماہتاب	
			سو دی شاہ کوں یوں پھرا[1] کر جواب	[1] واپس
		(1720	"سنگات آتی اَنپڑاتی شہ توج[1] گھر	[1] تجھ کو
			جو اَچتا نہ ما باپ کا مُنج کوں ڈر	
		(1721	ترِی باندی ہوں میں مُنجے نا بسار[1]	[1] بھول
			توں جاتا ہے دے کُچ مُنجے یادگار"	
		(1722	کھیا شہ کہ "میں لئی گمیا[1] توج سنگ	[1] ہم نشین رہا، رفاقت میں رہا
			تو کیا منگتی ہے سو میرے پاس منگ"	
		(1723	کہی خوش ہو ہنس کر وو ہنس مک پری	
			"ترِے ہات کی شاہ انگشتری"	
		(1724	انگوٹھی نشاں اُس دِئے شاہ نے	
	جی ؤ		رکھی جیؤ کہہ اُس کوں اُس ماہ نے	
		(1725	جو شہ کئے[1] کہ "دے توں بی کُچ مُنج نشاں	[1] کہے کہ تو بھی اپنی کوئی نشانی دے
			کہ تُج یاد کرتا اَچھوں[1] اے سُجاں	[1] رہوں
		(1726	جِتا[1] خوش اَتھا آشنائی تے میں	[1] جتنا اس آشنائی سے خوش تھا
			وَتا[1] ناخوش ہوں اس جدائی تے میں	[1] اُتنا ہی اس جدائی سے ناخوش ہوں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1727	کہاں تے کہ یو آشنائی ہوئی	
			کہ اِس دھات آخر جُدائی ہُوئی	
	جِ نس	1728	رکھیا نیں ہے کِس یک جنس[1] آسماں	[1] طرح
			کہ اوّل بہار ہور آخر خزاں	
		1729	مثَل جگ میں مشہور یو جم اَہے	
			کہ ہریک خوشی کے پچھیں غم اَہے	
		1730	بچھوہا[1] اَچھے جاں اَچھے مِل دو یار	[1] بچھڑنا
			کہ مستی جہاں ہے وہاں ہے خمار	
		1731	یکَس کا یکَس کوں جو لاگیا پران[1]	[1] دل لگ گیا
			تو اَچھنا یکَس کا یکَس گن[1] نشان	[1] کے پاس
		1732	یکَس کی نشانی کوں یک دیک کر	
			کرے یاد یکَس کوں یکَس اے سُندر	ایک دوسرے کو یاد کرے
		1733	نشانی کی تو کوئچ[1] حاجت نہیں	[1] کچھ
			وَلے رسم ظاہر نہیں یوں کہیں	
		1734	نہ وِسرے[1] کدھیں یار کے تئیں دو یار	[1] بھولے
			محبت اَچھے جس گنے[1] یادگار	[1] کے پاس
		1735	پِرت کا روش تو اَہے اِس دضا	
			تو دیتی ہے یا نیں دیتی کیا رضا؟"[1]	[1] اجازت دیتی ہے یا نہیں

جدائی از مہتاب

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
جی و		1736	کہی، ''شہ ، میرا جیؤ تیرا اَہے کہ جیؤ تے پیارا توں میرا اَہے''	
		1737	سکی[1] دی سِکا[2] آپنے ہات کا کہ تاثیر تھا اُس میں لئی دھات کا	[1] سکھی مراد مہتاب [2] انگوٹھی
		1738	جو سِکا رکھے وو اُپس پاس جم[1] نہ دیکھے کدھیں دُکھ دَرَد ہور غم	[1] ہمیشہ
		1739	سدا ملک ہور مال سوں شاد اَچھے دُنیاں کے بلایاں تے آزاد اَچھے	
		1740	جو دیکھی کہ شہ ہے بِتھر[1] لشکری تُرنگ بادپا پیش کش کی پری	[1] بے لشکر
سُرَج		1741	سورج جیوں جھمکتا اَتھا سُم اُسے کہ کرناں سے بالاں کے تھی دُم اُسے[1]	[1] کرنوں جیسے بالوں کی دُم
		1742	ہریک نعل اُس کا سو جیوں پرَس[1] تھا کہ آپی سُلکھن تُرنگ سرَس[1] تھا	[1] پارس [1] اعلیٰ
		1743	سو اُس اسپ، رہوالِ[1] خوش چال کوں[1] ستارے پروئے تھے ہر بال کوں	[1] رہوار
		1744	شہنشاہ کا دل بہت جمع تھا کہ وے باٹ[1] میں رات کوں شمع تھا	[1] راستہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1745)	ترنگ[1] خوب خوش شکل وو اصل ہے	[1] گھوڑا
			کہ حیدر کے دُلدُل[1] کیرا[2] نسل ہے	[1] حضرت علیؓ کا گھوڑا [2] کی
	قِ صا	1746)	قِصا یوں ہوا جو رضا شاہ منگ	
			وِدا[1] اُس پری سوں کِئے چھوڑ سنگ[2]	[1] وداع [2] ساتھ

رُباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1847)	دنیا کے سو لوگاں میں وفا دِستا نَہیں	
			دھُنڈ دیکھی جِتا ، باج جفا[1] دِستا نَہیں	[1] جفا کے سوائے
		1748)	بے مہر بنی آدم ہے اِس سوں سنگی	
	کُچ چ		دل باندنے میں کُچ نفا[1] دِستا نَہیں	[1] دل لگانے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا

روانہ شدن شہ بہ سوے مشتری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1749)	ہوے لوگ پھر مستعد ٹھار ٹھار	اپنی اپنی جگہ تیاری کرنے لگے
			سو یک ٹھار مل آئے سب باند بھار[1]	[1] اسباب باندھ کر
		1750)	کہ شہ جاتے اُس مہ کی یاری کے تئیں	
			تُرنگ باد پا لیائے ساری[1] کے تئیں	[1] سواری
		1751)	ہُوا اُس تُرنگ کے اُپر شہ سوار	
			کہ شہ پھول ہور خِنگ[1] بادِ بہار	[1] گھوڑا
		1752)	دِسے شاہ یوں بادپا کے اُپر	
			مگر ہنس چَڑیا[1] ہے ہُما کے اُپر	[1] چڑھا

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1753	چلے شہ بنگالے گدھن چاؤ سوں	
			سو خوشحال ہنستے بہو[1] بھاؤ سوں	[1] بہت
		(1754	لئے خان مریخ کوں شہ سنگات	
			کہ عاشق اتھے وو دونو ایک دھات	
		(1755	دونو عشق کی باٹ جاتے اتھے	
			یکس کا سو وقت یک گماتے[1] اتھے	[1] صرف کرتے تھے
		(1756	جو اُس شہر کے شاہ نزدیک آے	
			خبر اُس عطارد گنے یوں بتاے	
		(1757	کہ آیا ہوں میں اپنے لوگاں سوں یاں	
			مُنجے توں کھیا تھا سو وو قول کاں[1]	[1] کہاں
		(1758	گیا سب فراق اب کہ آیا وصال	
	مُج		بلا بیگ[1] اُس دھن کوں توں مُنجہ اتال[2]	[1] جلدی [2] اب
		(1759	جو شاطر[1] شہ کا دیا یوں خبر	[1] قاصد
			عطارد سراسر سُنیا کان دھر	
		(1760	گیا دوڑتا مشتری شاہ کن[1]	[1] کے پاس
			کہ "آیا ہے یاں اب قُطب شاہ سجن	
		(1761	تیرا مقصد اے نار حاصل ہُوا	
			پیارا پیا تُج سوں واصل ہُوا	
		(1762	کہ مِنّت توں کرتی تھی جس کام کوں	
			ہُوا ہے وو سب کام اب جان توں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1763	نکو بول رک[1] مُنج اُپر اے سُندھر	[1] حرف گیری نہ کر
			کھیا ہوں تُجے میں سبھیں کھول کر"	
		(1764	کہی نار اُس کوں کہ "شہ کاں اَہے؟	
			نشانی مُنجے دے توں دو جاں اَہے	
		(1765	کہ میں سر سوں چل واں تلک جاؤں گی	
			اَپے میں یہاں شاہ کوں لیاؤں گی"	

آوردنِ مشتری محمد قلی را بہ محل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1766	سُلکھن سُگھڑ چنچل اوتار نار	
			سَنّواری محل آپنا ٹھار ٹھار[1]	[1] چپہ چپہ
		(1767	اُتم ذات پدمن[1] پریاں حور سان[2]	[1] خوبصورت [2] حوروں جیسی
			چنچل اچپلیاں[1] شوخ منہر سنگیاں	[1] شوخ
		(1768	صُراحی پیالے دے ہاتاں میں مست	
			کھڑیاں کی کرن چاکری[1] دھن دو رَست[2]	[1] خدمت کی خاطر [2] دورویہ
		(1769	سراسر گھر اپنا سکی سُندری	
			بہوت دھات دے زیب جنت کری	
	پَنْت	(1770	سنّواری سو دھن پنتہ[1] بھو دھات سوں	[1] راستہ
			سو زربفت اطلس و کمخواب سوں	
		(1771	چڑادا[1] سُرگ پر کیا وو محل	[1] بازی لے گیا
			کہ حوراں سو واں موہنیاں[1] ہیں چنچل	[1] ساحرائیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1772)	سو کوچیاں منے[1] شہر کے دھن دو دھیر[2]	[1] کوچوں میں [2] دورویہ
	مُشک		بچھائی[1] مُشک زعفراں ہور عبیر	[1] بچھائی
		1773)	سِنگاری[1] نگر یوں سُندر گن بھری	[1] خوبیوں بھری نے شہر کو یوں سجایا
	بُنی		کہ اَسمان تے خوب ہُوی دھرتری[1]	[1] کہ زمین آسمان سے بہتر ہوگئی
		1774)	چھجے ہور محل اَنگن ہور سب نگر	
			ہر یک ٹھار دو نار سِنگار کر	
		1775)	سنگات اپنے اَپنیاں لے محرم سکیاں[1]	[1] سکھیاں مراد ہجولیاں
			کہ دَم نمنے تھیاں سو دو ہمدم سکیاں	ہم نفس اور دم ساز
		1776)	سہیلیاں سوں سہتی[1] اتھی یوں سو دھن	[1] سجتی
			کہ جیوں سَرو اَچھے ایک بِچ[1] پھول بن	[1] بیچ
		1777)	سکھیاں سب سو دھن سات ہمدست تھیاں	
			یکن تے سو یک اُس وَقت مست تھیاں	
		1778)	منگائی تُرنگ ناؤں شبرنگ اُس	گھوڑا طلب کیا جس کا نام شب رنگ تھا
			کہ بھایا اتھا اُس کے تئیں سنگ اُس	
		1779)	تُرنگ تیز شبرنگ کوں لئی چاوَ ہے	
			کہ ما آگ ہور باپ سو باوَ ہے	
	بُنی	1780)	ہوی سار[1] شبرنگ تُرنگ پر دو نار	[1] سوار
			دھوئیں میں اَچھیں جیوں جھمکتا انار[1]	[1] جیسے دھوئیں میں انار جگمگائے
		1781)	پدم جگمگے جوت سوں ناگ پر	جیسے ناگ کا پدم جگمگائے
			کہ طاوس بیٹھیا مگر کاگ پر	یا کالے کوے پر مور بیٹھا ہو

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1782	سو شبرنگ تُرنگ پر اَچھے نار جیُوں	
			که مشعل دِپے[1] رات اَندھاری میں جیُوں	[1] جیسے اندھیری رات میں مشعل جلے
		(1783	قُطُب سوں مِلَن مُشتری دھن چلی	
			عطارد چتارے کوں سدگات لی	
		(1784	یتا شه سوں ملنے کوں خوشحال تھی	
			که خوشیاں سوں آپس میں ماتی نه تھی[1]	[1] خوشی سے خود میں سماتی نہ تھی
	بُئی	(1785	جو شه کوں خبر ہوی که آتی ہے دھن	
			سُلکھن سکھی چھند بھری من ہرن	
		(1786	ایدر تے شہنشه اودھر تے وو نار	
			دونو سعد وقت آ ملے ایک ٹھار	
		(1787	گلے لاے شه یوں سو دھن کوں چکل[1]	[1] بھینچ کر گلے لگا لیے
			که نھاٹیا بِرَه، جل ہو جگ پنت نکل[1]	[1] فراق پانی پانی ہو کر دنیا سے نکل بھاگا
		(1788	محمد قُطُب شاه ہور وو سُندر	
			ہُوے خوش ایکس کوں یکس دیکھ کر	
		(1789	بجن کے اُپر ایک مَن سوں وو نار	
			لعل ہیرے مانیک موتی نثار	
		(1790	جو شه پر رتن دھن لگی وارنے[1]	[1] صدقہ کرنے
	بہِشت		سو قُدسیاں[1] لگے بہشت سِدگارنے	[1] فرشتے
		(1791	ملا ہات میں ہات دھن گن گنبھیر	
			چلی شاه کوں لے کر اپنے مندھر[1]	[1] محل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1792)	نوٗل شاہ کوٗں اپنے گھر میں جو لیائی تماشا محل کا چنچل سب دکھای	

غزل

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1793)	پیارا سیج پر آیا پیارا جیوتے پیارا ہو برہ مُنج دل میں تے نکلیا، سو جیو او ساس بارا ہو	
		1794)	بِرہ کی آگ تے تن پر ہر یک یاقوت کا دانا لگیا ہولے تے تھنڈا مُنج رھیا تھا جو انگارا ہو	
		1795)	سکی نکھ شہ سمد میانے جو منکے میں تری تھی سو الک گل ہات میں لے کر، پروتا اس میں چارا ہو	
		1796)	انکھیاں دو ہور پلکاں تو چہ دشمناں ہیں سب؟ ادھر عیسیٰ اثر شہ کا وہاں اچتا ہمارا ہو	
		1797)	سورج خوش رنگ سیں پی ہے کرن جیوں موقلم لے کر صورت شہ کی لکھن آیا عطارد اب چتارا ہو	
کن-ڈلاں		1798)	بھنواں دو جیوں رحال ہور الک کی کنڈلاں جزواں[1] تِلک آیت ہے تل مطلق دِسے جید پیارا ہو	[1] قرآن پاک کے جز
		1799)	ستارا بخت کا میرا سورج کے برج میں آیا کہ جھمکیا آج میرے گھر قُطب شہ چاند سارا ہو	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			ملاقات عاشق و معشوق	
		(1800)	چنچل قُطب شہ ہَور اَچپل[1] سُندھر[2]	[1] شوخ [2] سُندر
			دونو بیٹھے مل کر سو یک تخت پر	
		(1801)	رُکن چار پائے ہیں تخت آسمان	
			کہ چند[1] مشتری ہے قُطب شہ سو بھان[2]	[1] چاند [2] سورج
		(1802)	یکس کا لگے پوچھنے ایک حال	
			یکس کوں دِئے یک جواب ہَور سوال	
		(1803)	سو باتاں اَوّل کیاں سبھیں بول کر	
			کہے حال اپنا دونو کھول کر	
		(1804)	پرِت کاج[1] کی کارسازی کیے	[1] کاروبارِ عشق
			اَپس میں اَپے ہات بازی کیے	
		(1805)	صُراحی نُقل ہَور پیالا منگائی	
			اَپے ساقی ہو شہ کوں دھن مے پلائی	
		(1806)	شراب اُس بُہت تُند ہَور تیز تھا	
			عجب آب وو آتش آمیز تھا	
		(1807)	فرشتا اگر آئے آکاس[1] تے	[1] آسمان سے اگر فرشتہ آئے
			پڑے بھیں اُپر مست ہو باس[1] تے	[1] بوئے شراب سے مست ہو کر گر پڑے
پوے، رگی		(1808)	جو یک بُند[1] پیوے کوئی تو سینے کوں لگ	[1] بوند پی لے
			اُٹھے آگ تلویاں تے تارخ تلگ[1]	[1] تلووں سے تالو تک آگ لگ جائے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1809)	جو شہ تائیں دھن لائیؑ مد[1] لال کر	[1] شراب
			کہ پانی کری آگ کوں گال[1] کر	[1] گھول
		(1810)	جو قطرا سٹے[1] آگ میں ایک کوے	[1] اگر کوئی آگ میں شراب کا ایک قطرہ ڈالے
			تو سر پانوں لگ آگ جل راک[1] ہوے	[1] تو آگ جل کر راکھ ہو جائے
		(1811)	خصالت عجب گرم دھرتے ہیں شہ	
			کہ ایسا شراب ہضم کرتے ہیں شہ	
		(1812)	کہ میخوار پختا ہے شہ خام نیں	
			مد ایسا پیئے دُسرے کا کام نیں	
		(1813)	صفت یو جو شہ بے خبر نیں ہوتا	
			جتا پیتے بی کچ اثر نیں ہوتا	
		(1814)	درست اچ[1] ہر یک بات گفتار میں	[1] رہ
			خطا کھائے نا، کار ہور بار میں	
پی ؤ		(1815)	پیارے وو ہو ایک، یوں پیو سوں	دونوں آپس میں یوں گھل مل گئے
گھی ؤ			کہ جیوں دود مل کر اچھے گھیو[1] سوں	[1] جیسے گھی میں دودھ
		(1816)	یک آروس[1] ہور ایک نوشو[1] اہے	[1] عروس [1] دولہا
			کہ دھن شیریں ہور شاہ خسرو اہے	
		(1817)	قطب شہ[1] سو دھن یوں وو زیبا اچھے	[1] کے ساتھ
			کہ یوسف سوں مل جیوں زلیخا اچھے	
جھم گئے		(1818)	دسیں[1] یوں ادھر بچ[2] دسن[3] جھمکنے	[1] نظر آئیں [2] ہونٹوں کے بیچ [3] دانت
			کہ گوہر ہے سنے[1] کے ٹھے منے	[1] سونے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1819)	سو دھن کے دَسَن[1] سَم[2] جو ہونے کوں آئے	[1] دانت [2] برابر برابر
			خجل ہو رَتن، پانی موں[1] کا گنوائے	[1] خجالت سے موتیوں کے منھ کا پانی اتر گیا
		(1820)	اُنچل سیام[1] تل یوں جھمکتے گُہر	سیاہ آنچل کے نیچے گوہر یوں چمکتے ہیں
			کہ شبرات[1] ہے آج دھن کے اُپر	گویا مشتری کے تن پر شب برات اتر آئی ہو
		(1821)	دِسیں تَن رَتن دھن کے مُکھ نور اَنگے	رُخ روشن کے آگے تن کے جوہر یوں لگیں
	دِوے		کہ روشن کیئے ہیں دیوے[1] سوُر اَنگے	جیسے سورج کے سامنے دیے جلائے گئے ہوں
		(1822)	سو دھن کے دو کچ[1] پر گُہر چھائے ہیں	معشوق کے دو اُبھاروں پر موتی سجے ہیں
			کہ پہراں[1] پہ تارے اُپر آئے ہیں	یا پہاڑوں پر تارے اتر آئے ہیں
		(1823)	سو دھن ناک مِل یوں ھے مکرِوے[1] کے سنگ	[1] حلقے کی شکل کا ناک کا زیور
			کہ پکڑیا ہے موں میں بچھو[1] کوں بھونگ[2]	[1] بچھو [2] سانپ
		(1824)	سو مکروے پہ یاقوت، جگ دیک گئے[1]	[1] دنیا دیکھ کر کہے
			کہ عقرب کیرے بُرج مریخ ہے	[1] کہ عقرب کے بُرج میں مریخ ہے
		(1825)	دِسیں مانگ موتیاں کی بچ سِر[1] میں	[1] موتیوں بھری مانگ سر کے بیچ یوں نظر آئے
			کہ دِستے ہیں تارے مگر نیر[1] میں	[1] جیسے پانی میں تارے نظر آ رہے ہوں
		(1826)	چنچل عَین یو دھن کے نَہیں ٹھارتے[1]	[1] شوخ آنکھوں کو ذرا قرار نہیں ہے
			کہ شاطِر[1] شہ کے، ٹلنگ[2] مارتے	[1] شاہ کے قاصد [2] سریع الحرکت ہوں
		(1827)	ستارے مہیندی کے ہاتاں منے	مہندی لگے ہاتھوں میں ستارے ہیں
			کہ گُل لال رَھے جھڑ کے پاتاں منے[1]	[1] گویا ہرے پتوں پر سرخ پھول پڑے ہیں
		(1828)	یِتا کچھ دَہن تنگ دھرتی[1] سُندر	[1] معشوق کا دہن کچھ اتنا تنگ ہے
			کہ باتاں نکلتیاں ہیں ٹکڑے ہوکر	[1] کہ باتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلتی ہیں

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1829	بکھر رَے ہیں کُنتل[1] پشانی اُپر	[1]زلفیں پیشانی پر بکھری ہوئی ہیں
			کہ بادل پڑے ٹوٹ پانی اُپر	یا پانی پر بادل ٹوٹ پڑے ہیں
		(1830	دِسیں[1] لال لالک سوں دھن کی انکھیاں	[1]نظر آئیں
			کہ سینپیاں اَہیں جانو شنگرف[1] کیاں	[1]سُرخ دھات
		(1831	اَلک[1] مِل دھن گال مقبول سوں	[1]زلف
			کہ یا ناگ لَبدیا[1] اَہے پھول سوں	[1]لپٹ گیا ہے
		(1832	دھڑی[1] سوں دِسیں یوں دَسَن[2] بات میں	[1]مسّی کی تہہ [2]دانت
			کہ بجلیاں پڑیاں جا کے ظلمات میں	گویا ظلمات میں بجلیاں جا پڑی ہوں
		(1833	سُمد تے سُکھیں روپ رنگ جل ہے جیوں	
			کنول مکھ کی گردن سو ڈنڈل[1] ہے جیوں	[1]ڈنٹھل
		(1834	انکھیاں پر بھنواں چھند سوں چھائے ہیں	
	طُرّے		کہ تُرکاں سَراں پر طرّے[1] لائے ہیں	[1]طرّے
		(1835	اُدھر ہار[1] پھل پھانک[2] کی بھار وو	[1]ہونٹ [2]پھل کی قاش
			کہ نازک بھلی تھی اَہے نار وو	
		(1836	انگوٹھی میں ماوے[1] کمر نار کی	[1]سمائے
			نہیں کیں دِسے جگ میں اِس سار[1] کی	[1]جیسی
		(1837	کہ جس کا جو روماولی[1] ناٹوں ہے	[1]چھاتی سے ناف تک بالوں کا خط
			سو دھن سَر کی چوٹی کی وو چھاٹوں ہے	محبوب کی چوٹی کی چھاؤں ہے
	پیٹ	(1838	رہی چوٹی یوں پیٹ[1] پر چھب سوں آ	[1]پیٹھ
			پٹی[1] پر اَچھے جیوں الف ثُلث کا	[1]تختی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	پے نے	1839	جواہر جو پینے[1] تھی دھن تن منے	[1] پہنے
			جو عکس اُس ستارے ہُوے گگن[1] منے	[1] آسمان کے ستارے اُن جواہرات کا عکس ہوے
		1840	محبت سوں شہ مست ہو دیدار کے	
			اَدھر چُگلتے[1] تھے تِلتِل[2] اُس نار کے	[1] ہونٹ چوستے تھے [2] بار بار
		1841	سنپڑ[1] کر سکی شاہ کی بات میں	[1] باتوں میں آکر
			اَنپڑ[1] دیتی تھی جوبناں ہات میں	[1] پکڑا
		1842	نھواں لاتے[1] تھے شہ اُسے ٹھار ٹھار	[1] ناخن لگاتے مراد گدگدی کرتے
			اُچھل پڑتی تھی ہنس، دو ہنس مکھ نار	
		1843	کدھیں گُرو لیوے[1] شاہ دو ماہ کوں	[1] چوم لے
			کدھیں ماہ دو گُرو لیوے شاہ کوں	
		1844	مِٹھائی سوں لب چار یوں مِل اَتھے	
			کہ ہرگز یکاییک چُھٹتے نہ تھے	
		1845	سو شہ، دھن تے[1] خوشحال اُس وقت تھے	[1] سے یعنی محبوبہ کی رفاقت میں
			کہ جوبن دو الماس تے[1] سخت تھے	[1] سے
		1846	اَپس میں اَپے بوسہ کاری کیئے	
			دونو، سوں[1] سپت[1] گھال[2] یاری کیئے	[1] قسمیں [2] ڈال مراد دل وجان سے
		1847	کہ دو میں تے تِسرے کو نا ٹھار ہوے	
			جو تِسرا وہاں جائے تو خوار ہوے	
		1848	عجب کچھ خوشی ہور انند حظ ہے واں	
			سو عاشق و معشوق ملتے ہیں جاں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1849	ہُوے شاہ جب مست اَپے ، ہَور دھن	
			کئے مَن اُسے کوُچ کا کچھ کرَن	کچھ اور کر بیٹھنے کا من ہوا
		1850	دونو سرخوش ہو کر ہُوے بے خبر	
			اُنو کی خبر اِس وضا سوُن[1] کر	[1]سُن
		1851	عطارد منا[1] آ کیا شاہ کوُں	[1]منع
	پَن		بہت دھات سوُں پند دیا شاہ کوُں	
		1852	کہ شہ عشق بازی توں کر اِس وصول[1]	[1]اُصول مراد طریقہ، انداز
			کہ تُج تے خدا خوش اَچھے ہَور رسول	
		1853	تیرا مال ہے توں اُتاوَل[1] نہ کر	[1]بے صبری
			جھٹے[1] اِتنے کوُں اَیسی باوَل[2] نہ کر	[1]خواہ مخواہ [2]خود کو دیوانہ نہ کر
		1854	لجا[1] اُس کوُں پھُسلا کے توں اپنے گھر	[1]لے جا
			بُلا قاضی کوُں ہَور وہاں عقد کر	
		1855	جو ٹک خوش لگے گا تیرا گھر اُسے	
			پچھیں[1] کیا تو منگتا ہے سو کر اُسے	[1]بعد
		1856	کہے شہ عطارد کوُں شاباش تُج	
			کہ اِس مستی میں توں دیا پند مُج	
		1857	جو سمجا کے شہ کوُں کہیا دھات دھات	
			سُنیا شاہ آخر عطارد کی بات	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			غزل	
		1858)	تُج مکھ کے درَس کا یو، سورج سو درسَنی ہے	سورج تیرے چہرے کا دیدار کرتا ہے
	جھم گئے		تُج نور جھمکنے تے، سب جگ میں روشنی ہے	
		1859)	زرتار تار کے رَچ[1] پر گالؔ[2] پر سُہاتے	[1]چمک [2]رخسار کے حاشئے پر
			یا چاند کے کِنارے، خوش رنگ چندنی ہے	
		1860)	دل عاشقاں کے تِل تِل، کی کی بغر رتے نَیں	عاشقوں کے تل تل پل پل پوچھے بنا نہیں رہتے
			کیا شوخ چُلبلی توں، غمزیاں بھری ٹھُنی ہے	
		1861)	کاجل کُجل سو بھر کے، پلکاں سو سحرِ منتر	
			غمزا سو نَین تیرا، سوکاؔ[1] سو تس اَنی[2] ہے	[1]کاجل کی لکیر [2]نوک
		1862)	بِر ہے کے دُکھ کٹک[1] میں، یوں نیٹ[2] کر رھیا میں	[1]لشکرِ غم [2]استقلال کے ساتھ
			تو اپنے عاشقاں میں، سو دھن مُنجے گِنی ہے	تونے مجھے اپنے عاشقوں میں شمار کیا ہے
			گفتن مریخ خاں حال خود را پیش محمد قلی	
		1863)	شہنشہ کوں بولیا وو مریخ خاں	
	جی ؤ		کہ "توں جیؤ[1]، جب لگ ہے چند، چرخ، بھان[2]	[1]سلامت رہے [2]چاند فلک سورج
		1864)	تیرا یار پر َسن[1] ہُوا شاہ تجھ	[1]خوش
			کہ توں سور[1] ہے ہور مِلیا ماہ[2] تجھ	[1]سورج [2]چاند
		1865)	سدا مِل اَچھ اس دھن سوں دن رات توں	
			سدا عیش کر شاہ اِس دھات توں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
سُک کَ		(1866	تجھے سُکھ آنند دایم اَچھو[1]	[1] رہے
			تیرا راج دنیا میں قایم اَچھو	
		(1867	ولے کچھ میرے حال پر رحم کر	
نَ کو			کہ تیرا ہوں میں، توں نکو[1] مُنج بسر[2]	[1] مت [2] بھول
		(1868	غلام ہو کے اَچتا[1] ہوں میں تیرے پاس	[1] رہتا
			کِیا ہوں بہت تیری اُمید آس	
	مُنج	(1869	جو لٹیایا ہے سات اَپنے اِس ٹھار مُنجہ	
	مُنج		کرم کر ، مِلا توں میرا یار مُنجہ	
		(1870	دو بچھڑے جو یاراں ملے ایک ٹھار	
			مِلانہار[1] کوں شہ ، ثواب ہے اَپار"	[1] مِلانے والا [2] بے حد

رباعی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1871	پردیسی ہوں پردیس میں ہے ٹھار مُنجے	
			پردیسی ہو رہنا اَہے ناچار مُنجے	
طاقت	ٹ		طاقت، ارے صبر بھی توں کچھ اُبرٹیا[1] نہیں	[1] باقی
		(1872	اب کو[1] ملے گا کوو[2] میرا یار مُنجے	[1] کب [2] کہو

☆☆☆

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1873	پڑیا یو رباعی بہت سوز سوں	
			کھیا رو سو شمعِ دل افروز سوں	
		(1874	کہ" شاہاں میں سب توں شہنشاہ ہے	
			میرے حال تے شہ توں آگاہ ہے"	

COU

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1875	بھلا لئی نپٹ[1] عشق کی بات سوٗں	[1] بے حد
			لگیا منتاں کرنے بھو دھات سوٗں	
		1876	کہے شہ کہ "نزدیک ہے کام اِتال[1]	[1] اب
			کہ تج سوٗں ملے دھن چندر جگ اُجال[1]	[1] دنیا کو روشن کرنے والا چاند
		1877	منجے ہے تیرا حال معلوم سب	
			جو منت کرے توں تو نیں کچھ عجب	
		1878	کہ جگ میں چلی ہے یوٗ بات ہر کہیں	
			غرض وند کوں عقل اچھتی نہیں	
		1879	اُتاوَل توں کرتا اَہے کیا سبب	
			صبوری[1] ستی کام ہوتا ہے سب	[1] صبر سے
		1880	ہر یک رنج پچھیں[1] راحت ہے سچ توں جان	[1] کے بعد
			ہر یک دکھ پچھیں سکھ ہے مرنج خان	
		1881	چمن میانے[1] آ کر چنیا پھول کن	[1] چمن کے بیچ پھول کس نے چنے
			سو کانٹے کیرا زخم ٹک کھائے بن	کانٹے کا زخم کھائے بغیر
		1882	بہار آخر ہے ہور اوّل سو دے[1]	[1] شمسی سال کا دسواں مہینہ، موسم خزاں
			جو غم دیکھے، شادی اس البتہ ہے	
		1883	صبوری تے خوبی ہے آخر نہ ڈر	
			کہ لوگاں کہتے ہیں صبوری ظفر[1]"	[1] کہاوت ہے کہ صبر میں ظفر ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے

گفتن از مریخ خاں حال قطب شاہ پیش مشتری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1884)	قُطب مشتری کوں گھیا سر بسر	
			سو مریخ کا حال سب کھول کر	
		1885)	''میں عاشق ہوں جیوں تجھ نادان کا	
			اَہے تیُوں یو عاشق تری بھان کا	
	راج وَٹ	1886)	توں زہرا سوں کر راجوٹ[1] میل[2] کر	[1] اعلیٰ مشورت [2] مل
			مُراد اُس بچارے کی حاصِل[1] کر	[1] پوری کر
		1887)	کہ عُشاق کا قدر جانے ہے توں	
			دَرد عشق کا سب پچھانے ہے توں[1]	[1] تو پہچانتی ہے
		1888)	سُلکھن[1] سپوت ہے اسد خان کا	[1] نیک صفات
			یو مریخ گنونت[1] بھو[2] مان کا	[1] خوبیوں والا [2] صاحب عزت
		1889)	جو زہرا کوں عاشق ہو آتا اتھا	
	کُچ چھ		سو لَی کچھ[1] دُنبال[2] لیاتا اتھا	[1] بہت کچھ [2] اپنے ساتھ
		1890)	قضا آ ننگا[1] کر اُسے لُچ[2] کیا	[1] تہی دست [2] بے سروساماں
			یو کچھ تھا اِسے کوچ کا کُچ کیا	
		1891)	پڑیا تھا پرت پنت[1] کے گھات میں	[1] راہ محبت
			رَھیا تھا سنپڑ دیو کے ہات میں	
		1892)	اِسے باٹ میں آتے پایا ہوں مَیں	
			وہاں تے چھڑایاں کوں لیایا ہوں میں	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1893)	مرے سات یک دل سؤں آیا ہے یوٗ	
			بہت آس اُمید لایا ہے یوٗ"	
		(1894)	کہی شاہ کؤں ماہ سی ، وو سُندَر	
			کہ "یو کام ہے سہل ، کچھ غم نہ کر	
		(1895)	جو اوّل تے معلوم اَچتا یوٗ کام	
			تو اب لگ یوٗ سب کام ہوتا تمام	
		(1896)	یتی میری منت کئی[1] کرتا ہے توں	[1] میری اتنی منت کی کیا ضرورت ہے
			یدی دیتی ہوں بھیاؤ[1] کر دونو کؤں	[1] ابھی دونوں کا بیاہ کیے دیتی ہوں
	جو کُچ	(1897)	جُکُچ توں کہے گا سو کہہ مُنج کنے	جو کچھ کہنا ہے، تو مجھ سے کہہ
			کہ حاجت نہیں کچھ اُسے پوٗچنے[1]	[1] زہرہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے
		(1898)	اَہے حکم اُس کا میرے ہات میں	
			کہ چلتی ہے زہرا میری بات میں	زہرہ میری تابع دار ہے
		(1899)	یوٗ کام اِس سبب شاہ کرتی جو ہوں	یہ کام میں اس لیے کر رہی ہوں
			کہ منگتا ہے مریخ کؤں بھوت توں"	کہ تو مریخ کو بہت چاہتا ہے

مشورت کردن محمد قلی قطب شاہ با مشتری

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1900)	شہنشہ کہے "اے سُلکھن سُندَھر!	
			چل آ، جائیں مل کر دکھن کے اُدھر	
		(1901)	دکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں	
	نَ پَچ		پنچ فاضلاں کا ہے اُس ٹھار میں	[1] مولد، جائے پیدائش

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1902	دکھن ہے نگینا، انگوٹھی ہے جگ	
			انگوٹھی کوں حُرمت، نگینا ہے لگ	
		1903	دکھن ملک کوں دھن عجب ساج[1] ہے	[1] حسن، شان
			کہ سب ملک سَر، ہور دکھن تاج ہے	
		1904	دکھن کوں جو دیکھے گی اے نار توں	
			نہ کر سی کدھیں یاد بنگالے کوں	بنگالے کو کبھی یاد نہ کرے
بھوتی چ		1905	دکھن ملک بھوتچ[1] خاصاً[2] اَہے	[1] بے حد [2] وسیع
			تِلنگانہ اُس کا خلاصہ اَہے	
		1906	گتا ہوں ہور یک بات بھی مَیں تُجے	
			کہ واجب اَہے بولنا وو مُنجے	
نَ کو		1907	نکو جان اِس کوں ہنسا کھیل توں	اسے مذاق میں نہ لینا
نَ کو			مری بات سُن دھن نکو ٹھیل[1] توں	[1] کنارے کر دینا/ نظر انداز کرنا
		1908	کہ مریخ کوں اب بڑائی دیویں	پہلے مریخ کا رتبہ بلند کریں
			سو اِس شہر کی پادشاہی دیویں	اُسے اس ملک کا بادشاہ مقرر کریں
		1909	پچھیں بھیاو[1] زہرا سوں اُس کا کریں	[1] اس کے بعد اُس کا بیاہ زہرا سے کریں
			دونوں کو مِلا یاں آنند سوں دھریں	دونوں کا گھر خوشی سے بسا دیں
		1910	کہ مریخ ہمنا تے خوشحال اَچھے	تاکہ مریخ ہماری طرف سے خوشحال رہے
			نہ یوں تیئوں کہ دل، جاں بی خوشحال اَچھے	صرف دل کی نہیں بلکہ جان کی خوشحالی بھی ہے
		1911	اگر آنے منگتی ہے توں میرے سات	
			تو یوٗ شہر سٹ[1]، ہور سُن میری بات	[1] ترک کر دے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1912	یوٗ کیا ہے مُلُک جو تُجے بھاوتا	
			یوٗ کیا ہے جو خاطر تیری آوتا	
دے دوں		1913	تُجے میں وہاں دیوں گا ہاں، اے نار!	
			سو اِس دھات کے شہر ہزاراں ہزار[1]	ایسے ہزاروں شہر تیری نذر کروں گا
		1914	دکھن مُلک وو کچھ عجب ٹھانوں ہے	
			دکھن میں سو ایسا ہر ایک گانوں ہے"	
		1915	کہی، "شاہ جو بی تُماری خوشی	بولی، شاہا جو بھی تمہاری خوشی ہو
			تُماری خوشی سو ہماری خوشی	تمہاری خوشی ہی میری خوشی ہے
		1916	توں مُنج سات اِس دھات چالے[1] نکر	[1] تو میرے ساتھ ایسا مکر نہ کر
			مُلُک واروں[1] لک[2] تیری یک بات پر	[1] تیری ایک بات پر لاکھ ملک قربان کروں
		1917	کِتا مال ہور مُلک دِکھلاے گا؟	کتنا ملک اور مال دکھاۓ گا
			مُلُک مال تے کیا مُنج آے گا؟	ملک و مال سے مجھے کیا حاصل ہوگا
		1918	غرض ہے میرا تُج سوٗں اے شہ فہیم	میری غرض تو تجھ سے ہے اے فہیم
			نکر ایسی باتاں سوٗں توں دل دو نیم	ایسی باتوں سے دل کے ٹکڑے نہ کر
		1919	تُہیں مُنج مُلُک ہور تُہیں مال ہے	تو ہی میرا ملک ہے اور تو ہی میرا مال
			تُہیں مُنج لالن تُہیں لال ہے	تو ہی میرا دلبر ہے، تو ہی محبوب
		1920	شہاں طبع نازوک دھرتے اہیں	
			کہ معشوق پر ناز کرتے اہیں	

[1] یہ کہتے وقت شاید 'بھاگ نگر' کا تصور محمد قلی قطب شاہ کے ذہن میں جھلمل کر رہا تھا۔ وجہی کی طرف سے یہ کنایہ بھی ہو سکتا ہے

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
	جی ؤ	(1921)	میں راضی ہوں اِس کام کوں جیؤ سوں	
	جو کچ		چلچ کرتے منگتا سو کر شاہ توں	
	کوئی	(1922)	کہ فاضل تج ایسا کہیں کوئ نیں	
			تری بات تے نیں ہوں خیریز[1] میں"	[1] خارج یعنی نارضامند نہیں ہوں

دادن محمد قلی قطب شاہ مریخ خان را پادشاہیِ بنگالہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1923)	خبر لے اَنبر پر کے اَختر ستی	نجوم فلک سے خبر لے کر
			گھڑی سعد شہ دیک مہتر[1] ستی	[1] جوتشی سے سعد گھڑی متعین کرکے
		(1924)	خدا کے گنے[1] تے مدد منگ لیے	[1] خدا سے مدد مانگی
			وزیراں کوں سب واں کے حاضر کیے	
		(1925)	سو مریخ خاں کوں بُلا بھیج کر	
			دِیے شاہی بسلا[1] اُسے تخت پر	[1] بٹھا
		(1926)	بھتر بھار[1] خشم لوگ[2] راضی ہو آئے	[1] درون و بیرون [2] کارپردازِ سلطنت
			دُراہی[1] بنگالے میں اُس کی پھرائے[2]	[1] حکومت [2] جاری کی
		(1927)	پڑیا پانو وو شاہ کے آئے کر	
			ہنسے خوش ہو اُس کوں گلے لائے کر	
		(1928)	شہا نے[1] کیئے یو بڑا کام شاہ	[1] شاہ نے
			دِیئے اُس کوں مریخ شہ نام شاہ	
		(1929)	بنگالا سو رہنے اُسے گھر ہوا	
			مُلک سب مقرر اُسی پر ہوا	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1930)	بزاں[1] زہرہ کے تائیں لک چاؤ کر دِیے شاہ مریخ سوُں بھیاؤ کر	[1] لاکھوں ارمانوں کے ساتھ
		(1931)	ہُوا زہرہ کوُں دیک مریخ شاد خدا نے دیا اُس کوُں اُس کا مُراد	

رسیدن محمد قلی قطب شاہ با مشتری پیشِ مادر و پدر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1932)	سو حکم اُس مُلک کا سو دھرنے لگیا صُبح اُٹ دُعا شہ کوُں کرنے لگیا	
		(1933)	قُطب شاہ ہَور مُشتری شاہ مل دُلھن کوُں سو جانے ہُوے ایک دل	
		(1934)	منگے اِن دونو اُن دونو گن وِدا[1] کیئے اُن دونو اِن دونو کوُں دُعا	[1] رخصت
		(1935)	کہ مریخ زہرا جو اُنپڑانے[1] آے منا[1] شہ کیئے ہَور اُنوں کوُں منائے	[1] پہنچانے/رخصت کرنے [1] منع
تُمے ہے		(1936)	تمُہیں دونوں یاں راج کرتے اَچھو ہمیں جاتے ہیں، مہر دھرتے اَچھو	
ہے تمے		(1937)	کہ مشتاق ہو کر اَچھیں گے ہمیں خبر بھیجتے جاؤ اپنی تمُہیں	
جو کچ		(1938)	جکچ کام مقصود اَچھے ہَور بات سو لکھ بھیج دیؤ آتے جاتے کے ہات	

فرہنگ/اشارے	ابیات	شمار	تلفظ	معاون تلفظ
[1] مختار	کہے، "تُج کِئے اب جو آدھار[1] ہمیں	1939	ہے	
	ضرورت کوں رہتے ہیں اِس ٹھار ہمیں		ہے	
	رضا دے کہ تُج سات ہمیں آئیں گے	1940	ہے	
	بڑا مرتبا اِس تے بھی پائیں گے			
[1] صبح [2] اٹھ	صبا[1] اوٹ[2] شہ دیکھنا تجھ مکھ	1941		
	نہیں کوُچ ہمنا بھی اس تے بی سُکھ			
	دُنیا ہور دولت یو کیا کام آے	1942		
	جو صاحب تُج ایسا ہمن چھوڑ جائے"			
	کھڑے رَتھے دو سب مِل کے یک ٹھار پر	1943		
	اَپس میں اَپے بات گفتار کر			
	دِلاسا اُنو دونو کوں لئی دِئے	1944		
[1] طرف	سو رُخ شاہ فرخ دکھن دِھر[1] کِئے			
	دِئے خیمے صحرا میں شہ کوُچ کر	1945		
[1] پہاڑ [2] قائم	کہ پھاڑاں[1] اَچھیں تھیر[2] جیوں دہر پر			
	زمیں کے اُپر ڈیرے شہ پھر دِئے	1946		
[1] جہازوں	کہ دریا میں جازاں[1] کوں لنگر دِئے			
	وہاں تے سو جیوں ہور دل شاد کر	1947		
[1] سازوسامان	چلے بَست ہور بھاو[1] سب لاد کر			
	تھنڈی ٹھار شہ دیک اُترتے اَچھے	1948		
	اَنند عیش اُس دھن سوں کرتے اَچھے			

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1949)	یکس کوں لگا ایک چھاتی سوں داٹ[1]	[1] بھینچ
			دونو عیش کرتے اَتھے باٹ باٹ	
		1950)	رلیاں سوں دونو مِل کے رُلتے تھے وو	
			اِسی دھات سب باٹ چلتے تھے وو	
		1951)	بِرہ کا گِرہ سب گنوا ، وصل پائے	
			دکھن کی سو سرحد میں شہ بیگ[1] آئے	[1] جلد
		1952)	جو ویسے میں ما باپ پائے خبر	
			کہ آتا ہے فرزند دلبند اِدھر	
		1953)	بہت دن پچھیں[1] خوش ہو کر آج کوں	[1] بعد
			اَنگے[1] ہو کے لیانے چلے راج کوں	[1] آگے
		1954)	کہ شہ بھی سلامت تے پھر[1] آئے ہیں	[1] واپس
			سَنگات اپنے اُس نار کوں لائے ہیں	
		1955)	جو شہ دور تے دیکھے ما باپ کوں	
			نزیک آئے مِل مشتری نار سوں	
		1956)	پڑے پانوں ما باپ کے شہ اوّل	
	بھشت		کہ ہے بہشت ما باپ کے پانوں تل	
		1957)	وو ما باپ کوں شہ گلے لالئے[1]	[1] لگالئے
			جو نرجیو ہوے تھے سو پھر جیو دِئے	[1] بے جان
		1958)	کھلے پھول اُمید ہور آس کے	
			پڑی پانو بھو[1] سسرے ہور ساس کے	[1] بہو

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1959	ملے آج یک ٹھار بچھڑے سگے	
			اَپس میں اَپے پانْو پڑنے لگے	
		1960	گُہر وارے چونْدھیر تے شہ اُپر	
			کہ موتیاں کیرا مھوں[1] پڑیا دھرت پر	[1] بارش
		1961	تماشا دیکھن آئے چو پھیر سب	
			غنی ہو رَہیا آج کوں شہر سب	
		1962	کہ سرحد پکڑ شاہ کے گھر تلک	
			سُنا[1] گود بھر بھر لیا دان جگ	[1] سونا
چَوں دھر		1963	بکھیرے کئی آج چَونْدھیر[1] گُہر	[1] چاروں طرف
			کہ نکلے رتن بھُیں میں-کے پھوٹ کر	
		1964	دِیے دان یوں جگ کوں شہ سیم و زر	
			کہ رکھنے کوں کیں ٹھار نَیں دھرت پر	
		1965	یتے کچھ گُہر شاہ بخشش کرے	
			کہ بادل اُچالے[1] سَمَد سَت بھرے[2]	[1] اٹھالے [2] موتیوں بھرے سمند
		1966	تیرا دان مشہور ہوا شہ یتا	
			کہ پُروا سٹیا سَمَد ساسانْت[1] کا	[1] سواتی کی بارش
		1967	نہ دیکھا کنے دان اِس دھات کا	
			کہ جھڑ[1] لائی سُنّے کی برسانْت کا	[1] دھار
		1968	دو ما باپ دونو پکڑ بر[1] منے	[1] بغل
			لے کر آئے اُس شاہ کوں گھر منے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1969)	نگر میں جو آیا قُطب شہ نَوَل[1]	[1] نیا بادشاہ یعنی ولی عہد
	خُ شیاں		لگے بجنے چَونڈھیر خوشیاں کے طَبَل	
		(1970)	شہر میں سو عید آج لوگاں کِئے	
			گھرے گھر اَنند کاج لوگاں کِئے	
		1971	لگے حال احوال سب پوچھنے	
			جو شہ دیکھے تھے سو کہے اُن کنے	
		(1972)	سو ماباپ شہ دھن ہو کر ایک دل	
			یو چارو رہے سُکھ سوں یک ٹھار مِل	

دادنِ ابراہیم قطب شاہ بادشاہیِ خود بہ محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1973)	بَراہیم قُطُب شاہ پرِ دُکھ بھنجن[1]	[1] دکھ مٹانے والا
			کہ لیایا جنے ضبط میں سب دکھن	
		(1974)	کیا شاہ وو پادشاہی عجب	
			مسلماں ہُوا یوٗ تِلنگانہ سب	
		(1975)	سخاوت میں دھن وان حاتم سُجان[1]	[1] حاتم جیسا نیک اور سخی
			عدل میں سو ہے جیوں کہ نوشیروان	
		(1976)	سرُ نایان[1] مادے[2] رمال[3] ہور چھتر[4]	[1] شاہی چھتر [2] ساز وسامان [3] جتش [4] شاہیانہ
			تخت تاج سب ساج[1] مستعید کر	[1] ساز وسامان سب تیار کرلیا
		(1977)	تخت، جیوٗ لگن[1] گُن سوں سَنپور[2] ہے	[1] جب تک [2] بھرپور
			کہ جھلماں[1] سو کرتا چھتر سوٗر[2] ہے	[1] جھل مل [2] چھتر کا سورج

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1978)	دیکھیا فال مُصحف کی آیات میں[1]	[1]قرآن پاک سے فال نکال کر
کِی کا			پنایا سِکّا شاہ کے ہات میں	[1]مہر اقتدار شاہ کی انگلی میں پہنائی
		1979)	سنواریا بہت چھب سوں شہ سب شہر	
			نجومیاں کوں ساعت سَعَد پوچھ کر	
		1980)	دِیا شاہی اپنی قُطب شاہ کوں	
			کہ ڈوسا[1] ہُوا میں، کر اب راج توں	[1]بڈھا
		1981)	قُطب شہ کوں شاہی مقرّر ہوئی	
			کہ باپ ہور بیٹے میں نہیں کچھ دوئی	
		1982)	کِنے[1] پادشاہی کِیا نہیں ہے یوں	[1]کسی نے
			کہ کرتا اَہے اب قُطب شاہ جیوں	
		1983)	بسیا[1] شہ کے انصاف تے یوں دکھن	[1]بسا
			کہ بستا ہے پانی تے جیوں پھول بن	
		1984)	سو یوں عدل اب شاہ کرتا اَہے	
دے			کہ کولے[1] کوں دیکھ باگ[2] ڈرتا اَہے	[1]گیدڑ [2]باگھ
		1985)	جو شاہاں اَپس کوں کھواتے[1] اَہیں	[1]کہواتے
			کھڑے کھان سب ڈرتے کھاتے اَہیں؟	
		1986)	شہی[1] جیوں کیے شاہِ عالی جناب	[1]حکومت
			نہ دارا کیا وَوں نہ اَفراسیاب	
		1987)	جو اَچتے تو اَچتے تیرے دار[1] جم[2]	[1]در یعنی تیرے عہدے پر [2]ہمیشہ ہوتے
			سکندر، فریدون، ضحاک، جم[1]	[1]جمشید

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		1988)	شہنشاہ غازی قُطب شاہ توں	
			شہاں[1] سب ستارے، کہ ہے ماہ توں	دوسرے بادشاہ
		1989)	عجب تابش[1] ہے توج مُکھ نور[2] کوں	[1] دمک [2] تیرے رُخِ انور کو
			کہ طاقت نہیں[1] دیکھنے سوٗر کوں[2]	[1] تاب نہیں [2] سورج
		1990)	کھڑگ[1] بیچ تجھ میان ماوے[2] سحاب	[1] تلوار [2] سماوے
			تُرنگ آسمان ہَور نیزا شہاب	
		1991)	بجی[1] آگ جلتی ترے ہاک[2] تے	[1] بُجھی [2] بارعب آواز
			جنگل پکڑے باگاں[1]، تری دھاک تے	[1] باگھ کی جمع
		1992)	ترِا عدل ایسا ہے اَے جگ اَدھار[1]	[1] دنیا کے سہارے
			کہ آگ ہَور پانی اَچھے ایک ٹھار	
		1993)	ترِا عدل انصاف ہے جگ اُپر	
			اَگن نیر نت مِل رہے مَد بھتر[1]	[1] شرب میں پانی اور آگ باہم مل رہتے ہیں
		1994)	محمد قُطب شاہ تُج ناٗنوں[1] ہے	[1] نام
			ہُما سو ترِے پانٗوں کا چھانٗو ہے	
		1995)	توں دانی توں گیانی توں داتار[1] ہے	[1] سخی، دانشمند، فیاض
			توں فاضل، توں کامل، توں اَوتار[1] ہے	[1] خدا نما
		1996)	توں ایسا سخی ہے کہ تجھ دھرم تے	
			دریا لیائے کف موں اُپر شرم تے	
		1997)	توں وَرکَش[1] ہے ہر ایک سرکش اُپر	[1] قوی
			کہ غالب ہے جیوں آب آتش اُپر	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		(1998	توں جیوں نوح پاتال جل کھار[1] ہے	[1] پاتال سے پانی نکالے والا
			دھرت جہاز، انبر سو اوزار[1] ہے	[1] دھرتی جہاز اور آسمان بادبان
		(1999	پون[1] دول[2] امولک[3] ہے لک ساز کا	[1] ہوا [2] مستول [3] بیش قیمت
			بھون[1] لنگر اِس بے بدل جہاز کا	[1] محل
		(2000	جو جھکائے شہ توں گہر تاج تے	
			عجب کیا جو سمدر سکے[1] لاج تے	[1] سمندر شرم سے سوکھ جائے
		(2001	کہے ہدہداں جا سلیمانؑ کوں	
			کہ شہ دار آوے منگن دان کوں	شہ کے در پر دان طلب کرتے آئے
		(2002	کہ شہ دار تے گر کچھ دان پائے	
			جنم بیٹ[1] اپنے خشم سات کھائے	[1] بیٹھ
		(2003	درم[1] سور کھوٹا چلے نا کہیں	[1] درہم آفتاب کھوٹا ہے
			کہ سکا[1] قطب شاہ کا اُس نہیں	[1] اگر اُس پر قطب شاہ کی مہر نہیں
		(2004	چترُ شاہ گنونت گیانی ہے توں	تو زیرک، اعلیٰ صفات، دانا ہے
			کہ حکمت میں لقمانِ ثانی ہے توں	
		(2005	انگوٹھی سلیماں کی تجھ ہات میں	
			کہ تاثیر عیسیٰ کی تجھ بات میں	
		(2006	ہر یک علم میں شہ توں ماہر ہے سب	
			چھپیا راز تج آنگے[1] ظاہر ہے سب	[1] تیرے سامنے یعنی تجھ پر

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			## بُردن محمد قلی قطب شاہ بکارت مشتری	
		2007	رتن لا سنْوارے مُکلل[1] محل	[1] زر و جواہر سے محل جگمگا اُٹھا
			سو مرجٗ، یاقوت، نیلم، زُحل	
		2008	انگن آسماں ہور بادل سو فرش	
	چھ جا		کہ منڈوا سو کُرسی چھجا جیوں ہے عرش	
		2009	مرصّع جڑیا تخت[1] واں لیائے کر	[1] جڑاؤ تخت
			سو اُس تخت پر شہ کوں بِسلائے[1] کر	[1] بٹھا کر
		2010	مِلے دوستاں آج چونڈھیر تے[1]	[1] چاروں طرف سے
			انند عیش کرتے ہیں بھی سیر[1] تھے	[1] بھرے
		2011	سو جلوا[1] لگے دینے سب شاہ کوں	[1] دیدار مراد منہ دکھائی کی رسم
			سُلکھن سکی[1] مشتری ماہ سوں	[1] دوشیزۂ نیک صفات
		2012	زرینا[1] کیے سُور کا قُرص[2] توڑ	[1] سورج کی ٹکیہ توڑ کر زیورات بنائے
			پِنائے رتن کھن کے طبلے کوں پھوڑ[1]	[1] صندقِ فلک توڑ کر ہیرے جواہر پہنائے
		2013	مشاطہ ہو حور آئے جنّت تے بُھل	
			کہ پردا ہے اسمان تارے سو پھُل[1]	[1] پھول
		2014	سو اسمان کیں دُر سوں یوں جلمگے[1]	[1] آسمان کئی موتیوں سے یوں جگمگائے
			کہ پھولاں کے منڈویاں کوں[1] تارے لگے	[1] پھولوں کے منڈووں کو
		2015	مِلے قُطب ہور مُشتری ایک ٹھار	قطب اور مشتری کا قرن السعدین ہوا
			ہُوا آج جگ میں انند بے شمار	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		2016)	سو جبریل قاضی ہو واں آئے کر	
			فرشتیاں کوں مہمان سب لیائے کر	
		2017)	بندیا نہر اُس نار نادان کا	
			سو حاصل زمین ہور اَسمان کا	
	ہُئی	2018)	زمیں تھی سو ہُوی آج جیوں آسماں	
			کہ ہے قُطب ہَور مُشتری کا قِران[1]	[1] ملاپ
		2019)	آپس دل کوں سب دوست شادی دِیئے	
			سو شہ کوں مبارکؔ بادی دِیئے	
		2020)	سو شر شور غُل غال[1] ہُوا سب تمام	[1] ہنگامۂ شادی
			کہ جلوے کیرا کام[1] ہوا اب تمام	[1] منہ دکھائی کی رسم
		2021)	گئے شاہ عاروس[1] خِلوَت مَنے	[1] دلہن
			لگے دونو عیش ہَور عشرت مَنے	
		2022)	سو دھن کوں گلے شاہ لانے[1] لگے	[1] لگانے
			یکس سوں سو یک لٹ پٹانے[1] لگے	[1] ایک دوسرے سے بے تحاشہ لپٹنے لگے
		2023)	گھونگٹ کھول بوسے لئے ذوق سوں	
			سو چولی کے بند توڑ سب شوق سوں	
		2024)	کدھیں[1] ہات موں پر دھرے لاج تے	[1] کبھی
			کدھیں گئے[1] نکر سوں عِشق آج تے	[1] کہے
	نَ کو	2025)	کدھیں گئے[1] نکو آج ، چھوڑو، صَبا[2]	[1] کہے [2] کل
			کدھیں گئے کہ یو کیا تُمارا وضا[1]	[1] وضع

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		2026	لَذت ایسے کاماں کی وو پائیَ ئیں	
			کدھیں ایسے داواں[1] میں وو آئیَ ئیں	[1] گھاتوں میں
		2027	وو اِس کام کوں بھوت کچواتی[1] تھی	[1] بچتی تھی
			سہیلیاں مَنے نھاٹ[1] کر جاتی تھی	[1] اپنی سہیلیوں میں بھاگ جاتی تھی
		2028	جو رَتّی[1] لَذت کچھ سکی پائے گی	[1] رتی بھر بھی
ल्याये			تو شہ کوں اُنے کھینچ کر لیائے گی	
		2029	پھراتے اَتھے ہات شہ ٹھار ٹھار	
			کہ تھی شوخ چنچل اُتم ذات نار	
		2030	یتا تن اَتھا پاک صاف ہَور ہنّوار[1]	[1] ہموار
			کہ ہاتاں پھسلتے تھے بے اختیار	
		2031	کہ قرمیزی ریشم تے انگ نرم تھا	
ख़्याल			وَخت بے شَرَم، خیال سو گرم تھا	
		2032	کدھیں گڑ دیوے[1] گود میں بَیس[2] کر	[1] بوسہ دے [2] بیٹھ
			کدھیں[1] لیٹ جاوے ستم بیس کر	[1] کبھی
		2033	کدھیں پردے کے آسرے جا چھپے	
			کدھیں شہ کو ستمیں[1] پکڑ لیں اَپے	[1] ستم گار
		2034	کدھیں شور کرتی کدھیں غلبلا[1]	[1] ہنگامہ
			کدھیں کَئے[1] اکھنڈ[2] ہَور کدھیں سو کلا[3]	[1] کرے [2] جھل [3] نخرا
		2035	کدھیں کئے[1] کہ سردی تے تن سرد ہے	[1] کہے
			کدھیں لیوے بھانا[1] کہ سَر درد ہے	[1] بہانہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		2036	کدھیں دل کے رازاں کہے کھول کر	
			کدھیں کیئں[1] کے قصے اُٹھے بول کر	[1] کہیں
		2037	کدھیں شہ کوُں ٹُک لاوے باتاں مَنے	
			کدھیں ہات دے شہ کے ہاتاں مَنے	
		2038	کدھیں دیتی گالیاں کدھیں دوستی	
			ہُوی بے ادب شاہ کے بھَو سُتی[1]	[1] بہت طریقوں سے
غُصا		2039	غُصا نار[1] کا یوں ہے اُس نار[2] میں	[1] آگ [2] عورت
			کہ جیُوں آگ اَچھتی ہے اَنگار میں	
		2040	لگی شہ کوُں تل تل تپانے سکی	
			کہ نَیں دیتی ٹُک ہات لانے[1] سکی	[1] لگانے
		2041	کہ اِس کام کوُں بھوت کچوائے ہے	[1] ناپسند کرے ہے
			سہیلیاں مَنے نھاٹ[1] کر آئے ہے	[1] بھاگ کر
		2042	سکی کوُں بہت چھند[1] سوُں سپڑائے کر[2]	[1] ترکیب [2] قابو میں کرکے
			دو راناں کی بندش مَنے اُس جکڑ	رانوں کی بندش میں جکڑ کر
		2043	جو شہ کیلی[1] دبے[2] قفل لے تلار[3]	[1] قفل میں جوشہ نے چابی سے زور ڈالا
			کُھلے دھن کے طبلے[1] سو لعل آئے بھار	[1] صندوقچی مراد اندام نہانی
		2044	سنگھرِ شہ سوُں سنگرام[1] دھن کی اَہے	[1] ہم صحبتی
			کہ یاقوت داوَن[1] میں بھر لی اَہے	[1] دامن میں یاقوت بھر لئے
		2045	شہنشہ سو دھن سیج پر آئیں تھی	
			سِرانا[1] جو تھا سو ہُوا پائنتھی[2]	[1] سرہانا [2] پائنتی

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		2046	سُہاتے تھے[1] شہ دھن سوں اُس وقت یوں	[1] سج رہے تھے
			کہ ہرنی کوں لے بَیٹھا[1] باگ جیوں	[1] جیسے شیر ہرنی کو گود میں لیے بیٹھا ہو
		2047	چلیا تنگ کوچے میں شہ کا تُرنگ[1]	[1] تنگ کوچے میں شہ کا گھوڑا چلا
			ہُوا سُست آخر کہ تھا ٹھار تنگ	راہ کی تنگی سے آخر سُست ہو گیا
		2048	لگی ٹھیس[1] اُس، ہور ہُوا لنگ[2] پاے	[1] ٹھوکر [2] لنگڑا
			کیا تنگ کوچے منے آئے جاے	
		2049	کھلیا پھول تن کا مدن باؤ تے	[1] تن کا پھول بادِ وصال سے کھل اُٹھا
			کہ خوش ہے وو سنبھوگ کی چاؤ[1] تے	[1] بدمستیِ وصال سے مسرور ہے
		2050	چنچل چلبلا جو اُٹھی شور کر[1]	[1] چلبلاہٹ سے بے تاب ہو کر جو اُٹھی
			سرانا چلیا پائینتی کے اُدھر	سرہانا پائینتی ہو گیا
		2051	پرت کا جھٹنت، شہ جھٹے[1] اُس سوں جب	[1] محبت کی جھینگا مشتی سے فارغ ہوئے
			بچھانا ہُوا، گھانگرا گھول[1] سب	[1] بچھونا تہ و بالا ہو چکا تھا
		2052	کیے رات بھو دھات دھن سات یکنگ[1]	[1] ہم صحبتی
			بجر[1] کے وو پاۓ بجر[1] کا پلنگ	[1] ہیروں سے جڑا ہوا پلنگ
		2053	سو دھن کوں ہلا کر پرم مد[1] پلاے	[1] شراب محبت پلائی
			بہت دھات سمجا اُسے ہات لاے[1]	[1] لگاے
		2054	رہی دوستن یوں وو اس دوست سوں	
			کہ جیوں مغز مل کر اچھے پوست سوں	
		2055	سُہاتی ہے دھن شاہ خوش فام سوں	شہ کی ہم نشینی میں زیب دیتی ہے
			کہ گمتی[1] ہے سیتا مگر رام سوں	[1] جیسے سیتا رام کی صحبت میں مدہوش ہو

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے

دعا خواستن محمد قلی قطب شاہ

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
		2056	الٰہی مُنجے دے ترا دھیان توں	
			سو دولت حیات ہَور ایمان توں	
		2057	الٰہی گُنہ تے جھٹک بار دے[1]	[1] بوجھ اُتار دے
	مُنج ج		نِرادھار[1] ہوں، مُنج آدھار[2] دے	[1] بے سہارا [2] سہارا
		2058	الٰہی توں جُس[1] دے ہر یک کام میں	[1] جوش و ولولہ
			میرا ناٹوں کر خاص ہَور عام میں	
	مُنج ج	2059	اِلٰہی توں خوش حال رکھ مُنج جم[1]	[1] ہمیشہ
			دفے[1] کر بلا، دُکھ، دَرد ہَور غم	[1] دفع
	تَل پَٹ	2060	الٰہی توں دُشمن کوں تلپٹ[1] کر	[1] نیچا دکھا
	چَ ٹ		بُریاں کوں دُنیا میں تے سب چٹ[1] کر	[1] بُرے لوگوں کو دنیا سے ملیامیٹ کرے
		2061	الٰہی توں دایم مُنجے شاد رکھ	
			بَلایاں[1] کے بنداں[2] تے آزاد رکھ	[1] بلاؤں [2] گرفتاری
		2062	الٰہی مِرا مرتبا کر بُلند	
			سدا دے مُنجے عیش، عشرت، اَنند	
		2063	الٰہی مددگار توں ہے مُنجے	
			مددگار ہر ٹھار توں ہے مُنجے	
		2064	الٰہی قُطب شہ تیرا داس ہے	
			قُطب شاہ بندے کوں تُج آس ہے	

معاون تلفظ	تلفظ	شمار	ابیات	فرہنگ/اشارے
			خاتمہ	
		2065	قُطب مُشتری مَیں جو بولیا کتاب	
	ہُئی		ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب	
		2066	اَوّل ہور آخر کے کاماں پچھان	
			دُنیا میں رکھیا ہوں میں اپنا نشان	
		2067	نشانی رکھے باج[1] چارا نہیں	[1] بغیر
			کہ دایم کوئی رہن ہارا نہیں	
سُن نے		2068	سُنار ہوکے سُنّے[1] کے لفظاں گھڑیا	[1] سونے کے الفاظ گھڑے
			تنِ معنی چُن چُن اُنن پر جَڑیا	الفاظ پر معنی کا گوشت پوست چڑھایا
		2069	کتا[1] ہوں کہ یو کھول مقصود سب	[1] کہتا
مَشَق قَت			یتا[1] میں مَشقّت کِیا اِس سبب	[1] اتنا
		2070	کہ پڑ[1] کر اِسے مُنج کریں یاد سب	[1] پڑھ
			سدا کال[1] مُنج تے اَچھیں شاد سب	[1] ہمیشہ ہمیشہ
		2071	جِنے شعر بولیا اُسے کیا ہے غم	جس نے شعر کہا
			کہ جیتا اَہے ناؤں[1] اُس، جگ میں جَم	[1] نام ہمیشہ باقی رہے گا
		2072	تمام اِس کِیا دیس[1] بارا مَنے[2]	[1] دن [2] میں
			سنہ یک ہزار ہور اٹھارا مَنے	

کاتب ایں رسالہ حاجی محمد رضا ولد مراد بیگ
ابن محمد کریم مازندرانی در شہر حیدرآباد ۱۱۳۲

فرہنگ

آ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1273	آپ بھاتے	ـ اپنی مرضی سے
36	آپیچ، آپی	ـ آپ ہی، خود ہی
178	آدھار	ـ بنیاد، سہارا
1702	آدمیت کرنا	ـ خاطرداری/ مہمان نوازی کرنا
1816	آروس	ـ دلہن، عروس
83	آس	ـ امید
1512	آسی	ـ آئے گا
436	آکاس	ـ آسمان
34	آلے	ـ اعلیٰ، عمدہ
358	آمنا	ـ قبول کرنا
694	آنب	ـ آم
50	آنپڑے	ـ پہنچے
694	آنک	ـ آنکھ
32	آنگے	ـ آگے
1162	آنہارا	ـ آنے والا

الف

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1613	اُبریا	ـ باقی رہا، بچا رہا/ اُبرنا ـ باقی رہنا
336	اُبلوج	ـ مصری
49	اُپار	ـ بے شمار، بے حد
701	اُبھالاں	ـ بادل کی جمع/ اُبھال ـ بادل
453	اُپاڑ	ـ اُکھاڑ/ اُپاڑنا ـ اُکھاڑنا

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1556	اُپٹتی	ـ بگڑتی/ اُپٹنا ـ خفا ہونا، بگڑنا
380	اُپَج تِچ	ـ پیدا ہوتے ہی/ اُپجنا ـ پیدا ہونا
338	اُپروپ	ـ بے مثل، نادر
65	اُپَس	ـ اپنا، اپنی
553	اُپَس سوں اُپَج	ـ آپ ہی آپ
936	آپ بھاوتا	ـ خودرفتہ
84	اُپکار	ـ احسان
31	اُپے	ـ آپ
323	اُپے ہو کے لیانا	ـ اپنی توفیق سے لانا
308	اتال، اتا	ـ اب
589	اُتارو	ـ اُتارنے والا، پار لگانے والا
787	اتنچ	ـ اتنے ہی میں
1072	اُتاولے	ـ بے صبر، جلدباز
1703	اُترائی	ـ احسان اُتارنے کے قابل
34	اُتم	ـ اعلیٰ، عمدہ
630	اِتنیاں	ـ اِتنوں/ اِتنی کی جمع
971	اُٹ	ـ اُٹھ
113	اجھوں	آج تک، اب تک
684	اُجت	ـ چمک
108	اَچ	ـ رہ/ اَچھنا، رہنا
425	اُچا	ـ اُٹھا/ اُچانا، اُٹھانا
1224	اُچپلا، اُچپلی	ـ چنچل، شوخ
1767	اچپلیاں	ـ چنچل لڑکیاں
1470	اَچنا، اَچھنا	ـ رہنا، ہونا
972	اُچل	ـ اُچھل
1676	اَچھراں	ـ اکشر، حروف

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1404	ابھریاں	۔اپسرائیں
86	اَچھ	۔رہ
480	اَچھو	۔رہو
21	اَچھے	۔رہے
755	اختیار	۔ارادہ
761	اَخل	۔عقل
206	اُدھار، آدھار	۔بنیاد، سہارا، مختار
136	اُدھار	۔قرض
698	اُدھر	۔ہونٹ
430	اِدک،/ادکھ	۔مزید، زیادہ (کنڑا)
447	اُدھان	۔اُبال، جوش
356	اُدمی	۔آدمی
590	اُدمیں	۔آدمی
343	اُڑانے ملیں	۔مذاق اڑائیں
1089	اَرڑانا	۔غل مچانا، گرجنا برسنا
475	اُڑناؤں	۔عرفیت
567	اَنجھو	۔آنسو
809	اَڑباٹ	۔آڑا راستہ، مختصر راستہ
520	اُساساں	۔آہ کی جمع / اُساس۔آہ
1424	اُلاس	۔مسرت آمیز جوش
1347	اَصیل	۔خاندانی
1798	اَلک	۔زلف
1001	اُلگنا	۔عبور کرنا
1154	اَنچ	ماتحت، زیردست
2034	اَکھنڈ	۔جھل، مکر
77	اَگلا	۔بڑھ کر، مزید
42	اَگن	۔آگ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1425	اُمس	۔جوش
1177	امانت	۔محفوظ
493	امریت	۔امرت
320	امؤلک	۔اَنمول، بیش بہا
1492	اَنّ	۔کھانا
901	اَنباری	۔عماری
1273	اَنمناتے	۔نیم دلی سے/ اَنمن۔نیم دلی
408	اَنند	۔خوشی
434	اَنندکاج	۔تقریب مسرت
57	اَنام	۔خلقت
57	انبر	۔آسمان
196	اَپڑاتے	۔پہنچاتے/ اپڑانا۔پہنچانا
542	اَنت	۔حال، مزاج
428	اَننت	۔بے شمار، بے کراں
607	اَنچل پریاں	۔پریوں کا آنچل
1820	اَنچل سیام	۔کالا آنچل
165	اَندکار	۔اندھیرا
166	اندھارا	۔اندھیرا
760	اندیشا	۔غور، تفکر/ اندیشنا۔غور کرنا
149	اَنگے	۔سامنے
845	انگے	۔اگلے، سابقین
555	اُنو	۔اُن، وہ (جمع)
928	اَنی دار	۔نوکدار
228	اُنے	۔وہ
1042	اُنے	۔اُس نے
632	اوتار	۔ملکۂ حسن

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1298	اُوتاوَل	۔بے صبری
1326	اوتاولا، اوتاولی	۔بے صبر، جلد باز
501	اُوچتی دِشت	۔اُچنتی نظر
534	اُوچھٹ	۔آسیب
1259	اُودھوُت	۔ہیبت ناک (کنتڑا، اودھتا)
1998	اوزار	۔بادبان
1213	اُوکل	۔دفعتاً، اچانک
723	اُوکل	۔بے چینی، اضطراب
1424	اولاّس	۔مسرت بھرا جوش
1383	اولالے کرنا	۔گرم جوشی دکھانا
533	اولالے	۔جذباتی اُبال
765	اُولیچ	۔پہلے ہی
254	اُونچ	۔اعلیٰ
1651	ایسیاں	۔ایسی (جمع)
68	ایک دھات	۔یکساں، بنظرِ مساوات

ب

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
125	باٹ	۔راستہ، سڑک
126	باٹ پاڑو	۔ڈاکو، مسافروں کو لوٹنے والا
124	باٹ سارُو	۔مسافر، راہ گیر
78	باج	۔سوائے، بغیر
491	بار	۔بوجھ
1671	بار	۔گرانی، مراد تساہل
1814	بار	۔کاروبار
48	بارا	۔ہوا
927	بارا	۔گرد باد

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
2057	(جھنک) باردے	۔بوجھ اُتار دے
1606	بارلیائیں	۔پھل لائیں
1671	بارلانا	۔گراں بار ہونا
971	بارے	۔جھگڑا
1804	(ہات) بازی	۔کھینچ کر گلے لگانا
673	باس	۔خوشبو (شراب کی) بو
2046	باگ	۔شیر
449	باگاں	۔باگھ
1220	بالاں	۔بال کی جمع، زلفیں
1125	بالو	۔ریت
811	بانبی	۔سانپ کی بل
271	باندتے	۔باندھتے
1651	باندیاں	۔لونڈیاں، کنیزیں
207	بانگ	۔اذان
1298	باول	۔دیوانہ
1270	باولی	۔تیز و تند ہوا
42	باؤ	۔ہوا
104	باؤتے	۔ہوا سے
935	باؤ ناد	۔ہوا کی مانند
414	بتیاں	۔بتی کی جمع
1740	بتھر لشکری	۔بے لشکر
668	بٹلا	۔دبلا
1393	بجد	۔ڈٹ کر، دل لگا کر
1509	بجد	۔بضد، مُصر
2052	بجر	۔ہیرا
55	بجھ بجن	۔بھڑکتی آگ، شعلے
1465	بجھن ہار	۔بوجھنے والا، سمجھ دار

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1776	بچ	۔بیچ
755	بچار	۔غور
1397	بچتر	۔انوکھی، عجیب (کنترا، وچترا)
289	بچن موتی	۔موتیوں جیسے شعر
1823	بچو	۔بچھو
2051	بچھانا	۔بچھونا
1730	بچھوہا	۔بچھڑنا، فراق
365	بخت بل	۔زورِ قسمت
94	بخشائے	۔بخشے
1529	بُد	۔عقل
851	بڈپن	۔بڑھاپا
1312	بدل	۔کے لئے
1188	بدل	۔عوض
49	بدل	۔بادل
425	بدری	۔تھیلی
779	بُدنھائے	۔عقل سے کورے
438	بدھاوے	۔مبارکبادیاں
1414	بڈتا	۔بڑھتا/بڈھنا۔ بڑھنا
1968	بَر	۔بغل
49	برسے	۔برسائے
1967	برسانت	۔برسات
1648	برہ	۔فراق
510	برہ بِس	۔جدائی کا زہر
518	برہ جھال	۔جدائی کی جلن
79	بُریاں	۔بُرے لوگ
328	بڑائی	۔شیخی
648	بڑیاں	۔بزرگ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
402	بُڑے	۔نمو پائے
201	بڑاں	۔بعدازاں
1363	بزکار	۔بے ادبی، عیب
46	بِس	۔زہر
136	بسار	۔بھول/بسارنا۔ بھلانا
1634	بِسالے	۔زہریلے
1193	بسلا	۔بھلا/بسلانا۔ بھلانا
753	بسرنا	۔بھولنا
470	بسر گئے	۔بھول گئے/بسَرنا۔ بھولنا
1983	بسیا	۔بسا
288	بکائیں	۔بیچیں
125	بکٹ گھاٹ	۔دشوار گزار راستہ
33	بلونڈ (بلونت)	۔بلوان، طاقت ور
366	بَل	۔زور، طاقت
783	بَل	۔دم، صلاحیت
1488	بلہار	۔قربان، نثار
1600	بلادور ہونا	۔صدقے ہونا
591	بلکیا	۔بلک بلک کر رویا
33	بلونڈ	۔بلوان، طاقتور
39	بَن	۔چمن
655	بند	۔پابندیاں، علائق
761	بند	۔پکڑ
2023	بند	۔بٹن، گھنڈی
1061	بند	۔گرفتار، باندھ
211	بند	۔گانٹھ
616	بند	۔دامن
1364	بند	۔طریقہ، انداز

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
398	بند	۔بوند
901	بندلے	۔پوٹلی، گٹھری
150	بندہ	۔رازدار
51	بندیاں کوں	۔بندوں کو
954	بنڈا	۔چٹان (کنڑا بنڈے)
1606	بن رُت	۔بے موسم
284	بول رکھنا	۔نکتہ چینی کرنا، حرف گیری
287	(مرا) بول	۔(میرا) شعر
285	بولاں	۔بول کی جمع، الفاظ
293	بہا	۔قیمت
218	بہار	۔باہر
84	بہرآنا	۔باہر آنا، احسان اُتارنا
373	بہری	۔ایک شکاری پرندہ
595	بہوتیک	۔بہت زیادہ
254	بی	۔بھی
267	بیتاں	۔ابیات، بیت کی جمع
446	بیٹ	۔بیٹھ
469	بےخبر	۔مدہوش
55	بید	۔لکڑی
784	بیس	۔بیٹھ
251	بیسنا	۔بیٹھنا
559	بیسیا	۔بیٹھا ہوا
1519	بےفم	۔بدحواس
1659	بےکٹر	۔بےرحم
194	بیگ، بیگی	۔جلدی، فوراً (کنڑا بیگا)
1203	بیگانگی	۔لاتعلقی، عجیب انداز
1329	بیگیچ	۔جلد ہی

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
996	بیلاں	۔بیل کی جمع
55	بیچ	۔بچ

بھ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1273	بھاتے	۔مرضی
117	بھار ہونا	۔باہر ہونا یعنی آزاد ہونا
426	بھار	۔بوجھ
910	بھار	۔اسباب سفر
1374	بھاگ ونت	۔نصیبہ ور
53	بھان	۔سورج
709	بھان	۔بہن
1247	بھانا	۔بہانہ
92	بھاتا	۔پسند آتا/ بھانا۔پسند آنا
869	بھاگ	۔مقدر
668	بھاوسوں	۔بچے دل سے طریقوں سے
932	بھاوے	۔پسند آئے
24	بھتر	۔اندر
1740	بھترلشکری	۔بےلشکر
1926	بھتر بھار	۔اندرون و بیرون
451	بھُج بل	۔شہ زور، طاقتور
1093	بھرکانے	۔پھینکنے/ بھرکانا۔پھینکنا
425	بھری بدری	۔بھری ہوئی تھیلی
1256	بھشٹ	۔ناپاک
634	بھلتیاں	۔بھلا بیٹھتیں
1604	بھلےگی	۔بھولےگی/ بھلنا۔بھولنا
969	بھنڈار	۔خزانہ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
694	بھنور	۔بھونرا
1958	بھو	۔بہو
83	بھوت	۔بہت
42	بھو چاؤ	۔بہت پیار
668	بھو بھاؤ	۔مختلف انداز سے
1630	بھوتیچ	۔بے حد
376	بھوتیک	۔بہت کچھ
1516	بھلایا	۔فریفتہ کیا/بھلانا۔فریفتہ کرنا
37	بھو دھات	۔کئی قسم کے
279	بھودھات	۔ہزار شیوہ
1516	بھودو	۔دلفریب
176	بھو مان	۔بہت عزت مند
539	بھوندو	۔بھولا معشوق
995	بھون	۔محل، ٹھکانہ
591	بھونرے	۔بھنور
48	بھونگ	۔ کالا سانپ
169	بھوئیں	۔زمیں
97	بھی	مزید، اور
1896	بھیاؤ	۔بیاہ
1678	بھیدنا	۔اثر کرنا
37	بھیس	۔روپ
368	بھیں	۔زمیں، فرش

پ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1504	پابند کرنا	۔باندھنا
436	پاتال	۔زیرِ زمین دنیا
1406	پاتراں	۔ناچنے والیاں
292	پاچ	۔زمرد، ہیرا
907	پارا	۔پہر
35	پارکی	۔پارکھ
1241	پارنا	۔توڑنا
574	پاڑنا	۔گرانا
52	پان	۔پتے
343	پاؤں لگ سیر تے	۔سر سے پاؤں تک
2045	پاتھی	۔پائنتی
54	پتنگ	۔پروانہ
109	پتیارا	بھروسا
847	پتیانا	۔بھروسا کرنا
474	پتے	۔پیتے
1838	پٹی	۔تختی
128	پچتا	۔پچھتا/پچتانا۔پچھتانا
1037	پچھانا	۔پہچانا
25	پچھانے	۔پہچانے/پچھان۔پہچان
469	پچھے	۔بعد
265	پچھیں	۔سمجھو
538	پچھیں	۔پھر، بعد
1812	پختا	۔پختہ
1767	پدمن	۔خوبصورت
1218	پراں	۔پر کی جمع، بازو
54	پرت	۔پیار
1084	پرتا	۔نسبت
1527	پرت پنت	۔راہ محبت
875	پرت پھند	۔محبت کا پھندا

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1804	پرت کاج	۔کاروبارِ عشق
979	پرچیت	۔جس کی تاثیر کا علم ہو
147	پردھان	۔رہنما، سردار
1034	پردھان	۔وزیرِ اعظم
1973	پردکھ بھنجن	۔دکھ دور کرنے والا
1742	پرس	۔پارس
1864	پرسن	۔خوش
1400	پرش	۔مرد
1711	پرکاج	۔دوسرے کی خاطر
1859	پرگال	۔رخسار کا حاشیہ
65	پرگٹ	۔ظاہر
544	پرمیس	۔پرمیشور
485	پریاں	۔پری کی جمع
886	پڑ	۔پڑھ/ پڑنا۔ پڑھنا
231	پڑیا	۔پڑا
268	پڑیا	۔پڑھا
332	پڑنے	۔پڑھنے/ پڑے۔ پڑھے
1594	پشانی	۔پیشانی
397	پکھوے	۔بازو، بانہہ
246	پگ	۔پاؤں
924	پگ پڑنا	قدم بوسی کرنا
336	پگلنا	۔پگھلنا
91	پُن	۔ثواب، نیکی
279	پنایا	۔پہنایا/ پنانا۔ پہنانا
118	پنت، پنتہ	۔راستہ، راہ
409	۔پنج تن	۔حضورؐ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ
987	پنچ رسی	۔پانچ دھاتوں کا بنایا ہوا

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
266	پند	۔نصیحت
944	پنک	۔پرندے کے بازو
922	پنکھی	۔پنچھی
784	پنگوری	۔گہوارا، پالنا
59	پو	۔پر
1646	پوچ دیک	۔پوچھ دیکھ
369	پون	۔ہوا
946	پہڑ	۔پہاڑ
1822	پہڑاں	۔پہاڑ کی جمع
192	پیٹ	۔پیٹھ
594	پیچان	۔پہچان
1144	پیک	۔پکی فصل
1263	پیلا	۔پہلا
182	پیلے	۔پہلے
1839	پینے	۔پہنے
105	پیو	۔محبوب
400	پیو کر	۔پی کر

پھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1213	پھتر	۔پتھر
387	پھانسے	۔پانسے
694	پھانک	۔پھل کی قاش
821	پھانک	۔منہ در منہ پھیلنا
1341	پھانک	۔الگ ہونا
1926	پھرانا	۔جاری کرنا
1117	پھرنہار	۔پھرانے والا

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
940	پھاڑ	۔پہاڑ
946	پہڑ	۔پہاڑ
1954	پھر آنا	۔واپس آنا
904	پھر کو	۔پھر سے، واپس
1227	پھل	۔پھول
604	پھلاں	۔پھول کی جمع
1633	پھل سیجڑی	۔پھولوں کی سیج
1330	پھیر	۔پھر
30	پھیرتے	۔پھرتے

ت

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
226	تاپ	۔بخار
402	تاس	۔گھڑی، ساعت
1196	تائیں	۔کے پاس
93	تخم	۔بیج
454	تعلیم خانہ	۔اکھاڑا
404	ترلوک	۔آسمان، زمین اور پاتال
199	ترنگ	۔گھوڑا
1443	تقوا	۔طاقت
791	تقوے	۔حوصلہ
185	تکھار	۔گھوڑا
324	تل	۔نیچے
365	تل	۔تابع
701	تلیں	۔نیچے
90	تل	۔لمحہ، پل
402	تل	۔پل
2043	تلار	۔اندر
403	تلتل	۔لمحہ لمحہ، ساعت بہ ساعت
157	تلپٹ	۔نابود
510	تلکھلی	۔کھلبلی
329	تلملے	۔تلملائے
1826	تلنک	۔گھوڑے کی سرپٹ حرکت
609	تُمیں	۔تُم
454	تنہاچ	۔اکیلا ہی
8	تُجہیں	۔تو ہی
1210	توٹے	۔ٹوٹے
1323	توفیق	۔تسلّی
633	توک	۔خوبی
15	توچ	۔تو ہی
5	توجھیں	۔تو ہی
48	تئیں	۔کے لئے
1614	توہیچ	۔تو ہی
22	تے	۔سے
1610	تیرچھ ناز	۔کج ادائی
190	تیزی	۔برق رفتار

تھ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
239	تھانب	۔تھام
84	تھار	۔اپنی جگہ
226	تھنڈ	۔ٹھنڈ
71	تھے	۔سے

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
570	تھپر	۔قرار
395	تھیر	۔قائم

ٹ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
912	ٹٹنے	۔ٹوٹنے
790	ٹٹیا	۔ٹوٹا ہوا
353	ٹک	۔کچھ، ذرا

ٹھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
40	ٹھار	۔جگہ۔مقام
491	ٹھارتا	۔رکھ دیتا
704	ٹھانوں	۔جگہ
281	ٹھک	۔بھوچکی
233	ٹھیل	۔دھکا/ٹھیلنا۔دھکا دینا
1059	ٹھیلنا	۔ٹھکرانا
949	ٹھینس	۔ٹھیس، جھٹکا

ج

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1946	جازاں	۔جہاز کی جمع
210	جاگا	۔جگہ
259	جالے	۔جلالے
1658	جالتا	۔جلاتا
227	جالیا ہے	۔ہڑپ کر لیا ہے
31	جان	۔جہاں

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
80	جپنا	۔وظیفہ، ذکر
899	جپے	۔منتظر رہے
1813	جتا	۔جتنا
104	۔جتن	۔محفوظ
102	جتن	۔بچا
554	جتے	۔جتنے
599	جتیاں	۔جتنی
1393	جد	۔کوشش
820	جداں	۔جب
1389	جڑت	۔ہیرے جواہرات
268	جُز	۔کتاب
1798	جزاں	۔قران پاک کے پارے
660	جُس	۔اُمنگ، زور
61	جکچ	۔جو کچھ
403	جگ	۔عالم، دنیا
1876	جگ اُجال	۔دنیا کو روشن کرنے والا
63	جگت	۔دنیا
1223	جگنے	۔جگنو
56	جگ اُدھار	۔دنیا کا سہارا، وجہِ کائنات
143	جم	۔ہمیشہ
459	جم	۔سلطان جمشید
1337	جمات	۔جماعت
537	جلاجل	۔مجیرہ مرادوف
601	جلتی	۔تابناک، روشن
1998	جل کھار	۔پاتال سے پانی نکالنے والا
838	جمع	۔قرار، چین
396	جلنبھار	۔جھولا جھلانے والے

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1119	جناور	۔جانور مراد پرندے
1728	جنس	۔طرح
680	جنم گھٹنا	۔ایک عمر گزارنا
1845	جوبن	۔پستان
1841	جوبناں	۔چھاتیاں
926	جوتا	۔خیال کرنا
1452	جُفت	۔جوڑ، ہم رشتہ
412	جوت	۔روشنی
1320	جوری	۔کلفت کدہ
286	جوڑے	۔(شعر) موزوں کئے
209	جوں	۔جیسے
1661	جنتی	۔جنم دیتی
65	جے	۔جو
153	جیتے	۔جتنے
400	جیو کر	۔زندہ ہوکر
24	جیو	۔جان
1863	جیو	۔سلامت رہ
45	جیوتا	۔زندہ
45	جیوتے	۔زندہ
112	جیولانا	۔دل لگانا
24	جیوں	۔جیسے
1642	جیوں	۔جیسا
1670	جیوناچ	۔جیناہی
109	جیونے	۔زندگی

جھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
487	جھاڑ	۔درخت
52	جھاڑاں	۔جھاڑ کی جمع
150	جھاز	۔جہاز
518	جھال	۔جلن
1356	جھمکاتی	۔جھلاتی
360	جھٹے	۔جھوٹ موٹ، یوں ہی
1508	جھٹے	۔خواہ مخواہ
1643	جھرنے	۔جھرنے
224	جھری	۔دھار
1967	جھڑ	۔ہلکی پھوار
1013	جھگڑے	۔مقابلے
349	جھل	۔حسد
40	جھلکار	۔جلوہ
1977	جھلماں	۔جھلمل
1419	جھل مرگ	۔غصے کی موت
839	جھمکتی	۔جلتی ہوئی
167	جھمکنا	۔چمکنا، جلوہ دکھانا
726	جھمکانا	۔جلوہ دکھانا
360	جھنجھ	۔جھگڑا
1306	جھنجھلے	۔تکرار، اڑچن
1555	جھنجھولنا	۔چھیڑنا
696	جھوٹے	۔یوں ہی
1024	جھوٹے	۔بھول کر بھی
351	جھوٹے میں	۔دل رکھنے کے لئے مروت میں
1480	جھورنا	۔تلملانا، پژمردہ ہونا
1626	جھوٹے مار	۔دغاباز
1137	جھونڈ	۔جھنڈ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
233	جھیل کر	۔لپک کر

چ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
48	چارا	۔غذا
1383	چالے	۔انبساط اور حرکات
729	چتارا	۔مصور
1397	چتر	۔تصویر
1373	چترنا	۔تصویروں سے آراستہ کرنا
729	چتارنا	۔تصویر بنانا
534	چٹ	۔مزہ
531	چٹکا	۔چوٹ
471	چڑا	۔چڑھا
1771	چڑاوا کرنا	۔بازی لے جانا
192	چڑیا	۔چڑھا
236	چڑے	۔چڑھے
296	چاک	۔چکھ
1686	چاکری	۔خدمت، غلامی
135	چاکری چور	۔کام چور
533	چالے	۔شرارت
1916	چالے	۔مکر
1135	چالیاں	۔شوخیاں
42	چاؤ	۔پیار
993	چاہ غدار	۔گہرا کنواں
856	چپکے چ	۔یوں ہی، خواہ مخواہ
305	چتر گیان	۔علامہ، صاحب فراست
1637	چتر	۔چالاک

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
996	چچونڈا	۔سانپ نما ترکاری
1284	چرغنا	۔چرنا
30	چک	۔پل بھر
76	چک	۔تھوڑا۔ذرا
619	چکائے	۔چکھائے
374	چکہ	۔بیٹھے بیٹھے
935	چکہ	۔ذرا بھی
467	چکہ	۔یکایک
393	چکرسوٗر	۔سورج کا پہیہ
1787	چکلنا	۔بھینچنا
1597	چکلنا	۔دبانا
101	چلمک	۔چقماق
480	چلانا	۔رخصت کرنا
311	چلبلی	۔شوخ
516	چلچل	۔اضطراب
559	چلنت	۔چال والا
719	چُم چاٹ	۔چومنا
1574	چمک	۔مقناطیس
416	چند	۔چاند
53	چندر	۔چاند
162	چندنا	۔چاندنی
1719	چنچلی	۔شوخ
1840	چنگنا	۔چومنا
956	چنگیاں	۔چنگاریاں
554	چُن ہار	۔عیب چیں
1143	چنگیری	۔پھولوں کی ٹوکری
1675	چوپ	۔خاموش

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
308	چوبھیر	۔ چاروں طرف
134	چور	۔ کام چور
393	چور/چورنا	۔ نچوڑ / نچوڑنا
1480	(ہاتھ) چورنا	۔ کفِ افسوس ملنا، پچھتانا
632	چوسار	۔ ہوشیار
85	چوک	۔ غلطی
1409	چوک	۔ چوکھٹا
1141	چوُن	۔ چُن
343	چوندھیر	۔ چاروں طرف
1141	چونڑیاں	۔ چُنریاں، اوڑھنیاں
1423	چیز کرنا	۔ بامراد کرنا، کامیاب کرنا
1094	چیلاً	۔ چلّہ

چھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
161	رب چھانو	۔ سایہء خدا
475	چھانوں	۔ سایہ
1653	چھب	۔ حسن و ادا
819	چھپن ہار	۔ چھپنے والا
189	چھپیاں نعمتاں	۔ چھپی نعمتیں
1976	چھتر	۔ چھتری
1977	چھتر سور	۔ سورج سی چمکتی چھتری
632	چھتور	۔ چالاک
226	چھٹے	۔ لگ جائے
345	چھٹے	۔ چھوٹ جائے
543	چھر	۔ خیالات میں گم ہونا
211	چھڑوایا	۔ (گانٹھ) کھولی
347	چھل	۔ حسد
818	چھنال	۔ آوارہ
274	چھند	۔ شعر کی خوبیوں کا شعور
746	چھند	۔ تدبیر، ترکیب
494	چھند	۔ ناز و ادا
614	چھند بھریاں	مجسّم ناز و ادا
1555	چھین	۔ ڈنک

ح

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
365	حکم تَل	۔ زیرِ حکم، ماتحت
247	حلم	۔ بردباری
154	حشم	۔ خدمت گار
908	حشم	۔ نوکر چاکر
128	حیفی کھانا	۔ افسوس کرنا
1002	حیفی انگے کھانا	۔ پیشگی احتیاط کرلینا

خ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
213	خار	۔ خوار
185	خاصہ دار	۔ شاہی گھوڑے کا سائیس، جبریل
767	خاماں	۔ کچے، ناتجربہ کار
469	خبردار	۔ ہوش مند
253	خسروی	۔ خلافت/حکومت
160	خصلتاں	۔ صفات
196	خنگ	۔ براق
86	خلاصی	۔ نجات، چھٹکارا

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1402	خمار	۔رند
340	خوباں	۔اہلِ انصاف
1703	خوبائی	۔خوبیاں
893	خوبچ	۔خوب اچھی طرح
1678	خسروا	۔سورج
48	خورش	۔خوراک
1238	خوش ساز	۔صاحب حُسن و جمال
465	خوش ہوتاں	۔خوش گلو مغنی
599	خوش شکل	۔خوبصورت
353	خوشہ چیںیاں	۔خوشہ چین
472	خولی	۔یوں ہی
1235	خوئے	۔پسینہ
1922	خیریز	۔خارج

د

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
78	داتار	۔نوازنے والا
546	داٹ	۔چھلانگ،عبور کرنا
236	داٹ	۔تند نگاہی، گھنا
1949	داٹ	۔بھینچ
1494	داٹ	۔شدید گرفت
565	داٹنا	۔شدت کرنا، دبانا
925	داٹ داٹ	۔جلدی جلدی عبور کرنا
565	داٹیا	۔شدّت کیا
2028	دار	۔مملکت
589	دارو	۔دوا، علاج
1151	داس	۔داسی، کنیز

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
426	دان	۔انعام، تحفہ جات
1427	دان	۔داد و دہش
701	داواں	۔داؤ پیچ
2044	داون	۔دامن
2043	دبے	۔زور ڈالے
53	دپانا	۔روشن کرنا
56	دَر	۔اندر
79	دُر	۔بدی
1650	دِر	۔دیر
151	درآسمان	۔دروازۂ آسمان
708	دُراہی	۔حکومت (کنڑا)
392	دوراہی	۔حکومت
179	دَرَس	۔دیدار
79	دُرستی	۔بدی سے
2003	درم	۔درہم
569	درونی	۔اندر
402	دِس/دیس	۔دِن
1819	دَسن	۔دانت
1547	دِستے	۔نظر آتے
67	دِستا	۔نظر آتا
353	دُسریاں	۔دوسروں
102	دِسے۔	نظر آئے
277	دسے	۔نظر آئیں
392	دِسیں	۔نظر آئیں
501	دِشت	۔نظر
2059	دفے	۔دفعہ
108	دِک	۔نظر آ، غور کر

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
484	دِکھے	۔ دیکھے
1079	دُکھیا	۔ دُکھی
438	دِکھیں	۔ دیکھیں
1745	دُلدُل	۔ حضرت علی کا گھوڑا
103	دم	۔ سانس
237	دُنبال	۔ پیچھے
1889	دُنبال	۔ اپنے ساتھ، ہمراہ
373	دنداں	۔ دشمنیاں
208	دندی/دند	۔ دشمن
1833	دنڈل	۔ ڈنٹھل
413	دِوا	۔ دِیا، چراغ
541	دوُتن	۔ رقیب
232	دوٹوک	۔ دو حصے
53	دو جگ	۔ دونوں جہاں
105	دو جگ جیو	۔ جانِ دو جہاں
292	دود	۔ دودھ
497	دودھر	۔ دورویہ
616	دوُر	۔ ڈھول
392	دوُراہی	۔ حکومت
490	دورست	۔ دورویہ
1677	دُک	۔ دُکھ
754	دوک	۔ دکھ
418	دوگن	۔ دوکھونٹ، ہرسوُ
1822	دوکچ	۔ چھاتیاں
131	دوگن ترگن	۔ دوگنا تگنا
1999	دول	۔ مستول
1046	دُہریا	۔ دوچند

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
568	دلیز دیئے	۔ کواڑ بند کئے
37	دیس	۔ دن
74	دیک	۔ دیکھ
1316	دیک	۔ دیدار
53	دیوا	۔ دِیا
54	دِیے	۔ چراغ
1882	دے	۔ مہینے کا نام
1551	دے سی	۔ دے سکے
137	دَیادشت	۔ کرم کی نظر
930	دیہ	۔ جسم

دھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
34	دھات	۔ قسم
429	دھات	۔ طرح، طریقہ
307	دھات	۔ اسلوب
68	(ایک) دھات	۔ یکساں
175	دھات دھات	۔ طرح طرح
355	دھانوں	۔ مقامات
182	دھائے کر	۔ دوڑ کر
137	دھر	۔ رکھ
1944	دھر	۔ طرف
1390	دھرنا	۔ رکھنا
33	دھرَت	۔ دھرتی، زمین
1136	دھرتری	۔ زمین
1840	دھرتی	۔ زمین
1828	دھرتی	۔ رکھتی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
137	دھرنا	۔کرنا
69	دھرن ہار	۔رکھنے والا، کرنے والا
367	دھرے	۔جاری کرے
1832	دھڑی	۔مسی
1090	دھس	۔گھس
1097	دھلارا	۔دھول کا طوفان
495	دھن	۔معشوق
928	دھن پنتھ	۔معشوق کی رہ گزر
1286	دھن گال	۔رخسار محبوب
627	دھن مہر	۔عشق محبوب
63	دھنی	۔مالک ومختار
559	دھوتا	۔دوڑتا
207	دھوئے	۔دُور رہوئے
243	دھیر	۔حوصلہ

ڈ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
973	ڈاٹ	۔لپک
1005	ڈرالو	۔بزدل
1173	ڈگ	۔قدم
1131	ڈلنا	۔جھومنا
1980	ڈوسا	۔بوڑھا
941	ڈونگر	۔پہاڑی
234	ڈھیائی	۔ڈھٹائی

ر

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
260	راتاں	۔رات کی جمع
362	راجادھراج	۔شاہ شاہاں (کنڑا)
374	راجوت	۔راجا، حکمران
812	راجوت	۔اعلیٰ مشورت
1388	راس	۔بجالانا
1259	راس	۔طالع
1459	راس	۔تیار مراد پورا
1870	راک	۔راکھ
990	راکس	۔راکشس
466	راگاں	۔راگ
2069	رتی	۔رتی بھر
1859	رچ	۔چمک
21	رچے	۔خلق کرے
21	رچیا	۔خلق کیا
89	رُچ	۔ذوق
264	رُچ	۔مزہ، لطف
1677	رُخے	۔رقعے
480	رضا	۔اجازت، معاہدہ
613	رضا	۔منظوری
1259	رک	۔رکھ
341	رکتے	۔رکھتے
124 32	رکھیاں	۔رکھنا وہاں
1080	رگت	۔خون
1976	رمال	۔علمِ رمل کا ماہر

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
865	رنجانتے	۔دکھ دیتے
371	رنگ	۔خوش حالی
310	رنگی بات	۔اچھوتی بات
1677	روت	۔موسم
467	روتیاں	۔رونے والیاں
1837	رؤماولی	۔چھاتی سے ناف تک بالوں کا خط
1554	رونگانا	۔طعنہ دینا
1642	روں	۔روئیں
181	رہن ہارے	۔باسی
1743	رہوال	۔رہوار
1201	ریزیاں	۔سنگ ریزے
225	ریس	۔طور، طریقہ
173	رَین	۔رات

ز

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1394	زرنیخ	۔سفید سنکھیا
1011	زرہ ہیچ	۔ذرا ہی
2012	زرینا	۔زیور
154	زور	۔اور مستحکم
274	زور	۔خوب
329	زور	۔رواج
91	زیاست	۔زیادہ (کثراجاتی)
481	زیاستی	۔زیادہ لوگ
371	زیربند	۔آسمان تلے (بھان=آسمان)

س

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
33	سات	۔ساتھ
604	ساج	۔سج دھج
1903	ساج	۔شان، وقار
1976	ساج	۔ساز و سامان
85	ساچ	۔سچ
98	ساچا	۔سچا
681	سار	۔جیسا، مانند
199	سار	۔سوار
1574	سار	۔لوہے کے ذرات
1392	سارا	۔پختہ
927	سارا	۔کامل
1750	ساری	۔سواری
60	سارنے / سارنا	۔ادا کرنے / ادا کرنا
492	سارنا ہوسکے	۔عبور نہ کر سکے
373	سارنے	۔(بدلہ) چکانے
999	سارنے	۔کرنے
124	سارو	۔مسافر
1966	ساسانت	۔سواتی کی بارش
326	ساؤ	۔ساہوکار
675	ساز	۔دلکشی، دلفریبی
616	ساز	۔ناز و ادا
1142	ساز	۔سنگھار
112	ساز	۔ہتھکنڈے
909	ساز	۔ساز و سامان
112	سازسوں	۔طریقوں سے
996	سانپاں	۔سانپ کی جمع
702	سُبحہ	۔تسبیح
183	سبھیں	۔سب ہی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1846	سَپت	۔قسم
1107	سَپٹ	۔کُل، سارا، تمام
1027	سپڑتی	۔سوجھتی
1965	ست	۔موتی
568	سُتا	۔سوتا
485	ستارے نَین	۔ستاروں جیسی آنکھیں
34	ستاریاں	۔ستاروں
259	ستم آئے کر	۔بحالتِ مجبوری
203۴	ستمیں	۔ستم گار
79	ستی	۔سے
1379	سُتے	۔سوتے
492	سَٹ/سَٹنا	۔ پھینک/پھینکنا
1062	سٹ	۔چھوڑ
1911	سٹ	۔چھوڑ، ترک کر
28	سٹ/سٹنا	۔گنوا/گنوانا
1169	سٹالیا	۔غلبہ کیا، زیر کرلیا
76	سٹے	۔ڈالے
440	سٹے	۔ڈھائے
232	سٹیا/سٹنا	۔پھینک دیا/ پھینک دینا
233	سٹے	۔پھینک دے
1582	سج	۔سلیقہ
28	سُدھ	۔سُدھ، ہوش
50	سدا	۔ہمیشہ
145	سداکال	۔دائم، ہمیشہ کے لئے
1407	سَر	۔سارس
1382	سَرانا	۔مدح سرائی کرنا
666	سَرانا سکے	۔مات نہ دے سکے

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
2045	سِرانا	۔سرہانا
186	سَراکر	۔تعریف کرکے
1141	سرخکاں	۔سرخ پرندے
1058	سردھنیا	۔مغز پاشی کی
920	سَرزور	۔شہ زور
332	سَرَس	۔بلند، اعلیٰ
497	سَرگ پھاسے	۔فردوس کی پگڈنڈیاں
1976	سَریاپان	۔شاہی چھتر
1289	سرو	۔سرو کا درخت
316	سَرلینا	۔سرگرداں رہنا
495	سَرنوانا	۔سر جھکانا
676	سراوؤں	۔تعریف کروں، سراہوں
1592	سریر	۔بدن
1132	سُریاں	۔صراحیاں
87	سزاوار ہے	۔بجا ہے
582	سُک	۔سکھ
1737	سِکا	۔انگوٹھی
2003	سِکا	۔شاہی مہر
1978	سِکا	۔مُہرِ اقتدار
63	سکت	۔قدرت
419	سکسی	۔کر سکے گا
777	سکلانا	۔سکھلانا
299	سِکنا	۔سیکھنا
531	سکی	۔سکھی
604	سکیاں	۔معشوق
1607	سکے جھاڑ	۔خشک پیڑ
132	سکے گا	۔اگر ممکن ہو

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1081	سنکیا	۔ سنکھی
23	سنگ	۔ ساتھ
296	سنگٹ	۔ کُل، تھوک
1445	سگند	۔ خوشبو
583	سگے	۔ عزیز
389	سلکھن	۔ نیک صفات (کنڑا)
1017	سلے	۔ اسلحہ، ہتھیار
219	سم	۔ برابر، مقابل (کنڑا، سما)
33	سماں	۔ مانند، طرح
360	سمجھنے (اسم)	۔ سمجھ دار، اہل انصاف
33	سمد	۔ سمندر
589	سمد پور	۔ چڑھا ہوا سمندر
390	سنّا/سنا	۔ سونا
621	سنا	۔ سینہ
391	سنبلہ	۔ چھٹا برج
105	سنبھالن ہارا	۔ سنبھالنے والا
456	سپڑ	۔ پکڑا جانا
120	سپڑنا	۔ پھنسنا، گرفتار ہونا
1581	سپڑی	۔ پھنسی
1161	سپڑی ہے	۔ پہنچی ہے
1657	سپڑے	۔ پکڑ میں آئے
779	سنپڑ	۔ بھرپور، پوری
1655	ستاتا	۔ ستاتا
127	سنچرنا	۔ پہنچنا
485	سندھریاں	۔ سندریاں
607	سندریاں	۔ حسین دوشیزائیں
133	سنگات	۔ ساتھ، ہمراہ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
598	سنگار	۔ سنوار
749	سنگاتی	۔ ساتھی
410	سنگارے	۔ سنوارے
2044	سنگرام	۔ ہم صحبتی
982	سنگین	۔ بھاری
422	سنے	۔ سونا (دھات)
417	سنے	۔ سونے (دھات)
971	سنمک	۔ روبرو
308	سنیا	۔ سنا ہے
105	سنبھالن ہارا	۔ سنبھالنے والا
1180	سُودہ	۔ سُدھ
39	سُور	۔ سورج
466	سوراں	۔ سُر کی جمع
199	سوریج	۔ سورج
861	سوسنا	۔ جھیلنا، برداشت کرنا
1451	سوسے	۔ ناز اٹھائے
1082	سوستے	۔ جھیلنے/سوسنا۔ جھیلنا
754	سُوک	۔ سکھ
1861	سوکا	۔ کاجل کی لکیر
2034	سوکلا	۔ ناز نخرے
23	سُوں	۔ سے
374	سُوں لانا	۔ قسم کھانا
374	سُوں لائے	۔ قسم کھائے
888	سواں	۔ قسمیں
998	سوجھے	۔ سوگنا
1180	سُودہ	۔ سُدھ، ہوش
1320	سودیس	۔ اپنا دیس

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
389	سُلکھن	۔نیک صفات
559	سولکھن	۔خوش نصیب
1850	سوُن	۔ٹن
517	سوئے سی	۔برداشت کروں
45	سہائے	۔زیب دے
1776	سُہتی	۔سُہاتی، بچتی
863	سَیا/سہا	۔سہا/سہنا
689	سیاست	۔گوندھنا، ٹانکنا
485	سیاں	۔سی کی جمع
351	سی	۔ہوگا
343	سیر	۔سَر
225	سیس	۔سر
881	سیس	۔ماتھا
218	سے	۔جیسے
1305	سیتی	۔سے
1121	سیدی طرف	۔دائیں طرف
2010	سیر	۔بھرے
2051	سیر	۔بھرپور
343	سیر	۔سر
859	سیڑی	۔سیڑھی
440	سیک	۔سیکھ
1320	سیک	۔نصیحت
1653	سَیلیاں	۔سہیلیاں
90	سَینسار	۔عالم، دنیا بھر
397	سیپی منے	۔سیپ میں
33	سیپیاں ں/سپی ۔سیپیاں/سپی	
1254	سیو	۔سیوا، خدمت

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1254	سیوک	۔خدمت گزار
544	سیو پرمیس	۔شیو پرمیشور

ش

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1759	شاطیر	۔قاصد
579	شاند	۔اندیشہ
933	شاندے	۔ہوش مند، عاقبت اندیش
1820	شبرات	۔شب برات
614	شال	۔چھیڑنا
568	شر	۔الجھن
565	شرشور	۔ہنگامہ
1830	شنگرف	۔سرخ دھات
76	شہاب۔ستارہ	
1986	شہی۔حکومت	
301	شیر۔دودھ	
1399	شیر شرزا۔شیر کا بچہ	

ص

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
2025	ضَبا	۔آنے والا کل
504	صبوری	۔صبر
101	صدق اَپار	۔صدق کثیر
711	صورت	۔تصویر
1544	صورتی	۔ظاہری

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی

ط

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
352	طرح	۔اسلوب

ظ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
396	ظرف	۔پانی بھری کٹوریاں

ع

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
2021	عاروس	۔عروس، دلہن
277	عیباں	۔عیب کی جمع، نقص
328	عارفاں	۔سوجھ بوجھ والے

غ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
185	غاشا	۔زین پوش
199	غاشیا	۔زین پوش
197	غلغال	۔شور وشغب، افراتفری
2034	غلبلا	۔ہنگامہ
649	غنچیاں	۔غنچے کی جمع
178	غوغا	۔ہنگامہ مسرت
1340	غیب	۔خیالات میں گم

ف

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
26	فام	۔فہم، عقل
269	فام	۔شعور
274	فام	۔عروضی شعور
26	فامنے	۔سمجھنے/ فامنا۔سمجھنا
585	فکروند	۔فکرمند
975	فرنگ	۔تلوار
302	فہم	۔سوجھ بوجھ

ق

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
47	قاف	۔کوہ قاف
237	قلاب	۔آنکڑا یعنی ہلال
395	قلاب	۔کھونٹی
178	قدسی	۔فرشتے

ک

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
408	کاج	۔کام
1711	کاج	۔انجام کار
292	کاچ	۔کانچ، شیشہ
571	کاچ	۔کاہی
30	کاں	۔کہاں
639	کارن	۔وجہ
516	کارنے	۔وجہ
1098	کاڑے	۔نکالے/ کاڑنا۔نکالنا
44	کاگ	۔کوا
1677	کالی	۔سیاہی
1123	کالوے	۔نہریں (کنڑا، کالوے)

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
221	کاماں	۔کام کی جمع
459	(شجاعت کے) کاماں	۔رزم آرائی
1166	کان بھرنا	۔خبر کرنا
31	کاں	۔کہاں
1589	کانپنی	۔بخار
1411	کاند	۔دیوار
1529	کانداں	۔دیواریں
497	کانسے	۔کاسے
511	کاہ	۔گھاس
266	کتا	۔کہتا
117	کتا	۔کتنا
1308	کتک	۔کتنے ہی
494	کتک چھند	۔کئی اداؤں کے ساتھ
297	کتے	۔کہتے
322	کِتے	۔کتنے
623	کتیاں	۔کئی ایک
786	کٹرا	۔بھینس کا بچھڑا
1862	کٹک	۔لشکر
1361	کجات	۔کم ذات
1222	کجل	۔کاجل
129	کچ	۔کچھ
497	کچ	۔چھاتیاں
1147	کچ بھریاں	۔پُر شباب
2041	کچواتی	۔ناپسند کرتی/ کچوانا۔ابا کرنا
1003	کدر	۔کدھر
1442	کدھاں	۔کہاں
104	کدھن	۔طرف
37	کدھیں	۔کبھی
316	کدھیں	۔کہیں
212	کر	۔سے
162	کرا	۔کا
20	کرتار	۔پروردگار
414	کرناں	۔کرنیں
420	کرن	۔کرنے
69	کرن ہار	۔کرنے والا، خدا
731	کرڑ	۔کروڑ
69	کرن ہار	۔کرنے والا
173	کروڑاں	۔کروڑوں
108	کرے	۔کے
139	کریا	۔کیا
279	کسوت	۔جامہ
203	کسے فام	۔کسے معلوم
1095	کشش	۔کھینچ
101	کف	۔ہتھیلی
474	کگر	۔بجھ کر
723	کل	۔صبر
1213	کل	۔عقل مراد حکمت
417	کلنک	۔کالا داغ
1399	کلنگ	۔بگلا
312	کلول	۔خظ، مسرت
391	کلہ	۔ٹوپی
54	کمل	۔کنول
1385	کمینا	۔خاکسار
389	کن	۔کے پاس

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
298	کنا	۔کہنا
404	کناۓ	۔کئے
1889	کنتل	۔زلفیں
549	کنج	۔گوشہ
1798	کنڈل	۔زلف
992	کنگوی	۔کنگھی
110	کِنے	۔کسی نے، کوئی
184	کَنے	۔کے پاس
1181	کو	۔کب
811	کوا	۔کنواں
1447	کواۓ	۔کہلائے
1099	کوبیں	۔بیس کوس
897	کوپ	۔غصہ (کنڑا کوپا)
430	کوٹ	۔قلعہ
64	کوچ	۔کچھ
342	کوچ کا کچ ۔کچھ کا کچھ	
1984	کولے	۔گیدڑ
528	کوں	۔کہوں
511	کہربا	۔مقناطیسی گوند
1503	کہسی	۔کہے گی
392	کہکش	۔کہکشاں
571	کہن	۔کہنے
167	کہہ طور	۔کوہِ طو
120	کی؟	۔کیوں؟
1546	کی	۔کہی
56	کیتا	۔کرتا
2014	کتیں	۔کئی

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
50	کیں	۔کہیں
381	کیں زیاست ۔کہیں زیادہ	
56	کیلی	۔چابی
374	کیلیاں	۔چابیاں
63	کیا	۔کہا
189	کیاں	۔کی کی جمع
513	کے	۔پکارے، کہے
56	کیتا ہے	۔کرتا ہے، رکھتا ہے
133	کیچ	۔کے ہی
143	کیرا	۔کا
145	کیرے	۔کی
58	کیرے	۔کے
198	کیس	۔بال

کھ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1998	کھار	۔نکالنے والا
318	کھان	۔کان
1669	کھان	۔کھانا
1455	کھیا	۔چھیڑکر
239	(نو) کھم ۔نو آسمان	
39	کھن	۔آسمان
207	کھڑگ	۔تلوار
371	کھنڈ	۔دیس، ملک
580	کھنی	۔آدھی
1410	کھلا	۔(چاند کا) ہالہ
1985	کھواتے	۔کہواتے

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1452	کھوانا	۔کہلانا
246	کھوے	۔کندھے / کھوا۔ کندھا
300	کھیا	۔کہا
1226	کھیل	۔کھیل

گ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1592	گال	۔گل کر، پگھل کر
1809	گال	۔گھول
587	گانٹ	۔گانٹھ
1003	گانڈے	۔گنا
1406	گاون	۔گانے والی
466	گاون	۔گویئے
1399	گج	۔ہاتھی
311	گدگلی	۔گدگدی
1660	گرب	۔حمل
618	گڑو	۔بوسہ
1286	گڑدینے	۔بوسہ دینے
450	گڑگیاں	۔گھٹنے/ گڑگا۔ واحد
374	گڑگیاں سوں	۔گھٹنوں پر
426	گڑگیاں پہ	۔گھٹنوں پر
456	گل	۔مچھلی پکڑنے کا کانٹا
289	گل	۔پگھل
1660	گل پڑیا	۔گر پڑا

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1468	گل لائے کر	۔گلے لگا کر
510	گلالا	۔زرگل مراد آنسو
1225	گلپھار	۔گلپوشی
1843	گڑلیوے	۔چوم لے
1290	گماتے	۔گزارتے، وقت کاٹتے
1638	گمتا ہے	۔مشغول ہے
1520	گماں	۔غرور
23	گے	۔مصروف رہے
151	گے	۔حضوری میں ہو
1722	گمیا	۔ہم نشینی کی
280	گن گیان	۔علم وخوبی
1635	گن بدھان	خوبیوں سے مالامال
1066	گن ونتی گن	۔ہمہ صفت موصوف
81	گناہاں	۔گناہ کی جمع
315	گنج	۔خزانہ
514	گنوارا	۔گہوارا
520	گنونت	۔خوبیوں بھری
1839	گگن	۔آسمان
550	گوند	۔غور
1661	گی	۔گئی
1539	گے	۔اری
582	گے	۔گئے
1815	گھیو	۔گھی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی

گھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
387	گھال	۔ڈال
65	گھٹ	۔مضبوط، قائم
177	گھرمنے	۔اپنے گھر میں
910	گھڑی	۔ساعت
241	گھڑی کرنا	۔تہہ کرنا، لپیٹ دینا
943	گھن سار	۔آسمان جیسا
605	گھنگچیاں	۔گھنگچی کی جمع
1815	گھیو	۔گھی

ل

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
356	لاف	۔شیخی
34	لئی	۔کئی۔بہت
54	لائیا	۔لگایا
54	لبدائیا	۔فریفتہ کیا
112	لا	۔دل لگا/لانا۔لگانا
115	لائے گا	۔لگائے گا
316	لک	۔لاکھ
277	لاک	۔لاکھ
173	لاکھاں	۔لاکھوں
194	لاگے	۔سبقت لے گئے
238	لھو	۔تلوار
191	لگ	۔تک
192	لگیا	۔لگا
328	لاف	۔بڑائی ہانکنا، لاف زنی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
356	لاف	۔شیخی
455	لاف	۔آفریں
493	لاف	۔مضحکہ، تمسخر
560	لاف	۔عذاب
662	لاف دھرے	۔چیلنج کرے
1221	لالک	۔آنکھوں کے سرخ ڈورے
352	لیایا	۔لایا
373	لاتاں	۔لاتیں
386	لاڑ	۔لاڈ
450	لگن	۔تک
477	لڑتے	۔لوٹے جاتے تھے
511	لبدائے	۔کھینچے
2022	لٹ پٹاتا	۔بے تحاشہ لپٹ جانا
1510	لٹ پٹاتا	۔لڑکھڑانا
559	سولکھن	۔خوش نصیب
559	لَچ	۔تہی مایہ
1890	لُچ	۔بے سروساماں، بے مایہ
1505	لون	۔نمک
1547	لبدی ہوں	۔واری گئی ہوں
1679	لبدی ہے	۔فریفتہ ہوگئی ہے
1636	لالن	۔محبوب
749	لجاگا	۔لے جائے گا
949	لنگ	۔لنگڑا
1134	لڑنے	۔لوٹ لگانا
99	لئی	۔کثرت
278	لئے	۔کثیر
1551	لے سی	۔لے سکے

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1562	لیانہارا	۔لانے والا
465	لئے	۔لئے

لھ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
224	لھو	۔خون
238	لھوا	۔لوہا
1103	لھوا	۔تلوار
950	لھوے	۔تلواریں
688	لھو گھوٹنا	۔لہو کے گھونٹ پینا

م

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1604	ما	۔ماں
1060	ماتا	۔مخمور
580	ماجی	۔سگی ماں
390	مائی	۔مٹی
402	ماس	۔مہینہ
341	مان	۔عزت
1461	مان	۔اعتراف کر
1539	مان	۔قبول
29	ماندے	۔تھکے، سست
1335	مانڈیا	۔لگایا
1836	ماوے	۔سمائے
1976	ماوے	۔سازوساماں
126	مایا	۔متاع

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
421	متوال	۔متوالا
1612	متی	۔نشے میں ڈوبی ہوئی
884	مٹھے بین	۔خوش کلامی
457	مجالس	۔بزم آرائی
692	مچلیاں	۔مچھلیاں
479	مد	۔شراب
1612	مدسوں	۔شراب سے
421	مدن بھوگی	۔سرشار محبت
1415	مدنایک	۔محبت کا دیوتا
143	مرگ	۔موت
47	مرگ	۔جانور (ہرن)
448	مست ہتی	۔مست ہاتھی
1325	مستعیدی	۔زادراہ، مصارف سفر
533	مستی	۔نشہ
1417	مستید	۔تیار
114	مسلم	۔تسلیم شدہ
150	مسیحا	۔حضرت مسیحؑ
135	مشارہ	۔مشاہرہ، تنخواہ
35	مشتری	۔خریدار
154	مصحف	۔قرآن پاک
1519	مغمم	۔مغموم
498	مفرح	۔فرحت بخش
2007	مکلل	۔زروجواہر سے آراستہ
451	مکیاں	۔مکھی کی جمع
496	مگر	۔شاید
135	ملاذا	۔ملاحظہ، ادب
1402	ملانے	۔زاہد

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
174	ملما	ـ ملمع
880	منا	ـ منع
43	ملن ہار	ـ ملنے والے
92	منج	ـ میرے
73	منجے	ـ مجھے
103	مندھر	ـ مندر
1791	مندھیر	ـ محل
1484	منتر کاری	ـ جادو اتارنے والا
1823	منگوا	ـ ناک کا زیور
72	منگتا	ـ چاہتا، ارادہ کرتا
707	منگے	ـ پسند آئے
1581	من منے	ـ دل ہی دل میں
1637	من ہرن	ـ لبھانے والا
1257	موا گا ودی	ـ نسوانی کوسنا
598	موپ	ـ ساز و ساماں
803	موپ	ـ اسباب سفر
271	مؤتاں	ـ مؤتا کی جمع، گٹھڑی یا تھیلا
20	موجُر	ـ پروردگار
857	موکلا	ـ بے لگام
692	مول	ـ چہرہ
325	موں	ـ منہ
550	مؤندکر	ـ چھپا کر
1771	موہنیاں	ـ ساحرائیں
46	مئے	ـ میں
45	موئے	ـ مردہ
1603	مہاجان	ـ عالی جان
459	مہابت	ـ بزم آرائی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
910	مہتر	ـ زائچہ کھینچنے والا
1374	مہتر	ـ مُٹھ گھڑی
88	مہروان	ـ مہربان
69	میا	ـ شفقت
185	میانے	ـ درمیان
78	میاونت	ـ شفیق
1886	میل	ـ مل
449	میمنت ماتا	ـ اقبال مند
526	میچ	ـ میں ہی
50	مینھوں	ـ بارش

مھ

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
371	مھوں	ـ بارش
962	مھیوں	بارش
925	مھینے	ـ مہینے

ن

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
277	نار	ـ عورت، محبوب
1288	نارنج	ـ نارنگی
1652	nاندنک	ـ ازدواجی رفاقت
1651	ناندیاں	ـ بسر کر رہی ہیں
161	نانو	ـ نام
261	نانوں	ـ نام
146	ناؤں	ـ نام

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
371	نبڑتی	۔نمٹتی/نبڑنا۔نمٹنا
647	نبستا	۔پورا نہیں ہوتا
289	نپٹ	۔گہری، بہت
881	نپٹ	۔بہت
139	نپجائے کر	۔پیدا فرما کر/نپجانا۔خلق کرنا
280	نہ نپجے نہ نپجیا۔نہ پیدا ہوا نہ ہوگا	
109	نت	۔ہمیشہ
64	نجا	۔بہ غور
1638	نجانو	۔نہیں جانتی
1522	نجھا	۔غور سے
1455	نجھا	۔ٹٹول
1635	ندھان	۔مالا مال،خزانہ
806	نراس	۔ناامید
1655	نراسا	۔ناامیدی
106	نرجیو	۔بے جان
313	نرمول	۔اَن مول
186	نزیک	۔نزدیک
163	نس	۔رات
1362	نقش چھننا	۔عیب چینی کرنا
124	نمن	۔کی طرح
324	نمنے	مانند
135	نوبت چکائے۔نوبت کا ناغہ کرے	
978	نظر	۔اثر
1658	نعل	۔خراج
134	نفر	۔نوکر
1529	نقشاں	۔تصویریں
468	نقل	۔شیرینی

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1541	نکس	۔بے کس، لاچار
167	نکلتیچ	۔نکلتے ہی
552	نکوی	۔نہ کوئی
997	نکبتی	۔منحوس
86	نکو	۔مت، نہ
1142	نکٹ	۔نزدیک
231	نوکھن	۔نو آسمان
239	نوکھم	۔نو آسمان
340	نوا	۔جدت آمیز
2057	نوادھار	۔بے سہارا
298	نوا	۔نیا
175	نوابر	۔نو آسمان
495	نوائے	۔جھکائے
162	نورچہ	۔نور ہی
1969	نول	۔نیا
500	نَول شاہ	۔شہزادہ، ولی عہد
997	نوہتی	۔نو ہاتھی
334	نوی	۔نئی
407	نویاں نعمتاں ۔نئی نعمتیں	
929	نہالی	۔بستر
304	نہوی	۔نہ ہوگا
106	نئے	۔بانسری
387	نیت	۔اخلاص
450	نیت	۔طرز، طریقہ
618	نیہ، نیہہ	۔محبت، پیار
23	نیر	۔پانی
1219	نَین	۔آنکھیں

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
634	نین بھر	۔آنکھ بھر
485	(ستارے)نین کیاں	۔ستاروں جیسی آنکھوں والی
313	نیں	۔نہیں

نھ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
236	نھاٹ	۔بھاگ
852	نھاس	۔بھاگ
1512	نھاسی	۔سمجھ نہ سکے
1006	نھاسنے	۔بھاگنے
386	نھنا	۔ننھا
778	نھنواو	۔بچہ
1356	نھنی	۔ننھی
453	نھوں	۔ناخن
311	نھواں	۔ناخن (جمع)
1842	نھواں لانا	۔ناخن لگانا یعنی گدگدی کرنا

و

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1916	واروں	۔قربان کروں
876	واز	۔بیزار
124	واں	۔وہاں
1726	وتا	۔اتنا
190	وثاق	۔گھر
1934	ودا	۔رخصت
441	وستاد	۔اُستاد
1852	وصول	۔اصول

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
243	وصلی	۔ٹکڑے
304	وضا	۔وضع
1511	وکد	۔فہمائش،تنبیہ
1997	ورکش	۔قوی
154	ولیاں	۔نبی اور ولی
58	وو	۔اُسے
250	ووچ	۔وہی
344	ووں	۔ویسا
1277	وونچہ	۔ویسے ہی

ہ

شمار بیت	لفظ/ترکیب	معنی
1389	ہات	زیور کا نام
896	ہاٹ	۔بازار
244	ہاک	۔نعرہ
217	ہَت	۔ہاتھ
969	ہت	۔ہاتھی
498	(سٹے)ہت	۔ہاتھ ڈالے
1704	ہت چال	۔ہاتھی جیسی چال والی
206	ہت کھڑک	۔ہاتھ میں تلوار
1003	ہتیاں	۔ہاتھی کی جمع
1536	ہٹکتی	۔روکتی
471	ہُچ	۔دیوانے (کنڑا ہچا)
235	ہڈرکر	۔لرز کر/ہڈرنا۔لرزنا
504	ہشیار	۔بیدار
591	ہلکیا	۔مبتلائے عذاب
432	ہم	۔شان وشوکت

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
228	ہم (اہم)	۔غرور
613	ہم	۔مقابلہ
85	ہماراچ	۔ہمارا ہی
219	ہم تم ہونے	۔مقابل ہونے سامنا کرنے
23	ہمن	۔ہمارے
586	ہمناں	۔ہم دونوں
97	ہمناتے	۔ہم سے
23	ہمن سنگ	۔ہمارے ساتھ
22	ہمیں (ہے)	۔ہم
318	ہنر	۔فن
297	ہنروند	۔ہنرمند
2030	ہنوار	۔ہموار، صاف
42	ہور	۔اور
1392	ہون ہارا	۔ہونے ہی والا
159	ہویدا	۔ظاہر
43	ہے	۔ہیں
342	ہیچ	۔حقیر
353	ہیناں	۔کھوٹے

ی

شماربیت	لفظ/ترکیب	معنی
1125	یاقوت ریزیاں	۔یاقوت کے سنگ ریزے
25	یتا	۔اتنا
160	یتیاں خصلتاں	۔اتنی صفات نیک
305	یدی	۔لو!، لیجے!
1515	یدی	۔یہی
1896	یدی	۔ابھی
212	یار بند	۔یار دوست
982	یاسین	۔سورہ یٰسین
324	یک	۔کوئی
195	یک ٹھانو	۔ایک جگہ
137	یک دھات	۔یکساں
1173	یک ڈگ	۔ایک قدم
140	یکس کوں	۔کسی کو، ایک کو
672	یکس تے سو یک	۔ایک سے ایک
2052	یکنگ	۔ہم جنسی
60	یاں	۔یہاں
1295	یانچ	۔یہیں
305	یانچ کو یانچہ	۔یہیں کا یہیں
43	یئے	۔یہ
278	یئچ	۔یہی
1714	یئچ	۔یہی (فرق)

کتابیات

کتاب	مصنف / مرتب	ناشر
۱۔اردو قلمی کتابوں کی فہرست	نصیرالدین ہاشمی	انجمن ترقی اردو، حیدرآباد
۲۔اردو کی تین مثنویاں	خاں رشید	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ
۲۔اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا	ای۔جی۔براؤن	گڈورڈ بکس، دہلی
۳۔اے ہسٹری آف پرشیا	سائکس	
۴۔پھول بن از ابنِ نشاطی	اکبرالدین صدیقی	ترقی اردو بورڈ، دہلی
۴۔تاج الحقائق از وجہی	مرتب: نورالسعید اختر	
۵۔تاریخِ گولکنڈا	عبدالمجید صدیقی	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
۶۔تاریخِ دکن	عبدالمجید صدیقی	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
۷۔تاریخِ ادب اردو جلد اوّل	جمیل جالبی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی
۸۔تاریخِ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ	مکتبہ ملت، دیوبند
۹۔تاریخِ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک	گیان چند، سیّدہ جعفر	قومی کونسل برائے ترقیِ اردو زبان، دہلی
۱۰۔تذکرۂ مخطوطات جلد اول تا پنجم	محی الدین قادری زور	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
۱۱۔حیاتِ وجہی	م ن سعید	ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی
حیات بخشی بیگم	محی الدین قادری زور	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
حدیقۃ السلاطین	مرزا نظام الدین احمد	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
۱۱۔دکن میں اردو	نصیرالدین ہاشمی	ترقی اردو بیورو، دہلی
۱۲۔دکنی ادب کی تاریخ	محی الدین قادری زورؔ	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ
۱۳۔دکنی اردو	مرتب عبدالستار دلوی	شعبۂ اردو، بمبئی یونیورسٹی، بمبئی
۱۴۔سب رس از وجہی	مرتب: شمیم انہونوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ

کتاب	مصنف / مرتب	ناشر
۱۵۔ ضمیمۂ قطب مشتری	م ن سعید	نوائے ادب، انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بمبئی
۱۶۔ قطب مشتری	مولوی عبدالحق	انجمن ترقی اردو، دہلی
۱۷۔ قطب مشتری	مرتب: حمیرا جلیلی	ترقی اردو بیورو، دہلی
۱۸۔ قطب مشتری	مرتب: طیب انصاری	مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ
۱۹۔ مخطوطہ قطب مشتری 13W8617P	وجہی	برٹش لائبریری، لندن
۲۰۔ قطب مشتری (مبیّضہ)	مولوی عبدالحق	انجمن ترقی اردو، دہلی
۲۱۔ قطب مشتری اور اس کا تنقیدی مطالعہ	وہاب اشرفی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی
۲۲۔ قطب مشتری میں داستانی انحراف	اقبال النسا	نوائے ادب، انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی
۲۳۔ قطب شاہی معاشرت	م ن سعید	فکر و ادب، شعبۂ اردو، بنگلور یونیورسٹی
۲۴۔ کسوٹی	اختر اورینوی	نامعلوم
۲۵۔ میر محمد مومن	محی الدین قادری زور	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد
۲۶۔ مخطوطہ سب رس	وجہی	ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد

اشاریہ

الف، ت

ج، ح، خ

د، ر، ز

س، ش، ص، ض

Dakhani Classic

of

Mulla Asadulla Vajhi

(Poet Laureate of Golconda Sultanate)

QUTUB MUSHTARI

Tehseen o Takhmeen

with critical commentary and glossary

Meem Noon Sayeed

Director

Centre for Daccani Studies & Research

Formerly Professor of Urdu, Bangalore University

Karnataka Urdu Academy

Bangalore

Qutub Mushtari

Tehseen o Takhmeen

with critical commentary and glossary

Meem Noon Sayeed
Director
Centre for Daccani Studies & Research
Formerly Professor of Urdu
Bangalore University

ISBN 978-93-85413-12-4
9 789385 413124

PUBLISHER:
KARNATAKA URDU ACADEMY
Sadath House, Karnataka State Haj Committee Building,
Richmond Road, Bangalore - 560 025 Ph.: 97383 80035 | 80954 82660
kuabangalore@gmail.com